بسمہ تعالیٰ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

تحفۂ قادیانیت

جلد ششم

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ ملتان

☎ 514122

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

تحفہ قادیانیت

جلد ششم

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ ملتان

☎ 514122

پیشِ لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

اللہ تعالیٰ کو دین کی حفاظت و صیانت کا کام لینا آتا ہے، وہ جب اور جس سے چاہیں اپنے دین کی خدمت لے سکتے ہیں، اسی طرح وہ جب کسی کو دین کے کسی شعبہ کے لئے منتخب فرماتے ہیں، تو استعداد و صلاحیت، اسباب و وسائل اور اس کے مناسب محنت کا میدان بھی مہیا فرمادیتے ہیں۔

ایسے ہی جب کوئی باطل پرست، دین و مذہب کے خلاف سر اُٹھاتا ہے، اس کی سرکوبی کے لئے نہ صرف کسی کو کھڑا کرنا جانتے ہیں، بلکہ باطل اور باطل پرستوں کی ذہنی، فکری سوچ کا تعاقب، ان کی نام نہاد تحقیقات کا حدودِ اربعہ اور ان کی نئی نئی موشگافیوں کے تار و پود بکھیرنے کی صلاحیت بھی ودیعت فرمادیتے ہیں۔

اُسے لسان و بیان اور قلم و قرطاس، سیف و سنان کا اسلوب اور جرأت و ہمت سے بولنے اور لکھنے کے ڈھنگ سے معمور فرمادیتے ہیں۔

ان سب سے بڑھ کر اس کے دل و دماغ میں حق و صداقت کی اہمیت، ایمان و اسلام اور دین و مذہب کی ترقی، اس کی راہ میں پیش آنے والی رُکاوٹیں دور کرنے کا جذبہ اور ولولہ بھی عطا فرمادیتے ہیں۔

ایسے ہی کفر و شرک، ظلم و تعدی، جور و عدوان اور عصیان و طغیان سے نفرت کا جذبہ بھی ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھر دیتے ہیں۔

یہاں تک کہ اس کو کھانا پینا، سونا جاگنا، بیوی بچوں، مال و دولت، راحت و آرام، چین و سکون وغیرہ سب ہی کو اس مقصد کے لئے قربان کرنا، آسان لگتا ہے۔

دین، دینی اقدار کی سربلندی اور کفر و ضلال کی تردید اور مدعیٔ کاذب مرزا غلام احمد قادیانی کی تغلیط کے سلسلہ میں ہمارے مخدوم ومحبوب حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کو یہی مقام حاصل تھا، چنانچہ بارہا مشاہدہ ہوا کہ آپ کسی دُور دَراز کے سفر سے تھکے ہارے پہنچے، ادھر کوئی مرزائی یا قادیانیت زدہ آ گیا، جیسے ہی اس نے قادیانیت پر کوئی سوال کیا، آپ کو اپنی ساری تھکن بھول گئی اور گھنٹوں اس سے بیٹھ کر ایمان و کفر اور کذبِ مرزا پر بات کرتے اور دلائل و براہین سے اُسے قادیانی دجل و فریب سے آشنا کرتے، مرزا کی دیسسہ کاریاں سمجھاتے، نہایت سوز و درد سے اس کا ایمان بچانے کی فکر کرتے، اور دُودھ کا دُودھ اور پانی کا پانی کرکے بتلاتے۔

یہ اسی جذبۂ خیرخواہی ونصح کی برکت ہے کہ آپ نے اُمت کو قادیانی مسئلہ سمجھانے، مسیلمۂ پنجاب کے مکر وفریب کے خد و خال واضح کرنے اور قادیانی اُمت کو حقائق سے آگاہ کرنے کے لئے زندگی وقف کردی، آپ نے مناظرے اور مباہلے کئے، خطابات و تقاریر کیں، رسائل و کتب اور مقالات و مضامین لکھ کر قادیانیت کو ننگا کیا۔ جب آپ کے لکھے گئے مقالات و مضامین اور رسائل و کتب کو یکجا کیا گیا تو ''تحفۂ قادیانیت'' کے نام سے اس کی کئی جلدیں وجود میں آگئیں۔ پیشِ نظر مجموعہ اس سلسلہ کی چھٹی جلد ہے، جو اَب تک غیرمطبوعہ مضامین، مقالات و خطابات اور محاضرات کا مجموعہ ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اُمت کے لئے مفید بنائے، قادیانیت زدہ افراد کے لئے ہدایت، ہمارے اور حضرت شہیدؒ کے لئے مغفرت ونجاتِ آخرت کا ذریعہ بنائے، آمین!

خاکپائے حضرت لدھیانوی شہیدؒ

سعید احمد جلال پوری

۱۴۲۵/۱۱/۶ھ

فہرست

قادیانی دجل و تلبیس

حضرتِ اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ وقتاً فوقتاً جذبۂ نُصح و خیر خواہی کے تحت قادیانی مغالطوں اور اِشکالات کا جواب دیتے رہتے تھے، جنھیں رسائل کی شکل میں شائع کیا جاتا، قادیانی حضرات ان کے اُلٹے سیدھے جوابات دیتے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے، اس پر ایک صاحب نے حضرتؒ سے قادیانی رسائل کے جوابات لکھنے کی فرمائش کی، تو حضرتؒ نے ان کو درج ذیل مکتوب لکھا۔

سعید احمد جلال پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مخدوم و معظم، زیدت فضائلکم ومدت فیوضہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کرامت نامہ شرفِ صدور لایا، قادیانیوں نے اس ناکارہ کے بعض رسائل کا جواب لکھا تھا، وہ رسائل بندہ کی نظر سے بھی گزرے، یہ ناکارہ تو منتظر رہتا ہے کہ مخالفین کی جانب سے اس ناکارہ کی کسی غلطی پر آگاہ کیا جائے تو اپنی اصلاح کرلوں، لیکن افسوس ہے کہ قادیانی رسائل میں اس ناکارہ کی کسی غلطی پر مطلع نہیں کیا گیا، البتہ دجل و تلبیس اور خلط مبحث سے ... جو قادیانیت کا خاص شعار ہے ... ضرور کام لیا گیا، اور اُن کا

مقصد احقاقِ حق نہیں ہوتا، بلکہ اپنی جماعت کے افراد کو "قُلُوْبُنَا غُلْفٌ" کا مصداق بنانا ہوتا ہے۔ گویا جدید دور کی اصطلاح میں "نصیحت پروف" کرنا، تاکہ کتنی ہی معقول بات اور کتنی ہی سنجیدگی اور جذبۂ خیرخواہی سے کہی جائے، ان پر اثرانداز نہ ہو۔

چونکہ ان جوابی قادیانی رسائل میں محض ضد و عناد اور مکابرہ کا مظاہرہ کیا گیا تھا، اس لئے جی نہ چاہا کہ اپنے ضروری مشاغل کو چھوڑ کر ان کا جواب لکھوں، اگر کسی مستند نوجوان عالم کو اس کے لئے تجویز فرمادیا جائے تو بہت مناسب ہے، اور اگر اس ناکارہ کی تحریر پر قادیانی صاحبان کا کوئی اشکال ایسا نظر آئے جس کے لئے اس ناکارہ ہی سے استفسار کی ضرورت ہو تو اس کے لئے بسروچشم حاضر ہوں۔ اسی طرح ان جوابات کے اس ناکارہ کو دکھانے کی ضرورت محسوس فرمائی جائے، تو اس کے لئے بھی حاضر ہوں۔ اور اگر آں مخدوم کا حکم ہو کہ فلاں رسالہ کا جواب تو ہی لکھ، تو یہ رُوسیاہ اس کی بھی تعمیل کرے گا، والسلام!

دیگر اکابر کی خدمت میں بھی سلام اور دعواتِ صالحہ کی التجا۔

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

دوشنبہ ۲۵/۲/۱۴۱۶ھ

اسلام اور قادیانیت دو ضدیں ہیں

مرزائی، اپنے باوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اُلجھنے اُلجھانے، دجل و تلبیس اور دھوکا دینے میں ماہر ہوتے ہیں، ان کا چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا ہر قادیانی اس فن میں طاق ہوتا ہے، اور ہر ایک سے پنجہ آزمائی ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ انہیں اس سے سروکار نہیں ہوتا کہ ان کا سوال صحیح ہے یا غلط؟ اور نہ ہی ان کو اس کا لحاظ ہوتا ہے کہ معقول جواب مل جانے کے بعد دین و دیانت اور عقل و شرافت کا تقاضا ہے کہ خاموشی اختیار کرلی جائے، بلکہ وہ اپنی راگنی الاپنے کو اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔

اسی طرح ایک لاہوری مرزائی خلیل الرحمٰن ایڈیٹر ''پیغامِ صلح'' نے بھی کافی دنوں تک حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کو اُلجھانے کی کوشش کی، اور طویل مکاتبت رہی، ان میں کے چند خطوط مع جوابات تحفۂ قادیانیت جلد چہارم میں شائع ہوچکے ہیں، ذیل کا خط اور اس کا جواب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو تاحال کہیں شائع نہیں ہوا تھا۔

سعید احمد جلال پوری

مکرمی و محترم جناب مولانا محمد یوسف صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا مکتوبِ گرامی کل ملا، الحمدللہ آپ اپنے طویل سفر سے بخیرت اپنے مقام پر واپس پہنچ چکے ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے آپ کو اپنے ۱۸/۲/۷۷ء کے خط میں اپنے دس عقائد لکھے تھے، ان کے متعلق آپ نے اپنے ۲۱/۲/۷۷ء کے خط میں لکھا کہ: ''اگر (میری حیثیت) سائل کی ہوگی تو یہ سمجھئے کہ مجھے آپ کے ہر دعویٰ میں شبہ ہے۔'' میں اپنے ان عقائد میں سے پہلے ۷ دُہراتا ہوں، اگر یہی مسلمانوں کے عقائد ہیں تو مجھے ان میں کوئی شبہ نہیں:

۱:...اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔

۲:...تمام رسولوں، کتابوں، فرشتوں اور یومِ آخرت پر ایمان لانا ضروری ہے۔

۳:...کلمۂ شہادت اور کلمۂ توحید پڑھنا لازمی ہے۔

۴:...نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ فرائض میں شامل ہیں۔

۵:...آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔

۶:...اسلام آخری اور مکمل دین ہے۔

۷:...اور قرآن کریم خاتم الکتب ہے، اس میں کوئی ناسخ اور منسوخ آیات نہیں۔

آپ نے مجھے ''اسلامی عقائد'' میں شبہات پیش کرنے کے لئے فرمایا ہے، مجھے مذکورہ عقائد میں کوئی شبہ نہیں، مگر اس ''اسلامی عقیدہ'' میں نہیں بلکہ ''مسلمانوں'' کے اس عقیدہ میں ضرور شبہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم بنی اسرائیلی نبی اب تک زندہ آسمان پر موجود ہیں اور مسلمانوں کی اصلاح کے لئے آنحضرت صلعم کے بعد دوبارہ آئیں گے، کیونکہ میرا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ اگر آپؐ کے بعد کوئی نبی بھی آجائے خواہ نیا ہو یا پرانا تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹتی ہے اور یہ تسلیم کرنا، آنحضرت صلعم کی شان میں گستاخی

اور آپ کی ہتک ہے، اور دینِ اسلام میں نقص ماننے کے مترادف ہے۔

میرا یہ شبہ آپ دور فرمادیں، میرے لئے حیاتِ مسیحؑ پر دلائل اس ترتیب سے قابلِ قبول ہوں گے:

۱:...سب سے پہلے آپ قرآنِ کریم سے دلائل دیں گے، جب قرآن کریم کی روشنی میں جاری بحث ختم ہوجائے گی۔ تو

۲:... بخاری شریف۔

۳:...مسلم (شریف)۔

۴:...ان کے بعد باقی احادیث بشرطیکہ وہ قرآن کریم کے دلائل اور آیات سے متعارض اور متصادم نہ ہوں، کیونکہ اسلامی عقائد کی بنیاد محض قرآن کریم پر ہے۔

اس بحث کے دوران حضرت مرزا صاحب کی ذات کو کسی طور زیرِ بحث نہیں لایا جائے گا، کیونکہ اگر حضرت مسیحؑ کی حیات ثابت ہوگئی تو حضرتِ مرزا صاحب کا دعویٰ مسیح موعود وغیرہ خود ہی باطل ہوجائے گا۔

مجھے امید ہے کہ سلسلۂ گفتگو کے دوران آپ میری ان گزارشات کو ضرور مدنظر رکھیں گے۔

والسلام

خلیل الرحمٰن، ایڈیٹر پیغامِ صلح

جواب:

مخدوم ومکرم جناب خلیل الرحمٰن صاحب، زید الطافہم

بعد ما وجب! آنجناب کا گرامی نامہ ملتان ہوتے ہوئے مجھے آج یہاں ملا، (میں قریباً ایک مہینے سے کراچی میں ہوں) نامۂ کرم سے ممنون فرمایا، اس کا شکریہ قبول فرمایئے، افسوس ہے کہ ابھی تک مبادیات ہی طے نہیں ہوسکے، ان کی طرف توجہ دلاتا ہوں، اور دوٹوک فیصلہ کا منتظر ہوں۔

۱:... پہلے عریضہ میں میں نے عرض کیا تھا کہ گفتگو کے لئے سوالات کی فی ہفتہ تعداد معین کرلی جائے، فریقین کے اخبار و رسائل میں اس مراسلت کے شائع کرنے کا فیصلہ کیا جائے، اور آپ کے سوالات کی پہلی قسط آنے پر میں ''اُصولِ موضوعہ'' عرض کروں گا، جن کی روشنی میں آپ کے شبہات حل کئے جائیں۔ اگر ان میں سے کوئی آپ کو مسلّم نہ ہو تو گفتگو پہلے اس پر ہو، تاکہ ہماری بحث اُصول و قواعد کے دائرے میں رہے، آپ نے ابھی تک ان امور سہ گانہ کا فیصلہ نہیں فرمایا کہ فی ہفتہ سوالات کی تعداد کتنی ہوگی؟ دوطرفہ رسائل میں اس کو شائع کیا جائے گا؟ اُصولِ موضوعہ پر (بشرطِ عدم تسلیم) گفتگو ہوگی؟ میں آپ کے فیصلہ کا شدت سے منتظر ہوں۔

۲:... آپ کو یاد ہوگا کہ میرا پہلا خط آنجناب کی اسی خواہش کے جواب میں تھا کہ میں آنجناب کے شبہات حل کروں (پیغامِ صلح ۲۶؍جنوری ۱۹۷۷ء)۔

میں نے مندرجہ بالا تین اُمور ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ: ''فقیر آپ کے اور آپ کی جماعت کے شبہات کے جواب کے لئے حاضر ہے۔'' اب قاعدے کی رُو سے آپ کا فرض یہ تھا کہ آپ کسی اسلامی عقیدے پر شبہات پیش کرتے، مگر اس کے برعکس آپ نے یہ کیا کہ اپنے دس عقیدے لکھ کر مجھے فرمایا کہ تجھے ان پر کیا اعتراض یا شبہ ہے؟ یہ ایک بے اُصولی بات تھی کہ میں مجیب کے بجائے سائل کی پوزیشن سنبھال لوں، اور آپ کے شبہات حل کرنے کے بجائے خود آپ کے سامنے شبہات پیش کرنے لگوں۔ اس لئے میں نے لکھا تھا کہ آپ پہلے تو یہ طے فرمادیں کہ میری حیثیت سائل کی ہے یا مجیب کی؟ آنجناب نے اپنے تازہ خط میں بھی اس کی وضاحت نہیں فرمائی، بلکہ دوبارہ اپنے دس میں سے سات عقائد درج کردیئے، کیا آنجناب کو علم نہیں کہ اُصولِ مباحثہ کی رُو سے سائل اور مجیب کی حیثیت میں آسمان و زمین کا فرق ہے! دونوں کے فرائض اور ذمہ داریاں بالکل الگ الگ ہوتی ہیں، لہٰذا آپ دوحرفی بات لکھئے کہ میں سائل ہوں یا مجیب؟ اگر سائل ہوں تو مجھے آپ کے عقائد پر سوالات

کرنے کی اجازت دیجئے، اور اگر میں مجیب ہوں تو میرے سامنے اپنے عقائد پیش کرنا مہمل بات ہے، بلکہ خود مجھ سے پوچھئے کہ فلاں اسلامی عقیدہ پر میرے فلاں فلاں اعتراض کا جواب دو۔

۳:... آنجناب بار بار جناب مرزا صاحب بالقابہ کا ذکرِ خیر درمیان میں لاتے ہیں، اور میں قصداً اس کا نوٹس نہیں لیتا رہا، تاکہ سلسلۂ کلام آگے بڑھے، سوال یہ ہے کہ آنجناب کو جناب مرزا صاحب کے اُصول و عقائد، الہامات و مکاشفات، دعوت و دعاوی اور ارشادات و تعلیمات مسلّم ہیں یا نہیں؟ اگر وہ بقول آپ کے مسیح موعود اور حَکَم وعَدَل ہیں، تو ان کے مسلّمات کو پیش کرنے اور ان سے بحث کرنے کا مجھے کیوں حق نہیں؟ اور آپ جناب مرزا صاحب کے مسلّمات سے کیوں کتراتے ہیں؟

۴:... آنجناب نے میرا یہ جملہ نقل کرکے کہ: ''اگر میری حیثیت سائل کی ہوگی تو یہ سمجھئے کہ مجھے آپ کے ہر دعویٰ میں شبہ ہے'' اس کے جواب میں اپنے دس میں سے سات عقائد درج کرکے لکھا ہے کہ: ''اگر یہی مسلمانوں کے عقائد ہیں تو مجھے ان میں کوئی شبہ نہیں۔'' میرے اور اپنے خط کو دوبارہ پڑھ کر سوچئے کہ میرے اس جملہ کا جواب آپ کو کیا دینا چاہئے تھا اور آپ نے کیا لکھ دیا؟

خیال ہے کہ آنجناب میرے فقرے کا مطلب نہیں سمجھے، لیجئے اس کی ذرا سی وضاحت کردیتا ہوں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آنجناب کے جناب مرزا صاحب کو ماننے کے بعد (مجدد، مسیح، مہدی، ظلّی نبی، مجازی نبی، بروزی نبی، لغوی نبی، اُمتی نبی، غیرحقیقی نبی، جیسا کچھ بھی آپ مانتے ہوں) کسی اسلامی عقیدے کو ماننے کا دعویٰ کرنا غلط، محلِ اشتباہ اور آیتِ کریمہ: ''اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللهِ'' کا مصداق ہے، کیونکہ جناب مرزا صاحب کا مرتد اور خارج از اسلام ہونا بالکل قطعی اور بدیہی ہے، اور جو شخص ایک مرتد کو اپنا پیشوا مانتا ہو (خواہ کسی رنگ میں مانے)، اس کی وحی پر ایمان لاتا ہو، اس کے دعاوی کو تسلیم کرتا ہو، اس کو راست باز سمجھتا ہو، اس کا کسی اسلامی عقیدے پر

ایمان رکھنے کا دعویٰ قابلِ اعتبار نہیں، خواہ وہ خانۂ کعبہ میں حلف اُٹھائے، وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَکَاذِبُوْنَ!

یہ تھی میرے اس فقرہ کی تشریح کہ: ''مجھے آپ کے ہر دعویٰ میں شبہ ہے''، یہ مطلب اگر آپ کے ذہن میں ہوتا تو آپ کا جواب کیا یہی ہونا چاہئے تھا جو آپ نے دیا؟ اب بھی اگر آنجناب کو کسی اسلامی عقیدہ پر (خواہ توحید و رسالت ہی کیوں نہ ہو) ایمان رکھنے کا دعویٰ ہے تو مجھے اس دعویٰ پر جرح کی اجازت دیجئے! اور پھر میرے اعتراضات کو اُٹھا کر ثابت کر دکھایئے کہ آپ اسلام کے کسی عقیدے پر واقعی ایمان رکھتے ہیں، اور آیتِ مذکور کا مصداق نہیں ہیں۔ میرے نزدیک اسلام اور مرزا غلام احمد صاحب دو ضدیں ہیں، جو کبھی جمع نہیں ہوسکتیں، اسلام ہے تو مرزا صاحب پر ایمان لانا ممکن نہیں، اور مرزا صاحب پر ایمان ہو تو اسلام پر ایمان؟ ''ایں خیال است و محال است و جنوں!'' اگر آنجناب کو مسلمان کہلانے کا شوق ہے تو آیئے اسی پر گفتگو ہوجائے، امید ہے مزاج سامی بعافیت ہوں گے، وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

جواب کا منتظر

محمد یوسف عفا اللہ عنہ، کراچی

۱۹؍جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ

۸؍مئی ۱۹۷۷ء

ے: میں انشاء اللہ دو ایک روز میں ملتان جارہا ہوں، آنجناب کے گرامی نامہ کا وہیں انتظار کروں گا۔)

قادیانی شبہات کے جوابات

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

آپ حضرات کو یہاں اس مقصد کے لئے دعوت دی گئی ہے تا کہ قادیانی جو شبہات پھیلاتے ہیں، آپ ان سے آگاہی حاصل کر کے ان کا جواب دے سکیں اور بے چارے ناواقف مسلمانوں کا ایمان بچا سکیں۔

رہی یہ بات کہ کوئی قادیانی کس وقت اور کیا شبہ پیش کرے گا؟ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، لیکن اگر آپ نے کچھ سیکھا اور سمجھا ہوا ہوگا اور مسئلہ قادیانیت کی حقیقت کو جانتے ہوں گے، تو آپ معلوم کر سکیں گے کہ اس شبہ کا جواب یوں دیا جاسکتا ہے، یعنی آپ کو اس معاملے میں تردد نہیں ہوگا۔

اسلامی عقائد پر یقین کی ضرورت:

ابھی عصر کا وقت ہونے والا ہے، اور سورج موجود ہے، جس طرح آپ کو اس سورج کے موجود ہونے کا یقین ہے، ٹھیک اسی طرح آپ کو اسلامی عقائد پر یقین ہونا چاہئے۔ اگر کوئی قرآن اور حدیث کے ہزار دلائل پیش کرے کہ اس وقت سورج موجود نہیں ہے، تو آپ کہیں گے کہ قرآن و حدیث برحق ہیں، مگر تو نے قرآن و

حدیث کو غلط سمجھا ہے، اس لئے کہ یہ سورج کا مشاہدہ تیری فہم کو جھٹلا رہا ہے، تیرا فہم غلط ہے۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں اپنے عقائد کے بارے میں مذبذب نہیں ہونا چاہئے، بلکہ پختہ عزم اور پختہ یقین کے ساتھ ان پر عقیدہ ہونا چاہئے۔

عقیدہ کی تعریف:

آپ جانتے ہیں کہ عقیدہ ''عقدۃ'' سے مأخوذ ہے، اور عقدہ کہتے ہیں گرہ کو، تو عقیدہ کی گرہ ایسی مضبوط ہونی چاہئے کہ کسی طالع آزما کے شبہات پیدا کرنے سے بھی نہ کھل سکے، لہٰذا آپ نے اللہ اور اللہ کے رسول کے فرمان پر عقیدہ کی گرہ باندھ لی ہے، یہی عقیدہ ہے، اب اگر کوئی ملحد اس کو کھولنا چاہتا ہے تو آپ زیادہ سے زیادہ یہ سوچیں گے کہ یہ شخص جو بات کہہ رہا ہے یا جو شبہ ڈال رہا ہے، بہرحال یہ غلط ہے، ہاں! اگر میری سمجھ میں اس کا جواب نہیں آتا تو یہ میرا قصور ہے کہ میں نے اپنے عقیدہ پر محنت نہیں کی اور اس کو سو فیصد پڑھا اور ہضم نہیں کیا، کیونکہ سو فیصد یقین ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی بات صحیح ہے اور باقی سب غلط ہے۔

مخاطب کی زبان میں گفتگو کی جائے:

دوسری بات یہ ہے کہ جس آدمی سے گفتگو کی جائے، اس کو اس کی زبان میں بات سمجھانا چاہئے، دوسری زبان آپ بولیں گے، تو وہ نہیں سمجھے گا، کیونکہ وہ آپ کی زبان نہیں جانتا اور آپ اس کی زبان نہیں سمجھتے، یعنی زبان سے میرا مطلب یہ ہے کہ ان کی خاص اصطلاحات میں بات کی جائے۔

قادیانیوں سے مناظرہ کا طریقۂ کار:

قادیانیوں کے اعتراضات کے جواب کے لئے بہترین جواب یہ ہے کہ ان کو غلام احمد قادیانی کی کتابوں کے حوالے نکال کر دکھا دیں، انشاء اللہ آپ کو مرزا کی کتابوں سے مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق ہر بات کا حوالہ ملے گا۔

حیات ونزولِ عیسیٰؑ پر کلام کا انداز:

مثلاً: جہاں قادیانی یہ کہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نہیں آئیں گے، تو آپ ان سے کہئے کہ مرزا صاحب تو جھوٹ نہیں بولتے، جب انہوں نے لکھا ہے کہ آئیں گے تو تم کیسے انکار کرتے ہو؟ پھر ان کو مرزا کی کتابوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے متعلق خود مرزا صاحب کی عبارت نکال کر دکھادو۔

اگر وہ یہ کہیں کہ یہ عقیدہ منسوخ ہوگیا ہے، تب ان سے سوال کرو کہ مرزا غلام احمد نے جب یہ عقیدہ لکھا تھا، اس وقت انہوں نے صحیح لکھا تھا یا غلط؟ اگر وہ کہیں کہ جب لکھا تھا اس وقت تو صحیح تھا، پھر تم ان سے سوال کرو کہ جب غلام احمد نے لکھا تھا، اگر اس وقت صحیح تھا تو بعد میں کب منسوخ ہوا؟ اگر وہ کہیں کہ بعد میں منسوخ ہوا، تو ان سے سوال کرو کہ کیا کبھی عقیدہ بھی منسوخ ہوا کرتا ہے؟ اگر وہ کہیں کہ پہلے ہی منسوخ ہوچکا تھا، تو کہو کہ غلام احمد نے جھوٹ لکھا تھا؟ بس پھر قادیانی اس سے آگے نہیں چل سکیں گے اور یہیں سے ہی سلسلۂ کلام ختم ہوجائے گا۔

اجرائے نبوت پر بات کرنا کا طریقہ:

اسی طرح اگر کوئی قادیانی یہ دعویٰ کرے کہ نبوت جاری ہے اور اس پر قرآن کریم کی آیتیں یا حدیثیں پڑھے، تو آپ غلام احمد کی کتاب نکال کر دکھادیں کہ اس نے لکھا ہے کہ: ہمارا عقیدہ ہے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے، ہر قسم کی نبوت ختم ہوگئی، اب کسی قسم کی کوئی نبوت نہیں، یہ نکرہ تحت النفی ہے، عموم کا فائدہ دیتا ہے، اب اس کے بعد یہ کہنا کہ مرزا فلاں قسم کا نبی نہیں ہے، ایسا ہے، ویسا نہیں ہے، سب فضول ہے، اس لئے کہ سوال یہ ہے کہ نبی ہے یا نہیں؟ کیونکہ مرزا تو کہتا ہے کہ میں مدعیٔ نبوت کو کافر سمجھتا ہوں، ملعون سمجھتا ہوں، دجال سمجھتا ہوں اور خارج از اسلام سمجھتا ہوں، کافر، خارج از اسلام، اور ملعون یہ تینوں لفظ مرزے کے

ہیں، ان سے کہو کہ مرزا صاحب نے جب یہ عقیدہ بتایا ہے کہ مدعیٔ نبوت کافر، ملعون اور دجال اور خارج از اسلام ہے تو آپ اس عقیدہ کو کیوں پیش کر رہے ہیں؟ آیا یہ اسلام کا عقیدہ ہے یا اسلام کے خلاف؟ اگر اسلام کا عقیدہ ہے، تو مرزا صاحب نے یہ لکھا تھا، تو کیا اس نے اسلام کے خلاف لکھا تھا؟

ہر بات کا جواب مرزا قادیانی کی کتب سے:

خیر میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن اور حدیث سے ختم نبوت کے حوالہ دینے کے بجائے سب سے کامیاب طریقہ یہ ہوگا کہ آپ مرزا غلام احمد کی کتابوں سے مرزائی عقائد اور شکوک وشبہات کا توڑ کریں، کچھ آپ خود مطالعہ کریں، اور کچھ اساتذہ آپ کو بتادیں گے، انشاً اللہ اس طرح کام چل نکلے گا۔

ان تمہیدی الفاظ کے بعد میں آپ حضرات سے سوال کرنا چاہوں گا کہ کیا کبھی کسی کو کسی قادیانی مولوی، غیر مولوی یا عام آدمی سے بات کرنے کی نوبت آئی ہے؟ اگر آئی ہے تو کس مسئلہ پر؟

قادیانیوں کو صرف ایک مسئلہ آتا ہے:

اگر کسی کو اس کی نوبت آئی ہوگی تو اس کو معلوم ہوگا کہ عموماً قادیانی حیات و نزولِ عیسیٰؑ کے مسئلہ ہی پر بات کرتے ہیں۔

ہمارے حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ:

> ''مرزائیاں نوں اکو ای مسئلہ آندا اے کہ عیسیٰ مر گیا،
> تے مینوں وی اکو ای مسئلہ آندا اے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ نے۔''

یعنی قادیانیوں کو ایک ہی مسئلہ آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں، اور مجھے بھی ایک ہی مسئلہ آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ آسمان پر کہاں سے کھاتے، پیتے ہیں؟

سوال:... قادیانی کہتے ہیں کہ: جی اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مان لیا جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ اتنا عرصہ سے آسمان پر زندہ رہ رہے ہیں تو وہاں وہ کیا کھاتے ہیں؟ کیا پیتے ہیں؟ اور اب تو وہ بوڑھے ہوگئے ہوں گے، تو اب اس بوڑھے آدمی کے زمین پر آنے کی کیا ضرورت ہوگی؟ یہ نیا مسیح آ گیا ہے اس کو مان لو۔

جواب:... آپ تو مولوی صاحبان ہیں، اُن کے ساتھ تو باتیں کرتے رہتے ہوں گے، یا اپنے پاس سے ہی یہ سوال بنالیا ہوگا؟ چلئے یہ مرزائیوں کا شبہ ہی سہی، میں اس کا جواب دیئے دیتا ہوں:

دینِ اسلام کے عقیدے پکے ہیں:

یہ بات یاد رکھو! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ دینِ اسلام کے عقیدے پکے ہیں، جیسا کہ آفتاب کے سامنے کبھی کبھی بادل آجائیں تو وہ چھپ جاتا ہے، اسی طرح کبھی سورج کو گرہن لگ جائے تو وہ چھپ جاتا ہے، اسی طرح کبھی چاند گرہن ہوجائے تو کہتے ہیں کہ زمین درمیان میں آجاتی ہے، یا کہتے ہیں کہ چاند، سورج اور زمین کے درمیان آجاتا ہے، تو پھر گویا اس کی موت آگئی اور وہ بے نور ہوگیا اور چھپ گیا۔

اہلِ باطل اسلام کے سورج کو شبہات کے بادل میں چھپانا چاہتے ہیں:

ٹھیک اسی طرح جتنے بھی اہلِ باطل ہیں وہ جب بھی کوئی شبہ کریں گے، اہلِ باطل خواہ مرزائی ہوں یا چکڑالوی، منکرینِ حدیث ہوں یا رافضی، ناصبی ہوں یا عیسائی،

یہ سارے کے سارے حق کو اپنے شبہات کے گردوغبار اور بادل سے چھپانا چاہتے ہیں، دراصل بات یہ ہے کہ ان کا مقصود حق کو پہچاننا نہیں، بلکہ حق کو چھپانا اور متوہم کرنا ہے۔

مرزائیوں کے واہیات سوالات:

یہ جو مولانا صاحب نے ذکر کیا کہ مرزائی ایسا کہتے ہیں، واقعی مرزائی ایسا کہتے ہوں گے، کبھی تو وہ یوں کہتے ہیں کہ: عیسیٰ علیہ السلام کیوں چلے گئے؟ کیا زمین پر ان کی روح کے لئے سونے کی کوئی جگہ نہیں تھی؟ کبھی وہ کہتے ہیں کہ: وہاں وہ کھاتے کیا ہوں گے؟ پیتے کیا ہوں گے؟ -نعوذ باللہ- ہگتے کہاں ہوں گے؟ موتتے کہاں ہوں گے؟

ہمارے یہاں کراچی میں مرزائیوں کا ایک دفتر ہے، ایک بار میں وہاں چلا گیا، میں نے وہاں موجود ان کے مربی سے کہا کہ: بھائی ہماری باتیں بھی سن لو! وہ بیٹھ گئے، بات تو لمبی ہے، بہرحال قصہ مختصر ان میں ایک بڑا کڑیل نوجوان بھی تھا، میرے خیال میں وہ ساڑھے چھ فٹ کا ہوگا، وہاں موجود لوگوں میں سب سے لمبا تھا، اور اچھے ڈیل ڈول کا آدمی تھا، اس کا چہرہ بھی بالکل سفید تھا، غالباً سیالکوٹ کا پنجابی تھا، کہنے لگا: ”میں من لواں گا، مینوں اے دسّو کہ عیسیٰ ٹٹی کتھے کردے نے؟“ (میں تمہاری بات مان لوں گا کہ عیسیٰ زندہ ہیں، مگر مجھے یہ بتلاؤ کہ عیسیٰ ٹٹی کہاں کرتے ہیں؟) کبھی کہتے ہیں کہ: کارخانہ کون سا ہے جہاں سے ان کے کپڑے بن کر آتے ہیں؟

حضرت عیسیٰؑ آسمان پر خود نہیں گئے:

ان کا یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ السلام کیسے چلے گئے؟ ان سے کہو کہ: ناں بھائی! ہم اس کے قائل ہی نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام چلے گئے، اور نہ ہم اس کے قائل ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے آپ چھلانگ مار کے آجائیں گے، ہم تو اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ

ان کو لے گیا اور اللہ تعالیٰ ہی ان کو نازل فرمائیں گے، ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور اللہ تعالیٰ کا کام ہے، اللہ تعالیٰ کے کتنے افعال ایسے ہیں جن کی تم نے حکمتیں معلوم کرلی ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے ہر فعل کی حکمت پوچھنے کی اجازت نہیں:

حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ سے کسی نے کسی مسئلہ کی علت سے متعلق پوچھا کہ یہ یوں کیوں ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا کہ: تمہاری ناک آگے لگی ہے، پیٹھ کے پیچھے کیوں نہیں لگی؟ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی اس میں حکمت ہے بلکہ بے شمار حکمتیں ہیں، اسی طرح سر پر بال اُگائے ہیں، چہرے کو صاف رکھا ہے، اور داڑھی مردوں کو دی ہے عورتوں کو نہیں دی، اللہ تعالیٰ کے ہر تخلیقی فعل میں یا تشریعی فعل میں حکمت ہے، ہر تکوینی کام میں حکمت ہے، میں اس حکمت کا انکار نہیں کرتا۔

سوال یہ ہے کہ کیا بندوں کو پوچھنے کا حق ہے کہ اللہ نے ایسا کیوں کیا؟ مرزائیوں کا یہ شبہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کیسے چلے گئے؟ یہ ہمارا دعویٰ ہی نہیں، ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ لے گئے، کیونکہ ارشادِ الٰہی ہے: "بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ" (بلکہ اللہ نے اُٹھا لیا ہے ان کو اپنی طرف) اب فرمایئے کہ جب اللہ نے اُٹھایا ہے تو اللہ سے جاکے پوچھو، کیونکہ قرآن میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اُٹھالیا، پھر ہم سے کیوں پوچھتے ہو؟ عیسیٰ علیہ السلام سے کیوں پوچھتے ہو؟ اللہ سے پوچھو کہ اس نے درمیان سے رکاوٹیں کیسے دور کردیں؟ یہ سب واہیات باتیں ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ کو لے جانے کی طاقت ہے، تو لے گیا!

ہاں! البتہ ہم مرزائیوں سے یہ پوچھتے ہیں کہ یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کو لے جانے کی طاقت ہے یا نہیں؟ اگر مرزائی کہیں کہ طاقت ہے، تو کہو بس ٹھیک ہے، اللہ نے کہہ دیا کہ مجھے طاقت ہے میں لے گیا، اس لئے کہ اللہ کی شان یہ ہے کہ: "وَکَانَ

اللہُ عَـزِیْـزًا حَکِیْـمًـا“ (اللہ تعالیٰ زبردست ہے، اور حکمت والا ہے) وہ دیکھتا ہے، کیوں لے گیا؟ اس کی حکمت ہوگی، ہمیں کیا معلوم؟ بس ہمیں تو اس نے یہ کہہ دیا کہ یہ معاملہ یوں ہوا ہے اور تم اس کا عقیدہ رکھو۔

اہلِ جنت کے کپڑے کہاں سے آتے ہیں؟

اب رہا یہ کہ وہاں وہ کپڑے کہاں سے پہنتے ہیں؟ مرزائیوں سے پوچھو کہ اہلِ جنت کہاں سے کپڑے پہنیں گے؟ کیا وہاں نواز شریف کی ٹیکسٹائل لگی ہوئی ہے؟

اہلِ جنت بھی ٹٹی کریں گے؟

اب میری بات کو سمجھو! قادیانی شبہ کرتے ہیں کہ وہ ٹٹی کہاں کرتے ہیں؟ ...نعوذ باللہ... ان سے پوچھو کیا جنتی بھی ٹٹی کریں گے؟

انبیاؑ کرامؑ اہلِ جنت کی صفت پر:

ترجمان السنہ میں حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باب کا عنوان یہ قائم کیا ہے کہ انبیاؑ کرام علیہم السلام دنیا میں رہتے ہوئے اہلِ جنت کی صفت پر ہوتے ہیں، وہ عبدیت کی بنا پر کھاتے بھی ہیں، پیتے بھی ہیں، قضائے حاجت بھی فرماتے ہیں، اور جب اللہ کو منظور ہو تو صومِ وصال بھی رکھتے ہیں، یہ تو انبیاؑ کرامؑ ہیں۔

جب ادنیٰ اُمتیوں کا یہ حال ہے تو...:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتیوں کا حال یہ ہے کہ چالیس چالیس دن کا مراقبہ کیا، نہ کچھ کھایا، نہ پیا، نہ پیشاب کیا، نہ کوئی قضائے حاجت کی، جب ادنیٰ اُمتیوں کو یہ شرف حاصل ہوسکتا ہے، تو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں سوال کرنے کا کیا مطلب؟

دجال کے زمانہ میں مسلمانوں کی خوراک:

دجال کے زمانے کے بارے میں حدیث شریف میں آتا ہے، جنہوں نے حدیث پڑھی ہے ان کو معلوم ہوگا کہ حضرت اسماؑ بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتی فذکر الدجال فقال: ان بین یدیہ ثلث سنین، سنة تمسک السماء فیها ثلث قطرها والأرض ثلث نباتها، والثانیة تمسک السماء ثلثی قطرها والأرض ثلثی نباتها، والثالثة تمسک السماء قطرها کله والأرض نباتها کله، فلا یبقی ذات ظلف ولا ذات ضرس من البهائم الا هلک، ان من اشد فتنته انه یأتی الأعرابی فیقول: أرأیت ان احییت لک ابلک الست تعلم انه ربّک؟ فیقول: بلٰی! فیمثل له الشیطان نحو ابله کأحسن ما یکون ضروعًا وأعظمه أسنمة، قال: ویأتی الرجل قد مات اخوه ومات ابوه فیقول: أرأیت ان أحییت لک أباک وأخاک ألست تعلم انی ربّک؟ فیقول: بلٰی! فیمثل له الشیاطین نحو أبیه ونحو أخیه. قالت: ثم خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحاجته ثم رجع والقوم فی اهتمامٍ وغمّ ممّا حدثهم. قالت: فأخذ بلحمتی الباب فقال: مَهْیَمْ اسماء! قلت: یا رسول اللہ! لقد خلعت افئدتنا بذکر الدجال. قال: ان یخرج وأنا حیّ فانا حجیجه والا فان ربی خلیفتی علٰی کل

مؤمن. فقلت: يا رسول الله! والله انا لنعجن عجيننا فما نخبزهٔ حتى نجوع، فكيف بالمؤمنين يومئذ؟ قال: يُجزيهم ما يجزئ أهل السماء من التسبيح والتقديس.“ (مشکوٰۃ ص:۴۷۷)

ترجمہ:... ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا، اور فرمایا کہ: اس کے ظہور سے پہلے تین قحط پڑیں گے، ایک سال آسمان کی ایک تہائی بارش رُک جائے گی، اور زمین کی پیداوار بھی ایک تہائی کم ہوجائے گی۔ دوسرے سال آسمان کی دو حصے بارش رُک جائے گی اور زمین کی پیداوار دو حصے کم ہوجائے گی۔ اور تیسرے سال آسمان سے بارش بالکل نہ برسے گی اور زمین کی پیداوار بھی کچھ نہ ہوگی، حتیٰ کہ جتنے حیوانات ہیں خواہ وہ کھر والے ہوں یا داڑھ سے کھانے والے، سب ہلاک ہوجائیں گے، اور اس کا سب سے بڑا فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک گنوار آدمی کے پاس آکر کہے گا: اگر میں تیرے اُونٹ کو زندہ کردوں تو کیا اس کے بعد بھی تجھ کو یہ یقین نہ آئے گا کہ میں تیرا رَبّ ہوں؟ وہ کہے گا: ضرور! اس کے بعد شیطان اس کے اُونٹ کی سی شکل بن کر اس کے سامنے آئے گا، جیسے اچھے تھن اور بڑے کوہان والے اُونٹ ہوا کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک اور شخص کے پاس آئے گا، جس کا باپ اور سگا بھائی گزر چکا ہوگا، اور اس سے آکر کہے گا: بتلا! اگر میں تیرے باپ و بھائی کو زندہ کردوں تو کیا تجھے پھر بھی یقین نہ آئے گا کہ میں تیرا رَبّ ہوں؟ وہ کہے گا: کیوں

نہیں! پس اس کے بعد شیطان اس کے باپ اور بھائی کی صورت بنا کر آجائے گا۔ حضرت اسمأ کہتی ہیں کہ: یہ بیان فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت کے لئے باہر تشریف لے گئے، اس کے بعد لوٹ کر دیکھا کہ لوگ آپ کے اس بیان کے بعد سے بڑے فکر وغم میں پڑے ہوئے تھے۔ حضرت اسمأ کہتی ہیں کہ: آپ نے دروازے کے دونوں کواڑ پکڑ کر فرمایا: اسمأ کہو کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دجال کا ذکر سن کر ہمارے دِل تو سینے سے نکلے پڑتے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ میری زندگی میں ظاہر ہوا تو میں اس سے نمٹ لوں گا، ورنہ میرے بعد ہر مؤمن کا نگہبان میرا ربّ ہے! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارا حال جب آج یہ ہے کہ ہم آٹا گوندھ کر رکھتے ہیں اور اس کے پکنے میں دیر ہوجاتی ہے تو بھوک سے بے تاب ہوجاتے ہیں، تو اس وقت کے مسلمانوں کی کیا حالت ہوگی جبکہ اتنا قحط اور سختی ہوگی؟ فرمایا: ان کو وہی چیز کافی ہوگی جو ملائکہ کو کافی ہوجاتی ہے یعنی تسبیح و تقدیس۔"

حق تعالیٰ شانہ جب اپنے بندوں کو اس زمین پر رکھتے ہوئے بھی تسبیح وتہلیل کے ذریعے زندہ رکھ سکتے ہیں تو آسمان کی تو بات ہی کیا ہے؟ تو یہ شبہ کرنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں سے کھاتے ہیں؟ -نعوذ باللہ- کہاں پیشاب کرتے ہیں؟ کپڑے کہاں سے پہنتے ہیں؟ لغویات میں سے ہے۔

پیرِ فرتوت والے شبہ کا جواب:

اب رہی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ...نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ ... غلام

احمد قادیانی دجال کے بقول پیر فرتوت ہوگئے ہوں گے ... یہ اس کے الفاظ ہیں... کھوسٹ بڈھا، جو کسی کام کا نہ رہے، کیونکہ جب سو سال کی عمر ہوجائے تو باباجی کا سر ہلنے لگتا ہے، آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا، ہاتھ کام نہیں کرتے، پاؤں کام نہیں کرتے، معدہ کام نہیں کرتا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو دو ہزار سال ہوگئے ہیں، وہ کس قدر بوڑھے ہوگئے ہوں گے؟

آسمان کا ایک دن ہزار سال کے برابر ہے:

جواب:... خوب یاد رکھو کہ: "اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ." (تیرے ربّ کے ہاں کا ایک دن تمہارے یہاں کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا)۔ چونکہ اب ۱۹۹۶ء چل رہا ہے، اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو انیس سو چھیانواں سال شروع ہوا ہے، کیونکہ یہ میلادی سن کہلاتا ہے، پیدائش کے چالیس سال بعد ان کو نبوت عطا کی گئی، چالیس سال وہ زمین پر رہے، دعوت دیتے رہے، چالیس سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا، قربِ قیامت میں جب دجال نکلے گا، تو وہ بحکمِ الٰہی زمین پر تشریف لائیں گے، اور چالیس سال تک وہ پھر زمین پر رہیں گے، ان کی کل عمر ایک سو بیس سال ہوگی، چنانچہ مستدرک حاکم میں ہے کہ: آپ کی عمر ایک سو بیس سال کی ہوگی۔

ہر مقام کے پیمانے جدا ہیں:

رہا وہ زمانہ جو ان کا آسمان پر گزرا ہے یا گزر رہا ہے، اس کے بارہ میں عرض ہے کہ یہ اُصول یاد رکھیں کہ جہاں آدمی موجود ہوتا ہے اس کے لئے وہاں کے پیمانے چلتے ہیں، دوسری جگہ کا پیمانہ وہاں نہیں چلتا، تو چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک دن تمہارے ربّ کے پاس تمہارے ایک ہزار سال کے برابر ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر گئے دو دن نہیں ہوئے!

تو ان کو ابھی تک پورے دو دن بھی نہیں ہوئے، کیونکہ سن دو ہزار میں ان کی ولادت کو دو ہزار سال پورے ہوجائیں گے نہ کہ رفع الی السمأ کو، کیونکہ رفع تو ان کی ولادت کے اسّی سال بعد ہوا ہے، ہاں! جب دو ہزار اسّی میلادی ہوگا، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر شریف جو آسمان پر گزر رہی ہے، وہ دو دن کی پوری ہوجائے گی۔

بھلا بتلاؤ کہ میں یہاں (چناب نگر میں) دو دن کے لئے آیا ہوں، کیا میرے پیچھے میری بیوی کو نکاح کرلینا چاہئے؟ کہ مولوی صاحب تو فارغ ہوگئے اور مفقود الخبر ہوگئے، کیا وہ عدالت میں بیان دے دے کہ ان کا کچھ پتہ نہیں چل رہا؟

غلام احمد کی حماقت!

غلام احمد قادیانی کی حماقت یہ ہے کہ ایک آدمی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) جس کے غائب ہوئے صرف دو دن ہوئے بلکہ دو دن بھی پورے نہیں ہوئے، کیونکہ دوسرا دن ابھی تک گزر رہا ہے، پھر غائب ہونے والے کا پتہ اور نشان بھی بتادیا گیا ہے کہ وہ فلاں جگہ موجود ہے، مگر اس نے عوام کی عدالت میں یہ مقدمہ دائر کردیا کہ وہ لاپتہ ہے، بلکہ مرگیا ہے، طرفہ تماشا یہ کہ چند گدھوں نے تصدیق بھی کردی کہ ہاں جی مرگئے، اس نے کہا کہ اب گدی خالی ہے، لہٰذا مجھے بٹھادو، سمجھے بھائی!

قادیانی احباب سے کہو کہ جب تم عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں بات کرتے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی جائے قیام کے پیمانہ سے ناپو، نہ کہ اپنے پیمانے سے۔

آسمان کی آب و ہوا کی خاصیت:

بھائی! پنجاب کی آب و ہوا اور ہے، کراچی کی اور ہے، فرنٹیئر کی اور ہے، اور بلوچستان کی اور! جہاں آدمی موجود ہوتا ہے، وہاں کی آب و ہوا کا اعتبار ہوتا ہے، کسی

جگہ کے لوگوں کی عمریں کم ہوتی ہیں اور کسی جگہ والوں کی زیادہ ہوتی ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو وہاں رہ رہے ہیں، جہاں کسی کے مرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، جب وہ یہاں آئیں گے تو مریں گے۔ وہاں تو جبرائیل و میکائیل رہتے ہیں۔

ارواح کا مستقر آسمان ہے، اور آپؑ رُوح اللہ ہیں:

اور ارواح کا آسمان پر جانا تو مرزائیوں کو بھی مسلّم ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے ''رُوح اللہ'' یعنی اللہ کی رُوح، یوں تو ساری کی ساری رُوحیں اللہ ہی کی ہوتی ہیں، لیکن ایک خاص معجزانہ طریقے سے اللہ تعالیٰ نے ان کی رُوح بھیجی تھی، اس لئے ان کا لقب ہی رُوح ہوگیا، گویا ان کا جسم تابع ہے ان کی رُوح کے، اس لئے ان کو یہ لقب دیا گیا ہے، جب قرآن کہتا ہے کہ وہ رُوح اللہ ہیں، اور تمام دنیا بھی مانتی ہے کہ وہ رُوح اللہ ہیں، اور پوری دنیا یہ بھی مانتی ہے کہ رُوحیں آسمان پر جاتی ہیں، تو جب وہ رُوح ہیں، تو ان کے آسمان پر جانے پر تعجب کیوں ہو؟ ہاں! اگر وہ آسمان پر نہ جاتے تو تعجب ہوتا کہ اللہ نے ان کو رُوح کیوں کہا تھا؟ ارواح کو تو آسمان پر جانا چاہئے۔

حضرت عیسیٰؑ کو رُوح اللہ کہنے کی کوئی تو حکمت ہوگی؟

بڑے بڑے انبیأ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام دُنیا میں مبعوث ہوئے ہیں، خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی بہت سے افضل انبیأ ہوئے ہیں، مثلاً: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام انبیأ کی جماعت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام افضل ہیں، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے بعد دوسرے نمبر پر ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام تو خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھی مقتدأ ہیں، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی شریعت پر عمل کرتے تھے، ظاہر ہے وہ افضل ہوئے، اسی طرح ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سب سے افضل ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیأ کرام علیہم السلام کے

بے شمار فضائل بیان کیے، لیکن کسی کو رُوح اللہ نہیں کہا، تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ نے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رُوح اللہ کہا تو کوئی معنی تو تھے؟ تو ان پر رُوح کے اَحکام جاری ہونے چاہئے ناں! پھر جب سب رُوحیں آسمان پر جاتی ہیں اب اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آسمان پر چلے گئے، تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے؟

دیر تک زندہ رہنا افضل ہونے کی دلیل نہیں:

ایک اور شبہ! جب میں نے افضل کا ذکر کیا، اس پر بھی مرزائی ایک شبہ کیا کرتے ہیں، اور غلام احمد قادیانی دجال نے بھی اپنی مختلف کتابوں میں اس شبہ کو اتنا پھیلا پھیلا کے رنگ آمیزی کی اور اس کو ایسا مرچ مسالہ لگا کر پیش کیا ہے کہ آدمی حیران ہوجاتا ہے، چنانچہ وہ کہتا ہے کہ:

> ”دیکھو ان لوگوں کو شرم بھی نہیں آتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو زندہ آسمان پر مانتے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں کہتے ہیں کہ وہ مرگئے، حالانکہ زندہ رہنا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لائق تھا۔“

آج مرزا طاہر بھی یہی بات کہتا ہے، یعنی اپنے دادے کی بات دہراتا ہے۔

الزامی جواب:... ہم کہتے ہیں کہ مرزا طاہر کو بالکل شرم نہیں آتی کہ وہ اپنے آپ کو تو زندہ کہتا ہے، اور غلام احمد کے بارہ میں کہتا ہے کہ وہ مرگئے، اس کو بالکل شرم نہیں آتی، حالانکہ مرزا غلام احمد اس کے عقیدے کے مطابق اس سے بڑا (دجال) تھا، تو اس کو زندہ رہنا چاہئے تھا، کیوں بھائی! غلط کہہ رہا ہوں یا صحیح کہہ رہا ہوں؟

وہ کہتا ہے کہ عیسیٰ تو آسمان پر چلے گئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیرِ زمین مدفون ہیں؟

اس پر میں مرزا طاہر سے کہتا ہوں کہ تم ہوائی جہاز پر جاتے ہو اور مرزا غلام احمد تحت الثریٰ میں دوزخ کے آخری طبقوں میں مدفون ہے، آخر کیوں؟ خیر یہ تو ان کا الزامی جواب ہوا۔

تحقیقی جواب:... یہ ہے کہ کسی کا پہلے چلا جانا، فوت ہوجانا اور کسی کا بعد میں چلے جانا یا فوت ہوجانا، یہ افضلیت و مفضولیت کی کوئی دلیل نہیں ہے، کسی شخص کا اُونچی جگہ ہونا اور کسی کا نیچے ہونا یہ بھی افضلیت اور مفضولیت کی علامت نہیں ہے۔

ہمارا عقیدہ:

اس لئے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور اس وقت جہاں آپ تشریف فرما ہیں آپ کے آستانۂ عالی پر ساری کائنات گردش کررہی ہے، بلکہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس آسمان پر بیٹھے ہیں، وہ آسمان بھی آپؐ کے روضہ کے اردگرد طواف کررہا ہے۔

کیا ابوبکرؓ حضورؐ سے افضل تھے؟

اسی طرح قادیانیوں سے کوئی پوچھے کہ اگر کسی کا دیر تک زندہ رہنا افضلیت کی دلیل ہے، تو وہ اس سوال کا کیا جواب دیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو فوت ہوگئے تھے، مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دو سال کچھ ماہ بعد بھی زندہ رہے اور بعد میں فوت ہوئے؟ اگر ان کے اس اصول کو مان لیا جائے تو کیا -نعوذ باللہ- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپؐ سے افضل ہوگئے؟ حالانکہ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی پہلے پیدا ہوا، دوسرا اس کے بعد پیدا ہوا، مگر جو بعد میں پیدا ہوا، وہ اللہ کے پاس پہلے چلا گیا اور فوت ہوگیا، اور جو پہلے پیدا ہوا تھا وہ بعد تک زندہ رہا۔

شاہ ولی اللہؒ کے صاحبزادگان کی ترتیبِ وفات:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چار صاحبزادے تھے، شاہ

عبدالعزیز محدث دہلویؒ، شاہ رفیع الدینؒ، شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ عبدالغنیؒ، یہ ان کی ترتیبِ ولادت ہے، جبکہ ان کی ترتیبِ وفات اس کے بالکل برعکس ہے، چنانچہ سب سے پہلے شاہ عبدالغنیؒ گئے، ان کے بعد شاہ عبدالقادرؒ، ان کے بعد شاہ رفیع الدینؒ اور سب سے بڑے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سب سے آخر میں گئے۔

جس طرح پانچ نمازوں اور تعدادِ رکعات کا انکار کفر ہے، ایسے ہی نزولِ مسیحؑ کا:

شبہ:... قادیانی کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کا بتصریح ذکر ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کہاں ہے؟

جواب:... ان سے پوچھو کہ قرآن کریم میں پانچ نمازوں کا بتصریح ذکر ہے یا نہیں؟ پھر ان پانچ نمازوں کی تعدادِ رکعات، مثلاً: فجر کی دو، ظہر، عصر اور عشاً کی چار، چار اور مغرب کی تین رکعتیں ہیں، سوال یہ ہے کہ اس کا ذکر قرآن کریم میں بتصریح ہے...؟ اگر قرآن کریم میں ذکر نہیں تو کیا اس کا انکار کرنا جائز ہوگا؟ کیوں یہ عقیدہ اور ایمان ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں! بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے لے کر آج تک جس پوری کی پوری اُمت، جس نے قرآن نقل کیا ہے، وہی پوری کی پوری اُمت، پانچ نمازوں کو اور ان کی رکعات کو بھی نقل کرتی چلی آرہی ہے، ٹھیک ہے ناں! اگر اس عقیدہ میں اُمت پر اعتماد نہیں، تو کیا قرآن نقل کرنے میں اُمت پر اعتماد ہے؟

ایک گواہ ایک بات میں سچا ہے تو دوسری میں جھوٹا کیوں؟

اُصول کی بات ہے کہ اگر ایک گواہ آکر دو باتیں کہتا ہے، اس کی ایک بات میں تو تم کہتے ہو کہ سچا ہے، اور دوسری میں کہتے ہو کہ جھوٹا ہے، سوال یہ ہے کہ ایک میں سچا ہے تو کیوں؟ اور دوسری میں جھوٹا ہے تو کیوں؟

دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی تصریح بھی ٹھیک اسی طرح ہے جس طرح قرآن کریم میں پانچ نمازوں کی تصریح ہے، یعنی دو رکعت فجر اور چار رکعت ظہر، عصر و عشاء، اور تین رکعت مغرب کی تصریح ہے، کیونکہ قرآن میں ہے:

”وَمَآ اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَھَاکُمْ عَنْهُ فَانْتَھُوْا۔“ (الحشر:۵۹)

ترجمہ:... ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو چیز دے دیں لے لو، اور جس چیز سے منع کریں اس سے رُک جاوٴ!“

تو جس طرح ہم پانچ نمازوں کے اوقات اور تعدادِ رکعات کو ارشادِ الٰہی: ”وما اٰتاکم الرسول فخذوه“ کے پیش نظر تصریحِ قرآنی سمجھتے ہیں، ٹھیک اسی طرح حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کو بھی تصریحِ قرآنی مانتے ہیں۔

نزولِ مسیحؑ کی تصریح موجود ہے، مگر چشمِ نبوت چاہئے!

تیسرے عنوان سے یوں کہو:... ایک ہی بات ہے جو مختلف عنوانوں سے ذکر کر رہا ہوں.... کہ قرآن کریم میں اس کی تصریح موجود ہے، لیکن اُس کو دیکھنے کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمِ نبوت چاہئے! اور جو شخص اس نورِ نبوت سے اَندھا ہوگیا ہو، ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم اس کو کچھ بھی نہیں دکھا سکتے!

ننھے سے بیج میں برگد کا درخت موجود ہے:

میں نے ایک موقع پر کہا تھا کہ: یہ جو ہمارے ہاں برگد یعنی بڑ کا درخت ہوتا ہے اور جس کو پنجابی میں ”بوھڑ“ کہتے ہیں، اس برگد کے درخت پر، بطورِ ثمرہ اور پھل کے، ننھی ننھی سی گولیاں لگتی ہیں اور ان کے اندر ننھے ننھے سے دانے ہوتے ہیں، دراصل انہی دانوں میں سے ایک دانہ اس برگد یعنی بوھڑ کے درخت کا بیج ہوتا ہے،

دیکھو! بیج اتنا چھوٹا سا ہے اور درخت اتنا بڑا ہے، قدرتِ الٰہی کا کرشمہ دیکھو کہ خالقِ کائنات نے برگد کا پورا درخت اس بیج کے اندر رکھا ہوا ہے، لیکن نظر نہیں آتا، ہاں! جن کو چشمِ بصیرت حاصل ہوتی ہے ان کو نظر آتا ہے کہ اس برگد کے بیج میں برگد کا اتنا بڑا درخت سمایا ہوا ہے۔

کیا کوئی اپنے جسم میں اپنی اولاد کا وجود دکھا سکتا ہے؟

سنو! تم میں سے کچھ شادی شدہ بھی ہوں گے، بھائی! ہے تو ’’غیر پارلیمانی‘‘ (غیر موزوں) بات، مگر کیا کوئی اپنے جسم میں اپنی اولاد کی موجودگی بتصریح دکھا سکتا ہے؟

کیا انسانی مادّہ کے کسی جرثومہ میں موجود انسان کو دکھایا جا سکتا ہے؟

چلو تمہیں دوسری طرف لے چلیں: وہ یہ کہ تم کس چیز سے پیدا ہوئے تھے؟ پانی کے ایک قطرے سے! سائنس، جدید اطباء اور ڈاکٹروں کی تحقیق یہ ہے کہ اس قطرہ پانی کے اندر ہزاروں جرثومے موجود ہوتے ہیں، اور ایک ایک جرثومہ انسان کا بیج ہے، قدرت ایسا کرتی ہے کہ جب یہ مادّہ رحم میں جاتا ہے تو صرف ایک جرثومہ کو لے کر باقی سب کو تلف کر دیتی ہے، یا دو کو لیتی ہے تو دو جڑواں بچے پیدا ہو جاتے ہیں، اور کبھی اس سے بھی زیادہ جیسا کہ اخبار میں آیا تھا کہ ایک عورت کے گیارہ جڑواں بچے پیدا ہوئے تھے، اور اگر اللہ چاہیں تو بے شمار بھی ہو سکتے ہیں، لیکن کیا کیا جائے، ماں کا پیٹ اس کا تحمل کیسے کرے؟ یہ فطرت، کا ایک نظام ہے کہ ان میں سے ہر جرثومہ مکمل آدمی بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اب اگر کسی جرثومہ کی طرف اشارہ کر کے ہم سے کہو کہ تم تصریح دکھاؤ کہ اس کے اندر انسان موجود ہے! سوال یہ ہے کہ ہم کیسے دکھائیں گے تمہیں؟

قادیانیوں کو اَحکام کی تصریح کہاں نظر آئے گی؟

بھائی! تمہیں قرآن تو پڑھنا آتا نہیں! تو تمہیں قرآن کے اندر تصریح کیسے دکھائیں؟ ارے میاں! تم تو قرآن ہی صحیح نہیں پڑھ سکتے تو تمہیں اَحکام کی تصریح کہاں نظر آئے گی؟ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو پورا دینِ اسلام، جتنا کا جتنا ہے، اس کے اُصول و فروع سارے کے سارے قرآن کریم کے بیچ کے اندر موجود ہیں، یہ مسئلہ میں نے اس لئے ذکر کیا ہے کہ تمہیں منکرینِ حدیث سے بھی واسطہ پڑتا ہوگا اور درحقیقت یہ لوگ بھی منکرینِ حدیث ہیں۔

رفع و نزولِ عیسیٰؑ کا ذکر قرآن میں:

اب سنو! قرآن کی سورۂ نسأ کی آیت:۱۵۷، ۱۵۸ آپ نے پڑھی ہوگی اور حضراتِ اساتذہ اور علمائے کرام نے بتایا ہوگا، جس میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا بتصریح ذکر موجود ہے:

"وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللهِ، وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ، وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ، مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ، وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا، بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا." (النسأ:۱۵۷، ۱۵۸)

ترجمہ:... "اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح مریم کے بیٹے کو رسول تھا اللہ کا، اور انہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا، ولیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے، اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں، کچھ نہیں ان کو اس کی خبر صرف اَٹکل پر چل

رہے ہیں، اور اس کو قتل نہیں کیا، بے شک، بلکہ ان کو اُٹھالیا اللہ
نے اپنی طرف اور اللہ ہے زبردست حکمت والا۔“

(ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: یہودی ملعون ہوئے اپنے اس قول کی بنا پر کہ ہم نے قتل کردیا مسیح ابن مریم، اللہ کے رسول کو، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: نہ ان کو قتل کیا، نہ ان کو صلیب کیا، لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا، اور جو لوگ کہ اس معاملہ میں شک و تردّد میں ہیں اور اس میں اختلاف کر رہے ہیں، وہ حقیقت میں شک اور تردّد میں ہیں، ان میں سے کسی کے پاس بھی قطعی علم نہیں، قطعی علم تو اللہ کے پاس ہے اور وہ تمہیں بتاتا ہے، اور وہ کیا ہے؟ وہ یہ کہ ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قطعاً قتل نہیں کیا، یقیناً قتل نہیں کیا، یقینی بات یہ ہے کہ انہوں نے ان کو قتل نہیں کیا، سوال پیدا ہوا کہ پھر ہوا کیا؟ اس کا جواب یوں دیا گیا: بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اُٹھالیا۔

”کیا اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے؟“ کا جواب:

بیچ میں ایک مسئلہ اور بھی سن لو! وہ یہ کہ ابھی تین چار دن پہلے ایک صاحب مجھ سے بات کر رہے تھے کہ مرزائی کہتے ہیں: اللہ آسمان پر رہتا ہے، اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اُٹھالیا، کیا اللہ آسمان پر بیٹھا ہے؟ میں نے کہا: ہاں آسمان پر بیٹھا ہے! کیونکہ قرآن کہتا ہے، پھر میں نے کہا: سورۂ ملک پڑھتے ہو؟ اس میں اس کا تذکرہ ہے، چنانچہ سورۂ ملک کا دوسرا رکوع ہی یہاں سے شروع ہوتا ہے:

”هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ
مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ. ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی
السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ.“

(الملک:۱۵،۱۶)

ترجمہ:... ''وہی ہے جس نے کیا تمہارے آگے زمین کو
پست، اب چلو پھرو اس کے کندھوں پر اور کھاؤ کچھ اس کی دی
ہوئی روزی اور اسی کی طرف جی اُٹھنا ہے۔ کیا تم نڈر ہوگئے ہو
اس سے جو آسمان میں ہے، اس سے کہ دھنسا دے تم کو زمین
میں، پھر تب ہی وہ لرزنے لگے۔'' (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

اس کے بعد اگلی آیت میں پھر فرمایا: ''اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ'' (کیا تم نڈر ہوگئے ہو اس ہستی سے جو آسمان میں ہے؟)۔

یہاں ''سماء'' اور ''ارض'' کا مقابلہ بھی کیا ہے، تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے، لہٰذا ہم نہیں کہتے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں بیٹھا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔

صفاتِ الٰہیہ اور عقیدۂ اہلِ سنت والجماعت

ہاں! یہ بات یاد رکھو کہ قرآن و حدیث میں اللہ تعالیٰ کی جتنی صفات آئی ہیں ان کے بارہ میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ: ''نؤمن بہ ولا نتکیّف'' یعنی ہم ان پر ایمان تو رکھتے ہیں، مگر ان کی کیفیت نہیں جانتے۔ لہٰذا ہم یہ جانتے ہیں کہ قرآن نے کہا ہے: ''فِی السَّمَآءِ'' یعنی للہ تعالیٰ آسمان میں ہیں، مگر یہ کہ وہ آسمان میں کیسے بیٹھا ہے؟ توبہ! توبہ! ہم نہیں جانتے، وہ اللہ کو معلوم ہے، ہمیں جتنی چیز کا پابند کیا گیا ہے ہم اس پر کاربند ہیں اور وہ یہ کہ: ''فِی السَّمَآءِ'' کہو!

خدا کی نسبت آسمان کی طرف، حدیث سے:

چنانچہ حدیث میں ہے:

''عن معاویۃ بن الحکم السُّلمی .... قال:
وکانت لی جاریۃ ترعٰی غنمًا لی قبل اُحد والجوانیۃ،

فاطلعت ذات یوم فاذ الذئب قد ذهب بشاة عن غنمها وانا رجل من بنی ادم اسف کما یاسفون، لٰکنی صککتها صکةً فأتیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فعظم ذٰلک علیّ، قلت: یا رسول الله! أفلا أعتقها؟ قال: ائتنی بها، فأتیته بها، فقال: این الله؟ قالت: فی السمآء! قال: من أنا؟ قالت: أنت رسول الله! قال: اعتقها فانها مؤمنة۔"

(صحیح مسلم ج:۱ ص:۲۰۳، ۲۰۴، ابوداؤد، نسائی، مسند احمد، دارمی، طبرانی)

ترجمہ:... "حضرت معاویہ بن الحکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ..... میری ایک لونڈی اُحد پہاڑ اور جوانیہ کی طرف بکریاں چرایا کرتی تھی، ایک دن کیا ہوا کہ اس کے ریوڑ میں سے بھیڑیا ایک بکری اُٹھالے گیا، اور میں بھی انسان ہوں اور انسانوں کی طرح مجھے بھی دکھ ہوتا ہے، لیکن میں نے اس کو ایک زور دار تھپڑ مار دیا، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: کیا میں اسے آزاد نہ کردوں؟ آپ نے فرمایا: اُسے میرے پاس لاؤ! میں اُسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: اللہ کہاں ہے؟ اُس نے آسمان کی طرف اشارہ کر کے کہا: آسمان میں! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: میں کون ہوں؟ اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں! تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو آزاد کردو، بے شک یہ مؤمنہ ہے!"

جیسے چھوٹے بچے ہوتے ہیں ناں! اور ہم ان چھوٹے بچوں کو آسمان کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: وہ اللہ! بھلا بتلاؤ کہ کیا ہم اس وقت نیچے کی طرف اشارہ کیا کرتے ہیں یا اوپر کی طرف؟

"سماء" علوّ کا نام ہے، اور اللہ تعالیٰ کے لئے علوّ کی صفت ثابت ہے، لہٰذا تم یہ تو کہہ سکتے ہو کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہیں، البتہ تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ زمین میں ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہے، اللہ تعالیٰ کی کوئی جگہ نہیں، وہ لامکان ہے۔

یعنی حضرت معاویہ بن حکم سلمیؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے فرمانے لگے کہ: یا رسول اللہ! میری لونڈی بکریاں چرا رہی تھی، ایک بھیڑیا آکر ایک بکری کو لے گیا، میں نے غصے میں آکر اس کے ایک طمانچہ مار دیا، اب اس کا کفارہ کیا ادا کروں؟ اور پھر خود ہی فرمایا: میں نے برا کیا، میں نے اچھا نہیں کیا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو آزاد کردو! عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ذمہ ایک کفارہ بھی ہے، کیا میں اس کو اس کفارے میں آزاد کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو میرے پاس لے آؤ! چنانچہ وہ لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی سے پوچھا: "أین اللہ؟" (اللہ کہاں ہے؟) اس نے آسمان کی طرف اشارہ کردیا، زبان سے بھی نہیں بولی۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ: "ومن أنا؟" (میں کون ہوں؟) اس نے کہا: "انت رسول اللہ!" (آپ اللہ کے رسول ہیں!) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أعتقها فانها مؤمنة!" (اس کو آزاد کردے کہ یہ مؤمنہ ہے)۔ اب دیکھئے وہ لونڈی اللہ تعالیٰ کے بارہ میں صرف آسمان کی طرف اشارہ کرنے سے مؤمنہ ہوگئی، کیا یہ اس کا ثبوت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی کے قائل تھے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہیں؟ مگر افسوس کہ مرزائی، قرآن وسنت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریحات کی ہمیشہ اور ہر معاملہ میں مخالفت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آسمان میں ہیں، مرزائی کتب کی تصریح:

پھر مرزائی کہتے ہیں کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کون سے آسمان پر چلے گئے تھے؟

جواب:... میں نے کہا کہ: جہاں سے غلام احمد کا بیٹا خدا بن کر نیچے نازل ہوا تھا، کیونکہ مرزا اپنے بیٹے کے بارہ میں خود کہتا ہے: **"مظہر الحق والعلاء کأنّ اللہ نزل من السماء."** (حقیقۃ الوحی ص:۹۸،۹۹)

تم جانتے ہو کہ "من" اور "الٰی" دونوں متقابل ہیں، چنانچہ "من" کا معنی ہے "سے"، اور "الٰی" کا معنی ہے "تک"، یعنی فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک۔

اب سنئے! کہ قرآن نے کہا کہ: اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اُٹھالیا اور اللہ آسمان میں ہے، اور خود مرزا کا الہام بھی خدا کو آسمان سے نازل کر رہا ہے-نعوذ باللہ- اللہ کا بیٹا بنا کر، اور مرزائی بھی اس پر ایمان رکھتے ہیں، چونکہ مرزائیوں کا مرزا کے الہاموں پر ایسا ہی ایمان ہے، جیسا کہ مسلمانوں کا قرآن پر ایمان ہے۔ نعوذ باللہ! استغفر اللہ!

"کأنّ" اور گویا کی مرزائی تعبیر کے تحت اگر خدا آسمان سے اتر کر غلام احمد کا بیٹا بن جائے تو کوئی حرج لازم نہیں آتا، اور مرزائیوں کو اس کے ماننے میں کوئی اشکال نہیں ہوتا، اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چلے جائیں تو کہتے ہیں کہ: کہاں آسمان پر؟ انصاف تو کرو!

تمام مفسرینؒ کی تصریح:

تو میں بات کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اُٹھالیا، اور آیت پڑھی تھی: **"بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ"** (اللہ نے ان کو اپنی طرف اُٹھالیا)۔ جتنے بھی مفسرین ہیں، ان کی تمام تفسیریں اُٹھا کر دیکھو، ان میں ہے: **"یعنی**

الی السماء، محلُ ملٰئکته ومقر ملٰئکته ومقر الارواح، ومحلُ الملٰئکة" یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان کی طرف اُٹھالیا جو ملائکہ اور ارواح کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

رہا یہ سوال کہ کیسے اُٹھالیا اور کیوں اُٹھالیا؟ "وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا" اس لئے کہ اللہ زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔

نزول وحیاتِ عیسیٰؑ کی قرآنی تصریح:

قرآن کریم میں قربِ قیامت میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں یہ پیش گوئی کی گئی ہے:

"وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنَ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا." (النسآ:۱۵۹)

ترجمہ:... "اور جتنے بھی فرقے ہیں اہلِ کتاب کے سو عیسیٰ پر یقین لاویں گے اس کی موت سے پہلے، اور قیامت کے دن ہوگا ان پر گواہ۔" (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

تو اس آیت میں بتلایا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت اس وقت آئے گی جب سارے اہل کتاب مؤمن ہوجائیں گے، گویا ان کے نزول کا وقت بھی بتادیا اور وہ چونکہ ابھی نہیں ہوا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ابھی زندہ ہیں۔

ایک سو بیس سال والی حدیث:

مرزائی ایک اور حدیث کے لفظ "عاش" سے وفاتِ عیسیٰ پر استدلال کیا کرتے ہیں، اس حدیث کی حقیقت سے متعلق عرض ہے کہ اگر کوئی مرزائی اس حدیث کو پیش کرے تو اس سے کہو کہ پوری حدیث پڑھے، اور وہ پوری حدیث یہ ہے کہ:

"انه لم یکن نبی کان بعده نبی الا عاش نصف عمر الذی کان قبله، وان عیسیٰ بن مریم عاش عشرین

ومائة سنة، وانی لا أرانی الّا ذاهبًا علٰی رأس الستین."

(کنز العمال ج:۱۱ ص:۴۷۹ حدیث:۳۲۲۶۲)

ترجمہ:... "ہر نبی کی عمر پہلے نبی سے آدھی ہوتی ہے، اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ایک سو بیس سال جئے، تو میرا خیال ہے کہ میں ساٹھ سال جیوں گا۔"

تو مرزائی کہا کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی اور وہ ایک سو بیس سال جئے۔

جواب:... قادیانیوں سے کہو کہ اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا تذکرہ کہاں ہے؟ اس میں تو ان کی موت کا کوئی ذکر نہیں البتہ صرف اتنا ہے کہ ایک سو بیس سال کی ان کی زندگی ہے۔

اس حدیث کی روشنی میں مرزا نبی نہیں ہوسکتا:

تاہم اگر ان کو اس حدیث کے ظاہر ہی سے استدلال کرنا ہے تو ان سے کہو کہ سب سے پہلی بات تو یہ کہ تم کہتے ہو کہ ہر نبی کی زندگی پہلے نبی کی زندگی سے آدھی ہوتی ہے، اب جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تریسٹھ سال ہے تو تمہارے عقیدہ اجرائے نبوت کی روشنی میں متنبیٔ قادیان غلام احمد کی کتنی ہونی چاہئے؟ ساڑھے اکتیس سال! حالانکہ اس کی عمر ساڑھے اکتیس سال نہیں، بلکہ ۷۱،۷۲ سال تھی، ملاحظہ ہو سیرۃ المہدی ج:۲ ص:۱۵۰، معلوم ہوا کہ وہ نبی نہیں بلکہ جھوٹا ہے۔

قادیانی استدلال کا بطلان:

اسی طرح عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر ایک سو بیس سال ہو تو ان سے پہلے نبی کی دو سو چالیس سال، اور اس سے پہلے کی چار سو اسّی سال، اور اس سے پہلے کی نو سو ساٹھ سال، تو حضرت آدم علیہ السلام تک پہنچتے پہنچتے ان کی عمر کتنی بنے گی؟ جبکہ

حضرت آدم علیہ السلام کی عمر حدیثِ صحیح کے مطابق ایک ہزار سال تھی، ملاحظہ ہو:

”عن ابن عباس رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: کان عمر اٰدم الف سنة، قال ابن عباس: وبین اٰدم ونوح الف سنة، وبین نوح وابراهیم الف سنة، وبین ابراهیم وموسٰی سبع مائة سنة، وبین موسٰی وعیسٰی خمس مائة سنة، وبین عیسٰی ومحمد صلی الله علیه وسلم ست مائة سنة ....“

(مستدرک حاکم ج:۲ ص:۵۹۸، درمنثور ج:۴ ص:۳۲۶)

ترجمہ:... ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ: حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے درمیان ایک ہزار سال، حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے مابین ایک ہزار سال، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے درمیان سات سو سال، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیان پانچ سو سال اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو سال کا فاصلہ تھا۔“

ہاں! زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس سے صاحبِ شریعت اور صاحبِ کتاب نبی مراد ہے۔

اگر حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں تو لفظ ”عاش“ کیوں لایا گیا؟

شبہ:... قادیانی کہتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ تھے تو حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے سابقہ انبیاؑ کے بارہ میں "عاش" ماضی کا صیغہ کیوں استعمال فرمایا؟

جواب:... لفظ "عاش" ماضی لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ دیگر انبیاؑ کے حق میں تو ماضی ہی صادق تھا اور بحق عیسیٰ علیہ السلام ان کی زندگی کے دو حصوں یعنی زمانہ قبل از بعثت اور زمانہ بعد از بعثت اور قبل از رفع کے اعتبار سے تو ماضی صادق آتی ہے، مگر چونکہ اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف تنصیفِ عمر بیان کرنا منظور تھی، لہٰذا حصہ ثالثہ یعنی زمانۂ بعد نزول کو ماضی ہی میں لپیٹ دیا تاکہ بیان تنصیف عمر میں تطویل لاطائل (خواہ مخواہ کی طوالت) نہ اختیار کرنی پڑے اور تنصیف کل عمر اور تنصیف عمرِ نبوت ہر دو اعتبار سے مع رعایت اختصار مستقیم ہوجائے اور سلسلۂ نظمِ عبارت بھی بحال رہے، لہٰذا یہ بات صاف ہوگئی کہ کل عمر جو زمین پر گزرے گی وہ ایک سو بیس برس ہے۔

رفع الی السماء کا ذریعہ؟

رفعِ عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں قادیانی چند شبہات پیش کیا کرتے ہیں، ان میں سے پہلا شبہ یہ ہے کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب اُٹھایا گیا تو اس کے لئے کیا ذریعہ استعمال کیا گیا تھا؟

جواب:... آپؑ کو فرشتہ کے ذریعہ اُٹھایا گیا، چنانچہ خود حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ان کا اپنا قول ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آپ کو لے گئے تھے، جس کو امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا: "وهذا سندٌ صحيح الى ابن عباس." ابن عباس تک سند صحیح ہے، گویا کہ جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور آپؑ کو اس مکان کے روشندان سے لے گئے جس میں کہ آپؑ تھے۔

چنانچہ تفسیر ابنِ کثیر میں ہے:

"عن ابن عباس قال: لما أراد الله أن يرفع عيسىٰ الى السماء خرج علىٰ أصحابه وفى البيت اثنا

عشر رجلًا من الحواريين، يعني فخرج عليهم في عين في البيت ورأسه يقطر، .... قال: ايک يُلقي عليه شبهي فيقتل مكاني ويكون معي في درجتي؟ فقام شاب من احدثهم سنًا، فقال له: اجلس! ثم أعاد عليهم فقام ذالک الشاب، فقال: اجلس! ثم أعاد عليهم فقام الشاب، فقال: أنا! فقال: هو انت ذاک! فالقي عليه شبه عيسىٰ ورفع عيسىٰ من روزنة في البيت الى السماء. قال: وجاء الطلب من اليهود فأخذوا الشبه فقتلوه ثم صلبوه .... وهٰذا اسناد صحيح الٰى ابن عباس."

(تفسیر ابنِ کثیر ج:۲ ص:۴۰۹، ۴۱۰، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ترجمہ:... "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھانا چاہا، تو وہ ان بارہ حواریوں کے پاس تشریف لے گئے جو وہاں گھر میں موجود تھے، آپ چشمے سے غسل فرماکر نکلے تو سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ .....آپ نے اپنے حواریوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تم میں سے کون اس پر آمادہ ہے کہ اس پر میری شباہت ڈال دی جائے، پھر اس کو میری جگہ قتل کیا جائے اور وہ جنت میں میرے ساتھ ہو؟ ان میں سے جو سب سے کم عمر حواری تھا، وہ کھڑا ہوا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: بیٹھ جا! آپ نے دوبارہ حواریوں کو یہ بات فرمائی تو پھر وہی جوان کھڑا ہوگیا، اب بھی آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ! جب تیسری بار آپ نے اعلان کیا تو پھر بھی یہی کھڑا ہوا

اور کہنے لگا: اس کے لئے میں حاضر ہوں! پس آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ آپ ہی ہیں! پس اُس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام کو گھر کے روشن دان سے آسمان کی طرف اُٹھالیا گیا، اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں یہودی آئے تو جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مشابہت ڈالی گئی تھی، اُسے پکڑ کر لے گئے، اسے لے جاکر انہوں نے قتل کیا اور اس کے بعد سولی دے دی۔ یہ سند ابنِ عباس تک صحیح ہے۔"

یعنی اصل بات یہ ہوئی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بعض حواریوں کے ساتھ ایک مکان میں تشریف فرما تھے اور مخبر نے ان یہودیوں کو اطلاع کردی جو آپؑ کو پکڑنے کا ارادہ کر رہے تھے، انہوں نے مکان کا محاصرہ کرلیا، چونکہ اس مکان کے احاطہ کے اندر ایک چشمہ تھا، وہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام غسل کر کے تشریف لائے، گویا یہ سفر کی تیاری ہو رہی تھی، سر مبارک سے پانی ایسے ٹپک رہا تھا جیسے موتی کے قطرے، آپؑ نے اپنے ان حواریوں سے ارشاد فرمایا کہ: تم میں سے کون ہے جو میری جگہ قتل کیا جائے؟ "**وکان معی فی الجنۃ**" اور میرے ساتھ جنت میں ہو، ان میں سے جو سب سے چھوٹا اور نوعمر تھا وہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: أنـــا! (میں) آپؑ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ! پھر فرمایا: تم میں سے کون ہے جو میری جگہ قتل کیا جائے اور میرے ساتھ جنت میں ہو؟ پھر یہی نوجوان کھڑا ہوا تب آپؑ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ! تیسری مرتبہ پھر یہی ہوا، پھر تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ: تم ہی ہو، چنانچہ اس کے اوپر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روزنہ یعنی کھڑکی سے آسمان پر لے جایا گیا۔

یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور حافظ ابنِ کثیرؒ کہتے

ہیں کہ: **ھذا سند صحیح الی ابن عباس.** یہ کیفیت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمائی ہے اور اُصول یہ ہے کہ جو بات محض قیاس و اندازہ سے نہ کہی جائے، اگر وہی بات صحابہ کرامؓ کہہ رہے ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یقیناً صحابہ کرامؓ نے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوگی، تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت ابنِ عباسؓ کا ذاتی قول نہیں بلکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا۔

بائبل کی اسرائیلی روایت:

جن پر شباہت ڈالی گئی تھی وہ یہودا اسقروطی کہلاتے ہیں اور عیسائی کتابوں میں اس کو اسخر یوطی بھی کہتے ہیں، عام طور سے مسلمان، عیسائی اور یہودی جب بھی اس یہودی حواری کا نام سنتے ہیں تو اس سے نفرت کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ چونکہ اس نے پتہ بتایا تھا اس لئے وہ غلط آدمی تھا، حالانکہ یہ بات درست نہیں، بلکہ حضرت ابنِ عباس کی روایت بالکل صحیح ہے۔

پھر سوال یہ ہے کہ جب یہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہ جاں نثار صحابی ہے، جس نے قربانی دی تو پھر یہ کیا تماشا ہوا کہ یہی بدنام ہوگئے؟

بات دراصل یہ ہے کہ بائبل میں ایک اسرائیلی روایت ہے کہ جب یہ سب حواری جمع تھے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس یہودا سے فرمایا: جا تو اپنا کام کر! یہ گیا اور یہودیوں کے بڑوں کو یہ کہہ کر لایا کہ آؤ میں تمہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پتہ بتاتا ہوں! بتاؤ کیا انعام دوگے؟ وہ کہنے لگے کہ چار آنے یا جتنا بھی ہو، خیر وہ تو ایک بہانہ تھا، وہ ان کو بلا کے لایا، اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جاچکے تھے، تو اسی کے اُوپر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی، اور ان کو پکڑ کر سولی دے دی گئی۔

اصل حقیقت:

اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نوجوان اور مخلص حواری کو صلیب دی گئی تھی، یہ صحیح واقعہ ہے، اسی پر قرآن کہتا ہے کہ: "وَلٰـكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ" یعنی ان کو اشتباہ ہوگیا تھا، وہ عیسیٰ نہیں تھا، ان کے درمیان خود اختلاف ہوگیا کہ اگر یہ عیسیٰ ہے تو ہمارا ساتھی کہاں ہے؟ اور اگر یہ ہمارا ساتھی ہے تو عیسیٰ کہاں ہے؟ پھر یہ کہ اس کا چہرہ مہرہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بن گیا، مگر پورا وجود ان جیسا نہیں بنا، اگر یہودی چاہتے تو شناخت ہوسکتی تھی، لیکن یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے کے لئے آئے ہوئے تھے، اور ناکام و نامراد واپس جانا ان کی شکست تھی، لیکن انہوں نے کہا چلو اسی کو پکڑو، اس لئے اس مردِ فدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کے لئے کہ: "میرے ساتھ جنت میں ہوگا" اللہ کی اس تقدیر کو قبول کیا، لہٰذا اس کو سولی چڑھادیا، "أیکم یُلقی علیه شبهی فیقتل مکانی؟" یہ الفاظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہیں کہ: "تم میں سے کون ہے جو میری جگہ قتل کیا جائے اور میرے ساتھ جنت میں ہو؟"

اور دوسری بات یہ کہ آج تک عیسائی بھی اور مسلمان بھی یہودا کو برے الفاظ کے ساتھ یاد کرتے ہیں، حالانکہ یہی تو مجاہد ہے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے جان دی۔

پیسے لے کر پتہ بتانے والی روایت:

سوال:... پیسے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پتہ بتلانے والی روایت کیسی ہے؟

جواب:... یہ ہماری روایت نہیں ہے، یہ اہلِ کتاب کی اسرائیلی روایت ہے، ہماری روایت وہ ہے جو میں نے بتادی یعنی حضرت ابنِ عباسؓ والی، میں تطبیق

دے رہا ہوں کہ یہ روایت اہلِ کتاب کی ہے کہ یہودا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پتہ ونشان بتلایا تھا۔ حالانکہ بائبل میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسی حواریوں کی مجلس میں اس سے کہا کہ: جا تو اپنا کام کر!

یہودا اسقروطی حضرت عیسیٰؑ کا وزیر خزانہ تھا:

یہ یہودا کوئی معمولی آدمی نہیں تھا بلکہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وزیر خزانہ تھا۔

مرزا قادیانی کی گستاخی:

مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذاق اُڑانے کے لئے یہ کہا کہ کہاں گئی وہ بارہ تختوں کی پیش گوئی؟ دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارہ حواریوں کے لئے جنت کے بارہ تختوں کی پیش گوئی کی تھی کہ جنت میں تخت ملیں گے، مطلب یہ تھا کہ تم جنتی ہوگے، جیسے ہمارے ہاں عشرہ مبشرہ ہیں اسی طرح سیّدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے بارہ حواریوں کو یہ خوشخبری دی تھی۔ مگر غلام احمد قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق اُڑاتا ہے کہ یہی وہ یہودا تھا جس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوشخبری دی تھی۔

خیر یہ تو میں نے تمہیں چار باتیں بتادیں، اصل باتیں تو تین ہی تھیں۔

حضرت عیسیٰؑ کا آسمان پر جانا معراج کی طرح ہے:

اب سنو! تمہارے سوالوں کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ لے جایا گیا، جیسا کہ معراج کی شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لینے کے لئے بھی یہی آئے تھے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لینے کے لئے بھی حضرت جبریل علیہ السلام آئے تھے۔ یوں کہو کہ آسمان پر جانے والے مسافروں کے میزبان یہی حضرت جبریل علیہ السلام بنتے ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ بھی براق پر گئے تھے؟

سوال:... کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آسمان پر براق پر گئے تھے؟

جواب:... میرے عزیز! آسمانوں پر تو براق نہیں چلتی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو مکے سے بیت المقدس تک براق پر آئے تھے، باقی آسمانی براق تو کوئی اور ہوگی، یہ ہوائی جہاز اس آسمانی براق کی مثال ہے، گویا وہ کوئی ہوائی جہاز جیسی شئے ہوگی۔

ہاں! ہم اس کو برقی سیڑھی کہہ سکتے ہیں، لیکن یہ برقی سیڑھی بیچاری بھی آہستہ آہستہ چلتی ہے، کیونکہ یہ تو رسیوں سے بندھی ہوئی ہوتی ہے، اور بہت آہستہ رفتار سے چلتی ہے، یعنی آدمی کی رفتار سے تو تیز چلتی ہے مگر چلتی آہستہ آہستہ ہے، لیکن وہ تو جبریل تھا، یہ انگریزوں کی ایجاد کی ہوئی بس بھی نہیں تھی، بلکہ آسمانی سیڑھی تھی جو جبریل علیہ السلام کے لئے مہیا کی گئی ہوگی، اس کو معراج کہتے ہیں۔

معراج کا معنی؟

معراج کس کو کہتے ہیں؟ معراج سیڑھی کو کہتے ہیں، عروج کا ذریعہ اور آلہ، عروج کہتے ہیں اُوپر چڑھنے کو اور معراج اسم آلہ کا صیغہ ہے، معراج اسم آلہ کبریٰ ہے، جیسے منصاق چیرنے کا آلہ اسی طرح معراج چڑھنے کا آلہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اوپر جانا کسی ذریعہ سے بھی ہو، خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قدرتِ خداوندی کے دوش پہ گئے ہوں، یا کسی اور ذریعہ سے، ہمیں اس سے بحث ہی کیا؟ تو اسی کا نام معراج رکھ دیا گیا، چونکہ قرآن کریم میں ذکر صرف اسراً کا ہے معراج کا نہیں اور احادیثِ متواترہ میں ذکر ہے معراج کا۔

حضرت عیسیٰؑ جبریلؑ کے ہمراہ آسمان پر گئے تھے:

تو خیر یہ مسئلہ تو طے ہوگیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو جبریل علیہ السلام لینے آئے

تھے، جیسا کہ ہمارے رسول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لینے آئے تھے، گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت جبریل امین کی پھونک کے ساتھ پیدا ہوئے تھے اور آپ کی معیت میں آسمان پر تشریف لے گئے۔

حضرت عیسیٰؑ کی نبی اکرمؐ سے نسبت؟

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کے بقول: وہ ایک اعتبار سے حضرت جبریل علیہ السلام کے بیٹے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور قاری صاحبؒ نے تو ایک اور بات بھی کہی ہے، جو ہمارے ذہنوں سے اُونچی ہے، اور وہ یہ کہ وہ حقیقتِ محمدیہ تھی جس کا نفخ کیا گیا تھا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقتِ محمدیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بمنزلہ باپ کے تھی، یوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بمنزلہ بیٹے کے ہوئے، اور چونکہ بیٹا باپ کا جانشین ہوتا ہے، اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آپ کی اُمت میں آنا لازم اور ضروری ٹھہرایا گیا تاکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت سنبھالیں، لیکن یہ تو اُونچی باتیں ہیں، حقائق و معارف کی باتیں ہیں، جو حضراتِ صوفیائے کرام کے قلب پر وارد ہوتی ہیں، لیکن علمائے ظاہر کے لئے وہی بات ہے جو قرآن وسنت سے ثابت ہے اور بس!

قادیانی اعتراضات کے جوابات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

جناب حضرت جبرائیل علیہ السلام اماں حضرت مریم سے گفتگو کر رہے تھے اور وہ کہہ رہی تھیں کہ:

”اِنِّیْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا. قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلَامًا زَکِیًّا. قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلَامٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَکُ بَغِیًّا. قَالَ کَذٰلِکِ قَالَ رَبُّکِ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ وَّلِنَجْعَلَهٗ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا.“ (مریم:۱۸ تا ۲۱)

یعنی حضرت مریم نے کہا کہ: میرا بیٹا کیسے ہوسکتا ہے؟ اس لئے کہ مجھے تو کسی بشر نے آج تک ہاتھ نہیں لگایا، اور میں بدکار اور گندی بھی نہیں ہوں، مطلب یہ ہے کہ مجھے کسی نے جائز طریقہ پر اور ناجائز طریقہ پر بھی ہاتھ نہیں لگایا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ: اسی طرح یعنی بغیر مرد کے ہاتھ لگائے ہوئے، بیٹا ہوجائے گا، کیونکہ تیرے رَبّ نے فرمایا کہ یہ مجھ پر آسان ہے، اور یہ اس لئے کہ ہم اس کو لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے۔

ایک تو یہ کہ جس طرح اور جب اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پیدا کردیتا ہے،

اور اللہ تعالیٰ پیدا کرسکتا ہے۔

اور دوسرے یہ کہ اس کو قیامت کا بھی نشان بنانا ہے، یعنی وہ علاماتِ قیامت میں سے ہوگا کہ اس کو لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے اور اپنی جانب سے علامت کا ذریعہ بنائیں گے، اور ایسا کرنے کا فیصلہ ہوچکا ہے، خواہ کچھ بھی ہو، پس وہ حاملہ ہوگئیں۔

حضرت مریمؑ کو پھونک مارنے والے کون تھے؟

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پھونک مار دی، یہاں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ پھونک مارنے والے کون تھے؟ اس کے بارہ میں دو قول ہیں:

پہلا اور مشہور قول:... ایک تو یہ ہے کہ پھونک مارنے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے: "فَاَرْسَلْنَا اِلَیْھَا رُوْحَنَا" (ہم نے بھیجا ان کے پاس اپنی رُوح کو یعنی روح الامین کو)۔ غالباً یہ حضرت زید بن سالم کا قول ہے یا کسی اور صحابی کا ہے۔

دوسرا اور غیر مشہور قول:... امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "مشکلات القرآن" میں نقل کیا ہے کہ "فَاَرْسَلْنَا اِلَیْھَا رُوْحَنَا" کا معنی یہ ہے کہ ہم نے حضرت مریم کی طرف بھیجا اپنی جانب سے ایک روح کو، اس کا معنی یہ ہے کہ ان کی اپنی روح کو بھیجا یعنی وہ خود روح اللہ (حضرت عیسیٰ) تھے، اور بیٹا ماں سے باتیں کر رہا تھا، تب معنی ہوگا کہ ہم نے بھیجا مریم کی طرف اپنی روح کو یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح اس وقت انسانی شکل میں متجسّد ہوکر آئی تھی، یعنی جسم کی شکل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح آئی تھی، گویا یہ خود حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اماں جان سے یہ

باتیں فرما رہے تھے، اور بیٹا اپنی ماں سے باتیں کر رہا تھا، اسی وجہ سے فرمایا گیا: "رُوْحَنَا" (ہم نے اپنی روح کو بھیجا) "فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا" پس وہ روح اس کے سامنے آئی یعنی وہ روح اس کے سامنے ایک تام الخلقت جوان انسان کی شکل میں متمثل ہوکر آئی، لیکن حضرت مریم نے سمجھا یہ کوئی اور ہے، اس لئے اس سے کہا: "اِنِّیْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا" میں رحمٰن کی پناہ لیتی ہوں اگر تیرے دل میں اللہ کا خوف ہے! اس پر اس روح نے کہا: "اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ" میں تو تیرے ربّ کا قاصد ہوں "لِاَهَبَ لَکِ غُلَامًا زَکِیًّا" تاکہ میں تجھ کو پاکیزہ بیٹا دے دوں، گویا وہ بتلانا چاہتے ہیں کہ چونکہ یہ روح آپ کے بدن میں منتقل ہوگی، اس پر انسانی بدن کا غلاف چڑھے گا، اور تیرے جسم سے انسان اور بشر بن کر نکلے گا اور تیرا بیٹا کہلائے گا، اس لئے فرمایا: "لِاَهَبَ لَکِ غُلَامًا" بہرحال وہ روح جب مریم کے جسم میں منتقل ہوگئی تو وہ حاملہ ہوگئیں۔

کوئی ضروری نہیں کہ ہم اس قول پر عقیدہ رکھیں۔ بہرحال یہ دونوں تفسیریں ہوسکتی ہیں، ایک یہ کہ روح سے مراد روح الامین ہو، اور یہی مشہور تفسیر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی طرف جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا تھا، اور ایک تفسیر یہ ہے کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح اپنی اماں جان کے سامنے متمثل ہوگئی تھی، کیونکہ روح تو لطیف چیز ہے، نکلتی بھی ہے اور داخل بھی ہوتی ہے، اس لئے وہ ان کے رحم میں منتقل ہوگئی اور اس سے وہ حاملہ ہوگئیں۔

قادیانی، معراجِ جسمانی کے قائل نہیں:

سوال:... حضرت آپ نے ایک درس میں معراج کے بارے میں فرمایا تھا کہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ معراج پر لے گئے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی لے گئے، قادیانی تو معراج کے قائل ہی نہیں، اسی لئے

وہ رفعِ عیسیٰ کا انکار کرتے ہیں، اگر وہ معراج کو مان لیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کو ماننا پڑے گا، تو ان کو جواب دینے کے لئے ہم کیا کہیں گے؟

جواب:... بھائی! میں اس کا جواب تو دے چکا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھالے جانے کو تو غلام احمد قادیانی بھی مانتا اور لکھتا ہے، اور قرآن کریم نے بھی کہا ہے: "رَفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ" یعنی اللہ لے گئے ان کو اپنی طرف، تو گویا رفع کے تو قادیانی بھی قائل ہیں، البتہ قادیانیوں کے ساتھ ہمارا جھگڑا یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں "رَفَعَهُ اللهُ" سے رفع روح مع الجسد ہوا ہے، مگر قادیانی کہتے ہیں یہ رفع روحانی تھا، رفع روحانی کا معنی روح کا اُٹھانا ہے، تو ہماری بیان کردہ تقریر سے ہماری یہ بات تو پوری ہوگئی وہ چونکہ خود روح ہیں، اس لئے ان کا رفع روح مع الجسد ہی ہوگا، اور اگر قادیانی قول کے مطابق اس کا معنی رفع درجات ہو تو سوال یہ ہے کہ رفع درجات کو رفع روحانی کون کہتا ہے؟ اور رفع درجات کو رفع روحانی کس نے کہا ہے؟ "وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ" قرآن کریم میں دوسری جگہ موجود ہے، تو کیوں یہاں اللہ تعالیٰ نے درجات کے قبیل میں ذکر کردیا۔

قادیانی اِشکال، کیا حضرت عیسیٰؑ جھوٹ بولیں گے؟

یہاں ایک اور قادیانی اشکال کا جواب بھی سمجھ لیں، قادیانی کہا کرتے ہیں جب خدا پوچھے گا کہ:

"....ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِی وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللهِ قَالَ سُبْحَانَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ، اِنْ کُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ، تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ، اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ. مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖ اَنِ اعْبُدُوا اللهَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ، وَکُنْتُ

عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ، فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ.“

(المائدۃ: ۱۱۶، ۱۱۷)

ترجمہ:...”اور جب کہے گا اللہ: اے عیسیٰ مریم کے بیٹے! تو نے کہا لوگوں سے کہ ٹھہراؤ مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوا اللہ کے؟ کہا: تو پاک ہے! مجھ کو لائق نہیں کہ کہوں ایسی بات جس کا مجھ کو حق نہیں، اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھ کو ضرور معلوم ہوگا، تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے، بے شک تو ہی ہے جاننے والا چھپی باتوں کا۔ میں نے کچھ نہیں کہا ان کو مگر جو تو نے حکم کیا کہ بندگی کرو اللہ کی، جو رَبّ ہے میرا اور تمہارا، اور میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا، پھر جب تو نے مجھ کو اُٹھالیا تو تو ہی خبر رکھنے والا ان کی، اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔“ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

یعنی اس کا معنی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے تھے جب ہی تو ان سے برأت کا اظہار کریں گے؟

جواب:... قادیانیوں سے پوچھو کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ کب پوچھے گا؟ قیامت کے دن یا اس سے پہلے؟ ظاہر ہے اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے دن پوچھیں گے، کیونکہ خود قرآن کریم میں ہے:

”یَوْمَ یَجْمَعُ اللهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ“

(المائدہ:۱۰۹)

ترجمہ:...”جس دن کہ اللہ تعالیٰ جمع کریں گے رسولوں کو، پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیں گے کہ تمہیں کیا جواب ملا؟“

پھر حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ کو اُلجھانے کے لئے قادیانی یہ کہا کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام سے جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پوچھیں گے کہ کیا تم نے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو معبود بناؤ؟ تو وہ کہیں گے مجھے نہیں پتہ! اب اگر وہ دوبارہ زمین پر آئیں گے اور لوگوں کو دیکھیں گے کہ لوگ گمراہ ہو رہے تھے اور حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں کو خدا بنا رہے تھے تو وہ یہ کیوں کہیں گے؟ کہ مجھے نہیں پتہ! کیا وہ جھوٹ بول دیں گے؟ یہ بات مرزا غلام احمد نے بیسیوں جگہ اپنی کتابوں میں لکھی ہے۔

غلام احمد قادیانی ایسا بدبخت اور شقی ترین انسان ہے کہ جھوٹ بولنے سے بھی باز نہیں آتا، چنانچہ اس بات میں بھی وہ جھوٹ بولتا ہے۔

ہاں تو قرآن کریم میں کہاں لکھا ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے قوم کی گمراہی کا علم نہیں؟ البتہ قرآن کریم میں تو یہ ہے:

"وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالَ سُبْحَانَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ، اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ."

ترجمہ:... "میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے علم نہیں، (توبہ! توبہ!) اگر میں نے ایسی بات کہی ہوگی تو وہ آپ کے علم میں ہوگی۔"

مرزائیوں سے سوال!

میں کہتا ہوں کہ مرزائیوں سے پوچھو کہ اس سے ایک رکوع پہلے:

"یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَا اُجِبْتُمْ"

(المائدہ:۱۰۹)

ترجمہ:... ”جس دن اللہ تعالیٰ رسولوں کو جمع کریں گے اور پوچھیں گے کہ تمہیں کیا جواب ملا تھا؟“

اس کا کیا مطلب ہے؟ یعنی رسولوں سے کہا جائے گا کہ جب تم نے اپنی قوم کو دعوت دی تو انہوں نے تمہیں کیا جواب دیا تھا؟ اس آیت کا یہی مطلب ہے یا کچھ اور؟ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کے جواب میں جو انبیاؑ کہیں گے: ”لَا عِلْمَ لَنَا“ (ہمیں پتہ نہیں) اس کا کیا جواب ہے؟ اب مرزائیوں سے اس کا جواب لو کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ مرزائیو! چلو! مجھے اس کا جواب دو! کیوں بات سمجھ آئی کہ نہیں؟

مرزائی کہتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور دیکھیں گے کہ ان کی قوم گمراہ ہوگئی تو معلوم ہوا کہ ان کو علم تو ہوگیا کہ میری قوم گمراہ ہوگئی ہے، تو پھر وہ اللہ کو کیوں کہیں گے کہ مجھے پتہ نہیں؟ میں نے کہا ناں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کب کہا ہے کہ مجھے پتہ نہیں؟ یہ ان پر تہمت و افترا ہے، ٹھیک ہے کہ نہیں؟

اس کے علاوہ میں قادیانیوں سے پوچھتا ہوں کہ تمام رسولوں اور انبیاؑ سے جب قیامت کے دن کہا اور پوچھا جائے گا کہ: ”مَاذَا اُجِبْتُمْ“ تمہیں کیا جواب ملا؟ تو وہ تو کہیں گے: ”لَا عِلْمَ لَنَا“ اس کا کیا مطلب ہے؟ قادیانیو! تم تو تہمت لگانے جارہے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مگر خود پھنس گئے، اس کا جواب دو کہ انبیاؑ علیہم السلام ایسا کیوں کہیں گے؟ اور اگر قرآن کو مانتے ہو تو بتلاؤ اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا نعوذ باللہ! قرآن ہم سے جھوٹ بول رہا ہے؟ دیکھو اس کو کہتے ہیں: ”جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے!“

حضرت عیسیٰؑ سے قوم کی گمراہی کا سوال ہی نہیں ہوگا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو کہا ہی نہیں کہ مجھے پتہ نہیں، مگر قادیانی ان پر افترا باندھتے ہیں کہ وہ کہیں گے مجھے پتہ نہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تو صرف یہ

پوچھا جائے گا کہ کیا تم نے ان کو یہ کہا تھا؟ وہ فرمائیں گے: توبہ! توبہ! میں ایسی بات کیسے کہہ سکتا تھا جس کا مجھ کو خود علم نہیں، قوم کے کفر وشرک کے بارے میں وہ یہ نہیں کہیں گے کہ مجھے کچھ پتہ نہیں، اس لئے ان سے تو پوچھا ہی یہ جائے گا کہ تم نے ان کو کہا تھا یا ان کو یہ تعلیم دی تھی؟ دراصل قوم کو ڈانٹنا مقصود ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ڈانٹنا مقصود نہیں ہوگا، لیکن بایں ہمہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے یہ پُرجلال خطاب ہوگا کہ کیا تم نے اپنی قوم کو یہ کہا تھا؟ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رونگٹے کھڑے ہوجائیں گے اور ان پر لرزہ طاری ہوجائے گا، تب وہ کہیں گے: سبحانک! توبہ توبہ، پہلے توبہ اور پھر سبحانک، یعنی میری توبہ بھلا میں ایسی بات کہہ سکتا ہوں اور وہ بھی آپ کی ذات کے بارہ میں، اس لئے کہ آپ کی ذات تو پاک ہے، اس لئے فرمایا: "اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ" اے اللہ! میں آپ کو پاک سمجھتا ہوں اس بات سے کہ میں کہوں ایسی بات جس کا مجھ کو علم نہیں، یعنی حق نہیں اور میرے علم میں نہیں، مجھے یہ کہنے کا حق ہی نہیں۔ "اِنْ کُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ" اگر میں نے یہ بات کہی ہے تو آپ کے علم میں ہوگی، یعنی آپ کے علم میں نہیں تو میں نے نہیں کہی، "تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ" (اس لئے کہ) آپ میرے دل کی بات جانتے ہیں، اور میں آپ کے دل کی بات نہیں جانتا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ کا بھی دل ہوتا ہے؟ جواب مشاکلت (لفظی مشابہت) کے طرز پر استعمال کیا ہے۔

آپ ہی بتلائیں کہ اس پوری تفصیل میں کہیں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ مجھے پتہ نہیں کہ قوم گمراہ ہوگئی تھی؟ اگر قرآن میں کہیں نہیں آیا تو مرزا ملعون، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ تہمت کیوں لگاتا ہے؟ اور یہ کیوں کہتا ہے کہ: "اگر وہ آئیں گے تو کیا جھوٹ بولیں گے؟" نعوذ باللہ! یہ تو خالص جھوٹ اور افترا ہے۔

مرزائی مغالطہ اور اس کا جواب:

مرزائی یہ جھوٹ بولتے ہیں کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو ان کا جھوٹ بولنا لازم آئے گا، جبکہ جھوٹ بولنا ان کی شان کے خلاف ہے، یہ مرزائیوں کا خودساختہ مغالطہ ہے کہ اگر وہ دوبارہ آئیں گے اور قوم کی حالت دیکھ جائیں گے اور پھر جب اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن پوچھیں گے: "ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ" اور وہ کہیں گے کہ میں نہیں جانتا، تو یہ ان کا جھوٹ ہوگا۔

جواب:... اس قادیانی مغالطہ کا حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ نے "بیان القرآن" میں نہایت نفیس جواب دیا ہے، چنانچہ حضرتؒ لکھتے ہیں:

> "پس اس باب میں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) یوں عرض کریں گے کہ میں ان کی حالت پر مطلع رہا جب تک ان میں موجود رہا، سو اس وقت تک کا حال تو میں نے مشاہدہ کیا ہے، اس کے متعلق بیان کرسکتا ہوں، پھر جب آپ نے مجھ کو اُٹھالیا، یعنی اوّل بار میں تو زندہ آسمان کی طرف، اور دوسری بار میں وفات کے طور پر، تو اس وقت صرف آپ ان کے احوال پر مطلع رہے، اس وقت کی مجھ کو کچھ خبر نہیں کہ ان کی گمراہی کا سبب کیا ہوا؟ اور کیونکر ہوا؟"
>
> (بیان القرآن ج:۳ ص:۵۷ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

مرزا غلام احمد کا نزولِ مسیح کا اقرار:

اس کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب "آئینہ کمالاتِ اسلام" یعنی اسلام کے کمالات کا آئینہ، جس کا دوسرا نام "دفع الوسواس" بھی ہے، اسی کتاب کے

بارہ میں مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ: ’’آئینہ کمالاتِ اسلام‘‘ کے بجائے اس کا نام ہونا چاہئے ’’آئینہ وساوس‘‘ کیونکہ اس میں سارے وساوس ہی جمع ہیں۔ میرے خیال میں بھی اس کا یہی نام ہونا چاہئے تھا، خیر تو مرزا قادیانی اپنی اس کتاب میں کہتا ہے کہ:

> ’’یہاں پر یہ بات بھی ذکر کردینا ضروری ہے کہ حضرت مسیح کی روحانیت نے تین بار جوش مارا، ایک مرتبہ جب ان کو بتایا گیا کہ تیری قوم گمراہ ہوگئی ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں سربسجود ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس گریہ وزاری کو سن کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج دیا، اور دوسری مرتبہ جب انہوں نے گریہ زاری کی تو پھر فقیر کو بھیج دیا اور مجھے بتایا گیا ہے کہ تیسری مرتبہ پھر حضرت مسیح کی روح، اللہ تعالیٰ کے سامنے تڑپے گی اور وہ خود ہی آجائیں گے۔‘‘
>
> (ملخصاً: روحانی خزائن ج:۵ ص:۳۴۱، ۳۴۲)

مجھے اس خبیث کی اس واہیات اور لغویات سے بحث نہیں، البتہ مجھے یہ بتانا ہے کہ وہ خود لکھتا ہے کہ: ’’ایک دفعہ پھر آئیں گے‘‘ یہ خود اس کا کشف ہے کہ مسیح کے ساتھ تین دفعہ یہ واقعہ پیش آیا، گویا وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قوم کی گمراہی کا پتہ چل گیا تو اب ان کا یہ کہنا کہ ’’مجھے معلوم نہیں کہ میری قوم گمراہ ہوئی ہے‘‘ جھوٹ ہوگا۔

لیکن جیسا کہ میں نے پہلے حضرت تھانویؒ کے بیان القرآن کے حوالہ سے عرض کیا ہے کہ ان کے خودساختہ تضاد کا حل یہ ہے کہ جتنا عرصہ وہ قوم کے پاس نہیں رہے اس کے بارہ میں فرمادیں گے کہ مجھے نہیں معلوم، اس طرح یوں وہ تضاد حل ہوگیا۔

لیکن اگر قادیانیوں میں ذرا بھی عقل وفہم ہوتو وہ مرزا کے اس کشف سے بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ مرزا خود بھی نزولِ مسیح کا قائل ہے، چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ: ''ایک دفعہ پھر آئیں گے۔''

غلام احمد، امامِ ضلالت تھا:

سوال:... مرزائی یہ بھی کہتے ہیں کہ جب اماموں کی اتباع ضروری ہے تو ان میں سے ایک غلام احمد قادیانی بھی تو ہے۔

جواب:... پہلی بات یہ ہے کہ مرزا کو سوائے قادیانیوں کے کون امام مانتا ہے؟

دوم:... اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو قسم کے اماموں کا تذکرہ فرمایا ہے، ایک ائمہ ہدایت اور دوسرے ائمہ ضلالت، چنانچہ ائمہ ہدایت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہے:

''وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا.''

(سجدہ:۲۴)

ترجمہ:... ''اور بنایا ہم نے ان کو امام کہ وہ ہدایت دیتے ہیں ہمارے حکم سے جبکہ انہوں نے صبر کیا۔''

اسی طرح ائمہ ضلالت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہے:

''وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ.'' (الانبیاء:۷۳)

ترجمہ:... ''اور ہم نے بنایا ان کو (فرعون اور فرعون کے لوگوں ہامان وغیرہ کو) ائمہ ضلالت وہ لوگوں کو بلاتے تھے جہنم کی آگ کی طرف۔''

گویا فرعون، ہامان وغیرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ وہ اہلِ نار کے امام تھے کہ لوگوں کو جہنم کی آگ کی طرف بلاتے تھے، تو گویا قرآن میں دو قسم کے

اماموں کا تذکرہ ہے، ایک ائمہ ہدایت اور دوسرے ائمہ ضلالت و گمراہی کا۔

ائمہ ہدایت تو لوگوں کو جنت کی طرف راہ نمائی کرتے اور بلاتے تھے، جبکہ ائمہ ضلالت یعنی گمراہی کے امام لوگوں کو کھینچتے تھے دوزخ کی طرف، لہٰذا ہم یہ تو کہتے ہیں کہ اماموں کی اقتدا کرنی چاہئے، لیکن ائمہ ہدایت کی نہ کہ ائمہ ضلالت کی، اب چونکہ مرزا امامِ ضلالت ہے، اس لئے اس کی اقتدا کی بجائے اس سے دور بھاگنا چاہئے، کیونکہ قرآن کریم میں ہے کہ ائمہ ضلالت قیامت کے دن خود گرفتارِ عذاب ہوں گے اور "یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ" کے مصداق وہ کسی کے کام نہیں آئیں گے، لہٰذا ائمہ ہدایت کی اتباع کرو نہ کہ ائمہ ضلالت کی۔

حدیث میں "آسمان" کا لفظ نہیں:

سوال:... مرزائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں کہتے ہیں کہ حدیث میں نزول کا ذکر ہے، اور "امامکم منکم" کے لفظ بھی ہیں، مگر اس میں "آسمان" کا لفظ نہیں ہے، ہاں البتہ بیہقی میں "نزول من السماء" کا لفظ ہے، مگر بخاری شریف میں "نزول من السماء" کا لفظ نہیں ہے۔

جواب:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دو لفظ آئے ہیں، ایک "رفع" کا اور ایک "نزول" کا، مرزائی کہتے ہیں کہ حدیث میں "نزول من السماء" کا لفظ تو نہیں ہے، البتہ "ینزل عیسیٰ بن مریم" کے الفاظ ہیں، اس قادیانی شبہ کے کئی جواب ہیں:

الف:... مرزا غلام احمد قادیانی خود "نزول من السماء" کا قائل ہے، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کہا ہے کہ: "دیکھو حدیث میں آتا ہے کہ جب مسیح آسمان سے نازل ہوگا۔" (ازالۂ اوہام، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۳۲) جس سے معلوم ہوا کہ وہ خود بھی مسیح کے نزول من السماء کا قائل ہے، اس کا حوالہ میری کتاب "تحفہ

قادیانیت“ جلد سوم میں ملفوظات کے حوالہ سے موجود ہے۔

ب:... مرزائیوں کا یہ کہنا کہ حدیث میں ”نزول من السما“ کے الفاظ نہیں ہیں، جھوٹ ہے، کیونکہ خود مرزا کہتا ہے کہ: ”صحیح مسلم میں ہے کہ جب مسیح آسمان سے نازل ہوں گے“ (ازالہٴ اوہام، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۲۲) معلوم ہوا کہ خود مرزے کے دماغ میں بھی ”نزول من السما“ ہی ہے۔

ج:... جب وہ اپنے بیٹے کے بارہ میں خود کہتا ہے: ”کأن اللہ نزل من السماء“ (گویا اللہ تعالیٰ آسمان سے نازل ہوئے)، تو ظاہر ہے جہاں سے اس کا بیٹا نازل ہوا تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی وہاں سے ہی آنا چاہئے تھا، خیر یہ تو الزامی جواب ہوا۔

د:... دیکھو بھائی! اگر ”نزول من السما“ کا لفظ صحیح بخاری، مسلم، صحاحِ ستہ یا کسی دوسری حدیث کی کتاب میں آجاتا تو قادیانی کہہ سکتے تھے کہ مولوی کی بات ہے، لیکن جب خود ان کے مسیح موعود کی کتاب میں موجود ہے کہ: ”حدیث میں آتا ہے کہ جب مسیح آسمان سے نازل ہوگا“ تو اس سے بڑھ کر کسی مضبوط حوالہ کی ضرورت رہ جاتی ہے؟ لہٰذا معلوم ہوا کہ خود مرزا اس کا قائل ہے کہ حضرت مسیح آسمان سے نازل ہوں گے، یعنی قطع نظر اس کے کہ صحیح بخاری، مسلم، صحاحِ ستہ اور حدیث کی دوسری کتابوں میں موجود ہے، مگر قادیانیوں کے نزدیک ان سب سے بڑھ کر قابلِ اعتماد مرزا غلام احمد قادیانی کا حوالہ تھا، جب میں نے وہ پیش کردیا تو مزید کسی حوالہ کی ضرورت رہ جاتی ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں!

ہ:... مرزا جی کا دوسرا حوالہ ہے کہ: ”صحیح مسلم میں ہے کہ جب مسیح آسمان سے نازل ہوگا تو دو زرد رنگ کی چادریں اس نے پہن رکھی ہوں گی۔“ اگرچہ ہمارے ہاں صحیح مسلم میں یہ الفاظ نہیں ہیں، لیکن غلام احمد قادیانی غلط تو نہیں کہہ سکتے ناں؟ آخر یہ قادیانیوں کے مسیح موعود جو ہوئے!

ز:... آخری بات جو نہایت غور وفکر اور سمجھنے کی ہے، وہ یہ کہ جیسا کہ میں پہلے بتاچکا ہوں کہ: "بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ" سے مراد رفع الی السمأ ہے، اور حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں نازل ہوں گے، تو رفع اور نزول (اُوپر جانا اور نیچے آنا) کے درمیان طباق یعنی مطابقت تب ہی ہوگی کہ جہاں گئے تھے وہیں سے واپس آئیں، کیونکہ جیسے زمین و آسمان اور ذکر و اُنثیٰ یعنی مرد و عورت کے درمیان مقابلہ ہے ایسے ہی رفع و نزول کے درمیان بھی طباق و مقابلہ ہے، یعنی ایک دوسرے کے مقابل ہیں، چنانچہ اگر رفع سے مراد رفع الیٰ السمأ ہے تو نزول سے مراد بھی نزول من السمأ ہوگا، یعنی جس طرف رفع ہوا تھا اسی طرف سے نزول ہوگا۔

اب آپ خود ہی سمجھیں اور قادیانیوں سے سوال کریں کہ مرزا کہاں سے آیا تھا؟

پھر یہ بھی قابلِ غور نکتہ ہے کہ "نزیل" مہمان کو کہتے ہیں، اور "تنزل" بھی نزیل سے مأخوذ ہے، مگر کسی محاورہ عربی میں مہمان کے لئے ینزل کا لفظ استعمال نہیں ہوتا، معلوم ہوا کہ نزیل زمین سے آنے والے مہمان کو کہتے ہیں، اور جب ینزل کا لفظ بولا جائے تو اس سے مراد ہوتا ہے کہ آسمان سے نازل ہونے والا، کیونکہ تنزل رفع کے مقابلہ میں واقع ہوا ہے۔

شبِ معراج میں نزولِ عیسیٰ پر انبیأ کا اجماع:

سنن ابن ماجہ میں بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج سے واپسی پر فرمایا کہ:

> "شبِ معراج میں میری ملاقات حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ہوئی، اس محفل میں یہ گفتگو ہوئی کہ قیامت کب آئے گی؟ (سب سے) پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا، انہوں نے فرمایا کہ: مجھے

اس کا علم نہیں! پھر موسیٰ علیہ السلام کی باری آئی، انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا، پھر عیسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ: قیامت کب برپا ہوگی؟ اس کا ٹھیک وقت تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی معلوم نہیں، البتہ مجھ سے میرے ربّ کا عہد ہے کہ قیامت سے پہلے دجال نکلے گا تو میں اس کو قتل کرنے کے لئے نازل ہوں گا۔''

(ابن ماجہ ص:۳۰۹، مسند احمد ج:۱ ص:۳۷۵، حاکم ج:۴ ص:۵۴۵)

تو حدیث کے الفاظ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

''اما وجبتها، لا یعلمها الا الله! اما دون وجبتها وفیما عهد الیّ ربی ان الدجال خارج وانزل واقتل۔''

یعنی عین وہ وقت جس میں قیامت ہوگی، اس کو تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ہاں! قیامت سے پہلے پہلے میرے رب کا مجھ سے ایک وعدہ ہے کہ دجال نکلے گا تو میں نازل ہوکر اس کو قتل کروں گا۔ یہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول۔

نزولِ عیسیٰ کا عقیدہ، خداوندی عقیدہ ہے:

میں نے اپنی کتاب: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول کا عقیدہ چودہ صدیوں کے مجدّدین و اکابرِ اُمت کی نظر میں'' کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر چودہویں صدی بلکہ پندرہویں صدی کے زندہ اور وفات یافتہ اکابرؒ کے عقائد جمع کئے ہیں، میں نے اس کتاب میں صدی وار اکابرینِ اُمت مثلاً: پیرانِ پیر، امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام غزالیؒ وغیرہ اکابرِ اُمت کے حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کو لکھا ہے۔ وہاں میں نے یہ بھی لکھا ہے اور اس نکتہ کو مجھ سے خوب سمجھ لو، بعد میں کتاب بھی دیکھ لینا، ہاں تو میں نے وہاں لکھا کہ: انبیاؑ کرام

علیہم السلام کی محفل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تقریر فرما رہے ہیں، اور اس میں کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے رَبّ کا وعدہ ہے، اور وہ اس کو نقل کر رہے ہیں، اور انبیاؑ کرام بالاجماع اس کو تسلیم کر رہے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی روایت فرما رہے ہیں، تو یہ عقیدہ خداوندی ہوا، کوئی ایک نبی بھی اس سے باہر نہیں سب شامل ہیں، اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو روایت فرما کر اس پر مہرِ تصدیق ثبت فرما رہے ہیں، تو یہ اللہ تعالیٰ کا، حضراتِ انبیاؑ کرام کا اور پوری اُمت کا عقیدہ ہوا، اس حدیث کی صحت یا اس کے راویوں میں سے کسی ایک راوی پر کوئی کلام نہیں، اس کے کسی راوی پر کسی محدث نے یہ نہیں کہا کہ یہ کمزور ہے۔

حدیثِ ابن ماجہ اور حافظ ابن حجرؒ:

حافظ ابنِ حجرؒ نے یہ حدیث اپنی کتاب فتح الباری میں نقل کی ہے، اور کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے، حالانکہ حافظؒ نے مقدمہ فتح الباری میں وعدہ کیا ہے کہ میں اس کتاب میں جتنی روایتیں نقل کروں گا، صحیح ہوں گی یا حسن، اگر میں کوئی ضعیف روایت نقل کروں گا تو اس پر تنبیہ کروں گا کہ یہ روایت ضعیف ہے، مگر حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کو نقل کر کے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے، مسندِ احمد، مستدرک حاکم، ابن ماجہ اور دوسری کتابوں میں موجود ہے، حافظ ابن حجرؒ کے علاوہ دوسرے ائمہ حدیث نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔ اس قدر وضاحت کے بعد میری عقل میں نہیں آتا کہ میں اس سے زیادہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول کے بارہ میں اور کیا ثبوت دوں؟

لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم:

"لا مھدی الا عیسیٰ ابن مریم" یعنی نہیں ہے مہدی مگر عیسیٰ ابن مریم۔ اس روایت کو لے کر قادیانی کہا کرتے ہیں کہ امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی شخص کے دو نام ہیں، اور وہ مرزا قادیانی ہے، یعنی مہدی اور عیسیٰ الگ الگ

شخصیتیں نہیں ہیں۔

جواب:... یہ ابن ماجہ کی روایت کا ایک ٹکڑا ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر ہم اس روایت کو صحیح مان بھی لیں تو سوال یہ ہے کہ اس سے قادیانیوں کو کیا فائدہ پہنچے گا؟ اور ہمیں اس سے کیا نقصان ہوگا؟ کیا اس حدیث کے ثبوت سے مرزا غلام احمد قادیانی مہدی یا عیسیٰ بن جائے گا؟ کیا اس میں اس کا کہیں کوئی تذکرہ ہے؟ اگر ہے تو بتلاؤ! اگر ہم اس حدیث کو صحیح مان بھی لیں تو زیادہ سے زیادہ ہمیں یہ نقصان ہوگا کہ مہدی اور عیسیٰ ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں، جبکہ ہمارا احادیث کی روشنی میں عقیدہ ہے کہ مہدی الگ ہے، اور مسیح الگ ہے، اور واقعہ بھی یہی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ قادیانی اس روایت کے زور پر کہتے ہیں کہ وہی مہدی ہے اور وہی عیسیٰ ہے، ہم ان سے کہتے ہیں کہ چلو تم ایک بات ثابت کردو، دوسری ہم خود بخود مان لیں گے، تمہیں دلیل پیش کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی، چلو تم غلام احمد قادیانی میں مہدی کی صفات میں سے کوئی ایک صفت ثابت کردو، ہم مان لیں گے کہ وہ عیسیٰ بھی تھا، یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خاص صفات میں سے کوئی ایک صفت ثابت کردو، ہم مان لیں گے کہ وہ مہدی بھی تھا، اور میں اس پر دستخط کرنے کو تیار ہوں، لیکن یاد رکھو! صفات سے مراد وہ خاص امتیازی صفات ہیں، یہ نہیں کہ میرے دو کان ہیں اور عیسیٰ کے بھی دو کان ہوں گے، یہ تو کوئی صفت نہ ہوئی، کیونکہ یہ کسی انسان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر ایک میں مشترک ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ سورج ادھر سے ادھر نکل سکتا ہے، لیکن قادیانی، غلام احمد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفاتِ خاصہ میں سے کوئی ایک صفت بھی ثابت نہیں کرپائیں گے۔

اب سوال یہ ہے کہ پھر ''لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم'' کی بحث کا کیا فائدہ؟

ہم کہتے ہیں کہ مہدی الگ ہے اور عیسیٰ الگ ہے، اور تم کہتے ہو کہ ایک ہی ہے، شاید اسی لئے کہ تمہیں دو آدمی نہ ثابت کرنا پڑیں؟ ہم کہتے ہیں چلو ایک ہی ثابت کردو۔

پھر یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ جب سو احادیث کہتی ہیں کہ عیسیٰ آئیں گے اور ایک روایت کہتی ہے کہ مہدی ہی عیسیٰ ہے، تو اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ عیسیٰ آئیں گے! رہی یہ بات کہ مہدی ہے یا نہیں؟ اس کو چھوڑ دو، کیونکہ ہم فی الحال مہدی کی بحث ہی نہیں کرتے، اور یہ تو تم نے بھی تسلیم کرلیا کہ عیسیٰ لازماً آئیں گے، اور خود تم نے اس حدیث میں بھی تسلیم کرلیا، اس لئے اگر بالفرض ہم اس حدیث کو من وعن تسلیم کرلیں اور کسی قسم کی کوئی تأویل نہ کریں تو زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ ہمیں مہدی کا انکار کرنا پڑے گا؟ چلو ایک منٹ کے لئے ہم یہ بھی فرض کرلیتے ہیں کہ مہدی نہیں آئے گا، تو سوال یہ ہے کہ عیسیٰ کی صحت پر اس کا کیا اثر پڑے گا؟ کیونکہ احادیث کہتی ہیں کہ عیسیٰ آئیں گے، بھائی! مہدی آئے یا نہ آئے، تمہیں اس سے کیا واسطہ؟

یہ حدیث موضوع ہے:

۲:...اس شبہ/ اِشکال کا دُوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث بہت سے علماً اور محدثین کے نزدیک صحیح نہیں، چنانچہ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس سرہٗ کے شاگرد، اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے استاذ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی مجدّدی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حاشیہ ابن ماجہ میں اس حدیث کے بارہ میں لکھا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں۔

۳:...اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے، تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ اس ایک روایت کے مقابلہ میں احادیثِ متواترہ موجود ہیں کہ عیسیٰ، مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے، تو احادیثِ متواترہ کی بات قابلِ اعتماد ہوگی یا ایک ایسی روایت

کی جس کی صحت وضعف ہی نہیں بلکہ موضوع ہونے میں بحث ہے؟

فائدہ:... ہر وہ روایت جو صحاحِ ستہ میں سے صرف ابن ماجہ میں ہو اور دوسرے صحاحِ خمسہ میں نہ ہو وہ ضعیف ہوتی ہے، سوائے چند احادیث کے، جو اس قانون سے مستثنٰی ہیں، اس کے علاوہ ابن ماجہ میں چالیس کے قریب موضوع یعنی من گھڑت حدیثیں بھی ہیں۔

سَو کی مانیں یا ایک کی؟

اب سنو کہ متواتر احادیث میں موجود ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام حضرت مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے، معلوم ہوا کہ دونوں شخصیتیں الگ الگ ہیں، مگر یہ روایت اس کے خلاف ہے، اب دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں یا تو ہم اس روایت میں تاویل کریں، اس کا کوئی صحیح مطلب بتائیں یا اس کو رد کردیں۔ سو آدمی ایک بات کی گواہی دیتے ہیں، اور بے چارہ ایک آدمی دوسری گواہی دیتا ہے، بتلایا جائے کہ سو کی گواہی معتبر ہوگی یا ایک کی؟ ظاہر ہے ایک کے مقابلہ میں سو کی گواہی معتبر ہوگی، اور ایک کی گواہی مردود ہوگی۔

ہاں! اس ایک کی گواہی کے بارہ میں یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ جی اس کا مطلب یہ تھا، یا یہ کہنا چاہتا ہے، گویا اس کی بات میں تاویل کرسکتے ہیں، مگر اس کی بات کو بنیاد بنا کر سو آدمی کی شہادت کو ردّ نہیں کریں گے، یہ بات ٹھیک ہے ناں؟ کیونکہ یہ عقلی اصول ہے۔

مرزائیوں کی نرالی عدالت!

مجھے دنیا کی کوئی عدالت بتادو جو ایک آدمی کے کہنے پر سو آدمیوں کی گواہی کو ردّ کردے، چلو ایک کے مقابلہ میں سو کی نہیں، ایک کے مقابلہ میں دس آدمی کی گواہی کو ردّ کردے، یا ادھر دس آدمی ہوں اور ادھر چار آدمی، چاہے وہ نہایت ہی

ثقہ، معتمد اور قابلِ اعتماد ہی کیوں نہ ہوں، کہ ایک سو یا دس یا چار آدمی قصہ کچھ بیان کرتے ہوں مگر ان کے مقابلہ میں ایک آدمی کہتا ہے کہ نہیں قصہ یوں ہے، بتلایا جائے کہ کوئی دنیا کی عدالت ایسی ہے جو چار آدمیوں کے مقابلے میں ایک آدمی کی گواہی کو قبول کرلے؟ بلاشبہ مسلم و کافر دنیا کی کوئی عدالت ایسی نہیں جو یہ کہے کہ سو کے مقابلہ میں ایک کی، یا دس کے مقابلہ میں ایک کی، یا چار کے مقابلہ میں ایک کی گواہی معتبر ہے، ہاں! البتہ مرزائیوں کی نرالی عدالت ہے جو یہ کہتی ہے کہ ان کے مطلب کی ایک روایت بھی، ان کے مخالف کی صحیح اور متواتر سو روایات کے مقابلہ میں بھی قابلِ اعتماد ہے، اس لئے وہ ان تمام صحیح اور متواتر احادیث کو بھی ردّ کردیتے ہیں جو ان کے موقف کے متعارض ہوں۔

حدیث ”لا مھدی اِلَّا عیسٰی“ کی تأویل:

اچھا اب سنو! میں نے کہا تھا کہ یہ روایت مخالف ہے احادیثِ صحیحہ متواترہ کی، اب اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں، ایک یہ کہ ہم اس کی تأویل کریں، یا پھر اس کو ردّ کردیں، یعنی کنڈم کردیں، اگر کنڈم کرنے کے قابل تھی تو پیش ہی کیوں کی؟ اور اگر تم اس کی تأویل کرتے ہو تو تم ہی بتاؤ اس کی کیا تأویل کریں؟ ہم قادیانیوں سے پوچھتے ہیں کہ: ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ سو کے مقابلہ میں اس کی حیثیت نہیں تھی تو اس کو ردّ کردیتے، چلو ہم تمہارے اطمینان کے لئے اس کو ردّ نہیں کرتے تو اس کی تطبیق کے لئے کیا تأویل کریں؟ بہرحال علمائے اس کی دو تأویلیں کی ہیں:

اوّل: کامل مہدی:

ایک تأویل یہ کی ہے کہ: ”لا مھدی الا عیسی“ سے مراد ہے کامل ترین مہدی جو اس اُمت میں آئے گا وہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں گے، لہٰذا ”لا مھدی الا عیسی“ میں ”لا“ نفیٔ کمال کے لئے ہے، نفیٔ ذات واصل کے لئے نہیں، یعنی اس

وقت مہدی کا اصطلاحی معنی مراد نہیں ہوگا، بلکہ یہاں مہدی کا لغوی معنی ''ہدایت والا مراد ہوگا۔

مولانا عبدالرشید نعمانیؒ کا ابن ماجہ پر ایک مقدمہ ہے، جس کا نام ہے ''ما تمس الیه الحاجة لمن یطالع سنن ابن ماجة'' یہ بات ذہن میں رہے کہ ایک ہے ''مصباح الزجاجه'' اور ایک ہے ''ما تمس الیه الحاجه'' اور ایک ہے ''انجاح الحاجه'' جو شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ ہے۔

تو اس تأویل کی صورت میں ''لا مھدی'' کے معنی ہوں گے کہ کامل ترین مہدی کوئی نہیں ہے، سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے۔

لغوی مہدی ہزاروں ہوئے:

اس اُمت میں لغوی معنی (ہدایت یافتہ) کے اعتبار سے آنے والے مہدی ہزاروں کی تعداد میں ہیں، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہادی و مہدی ہیں، خلفائے راشدینؓ ہادی و مہدی تھے، حضرت معاویہؓ کے بارے میں بھی فرمایا: ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا''، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو ساری اُمت مانتی ہے، بلکہ ان کے زمانے کے لوگ تو یہ کہتے تھے کہ یہی مہدی آخر الزمان ہے، اور ایک مہدی جو عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں آئیں گے وہ بھی مہدی ہوں گے۔

حضرت عیسیٰؑ، کامل ترین مہدی:

تو ان ''مہدیوں'' اور ''ہدایت یافتہ'' لوگوں کے درمیان فرقِ مراتب ہے، لیکن کامل ترین مہدی جو اس اُمت میں آنے والے ہیں، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، کہ ان سے افضل ترین اور کامل ترین کوئی شخص نہیں، اس لئے کہ وہ نبی بھی ہیں، صحابی بھی ہیں، ہادی بھی ہیں اور مہدی بھی ہیں، اس تأویل سے اس حدیث پر کوئی اشکال نہیں، احادیث میں ایسی تأویلات کی بے شمار نظیریں موجود ہے، مثلاً: ارشاد ہے:

"لَا دِيۡنَ لِمَنۡ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ!" اس شخص کا دین، دین ہی نہیں ہے جس کے پاس امانت نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "**کلما خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الا قال الا! لا دين لمن لا امانة له!**" یعنی بہت کم ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا ہو اور یہ بات نہ فرمائی ہو کہ اس شخص کا دین، دین ہی نہیں جس کے پاس امانت نہ ہو۔ یعنی اس تأویل میں معنی یہ ہوگا کہ کوئی کامل مہدی سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے نہیں ہے، گویا یہاں نفی کمال کی ہوگی۔

دوم: سچا مہدی حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں:

دوسرا مطلب یہ ہے کہ جھوٹے مہدی تو بہت سے آتے رہیں گے، مگر سچا مہدی وہ ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا، جیسے کہا جاتا ہے کہ: "**آتیک العصر**" **أی وقت العصر** میں تیرے پاس آؤں گا عصر کے وقت، یعنی عصر کی نماز پر یا عصر کے وقت پر، یہ محاورہ میرا بنایا ہوا نہیں ہے، لغت اُٹھا کر دیکھو تو یہی لغت کہے گی، تو "**لا مهدی الا عیسیٰ ابن مریم**" کا یہاں مطلب یہ ہے کہ کوئی سچا مہدی نہیں سوائے اس مہدی کے جو عیسیٰ ابن مریم کے زمانے اور وقت میں آئے گا، یعنی یہاں معنی ہوگا "**الا وقت عیسیٰ ابن مریم**" اور یہ بات واقعی اور بالکل ٹھیک ہے۔

غلام احمد نے بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، اور اس سے پہلے بہاً اللہ ایرانی وغیرہ نے بھی کیا اور اس سے پہلے دوسرے لوگوں نے بھی یہ دعویٰ کیا اور ہر زمانے میں کوئی نہ کوئی مہدی کا دعویٰ کرتا رہا ہے، لیکن اللہ کی شان یہ ہے کہ سچا مہدی وہ ہوگا جس کے زمانہ میں عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آئیں گے، وہی سچا مہدی ہوگا۔ اس تأویل میں بھی کوئی تکلف وتعصب نہیں۔

ظہورِ مہدی کے بعد دجال کا خروج ہوگا اور دجال سوائے مکہ و مدینہ کے

پوری دنیا کا چکر لگائے گا، آخر کار مسلمان دمشق میں محصور ہوجائیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جامع دمشق کے شرقی منارہ پر نزول ہوگا، سوال یہ ہے کہ اس وقت دجال کے ساتھ اس کی قوم کی کتنی فوج ہوگی؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب کریں گے اور اسے لُدّ کے مقام پر قتل کریں گے۔ یہ تفصیلات میں نے اپنے رسالہ شناخت میں لکھ دی ہیں، اس میں آپ حضرات پڑھ لیں۔ مکمل تفصیل دوسری کتابوں میں موجود ہے، بہرحال دجال کے ہمراہ ستر ہزار اصفہان کے یہودیوں کی فوج ہوگی۔ دراصل دجال یہودیوں کا بادشاہ ہوگا، اس کے بعد کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شامل ہوجائیں گے، لیکن اصل میں بنیادی طور پر یہودی اس کے ہمراہی اور فوجی ہوں گے، حدیث شریف میں ان کی تعداد ستر ہزار فرمائی گئی ہے۔

کیا ائمہ پر قرآنی آیات کا نزول ہوتا ہے؟

اِشکال:... قادیانیوں کا کہنا ہے کہ علامہ ابن عربیؒ کی تصریح کے مطابق جب ائمہ کرام پر قرآنی آیات نازل ہوتی ہیں، تو اگر مرزے پر قرآنی آیات نازل ہوگئیں تو کیا حرج ہے؟ کیا یہ کہنا صحیح ہے؟

جواب:... یہ کسی نے نہیں لکھا کہ قرآن کی آیات ائمہ پر نازل ہوتی ہیں، یہ مرزائیوں کا کذب وافترا اور جھوٹ ہے، یا ان کی بدفہمی ہے۔

قرآنی آیات کا القا ہوسکتا ہے:

ہاں! البتہ بعض حضرات کو قرآن کریم کی آیات کا الہام اور القا ہوتا ہے، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ مثلاً: ہم لوگ کسی معاملے میں تشویش میں تھے اور کوئی صورت حال واضح نہیں ہورہی تھی، اتنے میں حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے اس معاملہ اور صورتِ حال کی تعیین کے لئے ہمارے ذہن میں قرآن کریم کی کوئی آیت القا کردی گئی، یعنی یاد دلادی جائے، جو ہمارے سوال کا جواب ہے، اور اس سے ہمیں اطمینان

ہوجائے، اس کا نام ہے قرآنی آیات کا القا اور الہام۔

انبیاؑ کی وحی فرشتہ کے ذریعہ اور القاٰ فرشتہ کے بغیر:

اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ جبرائیل علیہ السلام یا فرشتہ وحی نازل ہوتی تھی، اس طرح ان بزرگوں پر بھی ...نعوذ باللہ... بذریعہ جبرائیل یا فرشتہ کے وحی نازل ہوتی ہے۔

یہ جو ابن عربیؒ کا حوالہ دیا گیا ہے، یہ بالکل غلط ہے، کیونکہ علامہ ابن عربیؒ لکھتے ہیں کہ:

> ''انبیاؑ کی وحی اور اولیاؑ کی وحی میں یہ فرق ہے کہ انبیاؑ کی وحی فرشتے کے ذریعہ نازل ہوتی ہے اور یہ بغیر فرشتے کے۔''

یہ عبارت ان کی کتاب ''فتوحاتِ مکیہ'' کی ہے، لیکن یہ بات جو میں ذکر کر رہا ہوں یہ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر'' کی ہے، یہ ساری کی ساری کتاب کہنا چاہئے کہ ابن عربیؒ ہی کے حوالوں سے لکھی گئی ہے، اس میں علامہؒ کہتے ہیں اور غالباً اس قسم کی عبارت ہے کہ: ''فان قلت ما الفرق بین الوحی والالھام ووحی النبوۃ'' (یعنی اگر تم پوچھو کہ اولیاؒ کی وحی اور انبیاؑ کی وحی میں کیا فرق ہے؟)۔

لغوی اور اصطلاحی وحی؟

دراصل لغت میں وحی کہتے ہیں خفی طور پر کسی بات کو دل میں ڈال دینا، چنانچہ اولیاؒ اللہ پر جو الہام ہوتا ہے یا ان کے دل میں بات ڈال دی جاتی ہے، لغوی معنی کے طور پر اس کو بھی وحی کہہ سکتے ہیں، لیکن جب کوئی کہتا ہے کہ فلاں پر وحی نازل ہوتی ہے، تو اس سے وہ خاص نبوت والی وحی مراد ہوتی ہے، مرزائی لغوی اور اصطلاحی معنی کے فرق کو گڈمڈ کردیتے ہیں۔

دیکھو! جب بھی کہا جائے کہ تیرا ربّ کون ہے؟ اس ’’ربّ‘‘ سے کیا مراد ہوتی ہے؟ یہی ناں کہ اللہ تعالیٰ! اور جب کہا جائے کہ رب الدار کون ہے یعنی اس مکان کا مالک کون ہے؟ تو کہا جاتا ہے کہ زید! تو کیا زید کو رب الدار کہنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ -نعوذ باللہ- ربّ ہے؟

اسی طرح جب یہ کہا جائے کہ وحی کس پر نازل ہوتی ہے؟ تو کہو انبیاؑ پر، اور جب کہا جائے کہ وحیٔ الہام کس پر نازل ہوتی ہے؟ تو کہو کہ اولیاؒ پر، اس وحیٔ اولیاؒ کو مضاف کرکے نقل کریں گے، مطلق نہیں، جیسا کہ میں نے کہا کہ جب پوچھا جائے ربّ کون ہے؟ تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے، کیونکہ کسی دوسرے کو ربّ کہنا جائز نہیں، لیکن جب کہا جائے کہ ’’رب الدار‘‘ کون ہے؟ ’’رب المال‘‘ کون ہے؟ تو وہاں ربّ کے معنی مالک کے ہوں گے، یعنی اس مکان کا مالک کون ہے؟ اسی طرح جب کہا جائے کہ ’’رب الدابۃ‘‘ یعنی اس سواری کا مالک کون ہے؟ اس مال کا مالک کون ہے؟ تو اس کا جواب ہوگا فلاں آدمی اس کا مالک ہے، تو ان دونوں میں فرق ہوگیا ناں! تو جس طرح ربّ، ربّ کے درمیان فرق ہے، اسی طرح وحی، وحی کے درمیان فرق ہے، چنانچہ جب کہا جائے کہ وحی کس پر نازل ہوتی ہے؟ تو کہا جائے گا: صرف نبی پر! اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے تو کافر ہے، مدعیٔ نبوت ہے، اور اگر کہا جائے کہ وحی الہام ہوتی ہے، تو اب چونکہ یہ مضاف ہوگئی تو اس کا معنی ہوگا ایک خاص قسم کی وحی، اور یہ سب کے لئے عام ہے۔

تو خیر علامہ ابن عربیؒ نے کہا کہ کیا فرق ہے وحیٔ الہام اور وحیٔ نبوت کے درمیان؟ تو اس کا جواب دیا کہ وحیٔ نبوت فرشتے کے ذریعہ ہوتی ہے، اور وحیٔ الہام فرشتے کے بغیر ہوتی ہے۔

ولی فرشتہ کی آواز سنتا ہے، مگر دیکھ نہیں سکتا:

کبھی یوں فرق کرتے ہیں کہ ولی فرشتے کی بات سنتا تو ہے مگر دیکھ نہیں سکتا،

یعنی اللہ نے فرشتہ بھیج دیا کہ جاکر فلاں کو آواز دے آؤ، لیکن وہ اس فرشتے کو دیکھتا نہیں، البتہ نبی اس فرشتہ کو دیکھتا اور اس کی آواز کو سنتا ہے۔

تو مرزائیوں کی بات تو غلط ہے کہ اولیاً پر آیات کا نزول ہوتا ہے، کیونکہ وحی نازل ہونے کا معنی یہ ہوتا ہے فرشتہ لے کر آئے، اس کا یہ معنی نہیں کہ جو بات دل میں القا ہو جائے تو کان میں کسی لطیفہ غیبی کی طرف سے آواز آجائے۔

دوسری بات یہ کہ جن اللہ کے بندوں کو بعض آیات کا الہام ہوا یعنی ان پر القا ہوا اور ان کے ذہن میں بات ڈال دی گئی، کیا ان میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا؟ اگر نہیں کیا تو پھر مرزا کیوں کہتا ہے کہ میں نبی ہوں؟

ایک اُصولی بات:

یہاں پر مجھ سے ایک اور اُصولی بات بھی سن لو، وہ یہ کہ جب بھی کوئی مرزائی ایسی بات کہے تو اس کو کہہ دو کہ خطبہ الہامیہ میں مرزا نے خود لکھا ہے:

"فلا تقیسونی بأحد ولا احدا بی."

(خطبہ الہامیہ ص:۵۲، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۵۲)

ترجمہ:... "پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس مت کرو، اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ۔"

یعنی کسی کو مجھ پر قیاس نہ کرو اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو، لہٰذا مرزا کی اس تصریح کے بعد تم خود مرزے کے حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہو، اس لئے کہ مرزا کہتا ہے کہ مجھ پر کسی کا قیاس نہ کرو، اور تم اولیاً اللہ کی مثالیں دیتے ہو، تو تم مرزے کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہو۔

کیا نبیوں کو غیر نبیوں پر قیاس کرنا درست ہے؟

مرزا، حقیقۃ الوحی ص:۳۹۱ میں لکھتا ہے:

''نبوت کا نام پانے کے لئے اس اُمت میں صرف
میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔''

تو ان قادیانیوں سے پوچھو کہ کیا نبیوں کو غیرنبیوں پر قیاس کرنا چاہئے؟ اگر نہیں تو تم اولیاء اللہ کی مثالیں کیوں دیتے ہو؟

حضرت عیسیٰؑ کی سواری اور ہتھیار کیا ہوگا؟

سوال:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے آئیں گے، تو وہ گھوڑے پر سفر کریں گے؟ یا بس اور جہاز میں؟ پھر دجال کو کلاشنکوف سے قتل کریں گے؟ تلوار سے یا حربہ سے؟

جواب:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں دوشاخہ حربہ ہوگا، اس کو نیزہ کہہ لو یا دوشاخی تلوار کہہ دو۔

باقی رہا یہ کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سفر کس چیز پر کریں گے؟ اس کا ذکر تو کہیں نہیں آتا، البتہ یہ آتا ہے کہ دجال آپ کو دیکھ کر بھاگنا شروع کردے گا، بھاگنا بھی شروع کرے گا اور پگھلنا بھی شروع ہوجائے گا، چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو چھوڑ بھی دیتے تو وہ نمک کی طرح پگھل کر ختم ہوجاتا، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے میری ایک ضرب تجھ پر مقدر کر رکھی ہے، وہ تو تجھے برداشت کرنی ہی ہے، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے تعاقب میں اس کے پیچھے بھاگیں گے، اور ''بابِ لُدّ'' پر جو آج کل اسرائیلیوں کا ایئرپورٹ ہے، وہاں جاکر اس کو پالیں گے، اپنے نیزے سے اس کو قتل کردیں گے، اور اپنے نیزے پر لگا ہوا دجال کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔ اب اتنی باریک باریک تفصیلات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیں، تو معلوم ہوا کہ کلاشنکوف سے نہیں نیزے سے قتل کریں گے۔

جدید اسلحہ کا دور ختم ہونے والا ہے:

میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ کلاشنکوفوں اور بارُودوں کا دور ختم ہونے والا ہے، یہ بم، ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم اور فلاں بم یہ سب خود اپنے آپ کو ختم کردیں گے، خودکشی کرلیں گے، جب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو اس وقت وہی پرانی نیزوں کی جنگ ہوگی۔

دجال کی سواری؟

سوال:... کیا دجال کی سواری گدھا ہوگی یا کوئی اور؟ خرِ دجال کا کیا مفہوم ہے؟

جواب:... جی ہاں! دجال کی سواری گدھا ہوگا، اور دجال گدھے پر سوار ہوگا، چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اس کے کانوں کے درمیان کا فاصلہ ستّر باع ہوگا، باع اس کو کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں کو دائیں بائیں پھیلا دیا جائے تو داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کے سرے تک درمیان کا جو فاصلہ ہے وہ ''باع'' کہلاتا ہے، تو اس کے گدھے کے دو کانوں کے درمیان کا فاصلہ ستر باع کا ہوگا، اس پر کوئی تعجب کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ وہ دجالی گدھا ہوگا۔

ریل کو خرِ دجال کہنا؟

سوال:... مرزا نے تو ریل گاڑی کو دجال کا گدھا قرار دیا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... یہ بھی مرزائی عجوبات میں سے ہے، اس لئے کہ کیا کسی نے آج تک ایسی کوئی ریل گاڑی دیکھی ہے جس کی چوڑائی اور منہ ستر باع کے برابر چوڑا ہو؟ میرے خیال میں آج تک ایسی کوئی ریل گاڑی وجود میں نہیں آئی ہے، بھائی! دجال کے گدھے کو ریل گاڑی پر چسپاں کرنا حماقت ہے، دراصل مرزا جی نے یوں ہی کہا ہے، لیکن شاید مرزا غلام احمد کے اپنے دماغ میں بھی یہ بات نہیں آئی تھی، ہاں! البتہ وہ لوگوں کے دلوں میں شیطان کی طرح وسوسے ڈال دیتا تھا۔

مرزا جی کے ریل گاڑی کو خرِ دجال کہنے کی وجہ؟

دراصل حضرت مولانا عین القضاۃ رحمہ اللہ، جنہوں نے میبذی کا حاشیہ لکھا ہے، انہوں نے مہدی جونپوری کے ردّ میں ''ہدیہ مہدویہ'' لکھی تھی، اس کی ایک کاپی ہمارے مرکزی دفتر ملتان میں موجود ہے، انہوں نے اپنی تصنیف ''ہدیہ مہدویہ'' میں لکھا ہے کہ خرِدجال سے ریل گاڑی بھی مراد ہوسکتی ہے، اور اس کا احتمال بھی ہے، اصل مہدی جونپوری نے دجال کے گدھے پر اشکال کیا کہ اتنا بڑا گدھا کیسے ہوگا؟ تو مولاناؒ نے جواباً لکھ دیا کہ احتمال کے طور پر یہ دیکھو جیسے ریل گاڑی تمہارے سامنے موجود ہے، اتنا بھاگتی بھی ہے۔

تو جس کو حضرت مولانا عین القضاۃؒ نے استبعاد دور کرنے کے لئے بطورِ احتمال کے لکھا، مرزا نے اس کو وحی بنالیا، اور کہا کہ انگریز دجال ہے اور ریل گاڑی ان کا گدھا ہے، مگر افسوس کہ مرزا قادیانی مرنے کے بعد لاہور سے قادیان اسی گدھے پر لَد کر گیا، یعنی اس کی لاش لاہور سے اسی خرِ دجال پر لاد کر قادیان پہنچائی گئی۔

خرِ دجال پر تعجب کیوں؟

دجال جب ساری دنیا میں پھر سکے گا، جیسا کہ حدیثؐ شریف میں آتا ہے کہ زمینوں کے خزانوں کو حکم دے گا وہ اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگیں گے، بادلوں کو حکم دے گا بارش برسائیں گے، اور لوگ اسی سے دھوکا کھائیں گے کہ یہ خدا ہے، خدائی کام کرتا ہے، اگر یہ سب کچھ قابلِ تسلیم ہے تو پھر اس کے گدھے پر کیوں تعجب ہو؟ یہ وہ وقت ہوگا جو امتحان کی کڑی آزمائش کا وقت ہوگا۔

فتنۂ دجال سے پناہ مانگنے کی تعلیم:

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری کی تیرہویں جلد میں ایک تابعی کا قول نقل کرکے لکھا ہے کہ:

"دجال کے فتنے سے بارہ ہزار مرد اور سات ہزار
عورتیں محفوظ رہیں گی۔" (فتح الباری ج:۱۳ ص:۹۲)

اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ چے لوگوں کو نہیں رہنے دیں گے، بلکہ سب کچوں کو دھکیل دیں گے۔ یعنی جن کے دل میں صحیح طور پر ایمان نہیں ہے، ان کو چھانٹ دیں گے، سب دجال کے ساتھ مل جائیں گے، نعوذ باللہ! استغفر اللہ! اس لئے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ اُمت کو فتنۂ دجال سے پناہ مانگنے کی تعلیم فرمائی ہے، اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم التزام کے ساتھ یہ دعا کرتے تھے، نماز کے اندر یا نماز سے باہر:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔"

یعنی ان پانچ چیزوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم التزام کے ساتھ پناہ مانگتے تھے: جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، مسیح الدجال کے فتنہ سے، اور زندگی اور موت کے فتنوں سے، اور آخر میں خصوصیت کے ساتھ گناہ اور قرض سے۔

اللہ تعالیٰ ہماری بھی ان سے حفاظت فرمائے، آمین!

رفع کے وقت حضرت عیسیٰؑ کی عمر:

سوال:... کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت ۳۳ سال کی عمر میں عطا ہوئی، اس کی تشریح کریں۔

جواب:... ۳۳ سال کا قول تو مجھے معلوم نہیں ہے، بھائی! میں نے کہیں نہیں پڑھا، البتہ یہ مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۳۳ سال کی عمر میں اُٹھائے گئے، لیکن حافظ ابن قیمؒ نے زاد المعاد کے شروع میں یہ لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں یہ کہنا غلط ہے کہ وہ ۳۳ سال کی عمر میں اُٹھائے گئے، یہ نصاریٰ کا قول ہے، مگر افسوس کہ مرزائی اسی کو نقل کیا کرتے ہیں، علامہ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ ۳۳ سال کی عمر میں اُٹھائے جانے کا قول نصاریٰ کا ہے، اس کے برعکس مرزائیوں نے یہ گھڑلیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اُٹھائے جانے کا عقیدہ نصاریٰ کا ہے، یعنی نعوذ باللہ ابن قیمؒ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اُٹھائے جانے کے منکر ہیں۔

مرزائیوں کا دجل:

دراصل حافظ ابن قیمؒ اس پر بحث کر رہے تھے کہ نبوت چالیس سال کے بعد ملتی ہے، لیکن جب اس پر اعتراض ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام تو ۳۳ سال کی عمر میں اُٹھالئے گئے تھے، انہوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ ۳۳ سال کی عمر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اُٹھائے جانے کا قول نصاریٰ کا قول ہے، اصل بات کیا تھی اور مرزائیوں نے کیا بنادی؟

اسی کو دجل کہتے ہیں، اور اسی سے ''دجال'' بھی مأخوذ ہے، چنانچہ جہاں مرزائی، قرآن کا یا حدیث کا نام لیں گے تو اس میں ضرور دجل کریں گے، دجل کے معنی ہیں فریب اور دھوکا، لہٰذا یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ قادیانی کسی بزرگ کا قول پیش کریں اور اس میں دجل نہ کریں، کیونکہ قرآن کریم کی کوئی آیت، کوئی ایک صحیح حدیث اور کسی ایک بزرگ کا کوئی مستند قول مرزائیوں کی تائید میں مل ہی نہیں سکتا، جب تک کہ وہ اس میں دجل و فریب کرکے اس کو توڑ موڑ کر چسپاں نہ کردیں، اسی لئے ہم اس کو دجال اور فریبی کہتے ہیں، یہ چھوٹا دجال ہے، کیونکہ بڑا دجال تو بعد میں آئے گا۔

اس بیچارے کے پاس کچھ بھی نہیں تھا، بیچارہ لوگوں سے چندہ مانگتا رہتا تھا، بڑا دجال تو اس کے کان کترے گا۔

حضرت عیسیٰؑ کو نبوت کس عمر میں ملی؟

اچھا خیر! تو ۳۳ سال میں نبوت کا ملنا تو ثابت نہیں، البتہ میں نے کہا تھا کہ ہر نبی کو چالیس سال میں نبوت ملتی ہے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی ہوگی۔

لیکن بعض لوگوں نے یہ کہا کہ ان کو بچپن ہی سے نبی بنادیا گیا تھا، کیونکہ قرآن کریم میں ہے کہ جب ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم ان کو اُٹھاکر اپنی قوم کے پاس لے آئیں تو لوگوں نے کہا:

”.....قَالُوْا یَا مَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا. یٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا کَانَ اَبُوْکِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا کَانَتْ اُمُّکِ بَغِیًّا. فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ، قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا. قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا. وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا. وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا. وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا.“

(مریم: ۲۷-۳۳)

ترجمہ:... ”وہ اس کو کہنے لگے: اے مریم! تو نے کی یہ چیز طوفان کی، اے بہن ہارون کی! نہ تھا تیرا باپ بُرا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار، پھر ہاتھ سے بتلایا اس لڑکے کو، بولے: ہم کیونکر بات کریں اس شخص سے کہ وہ ہے گود میں لڑکا؟ وہ بولا:

میں بندہ ہوں اللہ کا! مجھ کو اس نے کتاب دی ہے اور مجھ کو اس نے نبی بنایا، اور بنایا مجھ کو برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں رہوں زندہ، اور سلوک کرنے والا اپنی ماں سے، اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست بدبخت، اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا، اور جس دن مروں اور جس دن اُٹھ کھڑا ہوں زندہ ہوکر۔“

(ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

یعنی حضرت مریم نے بچے کی طرف اشارہ کردیا کہ اس سے پوچھو! انہوں نے ابھی پوچھا بھی نہیں تھا کہ اور بچہ بول پڑا کہ: حرامزادہ نہیں ہوں، نعوذ باللہ! میں تو اللہ کا بندۂ خاص ہوں، اور مجھ کو بنایا ہے برکت والا جہاں کہیں ہوں زمین میں ہوں یا آسمان میں ہوں، اور مجھ کو وصیت فرمائی ہے زکوٰۃ کی اور نماز کی جب تک میں زندہ رہوں۔

حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زکوٰۃ اور نماز کیسے ادا کرتے ہیں؟

اِشکال:... مرزائی کہا کرتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں تو پھر عیسیٰ علیہ السلام زکوٰۃ کیسے دیتے ہیں؟ حالانکہ وہ تو کہتے ہیں کہ مجھے وصیت فرمائی ہے، اسی طرح وہ نماز کیسے پڑھتے ہیں؟

جواب:... ہم نے کہا: نماز تو پڑھ لیتے ہوں گے، یہ کوئی اشکال کی بات نہیں، وہاں ان کے لئے فرشتے مصلیٰ بچھادیتے ہوں گے، باقی رہ گئی زکوٰۃ، تو وہ ہوتی ہے نصاب پر، مرزائیو! تم نصاب کی تعین کردو اور بتادو کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس اتنا سونا، چاندی یا نقد رقم یا مالِ تجارت ہے، تب ہم تمہیں بتادیں گے کہ وہ زکوٰۃ دیتے ہیں، اور کیسے دیتے ہیں؟ اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟

ہمارے آقاؐ پر زندگی بھر زکوٰۃ فرض ہی نہیں ہوئی:

سوال یہ ہے کہ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر زکوٰۃ دی ہے؟

حضرت جنید بغدادیؒ کے خلیفہ تھے حضرت شبلیؒ، ان سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! زکوٰۃ کتنی ہے؟ فرمایا کہ: مولوی لوگ فقہ والے کہتے ہیں کہ جب کسی کے پاس دوسو درہم چاندی یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہوجائے اور اس پر سال گزر جائے تو اس میں سے پانچ درہم دے دیں، دوسو میں سے پانچ یعنی چالیس میں سے ایک دے دیا جائے، لیکن ہم یوں کہیں کہ: اگر کسی کے پاس چالیس درہم سال بھر پڑے رہیں تو اکتالیس زکوٰۃ میں دے دیں، عرض کیا گیا: حضرت! چالیس میں سے اکتالیس کا کیا مطلب؟ فرمایا: چالیس تو اس کے پاس موجود ہیں اور پورا سال گزر گیا مگر خرچ نہیں ہوئے تو اس کی ضرورت سے زائد ہوئے، وہ تو یوں دے کہ اس کی ضرورت نہیں، اور ایک درہم مزید جرمانے کا دے، اس لئے کہ حماقت کیوں کی تھی کہ چالیس درہم بغیر ضرورت کے سارا سال رکھے رہا۔

یہ تو اولیاً اللہ کی بات ہے، اور نبیوں کے امام کی بات کیا ہوگی؟ ان پر زکوٰۃ ہی فرض نہیں ہوئی ہوگی۔ میرے اللہ کا شکر ہے لاکھوں روپیہ ہاتھ میں آتا ہے جاتا ہے، لیکن کبھی مجھ پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی، اب اس وقت بھی ڈیڑھ لاکھ کا مقروض ہوں، ذاتی طور پر مقروض ہوں، اللہ کا شکر ہے میرا اللہ تعالیٰ مجھے دیتا ہے اور ادا کرتا ہوں، مجھے تو اس قرضے کی بھی فکر نہیں، اللہ تعالیٰ دے دیں گے تو ادا بھی کردوں گا۔ اللہ تعالیٰ قرض سے بچائے، اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا، کوئی تشویش نہیں۔

روٹی کے لئے پریشان نہ ہو!

تمہیں ایک بات کہتا ہوں کہ روٹی کے مسئلہ کے بارے میں کبھی پریشان نہ

ہوا کرو، لوگوں کو اسی پریشانی نے کھا رکھا ہے، جہان کا جہان اسی روٹی کے مسئلہ میں مبتلا ہے، میاں! جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، تمہیں جان دی ہے، وہ جان کو بچانے کا سامان بھی دے گا، اور جس دن جان لے جانی ہوگی اس دن تمہارا رزق ختم کردے گا، پھر تم تلاش کروگے، نہیں ملے گا، اور جب تک تمہارے اندر جان رکھنی ہے، اس نے جان کا سامان بھی رکھنا ہے، چاہے تمہیں کھلانے پلانے کے ساتھ رکھے، چاہے اس کے بغیر رکھے، تم کیوں پریشان ہوتے ہو، انشاً اللہ کھانے کے لئے روٹی، پہننے کے لئے کپڑے دے گا، اور رہنے کے لئے جیسی کیسی جگہ بھی عطا فرمائے گا۔

شکر کیا کرو!

لیکن جو تمہیں ملی ہوئی ہے اس کا شکر ادا کیا کرو، کیوں میاں! کبھی اس کا شکر بھی کیا ہے؟ اور زیادہ تو مانگتے ہیں، اور ہماری ہوس کی دوزخ "هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ!" پکارتی ہے، لیکن کبھی اس کا شکر بھی کیا ہے؟

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تھے تو سب سے پہلے یہ دعا پڑھتے تھے:

"الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا وکفانا واٰوانا."

یعنی میرے اس اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا، ہماری کفایت فرمائی اور ہمیں ٹھکانا دیا۔

کیونکہ: "وکم ممن لا کافی له ولا مؤوی" یعنی کتنے ایسے لوگ ہیں جن کی کوئی کفایت کرنے والا نہیں اور کوئی ان کو ٹھکانا دینے والا نہیں، تم اللہ کی کفایت اور اللہ کے ٹھکانا دینے میں آجاؤ، تم کیوں پریشان ہوتے ہو؟

آیت کا صحیح مفہوم:

خیر! تو بعض لوگوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اس ارشادِ الٰہی کی بنا پر بچپن ہی سے نبی بنادیئے گئے اور پیدا ہوتے ہی وہ نبی تھے، یعنی وہ پیدا ہی نبی ہوئے ہیں۔

اس لئے کہ خود فرماتے ہیں: "اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا. وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا. وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا. وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا."

لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس ارشاد کا یہ مطلب نہیں کہ ابھی مجھے کتاب ملی ہے، کیونکہ یہ ایک روز اور ایک دن کا بچہ کہہ رہا ہے، اس لئے کہ بچہ پیدا ہوا، اماں اُٹھا کے لے آئیں قوم کے پاس، فرشتہ نے کہا: لے جاؤ اس کو تم کہہ دینا میں نے روزہ رکھا ہوا ہے، میں نہیں بولوں گی، اپنے منہ کی طرف اشارہ کردینا، اس بچے کی طرف اشارہ کردینا، خود ہی بتائے گا، تو ایک دن کا بچہ یہ کہہ رہا ہے، تو ظاہر ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ ان کے بارے میں جو فیصلے کر رکھے ہیں، ان کی اطلاع دینی مقصود ہے، مگر اللہ تعالیٰ ان کی زبان سے بلوا رہے ہیں۔

نبوت ملنے کی اطلاع پہلے اور ظہور بعد میں:

تو گویا نبوت چالیس سال کے بعد ملی، اور نبوت کا ظہور بھی چالیس سال کے بعد ہوا، البتہ اس کی اطلاع پیشگی دے دی گئی۔

جیسے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا گیا کہ: یا رسول اللہ! آپ کو نبوت کب ملی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدم علیہ السلام ابھی اپنے آب و گل، مٹی اور پانی میں گوندھے ہوئے تھے کہ میں اس وقت بھی نبی اور خاتم النبیین تھا، چنانچہ فرمایا:

"وکنت نبیا خاتم النبیین و آدم منجدل بین الطینۃ."

یعنی میں نبی اور آخری نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی گندھے ہوئے تھے اپنی مٹی گارے میں۔

لیکن اس کا یہ معنی تو نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عالمِ ظہور میں بھی نبی تھے، بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سے نبی بنادیئے گئے تھے، مگر اِس عالم میں نہیں، اُس عالم میں بنائے گئے تھے، البتہ چالیس سال کے بعد اس کا ظہور اس وقت ہوا جب اعلانِ نبوت فرمایا۔

جنتی جوان اور نبوت ملنے کی عمر:

سوال:... حدیث میں تو آتا ہے کہ جنتی جوان ہوں گے اور عمر ۳۳ سال کی ہوگی، جنت کی جوانی کی عمر ۳۳ سال کہی گئی ہے، تو نبوت کی عمر چالیس سال کیوں رکھی گئی ہے؟

جواب:... وہ تو یہ آتا ہے کہ سب کے سب جنتی جوان ہوں گے، اور بے ریش ہوں گے، داڑھیاں نہیں ہوں گی، اس لئے کہ ہمارے جو پرانے بزرگ تھے وہ بھی بیس، بیس، پچیس، پچیس سال تک لڑکے لڑکیاں ساتھ کھیلا کرتے تھے، ان کو کسی چیز کا پتہ ہی نہیں ہوتا تھا، جس کی عمر کا پیمانہ ایک ہزار سال کا ہو وہ بالغ کب ہوگا؟ یہ تم خود ہی دیکھ لو! اب چونکہ عمریں بھی چھوٹی چھوٹی ہوگئی ہیں، اس لئے بلوغت بھی جلدی ہوجاتی ہے، اور یہ چڑے چڑیوں کی طرح جلدی جلدی بالغ بھی ہوجاتے ہیں۔

اہلِ جنت کی عمر ۳۳ سال کی ہوگی: اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ابھی تک اس عمر کو نہیں پہنچے کہ ان کی داڑھی آجائے، وہ ہے ۳۳ سال، اب آپ خود ہی اندازہ لگالیں ان کی زندگی کتنی لمبی ہوگی؟ اس کے مطابق وہ سدابہار جوان رہیں گے اور بے

ریش ہوں گے۔

جنت میں دو داڑھیاں!

بعض رواتیوں میں آتا ہے ...واللہ اعلم... ان روایتوں کی صحت کہاں تک ہے؟ کہ صرف دو داڑھیاں جنت میں ہوں گی، ایک آدم علیہ السلام کی وہ جد الانبیا ہیں، یعنی اولادِ آدم کے باپ اور ابوالبشر ہیں، اور دوسرے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، بس مردوں کی حد تک یہی دو پہنچے، یعنی باقی سب بچے ہی بچے ہیں۔

پری کے روپ میں ڈائن

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

قادیانیوں کا کلمۂ اسلام پر ایمان نہیں:

قادیانیوں کا کلمۂ اسلام پر ایمان نہیں ہے، اس لئے کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے غلام احمد قادیانی کو نبی و رسول کہتے اور مانتے ہیں، نعوذ باللہ! وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و شریعت کو منسوخ اور نا قابلِ ایمان کہتے ہیں۔

اس لئے جب قادیانی، مسلمانوں کو دھوکا دینے کے ملئے کلمۂ اسلام: ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھتے ہیں تو ان کے نزدیک ''محمد رسول اللہ'' سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہیں ہوتے، بلکہ ان کے نزدیک ''محمد'' سے مراد -نعوذ باللہ- غلام احمد قادیانی ہوتا ہے، اس لئے وہ کلمہ گو نہیں، بلکہ کلمۂ اسلام کے منکر ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص کلمۂ اسلام تو پڑھے مگر اس میں موجود ''محمد رسول اللہ'' سے کوئی دوسری شخصیت مراد لے تو کہا جائے گا کہ یہ کلمہ کا منکر ہے، کیونکہ وہ کلمہ تو پڑھتا ہے مگر کلمۂ اسلام نہیں، بلکہ کسی دوسرے کا کلمہ پڑھتا ہے، ٹھیک اسی طرح اگرچہ قادیانی کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' تو پڑھتے ہیں مگر چونکہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے غلام احمد قادیانی کو رسول و نبی مانتے ہیں اس لئے منکرِ اسلام اور منکرِ کلمہ ہیں۔

مرزا قادیانی اپنے کو ''محمد رسول اللہ'' کہتا ہے:

اس تمہید کے بعد اب سنو کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں لکھتا ہے:

> ''محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ اس وحیِ الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا، اور رسول بھی۔''
>
> (ایک غلطی کا ازالہ ص:۳، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۰۷)

یعنی مرزا غلام احمد کذاب کہتا ہے کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس اللہ کی وحی، یعنی وحیِ الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے، اور رسول بھی، اس کا مطلب یہ ہے کہ... نعوذ باللہ... اب اس دور کا ''محمد رسول اللہ'' غلام احمد ہے۔ اب بتاؤ کہ جو لوگ غلام احمد کو ''محمد رسول اللہ'' مانتے ہوں، اور غلام احمد کے الہاموں کو وحیِ الٰہی کہتے ہوں، وہ مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں؟ توبہ! توبہ! نہیں، ہرگز نہیں۔

جو غلام احمد قادیانی کو ''محمد رسول اللہ'' کہیں وہ مسلمان ہیں؟

سوال:... کالج اور یونیورسٹی کے لڑکے آتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ کہ تم قادیانیوں کو کافر کیوں کہتے ہو؟

جواب:... میں کہتا ہوں جب ایسے لڑکے تم میں سے کسی کے پاس آئیں یا کسی ذمہ دار کے پاس آئیں تو ان کو اس کتاب کا حوالہ دو بلکہ کتاب کا حوالہ مجھ سے لے جاؤ، اور اس کے سامنے وہ حوالہ رکھ کے پوچھو کہ جو آدمی غلام احمد کو ''محمد رسول اللہ'' کہتا ہے، تم ہی بتاؤ کہ وہ مسلمان ہے کہ نہیں؟

تردیدِ مرزائیت کے لئے ''کلمۃ الفصل'' کافی ہے:

مرزا غلام احمد کا لڑکا ہے بشیر احمد ایم اے، نامعلوم ایم اے بھی تھا یا ایویں

ہی تھا؟ اس کی کتاب ہے ''کلمۃ الفصل''، ۱۹۷۴ء میں اسمبلی کی کاروائی کے دوران اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے ہمیں کہا تھا کہ: تم تو خواہ مخواہ کتابوں کا پلندہ اُٹھائے پھر رہے ہو، قادیانیت کی تردید کے لئے تو صرف یہی ایک کتاب کافی تھی، یعنی قادیانیت کے خلاف مقدمہ لڑنے کے لئے مرزا بشیر احمد کی یہی ایک کتاب ''کلمۃ الفصل'' ہی کافی تھی۔

مرزائیت، پری کے رُوپ میں ڈائن ہے:

اس میں مرزا بشیر احمد نے خود ہی ایک سوال اُٹھایا ہے کہ اگر غلام احمد نبی ہے تو تم اس کا کلمہ کیوں نہیں بناتے؟ میں نے اپنے کئی رسالوں میں اس کو نقل کیا ہے اور اس کو سمجھایا ہے کہ یہ کیا کہنا چاہ رہا ہے؟ تم لوگ سمجھتے نہیں! تم لوگ نہیں جانتے کہ یہ مرزائی ہیں کیا چیز؟ ڈائن ہوتی ناں ڈائن! جو کبھی کبھی پری کی شکل میں بھی آجاتی ہے، دراصل وہ ہوتا تو ہے ''جن'' اور ڈائن، لیکن آتی ہے بڑی خوبصورت پری کی شکل میں، چنانچہ اگر تم ایک مرتبہ اس کے چنگل میں پھنس گئے تو پھر ساری عمر نہیں چھوٹ سکتے، بلکہ مر کے ہی چھوٹو گے۔ جیسا کہ میں نے کہا تھا اور تم نے دیکھا بھی ہے کہ مغرب کا جمہوری نظام اُوپر سے بڑا روشن اور اندرون تاریک تر ہے۔

بظاہر خوشنما اندر سے بدتر:

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول: اُوپر سے دیکھو تو قبر پر غلاف پڑے ہوئے ہیں، پھر اس پر سنگِ مرمر بھی لگا ہوا ہے، زور شور سے صفائی ہو رہی ہے، لیکن اندر اللہ کا قہر ہے، ٹھیک اسی طرح غلام احمد قادیانی کا حال ہے کہ بظاہر خوشنما مگر اندر سے بدتر ہے، تو ان قادیانیوں کا ظاہر بھی اس قبر کی طرح خوشنما ہے مگر ان کا دل تاریکی قبر سے زیادہ اندھا اور سیاہ ہے۔

ان سے پوچھو کہ جو شخص ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھتا ہو اور ساتھ یہ

بھی کہے کہ -نعوذ باللہ- ''محمد رسول اللہ'' سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے تو وہ مسلمان کیسے ہوا؟ ہمیں یہ معاملہ سمجھا دو!

مرزائی، محمد رسول اللہ کا نہیں غلام احمد کا کلمہ پڑھتے ہیں:

ایک طرف تم کہتے ہو کہ قادیانی کلمہ گو ہیں اور کلمہ پڑھتے ہیں، پھر تم یہ بھی کہتے ہو کہ جب قادیانی کلمہ گو ہیں تو کلمہ گو کو کافر کیوں کہا جاتا ہے؟ میں کہتا ہوں ایک آدمی کہتا ہے ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' اور ساتھ ہی کہتا ہے کہ ''محمد رسول اللہ'' کا مصداق مرزا ہے، تو خود ہی بتلاؤ کہ وہ شخص مرزا کا کلمہ پڑھتا ہے یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتا ہے؟ اور یہ بھی بتلاؤ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والا مسلمان ہوتا ہے یا مرزا کا کلمہ پڑھنے والا؟

منکرِ کلمہ کی طرح مدعیٔ نبوت بھی کافر ہے:

میں نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا اور آج تمہیں بھی وہ بات اچھی طرح سمجھا دیتا ہوں کہ جس طرح کوئی آدمی اگر کلمہ کا منکر ہو جائے تو وہ مسلمان نہیں رہتا، ٹھیک اسی طرح ...اللہ معاف کرے... اگر کوئی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ بھی مسلمان نہیں رہتا۔ چنانچہ اگر قادیانی ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' بول کر اس کا مصداق مرزا کو رسول اللہ بنالیں تو یہ کیونکر مسلمان کہلائیں گے؟

قادیانی، پیشاب پر زمزم، خنزیر کے گوشت پر بکرے اور کفر پر ایمان کا لیبل لگانے کی وجہ سے ڈبل مجرم ہیں:

یہ بالکل ایسے ہی جیسے گندگی کے اوپر لیبل چپکا دیا جائے حلویات کا اور اس کے اوپر چاندی کے ورق بھی لگا دیئے جائیں، کیا وہ حلوہ بن جائے گا؟ نہیں! ہرگز نہیں! بلکہ یہ صرف جرم ہی نہیں بلکہ ڈبل جرم ہوا، کیونکہ ایک تو یہ کہ یہ گندگی کھلاتا

ہے، دوسرا یہ کہ یہ حلوہ کہہ کر کھلاتا ہے۔ اسی طرح ایک آدمی شراب کو شراب کہہ کر بیچتا ہے تو شریعت کی نظر میں مجرم ہے، لیکن ایک آدمی وہی شراب بیچتا ہے مگر کہتا ہے کہ: ...نعوذ باللہ، استغفر اللہ، لاحول ولاقوۃ الا باللہ... یہ زمزم ہے، تو یہ بھی مجرم ہے، مگر کتنا بڑا مجرم ہے؟ ہے تو یہ بھی اور وہ بھی مجرم، لیکن یہ پہلے کی نسبت زیادہ بڑا مجرم ہے، اسی طرح ایک آدمی ...نعوذ باللہ، استغفر اللہ... لوگوں کو خنزیر کا گوشت کھلاتا ہے، یہ مجرم ہے، لیکن اگر ایک آدمی خنزیر کے گوشت کے بارہ میں کہتا ہے کہ جو دُنبہ جنت سے حضرت اسماعیلؑ کے بدلہ میں آیا تھا، یہ اس کا گوشت ہے! گویا خنزیر کے گوشت کو دُنبہ کا گوشت کہہ کر بیچتا ہے، تو اس کا جرم ڈبل ہوا ناں!

قادیانیوں کے لئے ''کافر'' کا لفظ بھی چھوٹا ہے:

قادیانیو! تم کہتے ہو کہ مسلمان ہمیں کافر کیوں کہتے ہیں؟ ہمیں تو یہ سمجھ میں نہیں آتی کہ ہم تمہیں کہیں تو کیا کہیں؟ کیونکہ تم نے اتنا بڑا اور سنگین جرم کیا ہے کہ اس کے لئے کافر کا لفظ بھی چھوٹا ہے، کیونکہ تم نے غلام احمد جیسے آدمی کو ...نعوذ باللہ... محمد رسول اللہ بنادیا اور اس کا کلمہ پڑھا۔ تم کلمہ کے منکر تو اس وقت سے تھے جب تم نے غلام احمد قادیانی کو نبی مانا اور ''لا الٰہ الا اللہ مرزا رسول اللہ'' کہا تھا، لیکن جب تم نے کہا کہ: ''محمد رسول اللہ مرزا ہے، اور مرزا محمد رسول اللہ ہے''، تو تم ہی بتاؤ کہ یہ گستاخی کس حد تک جاپہنچی ہے؟ اس کے باوجود بھی تم کہتے ہو کہ مسلمان ہمارے کلمہ کا اعتبار نہیں کرتے۔

کلمہ میں مرزا بھی شامل ہے؟

خیر تو میں کہہ رہا تھا کہ مرزا بشیر احمد نے یہ سوال اُٹھایا ہے کہ ہم اپنا کلمہ کیوں نہیں بناتے؟ اس نے اس کے دو جواب دیئے ہیں۔

ایک جواب تو یہ دیا ہے کہ ''محمد رسول اللہ کا لفظ کہنے سے اس میں سارے

نبی آجاتے ہیں، مرزا بھی ان میں شامل ہے۔" ...نعوذ باللہ... "محمد رسول اللہ" میں مرزا بھی شامل ہے۔

مرزا بعینہٖ محمد رسول اللہ ہے؟

آگے دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ: "ہمارے نزدیک تو کوئی نیا آدمی آیا ہی نہیں، بلکہ محمد رسول اللہ ہی آیا ہے، یعنی غلام احمد قادیانی بعینہٖ محمد رسول اللہ ہے، جب غلام احمد بعینہٖ محمد رسول اللہ ہے تو ہمیں نئے کلمہ کی ضرورت ہی نہیں، گویا لفظ وہی پرانے ہیں مگر مفہوم نیا ہے۔

مرزائیوں کے جھوٹ کا پول:

آج کل قادیانی اس کا بڑے زور شور سے انکار کرتے ہیں اور مرزا طاہر نے بھی اس کا انکار کیا ہے کہ جھوٹ ہے، میں نے کہا: جھوٹ بولنے کے تم عادی ہو! ہمیں کوئی شکایت نہیں، جو جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرسکتا ہے اس سے ہر قسم کے جھوٹ کی توقع رکھی جاسکتی ہے، اس لئے کہ "ریویو آف ریلیجنز" بابت مارچ/اپریل ۱۹۱۵ء جلد:۱۴، شمارہ: ۳/۴، بعنوان "کلمۃ الفصل": ۹۱، ۱۸۴، آج بھی مطبوعہ موجود ہے، اور اس میں مرزا بشیر احمد ایم اے کا یہ اقتباس قادیانی اُمت کا منہ چڑا رہا ہے، ملاحظہ ہو:

> "پانچواں اعتراض: یہ کیا جاتا ہے کہ اگر نبی کریمؐ کے بعد مرزا صاحب بھی ایسے نبی ہیں کہ ان کا ماننا ضروری ہے تو پھر مرزا صاحب کا کلمہ کیوں نہیں پڑھتے؟
>
> تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب انسان کسی حق کا انکار کرتا ہے تو اس کی عقل ماری جاتی ہے، اور وہ ایسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے کہ ایک بچہ بھی انہیں سن کر ہنسے۔ اب یہ کیسی بیوقوفی کی بات ہے کہ مرزا صاحب کا ماننا اگر ضروری ہے تو ان کا

کلمہ کیوں نہیں پڑھتے۔ غالبًا معترض کا یہ خیال ہے کہ کلمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ مبارک اس غرض سے رکھا گیا ہے کہ وہ آخری نبی ہیں، تبھی تو یہ اعتراض کرتا ہے کہ اگر محمدؐ رسول اللہ کے بعد کوئی اور نبی ہے تو اس کا کلمہ بناؤ، نادان اتنا نہیں سوچتا کہ محمدؐ رسول اللہ کا نام کلمہ میں تو اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سرتاج اور خاتم النبیین ہیں اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آجاتے ہیں، ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے، ہاں حضرت مسیح موعودؑ کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہوگیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعودؑ کی بعثت سے پہلے تو محمدؐ رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیأ شامل تھے، مگر مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد محمدؐ رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی، لہٰذا مسیح موعودؑ کے آنے سے نعوذ باللہ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کا کلمہ باطل نہیں ہوتا بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے۔ غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعودؑ کی آمد نے محمدؐ رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کردی ہے اور بس۔ علاوہ اس کے اگر ہم بفرضِ محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریمؐ کا اسمِ مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعودؑ نبی کریمؐ سے الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: **صار وجودی وجوده**، نیز: **من**

فرق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی وما رای اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالٰی کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت اٰخرین منھم سے ظاہر ہے، پس مسیح موعودؑ خود محمدؐ رسول اللہ ہے جو اشاعتِ اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمدؐ رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی، فتدبروا۔'' (کلمۃ الفصل ص:۱۵۷، ۱۵۸)

غلام احمد کے بارہ میں مرزائیوں کا عقیدہ:

سنو! غلام احمد قادیانی کا ایک شاعر تھا ...نعوذ باللہ... گویا مرزا غلام احمد کا ''حسان بن ثابت'' جس کا نام تھا: اکمل، اور اکمل کے نام سے ہی شاعری کرتا تھا، اس نے مرزا غلام احمد کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جس کو اس نے خوشخط لکھوا کر، فریم کرکے مرزا غلام احمد کو پہنچوایا، یعنی اس کی خدمت میں پیش کیا، اور مرزا نے اس کو بہت ہی پسند کیا اور اس کو دعائیں دیں، وہ قصیدہ کیا تھا؟ اس کے چند شعر میں تمہیں سنا دیتا ہوں:

امام اپنا عزیزو اس جہان میں
غلام احمد ہوا دار الاماں میں

یعنی اے عزیز مرزائیو! اپنا امام غلام احمد ہے، اور ''دارالامان'' کہتے ہیں قادیان کو تو امام اپنا عزیزو اس جہاں میں یعنی اس جہاں میں ایک ہی امام ہے ہمارا اور وہ ہے غلام احمد، غلام احمد ہوا دارالاماں میں۔

غلام احمد، عرشِ ربّ اکبر؟

غلام احمد ہے عرشِ ربّ اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں

نعوذ باللہ! یعنی غلام احمد عرشِ ربّ اکبر ہے اور اس کا مکان گویا لامکان میں ہے۔

غلام احمد بعینہٖ محمد رسول اللہ؟

آگے چلتے چلتے مزید کہتا ہے کہ:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں

تم نہیں سمجھے کہ کیا بک رہا ہے؟ کہتا ہے کہ نعوذ باللہ! محمد پھر اُتر آئے ہم میں، اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ مرزا کی شکل میں آگئے ہیں، اور پہلے سے بڑھ کر اس کی شان ہے۔

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

اس بکواس پر آج تک مرزائی خود شرمندہ ہیں، اور کہتے ہیں کہ جی شاعر نے کہہ دی تھی کوئی نظم! حالانکہ یہ نظم غلام احمد قادیانی کی خدمت میں پیش کی گئی اور اس نے اس شاعر کو دعائیں دیں، پھر بعد میں یہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اخبار بدر میں چھپی تھی، جو آج تک ہمارے پاس اصل رسالے میں چھپی ہوئی محفوظ ہے، ہم نقل در نقل نہیں کر رہے، بلکہ یہ نظم مرزا غلام احمد کے اس اخبار میں چھپی ہے جو مرزا کی وحی کا ترجمان تھا، چنانچہ مرزا غلام احمد ایک جگہ لکھتا ہے کہ:

وہ جو مسیح دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوگا وہ دو فرشتے یہ میرے دو اخبار ہیں: ''الحکم'' اور ''بدر''۔

تو جو لوگ غلام احمد قادیانی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مانتے ہوں اور یہ کہتے ہوں کہ غلام احمد بعینہٖ محمد رسول اللہ ہے، اگر وہی لوگ کہیں: ''لا

الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ تو تم ہی بتلاؤ کیا یہ کلمہ گو ہیں؟

مرزائی کلمہ گو نہیں:

میں آپ سے کہتا ہوں کہ جب بھی کوئی قادیانی تم سے کہے کہ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں، پھر ہمیں کیوں کافر کہتے ہو؟ تو اس سے کہو کہ تم کس کا کلمہ پڑھتے ہو؟ جواب دو! کیا تم محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے ہو؟ ہرگز نہیں! بلکہ تم مرزا غلام احمد کا کلمہ پڑھتے ہو، اور جو شخص کسی دجال کو ...نعوذ باللہ... محمد رسول اللہ کہے، کیا وہ حضور کو ماننے والا کہلاسکتا ہے؟

’’تحذیرالناس‘‘ کی عبارت سے دھوکا:

قادیانی کہتے ہیں کہ ’’تحذیرالناس‘‘ میں لکھا ہے کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اگر بالفرض کوئی اور نبی آجائے تب بھی حضورؐ کی خاتمیت میں فرق نہیں پڑتا، لہٰذا اگر غلام احمد قادیانی کو نبی مان لیں تو ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

’’تحذیرالناس‘‘ کی آڑ میں حضرت نانوتویؒ پر اعتراض:

ہمارے بریلوی بھائی اور مرزائی دونوں ہی یہ اعتراض کیا کرتے ہیں، جبکہ قادیانی ختم نبوت کا انکار کرنے کے لئے مولانا کی آڑ لیتے ہیں، البتہ ہمارے بریلوی بھائی اس کی آڑ میں مولانا قاسم نانوتوی قدس سرہٗ کی برائی کرتے ہیں، مقصد دونوں کا الگ ہے، لیکن نقل وہ بھی کرتے ہیں، اور وہ بھی کرتے ہیں۔

ایک دلچسپ لطیفہ:

اس کا جواب دینے سے پہلے میں تمہیں ایک لطیفہ سناتا ہوں، وہ یہ کہ میں انگلینڈ گیا تھا، وہاں ڈیوزبری میں تھا، ہم نے وہاں جلسہ کروایا، اور ایک بریلوی مولوی

کو بھی بلالیا، کیونکہ ختم نبوت کا جلسہ تھا، یہاں تو سب آتے ہیں اور سب کو آنا بھی چاہئے، یہاں کسی دیوبندی، بریلوی یا کسی دوسرے مسلک کی بات نہیں ہوتی، یہاں تو ایک ہی ختم نبوت کی بات کرنی چاہئے، ہاں! اگر کوئی آگے پیچھے کوئی دوسری بات کرتا ہے تو وہ اپنی ذمہ داری پر کرتا ہے، ہم اس سے بری ہیں، ان باتوں کے کرنے کے لئے دوسرے اسٹیج بہت ہیں، چنانچہ میں نے بھی متعدد کتابیں لکھی ہیں اور تقریباً سارے موضوعات پر ہیں، لیکن میں جب اسٹیج پر بیٹھوں گا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی بات کروں گا، اور اس حوالے سے بات کروں گا، دوسرے کسی حوالے سے بات نہیں کروں گا، لیکن اگر تم دوسرے حوالے سے کوئی بات کرنے پر مجبور کروگے تو جواب ہی نہیں دوں گا، میں یہاں مرزائیوں کے سوا کسی فرقے کی بات نہیں کروں گا، کیونکہ مرزائی مسلمان ہی نہیں ہیں، مسلمان کا طبقہ نہیں ہے۔ خیر وہ بریلوی مولوی صاحب وہاں پر بولتے رہے اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو جو کچھ انہوں نے بُرا بھلا کہنا تھا کہا، لیکن جب وہ تقریر سے فارغ ہوکر آبیٹھے تو میں نے ان سے کہا کہ: ''تحذیر الناس'' آپ کے پاس ہے؟ کہنے لگا: نہیں، میرے پاس تو نہیں ہے! میں نے کہا: کبھی آپ نے تحذیر الناس دیکھی بھی ہے؟ کہنے لگا: اجی میں نے دیکھی بھی نہیں ہے! دراصل میں یہ چاہ رہا تھا کہ اگر اس کے پاس کتاب ہو، تو میں اسی کی کتاب اسی کو دکھادیتا، خیر تو میں نے دوسرے دوستوں سے کہا کہ بھائی کسی کے پاس کتاب ''تحذیر الناس'' مل جائے گی؟ اب انگلینڈ میں ''تحذیر الناس'' کا ہونا کارے دارد! بہرحال ایک دوست نے کہا کہ: میرے پاس ہے، میں لاتا ہوں! اتنے میں وہ کتاب لے آیا، میں عصر کے بعد ان بریلوی مولوی صاحب کے پاس چلا گیا، چند دوست اور بھی میرے ساتھ تھے، کیونکہ میں نے مولوی صاحب سے کہہ دیا تھا کہ میں عصر کے بعد آؤں گا اور کتاب ساتھ لے کر آؤں گا، مجھے بھی وہ حوالہ دکھا دینا کہ کہاں ہے؟ جب میں مولوی صاحب کے پاس پہنچ گیا تو میں نے کتاب ان

کے سامنے رکھ دی، مولوی صاحب تلاش کرتے رہے مگر ان کو وہ حوالہ نہیں ملا۔

منکرِ ختم نبوت، منکرِ قرآن ہے!

میں نے کہا: مولوی صاحب! تمہیں تو ملے یا نہ ملے البتہ میں تمہیں ایک حوالہ دکھاتا ہوں، جس میں مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار کرنے والا قرآن کریم کا انکار کرتا ہے، حدیثِ متواتر کا انکار کرتا ہے اور اجماعِ اُمت کا انکار کرتا ہے، لہٰذا وہ کافر ہے۔

کوئی صاحب مجھ سے یہ حوالہ آکر دیکھنا چاہے تو شوق سے آئے، میں دکھا سکتا ہوں۔ ''تحذیر الناس'' اس وقت اگرچہ میرے پاس نہیں ہے، مگر کتب خانہ میں شاید ضرور ہوگی، نہیں تو فیصل آباد سے تو بالکل ہی نئی مل جائے گی۔

ختم نبوت کا منکر، نمازِ پنجگانہ اور زکوٰۃ کے منکر کی طرح کافر ہے:

چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''تحذیر الناس'' طبع قدیم کے صفحہ گیارہ پر تصریح کی ہے کہ: یہ مسئلہ چونکہ قرآن سے بھی ثابت ہے اور چونکہ حدیث متواتر سے بھی ثابت ہے اور چونکہ تمام اُمت کا اس پر اجماع ہے، لہٰذا اس کا انکار کرنے والا ایسا کافر ہوگا جیسا کہ نمازِ پنجگانہ کا اور زکوٰۃ کا انکار کرنے والا کافر ہے، چنانچہ حضرت نانوتوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں:

> ''.....ادھر تصریحاتِ نبوی مثل: ''**انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی**'' اوکما قال۔ جو بظاہر بطرزِ مذکور اسی لفظ ''خاتم النبیین'' سے ماخوذ ہے، اس باب میں کافی، کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے، پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا، گو الفاظِ مذکور بہ سندِ متواتر منقول نہ ہوں، سو یہ

عدم تواتر الفاظ، باوجود تواتر معنوی، یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر
تعدادِ رکعاتِ فرائض و وتر وغیرہ، باوجودیکہ الفاظِ احادیث مشعر
تعدادِ رکعات متواتر نہیں، جیسا اس کا منکر کافر ہوگا ایسا ہی اس کا
منکر بھی کافر ہوگا۔"

پہلے سوال کا جواب ہوگیا۔

حضرت نانوتویؒ کی عبارت کا مفہوم:

باقی دوسری عبارت جو تم کہتے ہو وہ یہ کہ: "اگر بالفرض ایسا ہو" بھلا یہ بات اگر تمہاری سمجھ میں نہیں آتی تو اس میں بھی حضرت نانوتویؒ کا قصور ہے؟ نہیں یہ تمہاری عقل کا قصور ہے، مگر طرفہ تماشا یہ کہ اس پر دھڑلے سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ عبارت لکھنے والا کافر ہے، کیا یہ کہنا اور لکھنا صحیح ہوگا؟ کیونکہ حضرت نانوتویؒ نے فرمایا: "اگر بالفرض" یہ تو تم خود ہی سمجھ لو کہ "اگر بالفرض" کے الفاظ کے اندر کیا مفہوم ہوگا؟ اگر تم یہ بھی نہیں سمجھ سکتے تو تم ہی بتلاؤ پھر ہم تمہیں کیسے سمجھائیں کہ "ختم نبوت زمانی" کیا ہوتی ہے؟ "ختم نبوت مکانی" کیا ہوتی ہے؟ اور "ختم نبوت مرتبی" کیا ہوتی ہے؟

دراصل "ختم نبوت مرتبی" یہ ہے کہ جس میں ساری قسم کی خاتمیتوں کا ذکر ہو، غالباً یہ تمہاری سمجھ میں آنے کا مسئلہ نہیں ہے، تم تو بس اسی سے سمجھ لو کہ ایک شخص کہتا ہے کہ ختم نبوت زمانی یعنی زمانے کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا، پھر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا قرآن سے ثابت ہے، حدیثِ متواتر سے ثابت ہے اور اجماعِ اُمت سے ثابت ہے، اور اس کا انکار کرنے والا قطعی کافر ہے۔ سوال یہ ہے کہ تم اس عبارت کو ذکر کیوں نہیں کرتے؟ یہ بھی تو "تحذیر الناس" میں ہے۔

مرزائیوں اور بریلویوں کی عقل کا ماتم!

مرزائیو! تم سے بھی پوچھتا ہوں اور اپنے ان بریلوی بھائیوں سے بھی پوچھتا ہوں کہ آخر کس مصلحت سے یہ عبارت چھپاتے ہو...؟ اگر بالفرض! ختم نبوت کے وہ معنی لئے جائیں جو اس احقر نے بیان کئے ہیں، تو پھر بالفرض اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی آجاتا تب بھی خاتمیت میں فرق نہ آتا، یہاں یہ فرمایا گیا کہ: ''اگر بالفرض کوئی نبی آجاتا'' اب یہ سمجھنے کی بات ہے کہ لفظ ''آجاتا'' اور ''ہے'' کے معنی میں زمین و آسمان کا فرق ہے، اب اگر کسی کو ''آتا'' اور ''ہے''، ''آجاتا'' اور ''ہے''، ''آنے'' اور ''آجاتے'' کا فرق بھی نہیں آتا تو اُسے میں کیا سمجھاؤں...؟

فرضِ محال سے حقیقت ثابت نہیں ہوتی:

کیا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ: ''اگر زید عورت ہوتا تو بچے جن سکتا تھا'' کیا اس کہنے سے زید عورت بن گیا؟ اسی طرح اگر کوئی اپنی گھروالی سے کہے کہ: ''میں عورت ہوتی تو بچے جنتی'' تو کیا اس سے وہ عورت بن گیا؟ یا وہ بچے جننے لگ گیا؟ اسی طرح کیا حضراتِ امہات المؤمنینؓ نے یہ نہیں کہا تھا کہ: ''اگر ہم مرد ہوتے تو ہم جہاد میں حصہ لیتے'' کیا ان کے اس کہنے سے وہ مرد بن گئیں؟ اور جہاد میں حصہ لینا ثابت ہوگیا؟ اسی طرح اگر میں کہہ دوں کہ: ''میں عورت ہوتی تو بچے جنتی'' کیا اس سے میرا عورت ہونا ثابت ہوگیا؟ اور بچے جننا ثابت ہوگیا؟ لہٰذا جیسے یہاں فرضِ محال سے حقیقت ثابت نہیں ہوتی، تو اگر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ایک محال کا فرض کرتے ہیں تو اس سے اجرائے نبوت کیسے ثابت ہوگیا؟ لہٰذا مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو معنی میں نے لئے ہیں، اگر بالفرض یہ معنی لئے جائیں تو اس صورت میں اگر بالفرض حضورؐ کے بعد بھی نبی آجاتا تو خاتمیت میں کوئی فرق نہ آتا، یعنی حضرتؒ اس خاتمیت کی بات کر رہے ہیں، جس کے منکر پر وہ خود کفر کا فتویٰ دے

رہے ہیں، مطلقاً خاتمیت کی بات نہیں فرمارہے، کسی دوسری خاتمیت کی بات نہیں ہورہی کہ اگر حضورؐ کے بعد بالفرض کوئی نبی آجاتا، ''آجاتا'' سے ''آنا'' مراد نہیں ہے، اس سے زیادہ تمہیں کیا سمجھائیں؟

ظہورِ مہدی کا ذکر قرآن میں:

سوال:... قرآن مجید میں تو مہدی کے ظہور کا کوئی ذکر نہیں ہے؟

جواب:... اگر ایسا ہے تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیوں کیا تھا؟ یعنی اگر قادیانی یہ سوال کرتے ہیں کہ قرآن میں تو ظہورِ مہدی کا کوئی ذکر نہیں! تو میں نے کہا کہ پھر غلام احمد قادیانی نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیوں کیا؟ یہ تو ہے الزامی جواب۔

تحقیقی جواب:... یہ ہے کہ ذکر تو ہے مگر قادیانیو! تمہاری عقل وہاں تک نہیں پہنچتی، چنانچہ قرآن مجید میں ہے: "یوم یأتی بعض ایات ربک" کیوں بھئی! یہ لفظ قرآن میں موجود ہے کہ نہیں؟ یعنی جس دن آئیں گی کچھ نشانیاں تیرے ربّ کی، اور کچھ نشانیوں کی تفسیر و تأویل کو دیکھ کر علمائے اُمت نے بیان کیا اور اس پر اُمت کا اجماع ہوگیا کہ ان نشانیوں سے مراد ہے: حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظاہر ہونا، دجال کا نکلنا، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نازل ہونا، دابۃ الارض کا نکلنا، یأجوج و ماجوج کا نکلنا، اور مشرق و مغرب میں خسف ہونا، اور آفتاب کا مغرب کی جانب سے نکلنا وغیرہ، یہ ساری باتیں گویا اس آیت میں اجمالاً ذکر فرمائی گئی ہیں، اور ساتھ ہی یہ بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے دس نشانیاں ذکر فرمائی ہیں۔

کسی کو چاند نظر نہ آئے تو چاند کا نہیں اس کی نظر کا قصور ہے:

بھائی! آخر اس کا کیا علاج کیا جائے کہ چاند تو نکلا ہوا موجود ہے، لیکن

چونکہ تمہاری نظر کمزور ہے، اس لئے تمہیں تیسوینؔ کا چاند بھی نظر نہیں آتا، صرف تیسوینؔ کا ہی نہیں بلکہ تمہیں تو تیسری کا چاند بھی نظر نہیں آتا، اور بعضے تو ایسے اندھے ہیں کہ دوپہر کے وقت کا سورج بھی ان کو نظر نہیں آتا۔ تم ہی بتلاؤ! اس کا کیا علاج کیا جائے؟ بھائی! اپنی نظر ہی کا علاج کراؤ۔

اشراط الساعۃ میں ظہورِ مہدی بھی داخل ہے:

اچھا اس بات کو ایک اور طریقے سے سمجھاتا ہوں وہ یہ کہ قرآن کریم میں ظہورِ مہدی کا ذکر ہے۔ آپ کہیں گے وہ کیسے؟ میں کہتا ہوں یہ بتلاؤ کہ قرآن مجید میں قیامت کا ذکر ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے قرآن مجید میں قیامت کا ذکر ہے، اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ جب قیامت آئے گی تو قیامت سے پہلے کچھ نشانیاں ظاہر ہوں گی، اور قرآن کریم نے اس کا نام رکھا ہے: "اشراط الساعۃ" جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے: "جَآءَ اَشْرَاطُھَا" (اشراط الساعۃ) یعنی قیامت کی علامتیں۔ اور قیامت کی علامتیں دو قسم کی ہیں: ایک چھوٹی علامتیں اور ایک بڑی علامتیں۔

چھوٹی علامتیں تو بہت ہیں، مگر بڑی علامتیں وہ کہلاتی ہیں جن کو دیکھ کر اندازہ لگالیا جائے کہ اب دنیا کے ختم ہونے کا وقت قریب ہے، جیسے مریض میں بعض علامتیں دیکھ کر اندازہ کرلیا جاتا ہے کہ اب یہ بیمار ختم ہے۔

دیکھو تمہاری اور میری زندگی کو خطرہ تو ہر وقت ہی ہے، خدا جانے کب موت آجائے؟ لیکن ظاہری آثار تو کوئی نہیں نظر آرہے، نزلہ، زکام تو ہم کو ہوتا ہی رہتا ہے، طبیعت میں گڑبڑ بھی ہوجاتی ہے، لیکن جب کوئی آدمی اتنا بیمار ہوجاتا ہے کہ اس کی جان سے اور زندگی سے مایوسی ہوجاتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اب اس کا وقت قریب ہے۔ ٹھیک اسی طرح قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ دس علامتیں ظاہر فرمادیں گے اور یہ علامتیں قیامت کی علاماتِ کبریٰ کہلاتی ہیں، چنانچہ حضرت مہدی رضوان اللہ علیہ کا

ظہور بھی قیامت کی علاماتِ کبریٰ کا مقدمہ ہے، تو جب قیامت کا اور اس کی علامات کا ذکر ہے تو اس کی علامتِ کبریٰ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کا ذکر بھی اجمالاً قرآن مجید میں موجود ہے، البتہ اس کی تفصیلات احادیثِ مبارکہ میں ملتی ہیں، اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ ظہورِ مہدی کا ذکر قرآن مجید میں ہے تو بے جا نہ ہوگا۔

کوئی طاقت اور لالچ تم سے دامنِ نبوت نہ چھڑا سکے!

میرے بھائیو! تم نے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑا ہوا ہے، کوئی طاقت اور کوئی لالچ تم سے اس دامن کو نہ چھڑا سکے، یعنی تمہارا ایمان اتنا مضبوط ہونا چاہئے، اس کے برعکس تمہارا ایمان ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ خدانخواستہ اسے دو پیسے یا دو آنے میں دے دو یا فروخت کردو۔ تمہارے ایمان کی قیمت اتنی بڑی ہونی چاہئے کہ:

موحد کہ در پائے ریزی زرش
کہ فولاد ہندی نہی برسرش

یعنی موحد کے پاؤں پر سونا لاکر ڈھیر کردو یا چاہو تو فولادِ ہندی کی تلوار اس کی گردن پر رکھ دو۔

امید و یاس نہ باشد بہ کس
ہمیں است بنیاد توحید و بس

اس کو نہ کسی سے اُمید ہو اور نہ کسی کا خوف ہو، یہ ہے بنیاد توحید کی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسا کردے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات پر اتنا یقین ہوجائے، اور محمد رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایسا ایمان ہو کہ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اس راستہ سے نہ ہٹا سکے، اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت عطا فرمائے۔

قادیانی شبہ کہ ہمیں کیوں غیرمسلم قرار دیا گیا؟

ایک صاحب سوال کر رہے تھے کہ آج کل مرزائی اور قادیانی اپنے عقائد کا انکار اور خود اپنی تکذیب کر رہے ہیں، اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے ہمیں کیوں غیرمسلم قرار دلایا؟ لہٰذا اب نوجوانوں کو یہ سمجھانا مشکل ہوگیا ہے کہ ہم نے قادیانیوں کو کافر کیوں قرار دلایا تھا؟

اس جواب کے سلسلہ میں عرض ہے کہ فیصل آباد میں ہمارے ایک دوست ہیں ناصر صاحب، ان کو نوجوانوں سے باتیں کرنے کا شوق ہے، میں نے ان کو کہا کہ: مرزائی لڑکوں کو بھی دعوت دیا کرو! انہوں نے کہا: میں نے چند لڑکوں کو اس سلسلہ میں دعوت دی تھی اور پھر ان کے اشکالات رفع کرنے کے لئے انہیں لے کر پھرتا رہا، کبھی ہم ایک مولوی کے پاس گئے، کبھی دوسرے اور کبھی تیسرے کے پاس گئے، مگر ان کے سوالوں کا کسی نے جواب نہیں دیا، جب کسی نے ان کے سوالوں کا جواب نہیں دیا تو قادیانی لڑکے مجھ سے کہنے لگے کہ: تمہارے مولویوں کو جواب تو آتا نہیں، مگر تم ہمیں کہتے ہو کہ قادیانیت چھوڑ دو!

تردیدِ قادیانیت ایک فن ہے:

بھائی! تردیدِ قادیانیت ایک فن ہے، اور یہ اُسے آئے گا جو اس کو سیکھے گا، جو نہیں سیکھے گا اُسے نہیں آئے گا، اس میں عیب کی کون سی بات ہے؟ دیکھو بھائی! جو فن مجھے نہیں آتا میں اس کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ چنانچہ میرے پاس بہت سے ایسے خطوط آتے ہیں جن کے جواب میں، میں پوری بات کہہ دیتا ہوں کہ میں نہیں جانتا!

دُنیا بھر کے سوالوں کے جواب کا گُر:

ہمارے حضرت حکیم الأمت قدس سرہٗ ونوّر اللہ مرقدہٗ ارشاد فرماتے تھے کہ:

مجھے ایک ایسا گُر آ گیا ہے کہ دنیا بھر کے سوالوں کا جواب دے سکتا ہوں، اور دنیا کے ہر سوال کا جواب میرے پاس ہے۔ عرض کیا گیا کہ: حضرت! وہ کیسے؟ فرمایا: جو بات آتی ہوگی اس کا جواب لکھ دوں گا اور جو بات نہیں آتی ہوگی کہہ دوں گا کہ میں نہیں جانتا! لیکن میرے نہ جاننے سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ کوئی بھی نہیں جانتا، کیونکہ ''فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ'' ہر علم والے کے اوپر اللہ نے ایک علم والا بنایا ہے، یہاں تک کہ چلتے چلتے معاملہ اللہ کی ذات تک پہنچ جاتا ہے، اس سے اوپر کوئی عالم نہیں، ہر عالم سے بڑا عالم ہے، لیکن اس کے بعد اور اس کے اوپر کوئی عالم نہیں، تو میں نے ان سے یہی کہا کہ ان علمائے کرام نے سیکھا ہی نہیں تھا، اس لئے ان کو جواب نہیں آیا، تو ان کو جواب نہ آنے کا یہ مطلب تو نہیں کہ کسی کو بھی نہیں آتا۔

علمأ سے شکایت:

ہمارے دوستوں کو علمائے کرام سے شکایت ہے، ضرور شکایت کریں، اجازت ہے، لیکن میں شکایت کا عادی نہیں ہوں، پھر خصوصاً اپنے لوگوں کی میں شکایت نہیں کیا کرتا، لیکن ایک شکایت تو مجھے بھی کر ہی لینے دیجئے! وہ یہ کہ ان بیچارے (علمأ) کو تو سیاست سے فرصت نہیں، سیاسی مسائل سے فرصت نہیں، آپس کے جھگڑوں کے مسائل سے فرصت نہیں، غرض یہ کہ دوسرے مسائل سے فرصت نہیں، ہاں! ملک و ملت کے اور بھی بہت سارے مسائل ہیں، ان پر بھی روشنی ڈالو!

علمائے کرام کا اصل کام:

اصل بات تو یہ ہے کہ علمائے کرام کا کام ہے: ''لوگوں کے ایمان اور اعمال کی حفاظت کرنا''، آج یہاں سے میری یہ نصیحت لے کر جاؤ اور تمام علمأ کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچاؤ کہ تمہاری یہ سوچ کہ فلاں چیز دے دو، فلاں چیز خرید لو، اور فلاں اور فلاں، ان تمام فکروں کو چھوڑ دو، اس لئے کہ تم نائبِ نبی ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کا کام ہے اُمت کے ایمان اور ان کے عمل کی حفاظت کرنا اور ان کو ایمان اور عمل کی تلقین کرنا، اور بس! لہٰذا جو لوگ دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں ان کی مثال ایسے ہے جیسے دروازے پر کوئی پہرہ دار کھڑا ہو اور پاسبانی کر رہا ہو، تاکہ کوئی چور اور ڈاکو ہمارے اموال کو لوٹ کر نہ لے جائے۔

اسی طرح یہ ختم نبوت والے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تاجِ ختم نبوت کی پاسبانی کر رہے ہیں، کیونکہ اصل مقصود اُمت کے ایمان اور عمل کی حفاظت ہے۔

آپؐ کی بعثت کا مقصد؟

ایک ہی لفظ یاد رکھو اور پلّے باندھ لو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اسی مقصد کے لئے تشریف لائے، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

"..... یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ....." (الجمعہ:۲)

ترجمہ:... "(ایک رسول انہی میں کا) پڑھ کر سناتا ہے ان کو اس کی آیتیں اور ان کو سنوارتا ہے اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور عقل مندی۔"

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض میں سے ہے کہ اُمت کے سامنے قرآن کریم کی آیات کی تلاوت کریں، ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیں اور ان کو پاک کریں، کیونکہ کتاب و حکمت سکھانا، ایمان اور عمل سکھانے کے لئے ہے، اور ان کو پاک کرنا، اسی طرح جو چیزیں کہ ایمان و عمل کے لئے مضر ہوں ان سے حفاظت کی تعلیم دینا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض میں سے ہے۔

تزکیہ کا مقصد:

آپ نے دیکھا ہوگا، خصوصاً چوہدری صاحبان اور جو زمیندار آدمی ہیں وہ

جانتے ہوں گے کہ جب فصل کاشت کی جاتی ہے تو اس میں دوسری بے کار بوٹیاں یا جڑی بوٹیاں خود بخود پیدا ہوجاتی ہیں اور وہ فصل کے لئے نقصان دہ ہوتی ہیں، کاشتکار فصل سے ان کو صاف کرتے ہیں اس لئے کہ ان کے ہوتے ہوئے فصل کو نقصان پہنچتا ہے، جس طرح کاشتکار ان سے زمین کی صفائی کرتا ہے ٹھیک اسی طرح نبی بھی اپنی اُمت کے ایمان و عمل کی فصل کو ان اعمال و عقائد سے صاف کرتا ہے جو ان کے لئے مضر ہوں، یہ ہے "ویزکیھم" (ان کو پاک کردینا) کا مصداق۔ گویا گندے عقائد سے، گندے اخلاق سے، گندی معاشرت سے، گندے معاملات سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کو پاک کرتے ہیں۔

منصبِ رسالت علمائے اُمت کے سپرد ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو منصب تھا، اور جو کام آپؐ کے سپرد کیا گیا تھا اب وہ علمائے ربانی اور علمائے حقانی کے سپرد ہے، یعنی مختصر یہ کہ اُمت کے ایمان اور عمل کی حفاظت کا کام اب آپ کے سپرد ہے، تو بھائی! اصل کام تو تمہارا یہ ہے، یہ جو تم دوسری چیزوں میں، لغویات میں مشغول ہوگئے ہو یہ تمہارا کام نہیں ہے، میں تمہیں اس سے روکتا ہوں، اب تم کہو گے کہ یہ مولویوں پر تنقید کر رہا ہے، بھائی! میں تنقید نہیں کرتا، لیکن بھائی میں علمائے کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ اُمت کے ایمان اور عمل کی فکر کرو! نہیں، نہیں! بلکہ اپنی فکر کرو اور اس کے ساتھ ساتھ اُمت کے ایمان و عمل کی بھی فکر کرو، دوسرے لوگوں سے تو صرف ان کے ایمان اور عمل کے بارے میں پوچھا جائے گا، مگر تم سے پوری قوم کے بارے میں پوچھا جائے گا، کیونکہ تم پر ان کے ایمان و عمل کی حفاظت کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

تردیدِ قادیانیت کوئی مشکل نہیں:

ہاں! تو میں اپنے نوجوان دوست ناصر کا قصہ بتا رہا تھا کہ اس نے چند

نوجوانوں کو قادیانیت کے خلاف تلقین کی اور وہ علماً کے پاس گئے، اور انہوں نے علماً سے اُلٹے سیدھے سوال کئے، مگر علماً نے ان کے سوالوں کے جواب نہ دیئے، میرے بھائی! یہ جواب دینا کوئی مشکل کام نہیں بشرطیکہ علماً اس طرف متوجہ ہوں، اصل بات یہ ہے کہ علماً اس طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے۔

مولانا عبدالغنی پٹیالوی اور تردیدِ قادیانیت:

میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ کام کوئی مشکل نہیں، چنانچہ تمہاری عبرت کے لئے اس پر ایک قصہ سناتا ہوں کہ حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ ضلع پٹیالہ میں گزرے ہیں، انہوں نے بیٹھ کر ایک مہینے تک مرزا غلام احمد کی کتابیں دیکھیں اور مطالعہ کیا، پھر ایک مہینے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کی تردید میں ایک کتاب لکھی، جس کا نام ہے: "ھدایۃ الممتری عن غوایۃ المفتری" جس کو بعد میں، میں نے ختم نبوت کی طرف سے "اسلام اور قادیانیت" کے نام سے چھاپا ہے، اور مجھے یہ جان کر خوشی ہوتی ہے کہ الحمد للہ! ہمارے مرکزِ اسلامی دارالعلوم دیوبند نے بھی اسے اسی انداز اور نام سے چھاپا ہے، کتنی پائے کی کتاب ہے! اس کا اندازہ تو پڑھنے سے ہی ہوگا، بہرحال انہوں نے قادیانیت پر محنت کی، قادیانی کتابوں کا مطالعہ کیا اور کتاب لکھ دی، انہوں نے صرف کتاب ہی نہیں لکھی بلکہ مولانا نے الہ آباد ہائی کورٹ میں جاکر ان کے خلاف مقدمہ لڑا۔

تو قادیانیت ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے جو تمہارے لئے ناقابلِ حل ہو، خاص طور پر علمائے کرام کے لئے، مگر اے کاش! کہ تھوڑا سا وقت دے کر اس پر محنت کرلو، متوجہ ہوجاؤ، اور اس کو سیکھ لو۔

قادیانیوں کو غیر مسلم کیوں قرار دیا گیا؟

اچھا تو مولانا صاحب نے سوال اُٹھایا تھا کہ لوگ پوچھتے ہیں کہ قادیانیوں کو

کیوں غیر مسلم قرار دیا گیا؟ اس کے جواب کے سلسلہ میں میں تمہیں اپنا ایک واقعہ سناتا ہوں، ہوا یوں کہ ایک بار تین نوجوان دفتر میں میرے پاس آئے، چونکہ میں جب دفتر میں کام کرتا ہوں تو میری نظر صرف کاغذ پر ہی ہوتی ہے، اسی لئے جب وہ آئے اور انہوں نے سلام کیا تو میں نے بھی وعلیکم السلام کہہ دیا اور اپنے کام میں لگ گیا، لیکن جب انہوں نے کہا: ہم وحدت کالونی فیصل آباد سے آئے ہیں، تو میں نے کہا: سناؤ ناصر صاحب ٹھیک ہیں؟ میں اب بھی اپنا کام کر رہا ہوں اور بات چیت بھی کر رہا ہوں۔ اتنے میں وہ کہنے لگے کہ: ہم احمدی ہیں! میں نے کاغذ اور قلم وہیں چھوڑ دیا اور کہا: کیسے تشریف آوری ہوئی؟ وہ کہنے لگے: آپ سے ایک سوال پوچھنا ہے! میں نے کہا: کیا پوچھنا ہے؟ کہنے لگے کہ: تم لوگ ہمیں کافر کیوں کہتے ہو؟ حالانکہ ہم قرآن کو مانتے ہیں، ہم نماز پڑھتے ہیں، ہم روزہ رکھتے ہیں، تو تم ہمیں کافر کیوں کہتے ہو؟ جیسے ہمارے بعض نادان مسلمان کہتے ہیں کہ وہ ہم سے اچھے مسلمان ہیں، تو انہوں نے بھی کہا کہ ہم تو اچھے مسلمان ہیں، ہمیں کافر کیوں کہتے ہو؟

اب دیکھو جو خود صاحبِ واقعہ ہے، اس کی طرف سے اگر سوال ہو تو جواب دینے کا بھی مزہ آتا ہے، اگر تم کوئی سوال بنا کے دے دو اور میں اس کا جواب دوں تو مزہ نہیں آتا۔

خیر میں نے ان نوجوانوں سے کہا: میرا بھائی! آپ کے اس سوال کے دو جواب ہیں: ایک چھوٹا اور ایک بڑا۔ ایک آسان اور ایک مشکل۔

قادیانی، ہمیں اور دوسرے مسلمانوں کو کیوں کافر کہتے ہیں؟

چھوٹا اور آسان جواب تو یہ ہے کہ میں تمہارے سامنے بیٹھا ہوں، اور کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھ رہا ہوں، میں قرآن کو بھی مانتا ہوں، محمد رسول اللہ کو بھی مانتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں، کلمہ گو ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے پورے دین کو الف سے لے کر یا تک ماننے کا تمہارے سامنے اقرار کرتا ہوں، تم ہی بتاؤ کہ تم مجھے کافر کیوں کہتے ہو؟ تم نے کہا کہ: ہم کلمہ پڑھتے ہیں، تم ہمیں کافر کیوں کہتے ہو؟ میں نے تمہارے سامنے کلمہ پڑھ دیا، اور میں نے تمہارے سامنے حلفاً اقرار کیا، خانہ کعبہ میں کھڑے ہوکر مجھ سے اقرار کراؤ کہ میں الف سے لے کر یا تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے دین کو جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے لائے تھے مانتا ہوں، بغیر کسی تأویل کے، بغیر کسی شک و شبہ کے، اور بغیر کسی خفائے نفس کے۔

یہاں میں حاضرین سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ دعا کرو کہ مجھے اللہ تعالیٰ اس پر موت دے، بلکہ ہم سب کو اس پر موت دے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو بغیر کسی شک وشبہ کے، بغیر مصلحت کے، اور بغیر اپنی عقل کو استعمال کئے مانیں۔

محمد رسول اللہؐ کے سامنے اپنی عقل نہ چلاؤ:

بھائی! معاف کرنا، اپنی عقلیں دوسروں کے سامنے چلایا کرو، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہ چلایا کرو، اپنے برابر والوں کے سامنے بے شک چلاؤ، اپنے چھوٹوں کے سامنے چلاؤ، یہ تم نے کس سے سیکھ لیا کہ تم اپنے بڑوں کے سامنے عقل چلاتے ہو؟ اور سنو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو بڑوں کے بڑے ہیں، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کائناتِ آدمیت سے بڑے ہیں، اُن سے بڑا کوئی نہیں، کائنات میں ان سے بڑا کوئی نہیں، اور ہم سے چھوٹا کوئی نہیں، افسوس! آج کل بچہ بڑا ہوکر باپ کی گستاخی کرتا ہے اور ...نعوذ باللہ...اس کے سامنے ہاتھوں کو پکڑ لیتا ہے۔

مجھ سے سن لو! یہ شرطِ ایمان نہیں ہے کہ اگر تمہاری عقل میں آئے گا تو مانو گے اور نہ آئے گا تو نہیں مانو گے، یہ ایمان نہیں ہے!

جو تمہاری عقل میں آئے اُسے ماننا ایمان نہیں:

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو اس لئے مانتے ہیں کہ ان کی سمجھ میں آرہی ہے، وہ اپنی عقل پر ایمان لائے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے، تمہاری عقل میں آئے یا نہ آئے، تمہاری عقل وہاں تک پہنچے یا نہ پہنچے، مانو! کیا اس بلندی تک تمہاری عقل پہنچ سکتی ہے جس بلندی کا میں ذکر کررہا ہوں؟ جب اس بلندی تک تمہاری عقل نہیں پہنچتی تو تم اپنی عقل کے ذریعہ اس میں دخل کیوں دیتے ہو؟ تم اپنی عقل کی کمزوری، اپنی عقل کا عجز اور اپنی عقل کا قصور کیوں نہیں تسلیم کرتے؟

اسلام کا ایک ایک مسئلہ عقل کے مطابق ہے:

خدانخواستہ میں یہ نہیں کہتا کہ اسلام کا کوئی مسئلہ عقل کے خلاف ہے، الحمدللہ! ثم الحمدللہ! اسلام کے ایک ایک مسئلے کے بارے میں ثابت کرسکتا ہوں کہ وہ عقل کے مطابق ہے، دینِ اسلام کا ایک مسئلہ بھی عقل کے خلاف نہیں، ہاں! میں یہ ضرور کہوں گا کہ تمہاری عقل وہاں تک نہیں پہنچتی، جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے ہیں، اور جہاں اور جس سطح پر بیٹھ کر وہ بات کرتے ہیں بلاشبہ تمہاری عقل وہاں نہیں پہنچ سکتی، بھائی! یہی کیا کم ہے کہ ہم امتی بننے کے لائق ہوجائیں، اس لئے دعا کرو کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بننے کے لائق ہوجائیں، ہم تو اس لائق بھی نہیں۔

قادیانیوں سے سوال؟

ہاں! تو میں عرض کررہا تھا کہ میں نے ان سے کہا کہ: میں ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' غیرمشروط طور پر پڑھتا ہوں، اور واللہ! باللہ! دل سے پڑھتا ہوں، ''اقرار باللسان وتصدیق بالقلب'' (زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرتا ہوں)۔

فرمایئے! میں تمہارے نزدیک کیوں کافر ہوں؟ فرمایئے مرزا طاہر صاحب! میں کیوں کافر ہوں؟ مرزائیو! اپنے گرو سے پوچھو، اپنے بڑے سے پوچھو کہ میں کیوں کافر ہوں؟ محمد یوسف لدھیانوی کیوں کافر ہے؟ کیا ہم کلمہ گو نہیں؟ اگر تم ہمیں کافر کہو تو تم ماشاً اللہ شاہزادے، اور اگر ہم تمہیں کافر کہیں تو ہم مجرم قرار پائیں، آخر کیوں؟ یہ تو وہی بات ہوئی ناں! کہ:

تیری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہی تیرگی جو میرے نامۂ سیاہ میں ہے!

کس قدر لائقِ شرم ہے کہ اگر ہم جھوٹے مدعیٔ نبوت غلام احمد کے ماننے والوں کو کافر کہیں تو ہم مجرم قرار پائیں، اور اگر تم سچے نبی کے ماننے والوں کو کافر کہو تو تم دنیا کے معزز! کچھ تو شرم کرو!

مختصر سا جواب:

میں نے ان نوجوانوں سے کہا: شہزادو! آپ کے سوال کا مختصر جواب تو یہ ہے، تم بتاؤ کہ تم مجھے کیوں کافر کہتے ہو؟ تمہارے پاس کیا عذر ہے؟ کیا میں قرآن کو نہیں مانتا؟ میں نے کہا: یہ دیکھو میں نے حدیث کی اور تفسیر کی کتابیں رکھی ہوئی ہیں، کیا میں ان کو نہیں مانتا؟ ناممکن ہے!

میں نے کہا: میں ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھتا ہوں، مگر تم پھر بھی کہتے ہو کہ یہ کافر ہے، کیوں؟ اگر تم میرے سوال کا جواب دے دو گے تو میں بھی دے دوں گا۔

ان نوجوانوں نے کہا کہ: نہیں ہم تو کافر نہیں کہتے! میں نے کہا: میرے پاس اس پر حوالے موجود ہیں، خود تمہارے نبی کا حوالہ موجود ہے، تمہارے پہلے خلیفہ کا حوالہ موجود ہے، تمہارے دوسرے خلیفہ کا حوالہ موجود ہے، تمہارے تیسرے خلیفہ کا

حوالہ موجود ہے، اور یہ چوتھا خلیفہ تمہارے سامنے ہی ہے، جو کچھ کہتا ہے اور جن لفظوں سے وہ ہمیں خطاب کرتا ہے وہ شاید تمہیں معلوم نہ ہو، وہ مجھے خطاب کر کے کہتا ہے: ''بدبخت''، ''بدبخت مُلاّ'' حالانکہ میں نے کبھی ''بدبخت مرزا طاہر'' نہیں کہا، مگر یہ جب بھی ہمیں کہتا ہے ''بدبخت مُلاّ'' کہتا ہے، اس کی تقریریں سن کر دیکھ لو، الحمدللہ! میں نے اس کی تقریریں اور کیسٹیں نہیں سنیں۔

کل میں نے بتایا تھا کہ مرزا طاہر، امام شافعی رحمہ اللہ کا نام لیتا ہے تو یہ بدبخت ان کا بھی مذاق اُڑاتا ہے، ارے یہ ہمیں بدبخت کہتا ہے حالانکہ خود بدبخت ہے۔

تو میں نے کہا کہ: یہ تو آسان جواب ہے، جو بہت آسانی سے تمہاری سمجھ میں آجائے گا، کیوں بھائی؟ قادیانی ہمیں اور پوری مسلم برادری کو کافر کہتے ہیں ناں! جی ہاں کہتے ہیں! تو ان سے پوچھو کہ پھر تم یہ کیوں پوچھتے ہو کہ ہم تمہیں کیوں کافر کہتے ہیں؟ کیونکہ ہمیں کافر کہہ کر فیصلہ تو آپ نے خود ہی کردیا۔

ایک دوسرے انداز سے:

اچھا اگر اتنا نہیں پوچھ سکتے تو ان کے سامنے کہو: ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' اور ساتھ یہ بھی کہہ دو کہ: میں ایمان لایا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے دین پر، الف سے یا تک دل اور زبان کے ساتھ۔ اب بتاؤ! میں کافر ہوں یا نہیں؟ ساتھ یہ بھی کہہ دو کہ: میں مرزے کو نہیں مانتا، البتہ محمد رسول اللہ کو مانتا ہوں اور دل و زبان سے مانتا ہوں، اوّل سے آخر تک مانتا ہوں، الف سے یا تک پورے دین کو مانتا ہوں، ایک ایک شوشے کو مانتا ہوں، خواہ میرا عمل اس کے مطابق نہیں ہے، تب بھی مانتا ہوں، اگر عمل اس کے مطابق ہے تب بھی مانتا ہوں۔ ہاں! یہ میری غلطی ہے کہ میں مانتا تو ہوں مگر اس پر عمل نہیں کرتا، کیونکہ ماننا اور ہے اور عمل کرنا اور ہے، گناہ گار مسلمان مانتا تو ہے مگر عمل نہیں کرتا،

ٹھیک ہے عمل کرنا چاہئے اور ضرور کرنا چاہئے، لیکن اگر کوئی شخص عمل نہیں کرتا تو یہ صرف گناہ گار ہے کیونکہ عمل میں کوتاہی ہے، مگر مانتا تو ہے ناں! اور جو نہیں مانتے وہ منکر اور کافر ہیں، لیکن جو مانتا ہے مگر عمل نہیں کرتا اس کو فاسق اور گناہ گار کہیں گے، کافر نہیں کہیں گے، تو میں نے کہا: تمہارے سوال کا جواب تو میں نے دے دیا ہے۔
اگر تو ہمارے مولانا صاحب کا سوال جو انہوں نے اُٹھایا تھا، اسی طرح کا تھا، جس طرح کالج کے لڑکوں نے مجھ سے کیا تھا، تو بھائی! اس کے لئے تو کتاب پڑھنے کی ضرورت نہیں، بلکہ میں نے جو جواب دیا ہے اس کے لئے تو کتابیں پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں، تمہیں کتنا آسان جواب بتادیا ہے! لہٰذا جب بھی کسی کالج کا کوئی لڑکا یا بہت ہی اُونچی تعلیم والا کسی سے سوال کرے، چاہے کسی جاٹ اور اَن پڑھ کے سامنے یہ کہے کہ تم ہمیں کافر کیوں کہتے ہو؟ تو فوراً کہہ دو کہ تو مجھے کافر کیوں کہتا ہے؟ حالانکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو مانتا ہوں۔ یہ جواب تو اچھی طرح یاد کرلو اور پکا کرلو، کیونکہ یہ بہت آسان، بہت چھوٹا سا اور مختصر سا جواب ہے، انشاء اللہ وہ مان جائے گا، اور اس پر چوں بھی نہیں کرے گا۔

اس کو پھر دہراتا ہوں کہ کہو: میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام نبیوں کو مانتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے پورے دین کو مانتا ہوں، اوّل سے آخر تک مانتا ہوں، ہاں! میری کوتاہی ہے کہ میرا عمل اس کے خلاف ہے، لیکن مانتا ضرور ہوں، لیکن غلام احمد کو نہیں مانتا، یہ بات سن کر مرزائی کہیں گے کہ یہ کافر ہے، جب وہ یہ کہیں گے تو ہم کہیں گے کہ تم خود کافر ہو، اس لئے ہم تمہیں کافر کہتے ہیں۔

مشکل اور طویل جواب:

اس کا ایک جواب مشکل اور ذرا لمبا بھی ہے، میں تمہیں وہ بھی سمجھا دیتا

ہوں، وہ یوں ہے کہ مشہور روایت کے مطابق قرآن کریم کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ[٦٦٦٦] آیتیں ہیں۔ یہ قاری صاحبان میرے سامنے بیٹھے ہیں، مجھے ٹوک ہی نہ دیں، اس لئے عرض کرتا ہوں کہ مشہور یہی ہے، اور جن حضرات نے آیات کی تعداد اس کے علاوہ بتلائی ہے وہ بھی ٹھیک ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی نے ایک آیت کو پورا شمار کرلیا، کسی نے آدھی شمار کرلی اور دو ٹکڑے اور دو حصے کردیئے، تو اس کی دو آیتیں شمار کردیں، جیسے کہ: "**صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ. غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ.**" کے بارہ میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: یہ ایک ہی آیت ہے، اور ہمارے امام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دو آیتیں الگ الگ ہیں، اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ: "**صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ**" الگ آیت ہے، اور "**غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ**" الگ آیت ہے۔ تو میں نے کہا کہ قرآن کریم کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں ہیں، اگر کوئی آدمی کہے کہ میں قرآن کریم کی چھ ہزار چھ سو پینسٹھ آیتوں کو مانتا ہوں مگر ان میں سے ایک آیت غلط ہے ...نعوذ باللہ... تو بھائی! بتلاؤ وہ مسلمان ہے؟ حالانکہ وہ قرآن کو مانتا ہے مگر تم کہوگے کہ وہ قرآن کو تو مانتا ہے مگر چھ ہزار چھ سو پینسٹھ آیتوں کو مانتا ہے، نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ! اگر کوئی شخص قرآن کی ایک اتنی چھوٹی سی آیت، مثلاً: "**ان شانئک هو الابتر**" جو صرف چار پانچ کلمات پر مشتمل ہے، اس کا انکار کردیتا ہے تو بتاؤ وہ مسلمان ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے تم یہی کہوگے کہ وہ مسلمان نہیں ہے، کیوں؟ وجہ بتاسکتے ہو؟ نہیں! تم نہیں بتاسکتے۔ ہاں! میں بتاؤں گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم پورا کا پورا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور اس پورے پر ایمان لانا فرض ہے، لہٰذا جس طرح پورے قرآن پر ایمان لانا فرض ہے اسی طرح اس کے ایک ایک لفظ اور آیت پر ایمان لانا بھی فرض ہے، اور اس کی کسی سورۃ، آیت یا حرف کا انکار کرنا اس کے جھٹلانے کے مترادف ہے، لہٰذا اس آیت کے انکار کا معنی ہے وہ قرآن کو نہیں مانتا اور جو قرآن کو نہیں مانتا وہ کافر ہے۔

اسی طرح قرآن کریم کی آیات کا مفہوم جو پوری اُمت نے سمجھا ہے اس کو ماننا بھی فرض ہے، جو قرآن کریم کا اپنی طرف سے ایسا مفہوم بیان کرتا ہے جو خود قرآن کریم، احادیث، اجماعِ صحابہ، ائمہ محدثین و مجتہدین اور پوری اُمت کے تعامل کے خلاف ہو، وہ بھی کافر ہے۔

تو قادیانی اجرائے نبوت، انکارِ حیات و نزولِ مسیح، اور انکارِ ختم نبوت ایسے تمام متواترات کا انکار اور تحریف کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد، ملحد و زندیق اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

حیاتِ مسیح علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

قرآنِ کریم میں ہے:

”وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا، وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا. فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا. وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا. وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ، وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ، مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا. بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا.“

(النسأ:۱۵۴ تا ۱۵۸)

ترجمہ:... ”اور ہم نے اُٹھایا ان پر پہاڑ اقرار لینے کے واسطے اور ہم نے کہا داخل ہو دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے اور

ہم نے کہا کہ زیادتی مت کرو ہفتہ کے دن میں اور ہم نے ان سے لیا قول مضبوط، ان کو جو سزا ملی سو ان کی عہد شکنی پر اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتوں سے اور خون کرنے پر پیغمبروں کا ناحق، اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر غلاف ہے، سو یہ نہیں بلکہ اللہ نے مہر کر دی ان کے دلوں پر کفر کے سبب، سو ایمان نہیں لاتے مگر کم۔ اور ان کے کفر پر اور مریم پر بڑا بہتان باندھنے پر، اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا، اور انہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا ولیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے، اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں، کچھ نہیں ان کو اس کی خبر، صرف اٹکل پر چل رہے ہیں، اور اس کو قتل نہیں کیا بے شک، بلکہ اس کو اُٹھالیا اللہ نے اپنی طرف اور اللہ ہے زبردست حکمت والا۔'' (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

یہودیوں کے کفر کی وجوہ:

یعنی ان سے عہد لینے کے واسطے ہم نے ان کے اوپر کوہِ طور کو رکھ دیا، اور ہم نے ان سے کہا کہ شہر کے دروازے میں داخل ہونا جھکتے ہوئے، سجدہ کرتے ہوئے، مگر انہوں نے نہیں کیا، اور ہم نے ان سے یہ کہا تھا کہ ہفتہ کے دن میں زیادتی نہ کرنا، ہفتے کے دن ان کی چھٹی ہوتی تھی، اس دن کام نہیں کرنا، اور ہم نے ان چیزوں پر ان سے پختہ عہد لیا۔

اب یہ لوگ آپ سے جو کہہ رہے ہیں کہ ہم پر کتاب اُتاریں، اللہ تعالیٰ اُن کے یہ جرائم بتارہے ہیں، پس اس سبب سے کہ انہوں نے اپنے عہد کو توڑ دیا، اور اس

سبب سے کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کے ساتھ کفر کیا، اور اس وجہ سے کہ انہوں نے انبیاؑ کو ناحق قتل کیا، اور اس وجہ سے کہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل پردے اور غلاف میں ہیں، یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہم پر اثر نہیں کرتی، ہم محفوظ ہیں۔

اس کے درمیان میں بطور جملہ معترضہ کے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: نہیں پردے میں نہیں ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے مہر کردی ہے ان کے دلوں پر، پس یہ نہیں ایمان لائیں گے مگر بہت کم، جن کو اللہ توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کے اس کفر کی وجہ سے (اور وہ کفر یہ تھا کہ) انہوں نے مریم پر بہتانِ عظیم باندھا، فاحشہ کی نسبت ان کی طرف کی، بدکاری کی نسبت ان کی طرف کی، اور مریم بتول اور مریم صدیقہ کے دامن پر انہوں نے گندگی کے چھینٹے ڈالے، اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو، پھر فرمایا: ''اس وجہ سے ملعون ہوئے''، ''اس وجہ سے ملعون ہوئے''، ''اس وجہ سے ملعون ہوئے''، یہ تو سلسلہ آگے چلتا جائے گا۔

تو درمیان میں نکتہ آگیا کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کردیا، اللہ تعالیٰ اس سلسلۂ سخن کو درمیان میں چھوڑ کر اس پر تبصرہ فرماتے ہیں، کیوں میاں! بات کو سمجھ رہے ہو کہ نہیں؟ تو اسی سے آگے آئے گا:

"فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ۔" (النسآ:۱۶۰)

ترجمہ:... ''سو یہود کے گناہوں کی وجہ سے ہم نے حرام کیں ان پر بہت چیزیں پاک جو ان پر حلال تھیں۔''

چنانچہ یہودیوں کے مظالم کی وجہ سے، یعنی وہ سلسلہ اس کے ساتھ لگ رہا ہے، درمیان میں یہ اللہ تعالیٰ کا تبصرہ ہے اور تبصرہ کس بات پر ہے؟ ہاں تو تبصرہ ان کے اس بات کے کہنے پر ہے کہ: ''ہم نے عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو قتل کردیا ہے۔''

سمجھنے کی چند باتیں!

اب یہاں چند باتیں سمجھنے کی ہیں، یعنی مزید آگے بڑھنے سے پہلے یہاں چند باتوں کو سمجھ لیجئے!

قتلِ مسیح کا زبانی جھوٹا دعویٰ:

ارشادِ الٰہی: ''ان کا یہ کہنا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ کو قتل کیا ہے'' معلوم ہوا کہ انہوں نے کیا کچھ نہیں تھا، اور قتل کا دعویٰ کر کے جھوٹ بولتے ہیں، اس لئے کہ پہلے تمام مقامات پر اللہ تعالیٰ نے ان کے افعال ذکر فرمائے ہیں کہ انہوں نے ''یہ کیا تھا''، ''یہ کیا تھا''، ''یہ کیا تھا'' اس وجہ سے وہ ملعون ہیں اور اس وجہ سے وہ ملعون ہیں۔ گویا ان کے جرائم بتا رہے ہیں، مگر یہاں صرف یہ فرمایا کہ: ''ان کا یہ کہنا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ کو قتل کیا ہے'' ان کا جھوٹا قول نقل کیا ہے یعنی ان کا قتلِ مسیح کا دعویٰ کرنا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کرنے کا کہنا، جھوٹا دعویٰ اور محض قول ہے، عمل سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہاں ایک بات تو یہ سمجھ میں آ گئی کہ یہ ان کا محض قول اور دعویٰ ہے، جو کہ جھوٹا ہے، معلوم ہوا کہ انہوں نے کیا کچھ بھی نہیں اور وہ ان کو قتل کر بھی نہیں سکے۔

حضرت عیسیٰؑ کو بابرکت ماننا اور قتل کا دعویٰ کرنا:

نمبر دو ان کا یہ کہنا کہ: ''ہم نے قتل کیا مسیح کو'' اور مسیح کے معنی مبارک کے ہیں تو ان کا یہ کہنا کہ ''ہم نے مسیح کو قتل کر دیا'' گویا یہ کہنا ہے کہ ہم نے نبی کو قتل کر دیا، یا ہم نے فلاں درویش کو قتل کر دیا، گویا اس قول کے قائل جب یہ کہہ رہے ہیں اور دعویٰ کر رہے ہیں کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ وہ خود اپنی زبان سے اُسے ''مسیح'' اور ''بابرکت'' بھی کہتے ہیں اور اس کے قتل کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں، اب بتاؤ تمہارے لئے ملعون ہونے میں کوئی شک و شبہ کی

گنجائش ہے؟

مسیح کی تشخیص:

آگے مسیح کی تشخیص فرمائی، ''مسیح'' کے اگر لغوی معنی ''مبارک'' کے ہیں تو مبارک تو بہت سے لوگ ہوسکتے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ فلاں بھی بابرکت آدمی ہے، فلاں بھی بابرکت آدمی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس ''مسیح'' کی تشخیص فرمائی ہے کہ وہ عیسیٰ بن مریم ہے، چنانچہ فرمایا: ''اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ'' مسیح ایک ہی ہے اور وہ ہے عیسیٰ بن مریم۔

پوری دُنیا میں دو آدمیوں کو مسیح کا لقب دیا گیا:

پوری دنیا میں اللہ نے صرف دو آدمیوں کا لقب مسیح رکھا ہے، ایک مسیح عیسیٰ بن مریم، اور ایک مسیح الدجال۔

دجال کو مسیح کیوں کہا گیا؟

رہی یہ بات کہ دجال کو ''مسیح دجال'' کیوں کہتے ہیں؟ علماً نے اس فرق کی وجہ بتائی ہے، لقب تو دونوں کا مسیح ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی اور دجال کا بھی، گویا دوضدوں کا ایک ہی نام ہے۔

مسیح کے معنی یا تو بابرکت کے ہیں جیسا کہ تم سن چکے ہو، رہی یہ بات کہ دجال کو مسیح کیوں کہا جاتا ہے؟ اس کے کئی جواب دیئے گئے ہیں:

ا:...بعض حضرات نے کہا کہ: اس شخص نے چونکہ جھوٹے طور پر غلام احمد قادیانی کی طرح مسیح ہونے کا دعویٰ کرلیا ہے اسی بنا پر اصلی مسیح آکر اس کو قتل کرے گا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ دجال کو جو مسیح کہا جاتا ہے اس لئے کہ وہ نام نہاد مسیح ہے، اور مسیحیت کا جھوٹا دعویدار ہے، اس لئے اس کا یہ لقب ہی بن گیا، جیسا کہ غلام احمد قادیانی کا لقب بن گیا مسیحِ کذاب، تو جب مسلمان دجال کا نام لیتے ہوئے مسیح

الدجال کہتے ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام رکھا ہے مسیح دجال تو مسیحِ دجال سے مراد ہوتا ہے: مسیحِ کذاب، یعنی جھوٹا مسیح، نام نہاد مسیح۔

۲:... اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ: عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مسیح تھے، مگر اس کذاب نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بابرکت لقب چرالیا اور اپنے آپ کو مسیح کہلانے لگا، تو اس کا مسیح کہلانا اس کے جھوٹے عقیدے کے مطابق ہے۔

۳:... بعض نے کہا کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح تھے کہ جس کے ہاتھ پھیر دیتے تھے وہ اچھا اور چنگا ہوجاتا تھا، اندھے کے ہاتھ پھیرتے تھے تو وہ آنکھ والا ہوجاتا، اسی طرح مادرزاد اندھے اور ابرص اور کوڑھی کے ہاتھ پھیر دیتے تو وہ شفایاب ہوجاتا تھا، مگر دجال جس تندرست کے سر پر ہاتھ پھیر دے گا، وہ گنجا ہوجائے گا، اگر کسی بینا کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر دے گا تو وہ اندھی ہوجائیں گی تو اس لئے اس کا لقب مسیح ہوگیا۔

مسیلمہ کذّاب کی ''سبز قدمیاں''!

جیسا کہ مسیلمہ کذّاب بھی اپنے آپ کو ... نعوذ باللہ ... محمد رسول اللہ کہتا تھا، کسی نے مسیلمہ کذّاب سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو معجزہ دکھاتے ہیں، تم بھی کوئی معجزہ دکھاؤ! کہنے لگا کہ: محمد رسول اللہ کیا معجزہ دکھاتے ہیں؟ کہا گیا کہ: وہ کھاری پانی اور کھاری کنویں میں لعاب ڈال دیتے ہیں تو وہ میٹھا ہوجاتا ہے، خشک کنویں میں لعاب ڈالتے ہیں تو وہ پانی سے بھر کر اتنا اُوپر آجاتا ہے کہ چلّوؤں سے بھرلو، ڈول رسّی کے ساتھ نہیں بلکہ چلّو سے لے لو پانی۔ اس نے کہا: اچھا! اور کیا کرتے ہیں؟ کہا گیا کہ: وہ گنجے کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں تو اس کے بال آجاتے ہیں، اور اندھے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے ہیں تو بینائی آجاتی ہے، کسی کے لئے دعاءِ برکت فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو صحت و عافیت اور برکت عطا فرمادیتے ہیں۔ کہنے لگا کہ: یہ تو میں بھی

کرسکتا ہوں! ایسی کون سی بات ہے؟

چنانچہ ایک کنویں میں پانی تھا یہ وہاں گیا اور جاکر اس میں لعاب ڈال دیا، لعاب کا ڈالنا ہی تھا کہ کنویں کا پانی اتنا تلخ ہوگیا کہ پیا نہیں جاسکتا تھا، بلکہ منہ پر نہیں رکھا جاسکتا تھا۔

ایک خاتون اس کے پاس دو بچوں کو لے کر آئی، اُس نے دونوں کو پیار کیا، اور ان کے لئے دعا کی، اور کہا کہ: ان کی بڑی عمر ہوگی! وہ خاتون ان دونوں بچوں کو گھر لے گئی ایک بچہ چھوٹا تھا، اس کو ماں نے بٹھایا، اس نے کھیلتے ہوئے اپنے اوپر ہنڈیا اُنڈیل دی جس سے وہ جل گیا، اور دوسرے کو بھیڑیا کھا گیا۔ تو اس کی دعا کا یہ اثر ہوا اور ان بیچاروں کو اس طرح ''بڑی عمر'' لگ گئی کہ وہ دونوں آناً فاناً مرگئے۔ تو دجال کو مسیح کہنے کی ایک وجہ یہ ہوئی۔

۴:... بعضوں نے کہا: مسیح بھی پھرتا تھا، وہ دجال بھی ساری دنیا میں پھرے گا۔

خلاصہ یہ کہ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس انسانی تاریخ میں ''مسیح'' صرف دو آدمیوں کو لقب ملا، ایک مسیح عیسیٰ بن مریم کو اور دوسرے مسیح دجال کو۔

دجال کا چھوٹا بھائی ''مسیحِ قادیان'':

اور اب تیسرا ہے دجال کا چھوٹا بھائی غلام احمد قادیانی! اس نے بھی کہا کہ: میں بھی مسیح ہوں۔

دجال کو ''دجال'' کیوں کہا گیا؟

تو دجال کو ''دجال'' کیوں کہا گیا تھا؟ اس لئے کہ وہ جھوٹے طور پر ''مسیح'' بن گیا تھا، وہ اصل میں مسیح نہیں تھا، بلکہ اس نے مسیح ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا، اس لئے دجال کہلایا۔

غلام احمد مسیحِ دجال:

چونکہ غلام احمد قادیانی نے بھی یہی کہا تھا اس لئے وہ بھی مسیحِ دجال کہلائے گا، کیونکہ سچا مسیح تو ابن مریم اور عیسیٰ بن مریم تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''المسیح عیسی ابن مریم رسول اللّٰہ''

اللہ تعالیٰ یہ یہودیوں کا قول نقل کر رہے ہیں کہ: ''ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو۔''

ایک سوال کا جواب:

سوال یہ ہے کہ وہ تو ''رسول اللہ'' نہیں مانتے تھے، تو پھر یہ کیوں کہا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ...نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ... ان کا یہ کہنا بطورِ استہزأ کے تھا، گویا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ''رسول اللہ'' ہونے کا مذاق اُڑا رہے تھے کہ وہ جو ''رسول اللہ'' بنا پھرتا تھا، اس کو ہم نے قتل کیا، یہ تو ان کا دعویٰ ہوا، مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کا یہ دعویٰ بالکل جھوٹا ہے، ان سے پوچھا کہ تم نے کیسے قتل کیا؟ کہتے ہیں کہ صلیب پر قتل کیا۔

ایک نکتہ:

یہاں ایک نکتہ سمجھو! وہ یہ کہ یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ ہم نے ان کو صلیب دی، اور صلیب پر جو لٹکایا جائے وہ ملعون ہوتا ہے، لہٰذا ...نعوذ باللہ... عیسیٰ علیہ السلام بھی ملعون تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے دعویٰ میں صلیب کا ذکر ہی نہیں کیا، بلکہ صرف قتل کا ذکر کر کے فرمایا: ''وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ'' قرآن پاک تمہارے سامنے ہے، ان کے دعویٰ میں صلیب کا کہیں ذکر نہیں ہے، ہاں! البتہ آگے ان کے جھوٹے دعویٰ کا جواب دیتے ہوئے صلیب کو ذکر کیا ہے، لیکن دعویٰ میں ذکر نہیں کیا۔

ناحق مقتول و مصلوب ملعون نہیں:

کیونکہ کسی کو صلیب دے دو یا کسی کو یوں ہی قتل کر ڈالو، اگر تو اس کا قتل کرنا جائز اور حق ہوا تو ٹھیک، اور اگر وہ ناحق قتل ہوا تو قتل کرنے والا اور صلیب دینے والا ملعون ہے، جس کو صلیب پر چڑھایا تھا وہ ملعون نہیں ہے۔ اصل مقصد اللہ تعالیٰ نے قتل کو ذکر فرمایا۔ مگر غلام احمد قادیانی نے ساری تقریر کی بنیاد اس پر رکھی کہ یہودیوں کا یہ دعویٰ تھا۔

مرزا غلام احمد، یہودیوں کے نقشِ قدم پر:

چنانچہ ہم نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ بھول گیا تھا ان کے دعویٰ کو کہ قرآن میں صلیب کو ذکر ہی نہیں کیا؟ غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ ان کا یہ کہنا تھا کہ ہم نے عیسیٰ کو صلیب دے دی، اور جو صلیب پر ماردیا جائے وہ ملعون ہوتا ہے، کیونکہ توریت میں لکھا ہے کہ جو کاٹھ پر مرے وہ ملعون ہے، لہٰذا یہودی یہ کہنا چاہتے تھے کہ ...نعوذ باللہ... عیسیٰ علیہ السلام ملعون تھے، یہ تو غلام احمد قادیانی کی تقریر ہے جو اس نے یہودیوں کے دعویٰ کی تائید میں کی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ تقریر کی ہے اور اللہ تعالیٰ یہ کہتا ہے کہ یہودیوں کا ہ دعویٰ ہے کہ: ''ہم نے قتل کردیا مسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو'' معلوم ہوا کہ غلام احمد قادیانی کو اللہ تعالیٰ سے اختلاف ہے، کیونکہ مرزا کہتا ہے کہ یہودیوں کا دعویٰ یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ملعون مرا ہے، کیونکہ ہم نے اس کو صلیب پر مارا ہے، قرآن نے تو اس کو ذکر ہی نہیں کیا، اگر ان کا ایسا دعویٰ تھا بھی تو اس کا ردّ کردیا، اور فرمایا کہ وہ ملعون نہیں بلکہ مبارک تھا، اور مبارک کبھی ملعون نہیں ہوتا، آپ ہی بتلائیں کیا مبارک ملعون ہوتے ہیں؟ نہیں! ہرگز نہیں! اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دعویٰ میں اس کا ذکر ہی نہیں کیا، یہ تو تھا ان کا دعویٰ، کیوں سمجھ میں آ گیا؟

دعویٰ کی تردید:

اب آگے سنو! آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ" حالانکہ ان لوگوں نے نہ اس کو قتل کیا، نہ اس کو صلیب دی اور نہ صلیب پر چڑھایا۔ "وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ" بلکہ ان لوگوں کو اشتباہ ہوگیا۔

یہودیوں کو کس میں شبہ ہوا؟

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو کس میں اشتباہ ہوگیا؟ یعنی "**شبہ لهم المسیح بالمقتول والمصلوب**" یا "**شبہ المقتول والمصلوب بالمسیح**" لیکن شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ اس کا ترجمہ کرتے ہیں: "لیکن انہوں نے قتل نہیں کیا، نہ صلیب دیا، لیکن وہی شکل بن گئی ان کے سامنے۔" یعنی وہ مقتول و مصلوب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل بن گیا۔ حقیقت میں جس کو انہوں نے قتل کیا اور جس کو انہوں نے صلیب دی، وہ عیسیٰ نہیں تھے بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے شکیل (ہم شکل) تھے، لیکن وہی شکل بن گئی ان کے سامنے، یہ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نور اللہ مرقدہٗ کا ترجمہ ہے۔

اب مسئلہ سمجھ میں آگیا ہوگا کہ "وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ" کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا اور نہ عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دی، ہاں! البتہ وہی شکل بن گئی ان کے سامنے اس شخص کی جس کو قتل کیا گیا اور جس کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا، وہ عیسیٰ نہیں تھا بلکہ وہ عیسیٰ کی شبیہ تھا۔

اٹکل پچو کا معنی؟

آگے فرمایا:

> "اور بے شک جو لوگ کہ اختلاف کر رہے ہیں اس میں، ان کو خود شک ہے، ان کو کوئی اس کا علم نہیں سوائے اٹکل پچو باتوں کی پیروی کرنے کے۔"

ایک ہوتا ہے علمِ قطعی کہ آدمی اپنے علم اور تحقیق کے مطابق ایک بات کہہ سکے، یہ قرآن کی اصطلاح میں علم کہلاتا ہے، یعنی یقین، اور کسی اَٹکل پچو بات کو مان لینا، اس کو علم نہیں کہتے، یہ شک و تردّد اور ظن ہے۔ اسی کو فرمایا کہ اَٹکل پچو بات کی پیروی کر رہے تھے۔

قتلِ عیسیٰؑ کی جھوٹی خبر کیونکر پھیلی؟

میں نے تمہیں بتایا تھا کہ جب انہوں نے یہودا کو پکڑا جس کو انہوں نے صلیب پر چڑھایا وہ خود اس میں اختلاف کر رہے تھے کہ اگر یہ عیسیٰ ہے تو ہمارا ساتھی کدھر گیا؟ اور اگر یہ ہمارا ساتھی ہے تو عیسیٰ کدھر گیا؟ گویا ان کو تردّد ہوگیا، ''اگر، مگر'' یہ خود تردّد کی علامت ہے، چونکہ جب لوگ ان کو پکڑنے میں کامیاب ہوگئے اور شباہت بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی تو کہنے لگے کہ نمٹادو، جان چھوٹی، نمٹادو، ہم کہہ سکیں گے کہ عیسیٰ کو نمٹادیا، تو انہوں نے اس کو قتل کردیا اور صلیب پر چڑھادیا، تو دراصل یہ پکڑنے والے اور صلیب پر چڑھانے والے چند خاص آدمی تھے، جب انہوں نے کہہ دیا کہ وہ عیسیٰ تھا تو سب کو ماننا پڑا، اب اگر وہ کسی آدمی کو بھی پکڑ کر اور اس کو قتل کرکے کہہ دیں کہ ہم نے عیسیٰ کو مار دیا تو ان کی بات تو نہیں مانی جائے گی، کیا ان کی شہادت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قتل ہونا یا صلیب دیا جانا ثابت ہوجائے گا؟ نہیں! ہرگز نہیں!

پھر یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ جس کو پھانسی دیتے ہیں اس کے قریب بھی لوگوں کو نہیں آنے دیتے، شاید اس لئے کہ کوئی پہچان نہ پائے، اب ایک آدمی کو پکڑ کر لے گئے اور چڑھادیا صلیب پر اور شہرت دے دی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ہم نے قتل کردیا، عیسیٰ علیہ السلام کہیں نظر نہیں آرہے، کبھی تو ان کی گلی اور بازاروں میں پھرتے تھے، گھر گھر پہ دستک دے رہے تھے، مگر اس دن سے عیسیٰ علیہ السلام بھی نظر نہیں

آئے، تو ان کی یہ جھوٹی بات نہ صرف یہ کہ یہودیوں میں پھیل گئی بلکہ احمق کسانوں نے بھی اس کو مان لیا، حتیٰ کہ کسی احمق کی کیا بات ہے؟ خود ان کی کتابوں میں آتا ہے، اور بائبل میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ حضرتِ مریم بھی اس لاش پر آکر روتی رہیں۔

قرآن نے اس قصہ کا پورا پسِ منظر بیان کردیا!

اس قصہ کا پورا پسِ منظر قرآنِ کریم تمہارے سامنے رکھ رہا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے کہ اصل قصہ کی تفصیلات تمہیں بتلائیں کہ ہوا کیا تھا؟ اور یہ جو چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ بھائی عیسیٰ کو ماردیا وہ عیسیٰ بھی تھا یا کوئی اور تھا؟ یہ ان کو اشتباہ ہوا، یا یہ جو اَٹکل پچو خیالات میں مبتلا ہوئے اس کا منشا کیا تھا؟ آخر یہ صورتحال کیوں پیش آئی؟ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا. بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ" انہوں نے قطعاً عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اُٹھالیا تھا۔ یہ تو میں اس کے بعد بات کروں گا، پہلے یہاں تک بات آجائے کہ ایک آدمی کو عیسیٰ کے دھوکے میں قتل کردیا گیا، اس پر شباہت ڈال دی گئی تھی؟ یا ویسے ہی لوگوں پر اشتباہ ڈال دیا گیا؟ یا ایک بے گناہ کو پولس نے قتل کرکے یہ کہہ دیا کہ یہی مجرم تھا؟ اور ایسے ہو بھی جاتا ہے کیونکہ اصل قصہ کا جو موضوع حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے وہ کہیں نظر بھی نہیں آرہے تھے، تو ایک گونا ان کے یقین کی بنیاد بن گئی اس لئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ان کے یقین کی اس بنیاد کو اُکھاڑ رہا ہے کہ ان کو شبہ کہاں سے پیدا ہوا تھا؟ وہ جو مقتول و مصلوب تھا اگر وہ عیسیٰ نہیں تھا تو پھر ان کو اشتباہ کیسے لگا؟ اللہ تعالیٰ پھر اس مقدمہ کو دُہرا رہے ہیں، پہلے تو ان کے دعویٰ کی نفی کی، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی نفی کی، پھر فرمایا: "بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ" بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اُٹھالیا تھا، یہ ہے اس شبہ کی وجہ۔

اس سے ایک بات تو یہ معلوم ہوگئی کہ ہمیں آج قرآن کریم کی روشنی میں اس بات کی تحقیق ہوگئی کہ یہود میں اور نصاریٰ میں اوّل دن سے آج تک جو اشتباہ اور اختلاف چلا آرہا ہے، اس کا منشا کیا تھا؟

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھائے نہ جاتے اور وہ کہیں زمین پر ہوتے تو ان لوگوں کی تردید کی جاسکتی تھی، جنہوں نے یہ جھوٹا دعویٰ کردیا تھا کہ ہم نے ان کو قتل کردیا ہے۔

اب چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چلتے پھرتے نظر نہیں آرہے تھے اور یہودیوں کے جھوٹے دعویٰ سے لوگوں پر صورتِ حال مشتبہ تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کو نقل کرکے نہ صرف اس کا ردّ کیا بلکہ اس پر لعنت فرمائی، اور ساتھ ساتھ ان کے اس جھوٹے دعویٰ کے منشا کو ذکر کردیا، اور یہ بھی بتلادیا کہ ان کا یہ دعویٰ کیوں پنپ گیا؟ اس کو بھی منشا میں ذکر کردیا۔

تمام شبہات کا جواب:

اب دوسری بات سمجھو اور اس کو اچھی طرح سمجھ لو! کیونکہ یہ بات ان تمام شبہات کا جواب ہے جو مرزائی اس مقام پر پیدا کرتے ہیں، وہ یہ کہ قرآن کریم میں یہودی دعویٰ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا گیا: ”وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا. بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ.“ یہاں آیت میں لفظ ”بَلْ“ موجود ہے، پہلے ایک دعویٰ ہے، جس کی نفی کی گئی ہے ”بَلْ“ کے ذریعہ، اب سوال یہ ہے کہ ”بَلْ“ سے پہلے کون سا دعویٰ ہے جس کی یہاں نفی مقصود ہے؟ اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ ”قتلِ عیسیٰ“ کیونکہ یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ کو قتل کردیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں کیا! ہرگز نہیں کیا! قطعاً نہیں کیا! یقیناً نہیں کیا! ان کے دعویٰ کی تردید کی اور اس کے بعد ”بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ“ (بلکہ اللہ نے ان کو اُٹھالیا اپنی طرف) کہہ کر ان کے دعویٰ کا توڑ کیا، تو اب سمجھو کہ یہاں ”قتل“

اور ''رفع'' دونوں کا تقابل ہے۔

''بل'' ابطال کے لئے:

اس کو ایک مثال سے سمجھو، مثلاً: ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ زید سویا ہوا ہے اور فلاں وقت سویا تھا، اس کے مقابلے میں دوسرا کہتا ہے کہ یہ دعویٰ غلط ہے، کیونکہ زید سویا ہوا نہیں، بلکہ وہ تو کچہری گیا ہوا ہے، تو جس طرح زید کے سوئے ہونے کے دعویٰ کی نفی تو زید کے نہ سوئے ہونے کے جواب سے ہوگئی، البتہ ''کچہری گیا ہوا ہے'' کہنے سے اس کا مدلل توڑ بھی ہوگیا، تو گویا ''بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ'' سے ان کا توڑ ہوگیا۔

''بل'' کہاں آتا ہے؟

اب یہ سمجھو کہ عربیت کے لحاظ سے ''بل'' کا لفظ کہاں آتا ہے؟ چنانچہ عربی کا قانون ہے کہ جہاں کسی کا ایک غلط دعویٰ نقل کرکے اس کی نفی کی جائے، اور اس کے مقابلے میں دوسرا صحیح دعویٰ پیش کیا جائے، تو وہاں ''بل'' کا لفظ آتا ہے، گویا دو دعوؤں کے درمیان میں ''بل'' آتا ہے جس سے پہلے دعویٰ کا ابطال اور دوسرے دعویٰ کا اثبات مقصود ہوتا ہے۔ گویا دو دعوؤں کے درمیان میں ''بل'' آتا ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

''وَقَالُوا اتَّخَذَ اللهُ وَلَدًا۔ سُبْحَانَهُ بَلْ هُمْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ۔''

(اور انہوں نے کہا کہ: اللہ نے بیٹے بنالئے، کن کو بیٹا بنالیا؟ فرشتوں کو) تو ''بَلْ'' سے پہلے کفار کے دعویٰ کا ذکر ہے کہ اللہ نے فرشتوں کو بیٹے بنالیا، اور ''بَلْ'' کے بعد ان کے اس دعویٰ کی نفی اور ملائکہ کی عبدیت کا اثبات ہے، گویا یہ اس کی تردید ہے، اور اس سے ان کے دعویٰ کی نفی کردی گئی اور کہا: ''سُبْحَانَهٗ'' (وہ ذات اولاد سے پاک ہے) اسی طرح ''وَقَالُوا اتَّخَذَ اللهُ وَلَدًا'' ایک دعویٰ ہے، اور ''سُبْحَانَهٗ''

فرما کر اللہ تعالیٰ نے ان کے دعویٰ کی تردید کی ہے، اور "بَلْ هُمْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ" (بلکہ وہ اللہ کے بندے ہیں معزز) کہہ کر ان کے دعویٰ کا ابطال فرمایا، اور بتلایا کہ عبد (بندہ) اور ولد ہونا دونوں ٹکرا آتے ہیں، اس لئے کہ تم لوگوں نے علمِ فقہ کا یہ قاعدہ پڑھا ہوگا کہ اگر کسی کا بیٹا غلام ہو اور اس کا باپ اس کو خرید لے تو خریدتے ہی وہ آزاد ہو جائے گا، کیونکہ ملکیت اور ابنیت (بیٹا ہونا) دونوں ایک ساتھ اکٹھے جمع نہیں ہو سکتے، لہٰذا ایک آدمی بیٹا بھی ہو اور غلام بھی ہو، یہ نہیں ہو سکتا، جب یہ معلوم ہوا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں تو یہ بھی واضح ہو گیا کہ وہ بیٹے نہیں ہیں۔

تو میں نے ایک مثال دی کہ جب دو آدمیوں یا دو شخصوں کا دعویٰ نقل کیا جائے اور ایک شخص کا دعویٰ غلط ہو تو پہلے غلط دعویٰ کو نقل کر کے تردید و نفی کی جاتی ہے، اور اس کے مقابلے میں "بل" کے ذریعہ اصل واقعہ کو ذکر کیا جاتا ہے، اس کو کہتے ہیں "بل ابطالیہ" تو عربیت کے لحاظ سے یہ "بَلْ" وہیں آتا ہے جہاں اس کے ماقبل میں کسی کا غلط دعویٰ نقل کر کے اس کی نفی کی جائے اور اس کے مقابلے میں جو صحیح بات ہو اس کو بتا دیا جائے، تو یہاں "بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ" میں "بَلْ ابطالیہ" ہے، جس کے ذریعہ یہودیوں کے دعویٰ قتلِ عیسیٰ کی تردید کر کے "بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ" کہہ کر اس کا ابطال کیا گیا اور صحیح صورتِ حال بتلائی گئی ہے۔

تو یہاں بھی وہی کچھ کیا گیا کہ پہلے ان کا جھوٹا دعویٰ نقل کیا اور "سبحانہ" کہہ کر اس کی تردید کر دی، پھر فرمایا: "بل لہ ما فی السمٰوٰت والارض" پوری کی پوری کائنات خواہ آسمان کی ہو یا زمین کی، سب اس کی ملکیت ہے، جب یہ سب ملکیت ہے تو بیٹے کیسے ہو گئے؟ کیونکہ ملکیت اور ابنیت (بیٹا ہونا) دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔

اچھا جب یہ بات سمجھ میں آگئی اور اصول بھی سمجھ میں آگیا تو اب یہ سمجھو کہ یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ ہم نے مسیح ابن مریم، اللہ کے رسول کو قتل کر دیا، تو سب سے پہلے اللہ نے اس کی تردید کی اور فرمایا: "وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ" (ان لوگوں نے نہ

اس کو قتل کیا اور نہ اس کو صلیب دی)۔

اب بات آگے لمبی ہوگئی اور ان پر جرح فرمائی کہ ایسا نہیں ہے، بلکہ وہ شک میں پڑ گئے، پھر یہ کہ ایسے کیوں ہوا؟ اور یہ کہ ان کا یہ دعویٰ کیوں پنپ گیا؟ اس سب کو ذکر کیا تھا، اب پھر ان کا دعویٰ دُہرایا، دوبارہ وہی دعویٰ دُہرا کر اس کی نفی کی اور فرمایا: ''وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا'' یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے، اس کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: نہیں قتل کیا! ہرگز نہیں قتل کیا، قطعاً نہیں قتل کیا!

ان کے دعویٰ کی تردید کے بعد اب ضرورت یہ تھی کہ اس کے مقابلے میں اصل بات بتائی جائے، میں نے کہا ناں! کہ پہلے تو دعویٰ کی نفی کر دی، اس کو غلط ثابت کر دیا، اور اس کی تردید کر دی، لیکن اس کے مقابلے میں اصل واقعہ بھی تو بتاؤ ناں! تو ''بَلْ'' کے بعد فرمایا: ''رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ'' (بلکہ اللہ نے ان کو اُٹھالیا تھا)۔

''بل'' کے متعلق قاعدہ:

جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ ''بل'' کے ماقبل اور مابعد دونوں متضاد ہوتے ہیں، اور تم جانتے ہو کہ یہ تضاد اس وقت ہوتا ہے جب ایک وقت میں آدمی ایک دعویٰ کرے اور عین اسی وقت دوسرا دعویٰ کیا جائے، مثلاً: اگر میں کہوں کہ زید سو رہا ہے، اور تم کہو نہیں بازار گیا ہے، اگر ہم ایک ہی لمحہ کے بارے میں بات کر رہے ہوں یعنی عین اس وقت جب میں کہہ رہا ہوں کہ وہ سو رہا ہے، مگر تم کہتے ہو نہیں اس وقت وہ بازار گیا ہوا ہے، یہ ہیں ''بل'' کے معنی، تو یہ تضاد ہوا ناں؟ لیکن اگر میں کہوں کہ زید رات کو سوتا ہے، اور تم کہتے ہو کہ نہیں وہ دن کو بازار میں جاتا ہے، تو کیا ان دونوں کے درمیان کوئی تضاد ہے؟ نہیں! کوئی تضاد نہیں! تو ''بل'' کے استعمال کرنے کے لئے یہ بھی شرط ہوگئی کہ جس آن میں وہ پہلا دعویٰ نقل کیا گیا ہے اور جس آن اور

گھڑی سے متعلق وہ دعویٰ ہے، آپ اسی آن اور گھڑی سے متعلق اس سے متضاد دعویٰ کر کے ''بل'' کے ذریعہ اس کی تغلیط کریں اور صحیح واقعہ بتائیں۔ اس کو خوب سمجھ لو! یعنی جس آن کے متعلق میں دعویٰ کر رہا ہوں کہ زید سو رہا ہے یا سوتا ہے، اگر آپ اسی آن کے بارے میں ہمیں بتائیں کہ نہیں وہ سو نہیں رہا، بلکہ وہ بازار میں ہے، یا بازار گیا ہوا ہے، تب تو میری بات غلط ہوگی، کیوں ٹھیک ہے ناں؟ اور اگر آپ کسی دوسری آن، دوسری گھڑی اور دوسرے وقت کی بات بتاتے ہیں تو گستاخی معاف! دونوں کے درمیان کوئی تضاد نہیں، آپ کو بات کرنے کا سلیقہ ہی نہیں آتا، آپ تو مخالف کی تردید کرنے گئے تھے کہ نہیں وہ رات کو سوتا نہیں بلکہ بازار جاتا ہے۔ مگر تم یہ کہتے ہو کہ وہ دن کو بازار کو جاتا ہے، تو کیا اس کی تردید ہوئی؟ ہاں اگر مخالف کہتا کہ وہ دن کو سوتا ہے اور آپ کہتے نہیں، بازار جاتا ہے، تو اس کی تردید و تغلیط ہوتی۔

اب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا تو جس آن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ یہودیوں نے قتل نہیں کیا، ''بَلْ'' کے بعد اسی آن کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اُٹھالیا۔ خلاصہ یہ کہ یہودی جس وقت عیسیٰ کے بارہ میں کہتے ہیں کہ ہم نے قتل کر دیا، اللہ تعالیٰ ٹھیک اسی وقت کے بارہ میں کہتا ہے کہ ہم نے ان کو اُٹھالیا، اس لئے یہودی جھوٹ بولتے ہیں، یہ ہے اس کا صحیح محل اور صحیح کلام، اور اگر یہ معنی ہو کہ اسّی سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو اُٹھایا تھا، بلکہ وہ اُن کو کشمیر لے گئے تھے، تو تم ہی انصاف سے بتاؤ کہ قرآن کریم کی یہ آیت اس پر چسپاں ہوتی ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں! یہ ہے ایک مقدمہ، ٹھیک ہے ناں! کہ عین اس وقت جبکہ یہودی کہہ رہے تھے کہ ہم نے عیسیٰ کو صلیب دی عین اسی وقت کے بارہ میں اللہ نے کہا: میں نے عیسیٰ کو اپنی طرف اُٹھالیا۔ اب تم ہی بتاؤ کہ یہ اُٹھانا کہاں تھا؟ کشمیر کی طرف اُٹھالے جانا؟ یا آسمان کی طرف؟ اس تقریر اور مثال کے ذریعہ میں نے تمہیں ''بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ'' کا معنی سمجھانے کی کوشش کی

ہے، خدا کرے کہ تمہیں یہ بات سمجھ میں آجائے، کم از کم علماً تو سمجھ لیں۔

اب اسی ضمن میں ایک اور بات بھی سمجھ لیں، مثلاً: میں کہوں کہ زید باتیں کرتا ہے، اور تم کہو کہ: نہیں وہ ہنستا ہے۔ تو باتیں کرنے اور ہنسنے کے درمیان کیا تضاد ہے؟ پھر تم کہو: نہیں وہ ہنستا ہے۔ تو یہ مہمل فقرہ کیوں بولتے ہو؟ ہاں! تم یہ کہو کہ باتیں بھی کرتا ہے اور ہنستا بھی ہے تو یہ ٹھیک ہے۔ اور اگر میں کہوں کہ زید باتیں کرتا ہے اور تم کہو کہ: نہیں وہ ہنستا ہے، تو یہ بات کرنے کا ضد تو نہیں ہے، کیونکہ بات کرنے کا ضد تو سکوت اور چپ رہنا ہے۔

رفعِ رُوحانی اور قتل میں کوئی تضاد نہیں:

میرا بھائی! ایک آدمی دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اس کو قتل کردیا، اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ نہیں میں نے اس کو اُٹھالیا، اگر اس اُٹھانے سے مراد جسمانی اُٹھانا ہو تو یہ اس کی ضد ہوگا، اور اگر جسمانی اُٹھانا نہ ہو بلکہ روحانی رفع مراد ہو تو روحانی رفع کے معنی ہیں درجے بلند کرنا، تو اس یہودی دعویٔ قتل اور الٰہی دعویٔ رفعِ درجات میں کیا تضاد ہے؟ کوئی تضاد نہیں! کیونکہ یہودیوں نے نبیوں کو قتل کیا تھا اور اللہ نے انبیاؑ کرام کے درجے بلند کردیئے، لہٰذا اگر یہاں رفعِ روحانی مراد ہو تو گویا اللہ تعالیٰ یہ کہتا ہے کہ اے یہودیو! تم نے کہا تھا کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو قتل کردیا، تم ٹھیک کہتے ہو، تم نے عیسیٰ بن مریم کو قتل کردیا تھا اس پر ہم نے اس کے درجے بلند کردیئے۔ اب سوال یہ ہے کہ قرآن کریم نے ان کے دعویٰ کی تائید کی ہے یا تردید کی؟ بھائی اس سے تو تائید ہوگئی، یہ ان کی تردید تو نہ ہوئی ناں! اس لئے یہ مرزائی جو کہتے ہیں کہ یہاں رفع سے مراد رفعِ روحانی ہے، یہ تو یہودیوں کے دعویٰ کی تائید ہے، کیونکہ کسی نبی کو قتل کرنا اس کے بلندیٔ درجات کا سبب ہے۔

دیکھو! مؤمن تو مؤمن ہے، اللہ کے فضل سے اس کے درجے ویسے ہی

اچھے ہیں، لیکن اگر وہ تمہارے ظلم اور تمہاری تیغِ جفا سے شہید ہوجائے تو اس کے درجے بلند ہوجاتے ہیں، تو نبی کے درجات کیوں بلند نہیں ہوں گے؟ تو معلوم ہوا کہ یہودیوں کے دعویٔ قتل کے جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بلندیٔ درجات کے دعویٰ کرنے سے یہودیوں کی تردید نہیں ہوتی، اس سے معلوم ہوا کہ قتل اور رفعِ روحانی کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے، ہاں! یہ تضاد کب ہوگا؟ جب اس رفع سے رفعِ جسمانی مراد لیا جائے۔

تو اس سے آپ یہ قاعدہ بھی اخذ کرلیں کہ جب بھی رفع کا لفظ قتل کے مقابلے میں بولا جائے گا اس وقت رفع سے رفعِ جسمانی ہی مراد ہوگا، کوئی دوسرا رفع مراد نہیں ہوسکتا۔

اس تقریر سے جب یہ قاعدہ معلوم ہوگیا تو آپ مرزائیوں کے سامنے یہ قاعدہ رکھیں اور انہیں کہیں کہ اس کا توڑ کرو، نہیں تو اس کی کوئی نظیر پیش کرو کہ قتل کے مقابلہ میں رفع کا لفظ بولا گیا ہو اور اس سے رفعِ روحانی مراد ہو؟ اگر ایسا نہیں کرسکتے اور قیامت تک نہیں کرسکیں گے تو انہیں کہو پھر غلام احمد قادیانی کے کذب و جھوٹ کا اعلان کردو۔

اب ایک بات اور سمجھو وہ کیا ہے؟ میں نے کہا ناں! کہ یہاں رفعِ جسمانی کے سوا کوئی دوسرا معنی ہو ہی نہیں سکتا، اور کوئی ممکن ہی نہیں، اگر علمِ بلاغت اور علمِ عربیت کے لحاظ سے کوئی دوسرا معنی کرسکتا ہے تو مجھے کرکے دکھائے!

پوری قادیانیت کو چیلنج!

اسی کے ساتھ یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ اور ہمارے زمانے تک قرآن کریم کی تفسیریں لکھی گئی ہیں، سرسیّد احمد خان یا اس کے چیلے چانٹوں یا اس قماش کے لوگوں کی بات ہم نہیں

مانیں گے، کسی معتبر محدث، مفسّر سے، صحابہؓ سے، تابعینؒ سے، کسی مُسلّمہ محقق سے یہ ثابت کردو کہ یہاں "رَفَعَهُ اللهُ" سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے ان کے درجے بلند کردیئے، میں کسی ایک آدمی کو نہیں بہ۔ پوری اُمتِ مرزائیہ کو چیلنج کرتا ہوں کوئی میدان میں آئے اور کسی معتبر تفسیر سے یہ معنی دکھادے؟ آج تک بحمداللہ ہزارہا تفسیریں لکھی گئی ہیں کسی نے یہ معنی نہیں کیا، تمام اہلِ حق نے جب بھی اس آیت کی تفسیر کی ہے اس رفع کا معنی رفعِ جسمانی سے کیا ہے، حتیٰ کہ جار اللہ زمخشری جیسے معتزلی نے بھی اس کا یہی ترجمہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اُٹھالیا۔

تو گویا "بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ" (بلکہ اللہ نے اُٹھالیا اس کو آسمان کی طرف) یہ لفظ قرآنِ کریم میں وارد ہوا ہے، اور جیسے یہ قرآن کریم اُمت کے تواتر سے ثابت ہے، ٹھیک اسی طرح قرآن کریم کا یہ معنی بھی متواتر ہے، تو جس طرح قرآن کے لفظ متواتر ہیں، اسی طرح "بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ" میں رفع کے معنی: "جسمانی طور پر اُٹھایا جانا"، اس پر بھی پوری کی پوری اُمت متفق ہے، کوئی ایک آدمی ایسا نہیں جو اس میں اختلاف کرے، اس اعتبار سے رفع کا معنی "جسمانی رفع" بھی گویا متواتر ہے۔

کل میں نے بتایا تھا کہ جس طرح اقامتِ صلوٰۃ (نماز قائم کرنا) سے مراد ہے پنجگانہ نمازوں کا ادا کرنا، اس کے علاوہ اس کا دوسرا کوئی معنی نہیں ہوسکتا، تو جس طرح یہ نماز قطعی اور یقینی ہے، اور جب "اقامتِ صلوٰۃ" کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس کا معنی ہوتا ہے پنجگانہ نمازوں کا ادا کرنا، ٹھیک اسی طرح جب قرآن کے الفاظ "بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ" بولے جائیں تو اس کا معنی ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے روح مع الجسد آسمان کی طرف اُٹھالیا، کیونکہ پوری کی پوری اُمت اس کی یہ تفسیر کرتی ہے کہ اس سے مراد ہے "رفعِ جسمانی" تو فرمایئے کہ قطعی دلیل کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمان پر اُٹھایا جانا ثابت ہوگیا یا نہیں؟ اب اس سے زیادہ اور وضاحت سے کیونکر بتایا جائے؟

رہ گئے شک کے مریض اور ان کے شکوک کہ وہ جی کیوں اُٹھالیا تھا؟ اجی اللہ تعالیٰ نے آسمان پر ہی کیوں اُٹھالیا تھا؟ اجی کیا زمین پر کوئی جگہ نہیں تھی؟ پھر یہ کہ آسمان پر کیسے اُٹھ گئے؟ وہاں وہ کیسے رہ رہے ہیں؟ ان کو سردی لگتی ہوگی اور سردی کے بچاؤ کے لئے کمبل تو چاہئے ہوگا؟ وہ ننگے ہوں گے ان کو کوئی کپڑا وغیرہ بھی چاہئے ہوگا؟ یہ سب کے سب اوہام اور وساوِس ہیں، یہ اور اس کے قسم کے جتنے بھی اوہام، وساوس اور خیالات لوگوں کے دل میں آسکتے تھے، اللہ کو ان سب کا پہلے سے علم تھا، اس لئے درج ذیل آیت کے ان دو فقروں میں مختصر سا جواب دے کر مریضان اوہام و وساوس کو خاموش کرادیا، چنانچہ جب اللہ نے کہا: "بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ" نہیں! بلکہ اللہ نے اس کو اُٹھالیا اپنی طرف، اجی کیسے اُٹھایا؟ اس کے جواب میں فرمایا: "وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا." اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔یعنی چونکہ عزیز تھا اس لئے اپنی زبردست قوت سے اُٹھالیا، اجی کیوں اُٹھایا؟ اس کے جواب میں فرمایا: وہ حکیم بھی ہے اس لئے یہ اس کی حکمت پر چھوڑ دو، تم دخل نہ دو کہ کیوں اُٹھایا۔

کل بھی میں نے ذکر کیا تھا کہ تمہاری ناک پیچھے کیوں نہ لگائی؟

حدیث از مطرب ومی گو و راز دہر کمتر جو
کہ کس نکشود ونکشاید بہ حکمت ایں معما را

یعنی حافظؒ نصیحت فرماتے ہیں کہ: تم مطرب و مے کی باتیں کرو، یہ ان کی خاص اصطلاحات ہیں، اللہ اور اللہ کے رسول کی باتیں نہ کرو، اور زمانے کے راز کھولنے کی اور دریافت کرنے کی کوشش نہ کرو کہ اس معمے کو کوئی آج تک حل نہ کرسکا، اللہ کی حکمت کے بھیدوں کی آج تک کوئی حکمت نہیں سمجھاسکی، اس کی حکمت سب پر غالب ہے، تمہاری حکمتیں وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتیں، نہ تمہاری عقل وہاں پہنچی، نہ فکر وہاں پہنچی۔تمہاری عقل، فکر، ادراک، قیاس اور خیال سے ماوراً اور وراً الوریٰ ہے، وہ عزیز وحکیم ہے، کیوں فرمایئے سارے شبہات دور ہوگئے کہ نہیں؟

ایک دفعہ پھر پیچھے لوٹ کر غور کرو کہ اگر رفع سے مراد رفعِ روحانی ہوتا تو یہاں "عَزِیْزًا حَکِیْمًا" فرمانے کی کیا ضرورت تھی؟ پھر تو یوں کہنا چاہئے تھا کہ: "وکان بہ رءوفًا رحیمًا" اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بڑے شفیق تھے، بڑے رحم کرنے والے تھے، ان کے درجے اللہ نے بلند کردیئے، باوجودیکہ وہ صلیب پر تڑپ تڑپ کر مرے، لیکن اللہ نے ان کے درجے بلند کردیئے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا ارشاد:

ہمارے حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہٗ "عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام" میں تحریر فرماتے ہیں کہ: یہ آیت کسی خالی الذہن مسلمان کے سامنے پڑھ دو اور اس کے سامنے کوئی تقریر نہ کرو، (اب تو مرزائیوں نے اس پر شکوک و شبہات کی بہت سی دُھول مٹی ڈال دی ہے۔ اور میں نے بحمداللہ مرزائیوں کی اُڑائی ہوئی دُھول مٹی سے سونا نکال کر تمہیں دے دیا ہے، اگر یہ دُھول مٹی نہ ڈالی گئی ہوتی تو، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) اور پھر اس سے پوچھو کہ تم اس کا کیا مطلب سمجھے ہو؟ تو اللہ کی قسم! وہ اس کے سوا دوسرا کوئی مطلب نہیں بتائے گا، یعنی اس کا مفہوم اتنا واضح ہے کہ کوئی معمولی عقل وفہم کا آدمی اس کے علاوہ دوسرا کوئی معنی کر ہی نہیں سکتا۔

رفعِ جسمانی میں شک وتردّد یہودی اور قادیانی پروپیگنڈا ہے:

رہا یہ کہ یہ رفع جسمانی ہے یا روحانی؟ اور اس میں شک وتردّد کا پیدا کرنا یہ سب یہودی پراپیگنڈا تھا اور ہے، البتہ ان کے منہ کے الفاظ مرزا غلام احمد قادیانی نے اُچک کر اپنی دجالی دُکان چمکانے کی ناکام کوشش کی اور مرزائی اُمت آج تک اسی لکیر کو پیٹ رہی ہے، ورنہ قرآن کریم کے صاف الفاظ ہیں کہ: "یہودی اپنے اس قول کی وجہ سے ملعون ہوئے کہ ہم نے قتل کردیا مسیح ابن مریم، اللہ کے رسول کو" حالانکہ نہ

انہوں نے اس کو قتل کیا، نہ اس کو صلیب دی اور جو لوگ اس کے بارہ میں شک میں ہیں، اختلاف کر رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ: "وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ" کہ ان کو اشتباہ ہوگیا، اس لئے کہ وہی شکل بن گئی تھی ان کے سامنے، بلکہ ان کو اشتباہ ہوا تھا، یعنی جس کو قتل کیا گیا یا صلیب دی گئی، وہ ان پر مشتبہ ہوگیا، عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ۔

ایک مطلب یہ ہے کہ: "اور جو لوگ کہ اس میں اختلاف کر رہے ہیں وہ محض شک اور تردّد میں ہیں، اس لئے کہ: "مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ" ان کو حقیقتِ واقعہ کا کچھ علم نہیں، ان کے پاس کچھ نہیں "اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ" (سوائے اٹکل پچو خیالات کی پیروی کرنے کے) یعنی یہ بے چارے جانتے ہی نہیں کہ اصل واقعہ کیا ہوا تھا؟

اصل قصہ!

اب ہم تمہیں اصل واقعہ بتاتے ہیں، یعنی ایک دفعہ پھر سن لو کہ: "وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا...." ان لوگوں نے قطعاً عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا"...."بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ...." بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اُٹھالیا"...."وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا." اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا زبردست اور بے حد حکمت والا ہے۔

میں نے ابھی بتایا تھا کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ یہ سارے خیالات جو مرزائیوں کے ہیں اِدھر اُدھر کے ہیں، ورنہ ایک آدمی جو اِن اوہام و وساوس سے خالی الذہن ہو، اس کے سامنے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ دو اور اس آیت کا ترجمہ کردو، پھر اس سے پوچھو: اس کا کیا مطلب سمجھے؟ تو وہ اس کے سوا کوئی دوسرا مطلب نہیں سمجھے گا۔

چونکہ، چنانچہ چھوڑ دو!

قادیانیو! یہ چونکہ، چنانچہ اور یعنی، وانی چھوڑ دو، قرآن کے صاف الفاظ تمہارے سامنے موجود ہیں، ان کا معنی سمجھو اور سمجھاؤ۔ مگر افسوس! کہ قادیانیوں نے

تأویلات کا گورکھ دھندا کھول رکھا ہے اور کہتے ہیں: اجی! یعنی چونکہ یہ تھا، چونکہ وہ تھا، اور چنانچہ یہ مشکل ہے، وغیرہ۔

ہاں! تو ابھی تک بات ختم نہیں ہوئی، وہی سلسلہ چل رہا ہے، یہودیوں کا یہ کہنا کہ ہم نے قتل کردیا، کس کو؟ بات کرتے کرتے یہاں تک پہنچادی تھی کہ اللہ نے آسمان پر اُٹھالیا اور اللہ تعالیٰ کے عزیز وحکیم ہونے کا یہی تقاضا تھا۔

حضرت عیسیٰؑ کا نزول:

اب ایک سوال رہ گیا کہ اپنی طرف اُٹھا تو لیا، لیکن ان کا مصرف کیا ہے؟ ارشاد فرمایا:

"وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ، وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا." (النسآ:۱۵۹)

ترجمہ:... "نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب میں سے مگر البتہ ضرور ایمان لائے گا اس پر اس کی موت سے پہلے، اور ہوگا وہ (یعنی عیسیٰ) ان پر قیامت کے دن گواہی دینے والا۔"

کس پر ایمان لائے گا؟ عیسیٰ علیہ السلام پر! کس کی موت سے پہلے؟ عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے!

صحیح بخاری میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ:

"والذی نفسی بیدہٖ! لیوشکن ان ینزل فکیم ابن مریم حکما عدلا، فیکسر الصلیب، ویقتل الخنزیر، ویضع الحرب ...وفی روایة... ویضع الجزیة، ویفیض المال حتّٰی لا یقبله احد، حتّٰی تکون السجدة

الواحدة خير من الدنيا وما فيها. ثم يقول ابوهريرة رضی الله عنه: اقرؤوا ان شئتم: وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ، وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا.“

(بخاری کتاب الانبیاً باب نزول عیسیٰ بن مریم

ج:۱ ص:۴۹۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ:... ”قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! وہ وقت قریب ہے کہ جب ابنِ مریم تمہارے درمیان نازل ہوں گے، منصف حاکم ہوکر، وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کردیں گے، مال کو لٹائیں گے، حتیٰ کہ کوئی اس کو لینے والا نہ ہوگا، اس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اگر تم چاہو تو اس کی تائید میں یہ آیت پڑھو کہ: اور کوئی اہلِ کتاب میں سے ایسا نہیں ہوگا جو وفاتِ عیسیٰ سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے، اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ ان پر گواہ ہوں گے۔“

یہاں پر حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے بحث کی ہے کہ یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا جو قول ہے کہ: ”تم چاہو تو اس حدیث کی تائید میں قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ لو: ”وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ.... الخ.“ یہ مرفوع حدیث ہے یا نہیں؟ مگر میں یہ کہتا ہوں چلو اس کو بھی چھوڑ دو، البتہ اتنا تو اس سے ثابت ہے کہ راویٔ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب اس حدیث کو اس آیت کے حوالے کے ساتھ مزین فرمارہے ہیں، اور کسی ایک صحابی نے بھی اس کی تردید نہیں کی، حالانکہ مسجدِ نبوی میں بیٹھ کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث کا درس دیتے تھے اور صحابہؓ اور

تابعینؒ اس میں شریک ہوتے تھے، اگر کسی ایک آدمی نے بھی اس پر ان کو ٹوکا ہو تو مجھے اس کا نام بتاؤ؟ چنانچہ حدیث کے الفاظ ہیں: "ثم یقول ابوھریرۃ: وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ.... اقرؤوا ان شئتم." (اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو) معلوم ہوا کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تائید کرتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ وہاں رفع کا مسئلہ ذکر فرمایا تھا، آگے نزول کا مسئلہ ذکر فرما رہے ہیں، اور یہاں بھی میں نے اسی اجماعِ صحابہ کا حوالہ دیا ہے۔

غلام احمد قادیانی کے خلاف اظہارِ نفرت:

لیکن اس کے برعکس غلام احمد قادیانی نے ..... اب تم ہی بتاؤ میں اس کو کیا لقب دوں؟ اور کیا کہوں؟ کیونکہ صحابی کو ہم "رضی اللہ عنہ" کہہ دیتے ہیں، ولی کو "رحمہ اللہ" یا "نور اللہ مرقدہ" اور "قدس سرہ" کہتے ہیں، حضرات انبیأ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اسم شریف آتا ہے تو "علیہم الصلوٰۃ والسلام" کہہ دیتے ہیں، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی آتا ہے تو ہم پیٹ بھر کر کہتے ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم، صلواتِ اللہ وسلامہ علیہ" ..... سوال یہ ہے کہ اس ملعون کا نام آئے تو ہم کیا کہیں؟ صحیح بات کہتا ہوں اس خبیث کے خلاف نفرت کا اظہار کرنے کے لئے ہمیں کوئی لفظ نہیں ملتا، ملعون کہیں، لعنہ اللہ کہیں یا کہیں اللہ کی لعنت ہو اس پر، بہرحال اس پر اللہ کی لعنت تو ہے ہی، بلکہ اس پر ہزاروں لعنتیں ہیں، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

حضرت ابوہریرہؓ کی توہین:

ہاں! تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ غلام احمد قادیانی جیسا دریدہ دہن، بدزبان اور ملعون، حضراتِ صحابہ کرامؓ اور خصوصاً حضرت ابوہریرہؓ کے بارہ میں کہتا بلکہ بکتا ہے کہ:

> "بعض نادان صحابہ جن کو درایت میں سے کچھ حصہ نہیں تھا، جیسا کہ ابوہریرہ۔"

(ضمیمہ براہینِ احمدیہ ج:۵ ص:۲۸۵، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۲۸۵)

سن لیا آپ نے! کہ غلام احمد قادیانی نے حضرت ابوہریرہؓ کو روایت کرنے کی سزا میں یہ تمغہ دیا ہے کہ: ’’بعض نادان صحابہ جن کو درایت میں سے کچھ حصہ نہیں تھا، جیسا کہ ابوہریرہ۔‘‘ ......ملعون ابن ملعون، لعنہ اللہ، وخذلہ، واخذلہ۔

مرزا قادیانی بھی نزولِ عیسیٰؑ کا قائل تھا:

غلام احمد قادیانی کی اس بکواس سے اتنا تو معلوم ہوگیا کہ وہ بھی سمجھتا ہے اور اس نے ’’نادان صحابہ کہہ کر‘‘ یہ تسلیم کرلیا کہ واقعتاً غلام احمد قادیانی کے نزدیک بھی اس آیت سے اس حدیث کی روشنی میں یہی ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے، ورنہ اس کو ردّ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کیوں بھائی ٹھیک ہے ناں؟ اب تم اس پر کوئی جرح کرنا چاہتے ہوتو کرسکتے ہو۔

’’وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللهُ‘‘ کا معنی:

یہاں ایک بات اور بھی سن لیں، میں زیادہ وقت نہیں لیتا، یہ پیچھے آرہا ہے ’’وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللهُ‘‘ اور یہودیوں نے تدبیر کی عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف، کاہے کی تدبیر کی تھی؟ پکڑنے اور صلیب دینے کے لئے، قتل کرنے کے لئے، یا سزا دینے کے لئے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تدبیر کا توڑ کیا، اس لئے فرمایا: ’’وَمَكَرَ اللهُ‘‘ اور تدبیر کی اللہ نے، یعنی یہودی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکڑنے کی تدبیر ایسی کر رہے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پتہ نہ چلے، اس لئے فرمایا: ’’وَمَكَرُوْا‘‘ مکر کے معنی خفیہ تدبیر کے ہیں۔ عربی زبان میں ’’مکر‘‘ کہتے ہیں خفیہ تدبیر کو، ’’وَمَكَرُوْا‘‘ اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف سازش کی اور سازش اسی کو کہتے ہیں جو خفیہ تدبیر ہو کہ دُشمن کو اس کا پتہ بھی نہ چلے، چاہے بعد میں بھید کھل جائے، اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ ہمارے خلاف سازش کر رہا تھا، تو انہوں نے خفیہ تدبیر کی، ایسی تدبیر کہ عیسیٰ کو

پتہ نہ چلے "وَمَکَرَ اللّٰہُ" اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیر کی کہ یہودیوں کو پتہ نہ چلے، اللہ تعالیٰ کی یہ تدبیر ان کی تدبیر کا توڑ تھی۔

دو نکتے:

تو آیتِ کریمہ: "وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ...." سے دو باتیں معلوم ہوگئیں:

ا:... ایک یہ کہ اللہ کی خفیہ تدبیر ان کی تدبیر کا توڑ تھا، یعنی ان کی تدبیر کو کامیاب نہیں ہونے دینا تھا، اور ان کو پکڑنے نہیں دینا تھا۔

۲:... اور دوسری بات یہ کہ ان کی تدبیر کے مقابلہ میں ایسے طور پر تدبیر کی گئی کہ ان کو پتہ بھی نہ چلے اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف اُٹھائے جانے کے بعد ہوا (ان کی شبیہ) کو پکڑتے رہ جائیں، چنانچہ اسی لئے فرمایا: "وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ." اور اللہ ہے سب سے بہتر تدبیر کرنے والا۔

اللہ تعالیٰ نے کب اور کیوں تدبیر کی؟

اب سوال یہ ہے کہ: "وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ" (انہوں نے بھی تدبیر کی اور اللہ نے بھی تدبیر کی) یعنی یہ قصہ کب کا ہے؟ اور انہوں نے کب تدبیر کی تھی؟ اور اللہ نے کب تدبیر کی تھی؟ اس کا جواب خود قرآن مجید میں ہے کہ یعنی یہودیوں کی تدبیر اور یہودیوں کے مقابلے میں اللہ کی تدبیر اس وقت ہوئی تھی:

> "اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ." (آل عمران:۵۵)
>
> ترجمہ:... "جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ! میں لے لوں گا تجھ کو اور اُٹھالوں گا اپنی طرف اور پاک کروں گا تجھ کو کافروں سے اور رکھوں گا ان کو جو تیرے تابع ہیں غالب ان

سے جو انکار کرتے ہیں، قیامت کے دن تک۔"

(ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

گویا یہ تدبیر اس وقت کا واقعہ ہے، کیونکہ یہ "اِذْ" ظرف ہے "وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ" کے لئے، اللہ نے بتایا کہ انہوں نے بھی تدبیر کی اور ہم نے بھی تدبیر کی، ہاں! البتہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی تدبیر کا ذکر تو نہیں کیا، مگر ان کے اس قول کا ذکر کیا ہے کہ: "اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ، وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ....." اب بتلاؤ کہ اللہ نے اپنی خفیہ تدبیر کس کے مقابلے میں کی تھی؟ اور خفیہ کس سے رکھا تھا؟ یہی ناں کہ یہودیوں سے، اور جس کے لئے تدبیر کی گئی تھی اس کو تو بتانا تھا، تاکہ وہ پریشان نہ ہو، تو یہودیوں کے خلاف تدبیر تھی اور عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں تدبیر تھی، یعنی ان کو بچانے کے لئے تھی، اب وہ تدبیرِ الٰہی کیا تھی؟ اللہ تعالیٰ نے اپنی تدبیر سے آگاہ کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا:

"اِذْ قَالَ اللّٰہُ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ..... الخ."

یعنی اللہ تعالیٰ نے صاف اور واضح الفاظ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ: انہوں نے آپ کے قتل کی تدبیر کی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے مکر سے بچانے، آپ کو ان کے ہاتھوں میں آنے سے بچانے کی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔

کیا نعوذ باللہ! اللہ کی تدبیر ناکام ہوگئی؟

مگر ...نعوذ باللہ... مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ اللہ کی تدبیر ناکام ہوگئی، اور یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل اور صلیب دینے میں کامیاب ہوگئے، جب مرزا سے کوئی پوچھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اس پیش گوئی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

ان کے ہاتھوں سے بچانے کا وعدہ فرمایا تھا تو وہ کیونکر پورا نہ ہوا؟

تو مرزا کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ پیش گوئی منسوخ کردی تھی، چنانچہ غلام احمد قادیانی اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں لکھتا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ نے پیش گوئی منسوخ کردی۔''

میں کہتا ہوں کہ حیرت ہے اس تعلّی باز پر جس نے پہلے دن یہ کہا تھا کہ کوئی پا جائے گا عزت اور کوئی رسوا ہوگا، مگر آج وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ پیش گوئی منسوخ کردی۔

اس لئے میں کہتا ہوں کہ مجھے مرزائی، غلام احمد کی ایسی کوئی پیش گوئی بتائیں جو اس نے تحدّی اور چیلنج کرکے کی ہو اور وہ پوری ہوئی ہو؟

مرزا کی کوئی پیش گوئی پوری نہیں ہوئی:

اللہ تعالیٰ نے اس کی ایک پیش گوئی بھی پوری نہیں ہونے دی، ہاں! البتہ یوں ہی وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر پیش گوئی اور اس کے پورے ہونے کے دعوے ہانکتا رہا ہے، کبھی کہہ دیا کہ آج شام کو ہماری مرغی انڈا دے گی، ظاہر ہے جو مرغی روزانہ انڈا دے رہی ہو اور کوئی کہہ دے کہ آج شام کو مرغی انڈا دے گی، اور وہ حسبِ معمول انڈا دے دے تو کیا اس کو پیش گوئی کا پورا ہونا کہا جائے گا؟ کیا مرغی کے انڈے کی بھی کوئی پیش گوئی ہوا کرتی ہے؟

رفع و نزولِ عیسیٰؑ کے مسئلہ پر مفید کتب:

آخر میں یہ عرض کروں گا کہ مسئلہ رفع و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ فرمائیں تو انشاء اللہ آپ کو اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں سے آگاہی ہوگی، اس عنوان پر میرے تین رسائل ہیں:

۱:......نزولِ عیسیٰ علیہ السلام۔

۲:......رفع ونزولِ مسیح کا عقیدہ اکابر اُمت کی نظر میں۔ بلکہ تحفۂ قادیانیت جلد سوم میں مستقل اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث ہے، اگر کوئی آدمی اس کو سمجھ کر پڑھ لے تو انشاً اللہ اس مسئلہ کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں رہے گا۔

۳:......شناخت۔

۴:......شہادت القرآن فی حیات عیسیٰ علیہ السلام۔

۵:......اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ۔

۶:......احتسابِ قادیانیت جلد دوم مجموعہ رسائل مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات، رفع ونزول کے متعلق کئی ایک جاندار رسائل ہیں۔

۷:......ترجمان السنۃ میں بھی مولانا بدرعالم میرٹھیؒ نے اس پر بہت ہی فاضلانہ بحث کی ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مسئلہ ختم نبوت وصدق وکذب مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

اب میں کوشش کروں گا کہ دو مسئلوں کے بارہ میں آپ کو سمجھاؤں، ایک مسئلہ ہے ختم نبوت، اور دوسرا مسئلہ ہے مرزا غلام احمد کا کذب یعنی جھوٹا ہونا۔

مسئلۂ ختم نبوت:

اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد نبوت کا سلسلہ بند کردیا۔ ہمارے یہاں درسِ نظامی کے نصاب کی ایک کتاب ہے: ''شرح عقائد''، مجھے یاد ہے کہ جب ہمیں یہ کتاب پڑھنے کو ملی تو میں نے کہا کہ: اگر اس میں ختم نبوت کا مسئلہ ہوگا تو پڑھوں گا، چنانچہ کتاب کی ورق گردانی کرتے کرتے یہ عبارت نکل آئی: ''**اوّل الانبیاء آدم و آخرھم محمد صلی اللہ علیہ وسلم**'' یعنی سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک پوری امتِ اسلامیہ کا یہ متواتر عقیدہ چلا آرہا ہے، اور کمزور سے کمزور ایمان والا کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں ہوا

جو یہ کہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہے اور ...نعوذ باللہ...آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں۔

مسئلۂ ختم نبوت اور ''ختم نبوت کامل'':

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتیٔ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''ختم نبوت کامل'' میں اس مسئلہ کو ایک سو سے زیادہ آیات، دو سو دس کے قریب احادیث، کتبِ سابقہ تورات و انجیل، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور ائمہ حدیث و مجتہدینؒ کی تحقیق وتشریحات سے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

اس کے علاوہ قادیانی اس سلسلہ میں جتنے شبہات پیش کرتے ہیں، حضرت مفتی صاحبؒ نے ایک ایک کر کے ان سب کا جواب دیا ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت متواتراتِ دین میں سے ہے:

اسی طرح میں نے بھی ''عقیدۂ ختم نبوت'' کے عنوان سے ایک رسالہ لکھا ہے جو میری کتاب ''تحفۂ قادیانیت'' جلد اول میں شامل ہے، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ میں نے ''تحفۂ قادیانیت'' کی بسم اللہ ہی اس رسالہ سے کی ہے، اس رسالہ میں میں نے ایک خاص کام یہ کیا ہے کہ ہر حدیث نقل کرنے کے بعد اس کے دس دس طرق بھی جمع کردیئے ہیں، مثلاً: اگر وہ حدیث دس بیس صحابہ کرامؓ سے مروی تھی تو ان میں سے صحابہ کرامؓ کے نام بھی دے دیئے ہیں، جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ قارئین کو اس کا اندازہ ہوجائے گا کہ ختم نبوت کی ایک ایک حدیث کتنے صحابہ کرامؓ سے؟ اور کہاں کہاں مروی ہے؟ اسی طرح میں نے حضراتِ محدثینؒ کا یہ اُصول بھی نقل کیا ہے کہ جو حدیث دس یا دس سے زیادہ صحابہ کرامؓ سے مروی ہو، وہ متواتر ہوتی ہے، جس سے بسہولت یہ معلوم ہوجائے گا کہ عقیدۂ ختم نبوت متواتراتِ دین، یعنی متواتر عقائد میں

سے ہے، اس کے علاوہ میں نے اس رسالہ میں جہاں اکابرِ امتؒ کے حوالے نقل کئے ہیں وہاں چاروں فقہ یعنی فقہ حنفی، فقہ مالکی، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی کے حوالہ جات بھی درج کئے ہیں۔

قرآن و سنت، اجماعِ اُمت اور چودہ صدیوں کے اکابر علمائے امتؒ کی تصریحات سے یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اور آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔

پہلے مرزا بھی ختم نبوت کا قائل تھا:

خود مرزا غلام احمد قادیانی بھی دعویٰ نبوت سے پہلے اس کا اقرار کرتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان لانا فرض ہے، اس کا منکر کافر، دائرۂ اسلام سے خارج اور ملعون ہے۔ مگر جیسے ہی اس نے دعویٰ نبوت کیا تو گرگٹ کی طرح اس نے اس چودہ سو سالہ منصوص و متواتر عقیدہ کا یکسر انکار کردیا، چنانچہ اس نے اپنے جھوٹے دعویٰ نبوت کو ثابت کرنے اور قادیانی اُمت کو دھوکا دینے کے لئے نبوت کی خودساختہ قسمیں بناڈالیں۔

قادیانیوں کے نزدیک نبوت کی قسمیں:

چنانچہ قادیانی کہتے ہیں کہ نبوت کی تین قسمیں ہیں:

۱:... ایک وہ نبوت ہے جو براہ راست اللہ تعالیٰ سے ملتی ہے، براہ راست ملنے والی نبوت کو وہ مستقل نبوت سے تعبیر کرتے ہیں۔

۲:... دوسری وہ نبوت جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے ملتی ہے، اس نبوت کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے ملتی ہے ظلّی نبوت کا نام دیتے ہیں۔

۳:... ان کے ہاں تیسری تشریعی اور غیرتشریعی نبوت ہے، جس کو وہ شرعی اور غیرشرعی بھی کہتے ہیں۔ دراصل ان بے وقوفوں نے اپنی خودساختہ اصطلاحات بنارکھی

ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مستقل نبوت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اور جو پہلے ملا کرتی تھی وہ بند ہے، اسی طرح تشریعی نبوت، یعنی جس میں نبی نئی شریعت لے کر آئے، وہ بھی ختم ہوچکی ہے، البتہ تیسری یعنی ظلّی و بروزی نبوت اب بھی جاری ہے، چنانچہ قادیانی جماعت کا دوسرا سربراہ مرزا بشیرالدین محمود کہتا ہے کہ:

''میں نبوت کی تین قسمیں مانتا ہوں:

(۱) جو شریعت والے۔

(۲) جو شریعت نہیں لاتے، لیکن ان کو نبوت بلاواسطہ ملتی ہے، اور کام وہ پہلی ہی اُمت کا کرتے ہیں، جیسے سلیمان، زکریا، یحییٰ علیہم السلام۔

(۳) اور ایک وہ جو نہ شریعت لائے اور بلاواسطہ نبوت ملتی ہے وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی ہوتے ہیں۔''

(قولِ فیصل مرزا بشیرالدین ص:۱۴)

مگر ان قادیانیوں کی اس خودساختہ تقسیمِ نبوت کا گورکھ دھندا صرف قادیانیوں کی مغالطہ آمیزی کی حد تک ہے، مسلمانوں کے سامنے ان کی یہ چال بازی نہیں چلتی، بلکہ وہ ''بہت الذی کفر'' کے مصداق ہر میدان میں بغلیں جھانکتے نظر آتے ہیں۔

مولانا حیاتؒ کا مرزائی مبلغ کو لاجواب کرنا:

چنانچہ ہمارے حضرت مولانا محمد حیات رحمہ اللہ تعالیٰ کا، مرزائی مبلغ اللہ دتہ جالندھری سے مناظرہ ہوا تھا، مولانا محمد حیات فرمانے لگے: ''اللہ دتیا! نبوت دیاں کنی قسماں ہوندیاں نے؟ کہندا: جی ترن (اللہ دتہ! نبوت کی کتنی قسمیں ہیں؟ اس نے کہا: تین قسمیں ہیں:) مستقل تشریعی نبوت، غیر مستقل تشریعی نبوت، غیر مستقل

غیر تشریعی نبوت۔

مولانا فرمانے لگے کہ: اللہ دتہ! مناظرے کا اُصول یہ ہے کہ اگر دلیل عام اور دعویٰ خاص ہو تو یہ صحیح نہیں، مثلاً اگر تمہارا دعویٰ ہو کہ زید آیا، مگر تم کسی دلیل سے یہ ثابت کرو کہ انسان آیا ہے، تو کیا اس سے تمہارا دعویٰ ثابت ہو جائے گا؟ ظاہر ہے کہ زید کی آمد کے دعویٰ کے لئے انسان کی آمد کی دلیل سے زید کی آمد تو ثابت نہیں ہوگی ناں! کیونکہ انسان تو میں بھی ہوں اور تم بھی ہو، بھائی تمہارا یہ دعویٰ تھا کہ زید آیا تو میرے یا تمہارے آنے سے زید کا آنا تو ثابت نہ ہوا ناں! اس کو کہتے ہیں دلیل عام اور دعویٰ خاص۔

پھر فرمایا: اللہ دتہ! تم ایسا کرو کہ قرآن کریم کی کوئی آیت یا ذخیرۂ احادیث سے کوئی حدیث پڑھو، یا بزرگوں کے اقوال میں سے کوئی ایسا قول پیش کردو، جس سے یہ ثابت ہو کہ غیر تشریعی، غیر مستقل نبوت جاری ہے۔ ظاہر ہے ایسی کوئی آیت، حدیث یا اکابر علمائے اُمت کے اقوال سے کوئی قول تو وہ پیش کرنے سے رہا۔

"یَا بَنِیْ اٰدَمَ" سے قادیانیوں کا اجرائے نبوت پر استدلال:

اس موقع پر مرزائی اپنے دعویٰ کی تائید میں یہ آیت پڑھتے ہیں: "یَا بَنِیْ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ" تو اللہ دتہ نے بھی حسبِ عادت یہ آیت پڑھ دی، مولانا محمد حیاتؒ نے فرمایا: اللہ دتہ! تم انصاف کرو، تمہارا یہ آیت پڑھنا صحیح ہے؟ کیونکہ اس میں تو "رُسُلٌ" عام ہے، یہ تو صاحبِ شریعت، صاحبِ کتاب، تشریعی، غیر تشریعی، مستقل اور غیر مستقل سب کو شامل ہے، میں تمہیں کہتا ہوں کہ دلیل میں وہ بات پیش کرو جو تمہارے اس دعویٰ کو ثابت کرے، حضرت مولانا مرحوم نے جب یہ کہا تو اللہ دتہ بیچارہ پوری طرح پھنس گیا، کیونکہ اس دعویٰ پر کوئی آیت ہوتی تو پڑھتا۔

اجرائے نبوت کا ڈھونگ صرف مرزا کے لئے:

خیر یہ تو مولانا محمد حیات صاحبؒ نے فرمایا تھا، البتہ میں اس پر کچھ اضافہ کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ قادیانیوں نے اجرائے نبوت کے فلسفہ کا ڈھونگ صرف اور صرف مرزا قادیانی کے لئے رچایا ہے، ورنہ وہ بھی یہ مانتے ہیں کہ اُمت کی تیرہ صدیوں میں کوئی نبی نہیں آیا، اور جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ خود مرزا قادیانی اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے ص:۳۹۱ پر لکھتا ہے کہ:

> ''غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امورِ غیبیہ میں، اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیا اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ اکثر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔''

(حقیقۃ الوحی ص:۳۹۱)

اس لئے میں کہتا ہوں کہ مرزائیو! تم اس پر دلیل نہ دو کہ اب تمہارے پاس رسول آئیں گے، تم اس پر دلیل دو کہ غیرتشریعی اور غیرمستقل نبی آئیں گے، کیونکہ تمہارا دعویٰ خاص مرزا غلام احمد کے لئے ہے، لہٰذا تم اس کی دلیل پیش کرو۔ اگر تم میرا یہ نکتہ سمجھ لو اور سمجھا بھی سکو تو تمہیں مناظرہ کرنا آجائے گا کیونکہ یہ بہت موٹی سی بات ہے، معمولی عقل وفہم کا آدمی بھی اس کو سمجھ سکتا ہے، تم مرزا غلام احمد کی کتاب حقیقۃ الوحی کا صفحہ یہاں سے لے جاؤ اور پیش کرکے کہو کہ تمہارے مرزے کا حقیقۃ الوحی ص:۳۹۱ پر یہ دعویٰ ہے کہ نبی کا نام پانے کے لئے صرف میں ہی مخصوص کیا گیا۔

گویا تم نے نبوت کے جعلی ہونے کا سارا ڈھونگ مرزے کے لئے رچایا ہے، ہاں یہی مطلب ہوا ناں! نہیں تو تم ازراہ کرم قرآن مجید کی کوئی ایسی آیت پڑھو

جس میں لکھا ہو کہ ''غلام احمد نبی بن کے آیا''۔ رہی یہ بات کہ: ''رسول آئیں گے یا نبی آئیں گے'' اس کا تمہیں کیا فائدہ؟ تم تو خود منکر ہو، جیسا کہ مرزا نے لکھا ہے کہ:

''اس اُمت میں بڑے بڑے آدمی آئے، لیکن نبی کا نام پانے کے لئے صرف میں مخصوص کیا گیا۔''

تو مرزائیوں سے بات کرنے کے لئے ایک نکتہ تو یہ ہے، کیونکہ مرزا خود کہتا ہے کہ: ''نبی کا نام پانے کے لئے میں مخصوص کیا گیا'' لہٰذا جب بھی کوئی مرزائی ایسی کوئی بات کہے تو تم کہو کہ تم تو مرزے کی نبوت کا دعویٰ پیش کرتے ہو، لہٰذا مرزا کی نبوت کی دلیل لاؤ!

ایک شبہ کا جواب:

سوال:... قادیانی یہاں اشکال کرتے ہیں کہ یہ پہلے کا عقیدہ ہے؟

جواب:... ان سے کہو کہ ہم حوالہ پیش کر رہے ہیں حقیقۃ الوحی کا اور حقیقۃ الوحی مرزا غلام احمد نے ۱۹۰۷ء میں لکھی اور ۱۹۰۸ء میں وہ مرگیا، دراصل یہ ۱۹۰۷ء کی تصنیف ہے، جو اس نے ۱۹۰۵ء میں لکھنا شروع کی تھی، بلاشبہ یہ ۱۹۰۷ء کی تحریر ہے، اور فہرست میں بھی لکھا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب ۱۹۰۷ء کی یہ تحریر ہے اور ۱۹۰۸ء میں وہ مرگیا تو اس کا عقیدہ کب بدلا تھا؟ اگر ایسا ہے تو پھر پہلے اس کا عقیدہ کیا تھا؟ کیا اس کے علاوہ اس کا کوئی دوسرا عقیدہ تھا؟ جب تم ۱۹۰۸ء کی بات کر رہے ہو تو اس کی کیا دلیل ہے؟ ٹھیک ہے ناں؟

''اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ'' سے استدلال:

اب ایک اور بات اور ایک دوسرا نکتہ بتانا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ مرزائی کہتے ہیں کہ:

''اھدنا الصراط المستقیم (اے اللہ! ہم کو سیدھا

راستہ دکھا، راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے نعمت نازل کی۔ گویا ہم کو بھی وہ نعمتیں عطا فرما جو پہلے لوگوں کو عطا کی گئیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ نعمتیں کیا تھیں؟ قرآن مجید میں ہے:

یاقوم اذکروا نعمة الله علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا۔ (مائدہ:۲۰) موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم تم اپنے خدا کی نعمت یاد کرو، جب اس نے تم میں نبی بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا، تو ثابت ہوا کہ نبوت اور بادشاہی دونوں نعمتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کسی قوم کو دیا کرتا ہے، خدا تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ میں دعا سکھائی ہے اور خود ہی نبوت کو نعمت قرار دیا ہے، اور دعا کا سکھانا بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی قبولیت کا فیصلہ فرماچکا ہے لہٰذا امتِ محمدیہ میں نبوت ثابت ہوئی۔“

(احمدیہ پاکٹ بک ص:۴۶۶، ۴۶۷ آخری ایڈیشن)

جواب:... جو لوگ مرزے کے دعویٰ نبوت سے پہلے پیدا ہوئے ہیں، سوال یہ ہے کہ وہ صراطِ مستقیم پر تھے یا نہیں؟ پھر یہ بھی ملحوظ رہے کہ ”اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ“ کے کیا یہ معنی ہیں کہ ہر آدمی نبی بن جایا کرے؟ صراطِ مستقیم پر چلنے کی تو ہر ایک کو ضرورت ہے، پھر مرزا کہتا ہے کہ نبوت ملنا یہ بھی دعا ہے، سوال یہ ہے کہ نبوت دعاؤں سے ملا کرتی ہے؟

نبوت رحمت ہے اور رحمت جاری رہنی چاہئے!

قادیانی کہتے ہیں کہ: نبوت ایک رحمت ہے، جیسا کہ تم درود شریف میں پڑھتے ہو:

”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔“

ترجمہ:... ”اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آلِ محمدؐ پر جیسا کہ آپ نے رحمت فرمائی حضرتؑ ابراہیمؑ پر اور آلِ ابراہیمؑ پر۔“

یہ درود شریف سنا کر قادیانی سادہ لوح مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ: تم بتاؤ نبوت رحمت ہے یا لعنت؟ آپ کیا کہیں گے؟ ظاہر ہے ہر مسلمان یہی کہے گا کہ نبوت رحمت ہے لعنت نہیں، جب مسلمان کہتے ہیں کہ نبوت رحمت ہے تو قادیانی فوراً کہتے ہیں کہ جب نبوت رحمت ہے اور جب یہ آلِ ابراہیم میں جاری تھی تو آلِ محمد میں کیوں بند ہوگئی؟

شریعت کیوں بند ہے؟

جواب:... اس کے دو جواب ہیں:

الزامی جواب:... تو یہ ہے کہ تم فوراً پلٹ کر ان سے کہو کہ ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ بتلاؤ شریعت رحمت ہے یا لعنت؟ یقیناً وہ کہیں گے کہ شریعت رحمت ہے، آپ ان سے کہئے کہ یہ بتائیے کہ وہ کیوں بند ہوگئی؟ آپ اس کا جو جواب دیں گے وہی جواب ہم آپ کی خدمت میں پیش کردیں گے۔ یہ تو ہوا الزامی جواب کہ قادیانی بول ہی نہ سکیں۔ اس پہلے جواب سے اپنے مقابل کو باندھ لو، پھر ڈنڈے سے اس کی مرمت کرو، تاکہ ہاتھ پاؤں نہ ہلا سکے، گویا اس کے ہاتھ پاؤں پہلے باندھ کر اس کو لاجواب کردو، پھر مسئلہ سمجھاؤ، اب سنو!

نہ حضورؐ کی نبوت کا زمانہ ختم ہوا، نہ نبی کی ضرورت!

تحقیقی جواب:... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا جاری ہونا رحمت نہیں، لعنت ہے، اس لئے کہ پہلے انبیاءؑ کرام علیہم السلام میں نبوت جاری ہونے

کا مطلب یہ تھا کہ ایک نبی کی نبوت کا زمانہ ختم ہوا تو دوسرے کی نبوت کا زمانہ شروع ہوگیا، لگاتار نبی آرہے تھے، ایک نبی چلا جاتا اور اس کی نبوت کا زمانہ بھی چلا جاتا تو نیا نبی آجاتا اور اس کی نئی نبوت کا زمانہ شروع ہوجاتا، چونکہ وہ زمانہ، زمانۂ نبوت تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام فرمایا کہ ان میں لگاتار نبی بھیجے جائیں، کوئی وقت بھی نبیوں سے خالی نہ ہو، لیکن جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک دور آیا تو آپ کو نبوت دے دی گئی اور آپ کی نبوت کا زمانہ چونکہ قیامت تک ہے، اس لئے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانۂ نبوت ختم ہوتا تو نیا نبی آتا، نہ زمانۂ نبوت ختم ہوا اور نہ نئے نبی کی ضرورت پیش آئی اور نہ نیا نبی آیا۔

قادیانی، حضورؐ کی نبوت کا زمانہ ختم کرنا چاہتے ہیں:

جب یہ بات معلوم ہوگئی تو اب سنو! کہ قادیانی گویا یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جیسے بنی اسرائیل میں پہلے نبی کا زمانہ ختم ہوجاتا تھا، اس کی نبوت بھی ختم ہوجاتی تھی، ٹھیک اسی طرح ...نعوذ باللہ... وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نیا نبی پیش کرکے حضور کی نبوت کا زمانہ بھی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ ختم کرنا اور نئے نبی کو پیش کرنا لعنت ہے کہ نہیں؟ یقیناً لعنت ہے! اس لئے ہمارے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئے نبی کا آنا رحمت نہیں لعنت ہے۔

حضورؐ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ہے:

اگر چاہو تو اس کو دوسرے عنوان سے یوں بھی بیان کرسکتے ہیں، وہ یہ کہ قادیانی جو اجرائے نبوت کے قائل ہیں، یا یوں کہو ہم جو نبوت کے بند ہونے کے اور ختم نبوت کے قائل ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ موجودہ زمانہ نبوت سے خالی ہے، بلکہ ختم نبوت کا معنی یہ ہے کہ نبوت کا ملنا ختم ہوگیا ہے، اور اب کوئی نئی نبوت نہیں ملے گی، مگر مرزائی ختم نبوت کا یہ معنی لیتے ہیں کہ اس زمانہ میں کوئی نبوت باقی نہیں، گویا وہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بھی ختم سمجھتے ہیں، حالانکہ ہم قطعاً یہ معنی مراد نہیں لیتے، بلکہ ہماری مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک باقی ہے، لہٰذا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ ختم ہوا اور نہ کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت ہے۔ جبکہ قادیانی نئی نبوت کے آنے کا نظریہ پیش کرکے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ ختم ہوگیا ہے، لہٰذا نئے نبی کی ضرورت ہے، گویا یہ نظریہ دے کر وہ اُمت کو اس عقیدے سے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت سے کاٹ دینا چاہتے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک کے لئے ہے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت باقی ہے، تو اُمت قیامت تک دامنِ نبوت سے وابستہ رہے گی، نہ نیا نبی آئے گا اور نہ اس اُمت کا رشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کٹے گا۔ یہ بات خود بھی سمجھو اور ہر قادیانی کو بھی سمجھاؤ، خدا کرے یہ بات ان کو سمجھ آجائے۔

قادیانی مہدی و مسیح ہے اور نہ نبی:

سوال:... مرزائی کہتے ہیں کہ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں بلکہ مہدی، امام، مصلح، مسیح موعود اور غیرتشریعی نبی مانتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... قادیانی جھوٹے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں، اللہ کا شکر ہے کہ وہ خود ہی اپنے موقف سے پھر گئے، مگر الحمدللہ ہم آج تک اپنے موقف سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے، ایک انچ کیا، ایک بال برابر بھی نہیں ہٹے، ہمیں جو عقیدہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دے کر گئے تھے الحمدللہ! اس سے ایک بال برابر بھی نہیں ہٹے، ہم ہر حال میں حق کا اظہار کریں گے: ہم ہر حال میں حق بات کا اظہار کریں گے، منبر نہیں ہوگا تو سرِ دار کریں گے، نہ ہم کبھی بدلے ہیں اور نہ بدلنے کا ارادہ کیا ہے، الحمدللہ!

قادیانی گرگٹ کی طرح عقیدہ بدلتے ہیں:

ہاں! قادیانی گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے ہیں، چنانچہ مرزا محمود یہاں ربوہ، حال چناب نگر کے ایوانِ محمود میں بیٹھ کر کچھ کہتا، اور جب عدالت میں پیش ہوتا تو وہاں کچھ اور کہتا تھا، یہ گرگٹ کی طرح عقیدے بدلتے ہیں، کبھی مرزا کو امام کہتے ہیں، کبھی نبی کہتے ہیں، کبھی مسیح کہتے ہیں، کبھی مہدی کہتے ہیں، اور کبھی چوں چوں کا مربہ کہتے ہیں، سچ ہے کہ واقعی مرزا چوں چوں کا مربہ ہی تھا، یعنی کچھ بھی نہیں تھا بلکہ فراڈ ہی فراڈ تھا، میرے بھائی! ان کا عقیدے بدلنا، ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے، الحمدللہ! ہم نے اپنا موقف اور عقیدہ کبھی نہیں بدلا، ہماری تاریخ کو پورے چودہ سو سال گزر چکے ہیں، اور اب پندرہویں صدی شروع ہوگئی ہے اور اس کے بھی کئی سال گزر چکے ہیں، گویا ہم چودہ سو سال پورے کر چکے ہیں، مگر الحمدللہ! جو پہلے دن ہمارا عقیدہ تھا وہی آج بھی ہے اور آپ مجھ سے وہی چودہ سو سال پرانا عقیدہ سن رہے ہیں، اس میں ہم نے کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ ترمیم کی ہے اور نہ کریں گے۔ ہمارا یہی عقیدہ ہے اور انشاء اللہ قیامت تک یہی رہے گا۔

میں کہتا ہوں کہ اگر قادیانی مرزا کو نبی نہیں مانتے تو اُن سے کہو کہ پھر یہ نبوت کے جاری ہونے کا عقیدہ کیوں مانتے ہو؟

جس طرح نئی شریعت آنا بند ہے، نئی نبوت کا دروازہ بھی بند ہے:

ہاں! تو میں عرض کر رہا تھا کہ مرزائیوں سے پوچھو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شریعت آسکتی ہے؟ یعنی شریعتِ محمدیہ کے بعد نئی شریعت آسکتی ہے؟ اس پر مرزائی کہیں گے: نہیں! نئی شریعت نہیں آسکتی، تو پھر ان سے پوچھو کہ کیوں نہیں

آسکتی؟ ہمیں بھی تو سمجھاؤنا! آخر کچھ ہمارے پلے بھی تو پڑے! تمہارے بقول اگر نیا نبی آسکتا ہے تو نئی شریعت کیوں نہیں آسکتی؟ اس پر قادیانی یہی کہیں گے کہ اجی یہ شریعت تو قیامت تک کے لئے بھیجی گئی ہے، جب وہ یہ کہیں تو ان سے کہو کہ جس طرح آپ کی شریعت قیامت تک کے لئے ہے، اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی قیامت تک کے لئے ہے، اس پر قادیانی کہیں گے کہ چونکہ آپ کی شریعت کامل و مکمل ہے اس لئے اس میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہیں۔ اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ جس طرح آپ کی شریعت کامل و مکمل ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی کامل و مکمل ہے، اس میں بھی کسی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہیں، شریعتِ محمدیہ کے آخری اور ختم نہ ہونے کی جو وجہ تم بیان کروگے وہی وجہ ہم بیان کریں گے، یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ختم نہ ہونے اور آپ کے بعد دوسرے نبی کے نہ آنے کی۔ اور یہی معنی ہیں ختم نبوت کے، قادیانی کہتے ہیں کہ اُمت نبوت سے محروم ہوگئی ہے اور نبوت رحمت ہے، اور اُمت اس رحمت سے محروم ہوگئی اور اُمت کو محروم کیوں رکھا گیا؟ ہم کہتے ہیں اللہ کے فضل سے اُمت محروم نہیں ہوئی بلکہ قیامت تک کے لئے اُمت سب سے اعلیٰ ترین اور افضل ترین نبوت سے مستفید ہو رہی ہے، اور اس کے زیر سایہ ہے، جب سید الاولین والآخرین کی نبوت باقی ہے تو اُمت محروم کیسے ہوگئی؟ ہاں! البتہ تم اجرائے نبوت کے ملعون فلسفہ کے ذریعہ ایک ایک بالشت کے نبی کھڑے کرکے اُمت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ رحمت و عاطفت سے محروم کرنا چاہتے ہو۔

یہ میں نے قادیانیوں کے چند مغالطے ذکر کردیئے ہیں، میرا بھائی! اس کو سمجھو اور ٹھیک سے سمجھو اور یہ بھی یاد رکھو کہ قادیانیوں کا کوئی ایسا مغالطہ نہیں جس کو آپ عقل اور دانائی کے ساتھ نہ سمجھ سکیں۔

اتباع سے نبوت ملنے کا قائل کافر ہے:

سوال:... کیا اکابرینِ اُمت نے یہ لکھا ہے کہ نبی کی کامل اتباع سے بھی آدمی نبی بن جاتا ہے؟

جواب:... اس مسئلہ کو بھی میں بعد میں بتادوں گا البتہ جو ایسا کہے یا لکھے وہ کافر ہے۔

علامہ زرقانی اور اجرائے نبوت:

سوال:... قادیانی کہتے ہیں کہ علامہ زرقانی رحمہ اللہ اجرائے نبوت کے قائل ہیں، ان کے اس دعویٰ کی کیا حقیقت ہے؟

جواب:... بالکل جھوٹ اور کذب و افترا ہے، میں تمہیں خود علامہ زرقانی رحمہ اللہ کی عبارت پڑھ کر سنادیتا ہوں، اس سے خود ہی اندازہ لگالو، چنانچہ علامہ زرقانیؒ شرح مواہب میں امام ابن حبانؒ سے نقل کرتے ہیں:

"من ذهب الى ان النبوة مكتسبة لا تنقطع او الى ان الولى افضل من النبى، فهو زنديق، يجب قتله لتكذيب القرآن: وخاتم النبيين."

(مواہب لدنیہ ج:۶ ص:۱۸۸، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

ترجمہ:... "جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ نبوت حاصل کی جاسکتی ہے، کبھی بند نہیں ہوگی، یا کہے کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے، وہ زندیق و بے ایمان ہے، اس کا قتل کردینا واجب ہے کیونکہ وہ قرآن کو جھوٹا کہتا ہے، اس لئے کہ اللہ کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، مگر یہ کہتا ہے کہ حضور خاتم النبیین نہیں ہیں۔"

صدق وکذبِ مرزا کی بحث:

اب تیسرا عنوان ہے کہ مرزا غلام احمد سچا تھا یا جھوٹا؟ اس کو کہتے ہیں صدق و کذبِ مرزا کی بحث، یعنی اس بحث کا نام ہے صدق وکذبِ مرزا، یہ بھی قادیانی ذوق کا شاہکار ہے کہ انہوں نے ایسے آدمی کو اپنا نبی مان رکھا ہے جس کے صدق وکذب پر بحث ہوتی ہے اور یہ مرزائی بڑے مزے لے لے کر کہتے ہیں حضرت مسیح کے صدق و کذب کی بحث۔ نعوذ باللہ! کوئی مسلمان اپنے نبی کے بارے میں کبھی بھی ایسا کوئی لفظ اپنی زبان پر لانا گوارا نہیں کرے گا، کیا ...نعوذ باللہ...ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق وکذب کی بحث کرنا چاہیں گے؟ نہیں! قطعاً نہیں! نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ! کیا آپ نے کبھی کسی مسلمان عالم کی زبان سے یہ بحث سنی؟ ہم عیسائیوں سے بھی بحث کرتے ہیں، پادریوں سے بھی بحثیں کرتے رہے ہیں، دہریوں سے بھی بحث کرتے رہے، مگر کبھی کسی مسلمان کی زبان سے آپ نے یہ نہیں سنا ہوگا کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق وکذب کی بحث کی ہو، اس لئے میں قادیانیوں سے کہتا ہوں کہ تمہارا اس عنوان کو قائم کرنا ہی تمہارے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے، تم بھی جھوٹے اور تمہارا نبی بھی جھوٹا، ٹھیک ہے ناں!

قادیانیوں سے مناظرہ، اور دلچسپ لطیفہ:

اس پر ایک لطیفہ سنو، بعد میں، میں تمہیں دو تین باتیں تمہارے مطلب کی بھی سناؤں گا، ہاں یہ بھی تمہارے مطلب کی بات ہے، ہمارے مولانا علامہ خالد محمود صاحب نے مجھے ایک لطیفہ سنایا کہ ایک دفعہ وہاں لندن یعنی انگلینڈ میں مرزائیوں کے ساتھ مناظرہ ٹھن گیا، اور یہ بھی بتاتا چلوں کہ مرزائیوں کو مناظرے کا بہت شوق رہتا ہے، مرزائی ہر جگہ کہے گا کہ مجھ سے مناظرہ کرلو، مگر مرزائی مناظرہ کا چیلنج اسی وقت دیتے ہیں جب ان کو پتہ ہو کہ سامنے والا مرزائیت نہیں جانتا، اگر ان کو پتہ چل جائے

کہ فریقِ مخالف میں کوئی مولوی یا عالم ہے تو پھر وہ وہاں سے اس طرح دُم دباکر بھاگتے ہیں جس طرح قرآن کریم میں ہے:

”وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا.“ (بنی اسرائیل:۸۱)

ترجمہ:... ”فرمایئے حق آگیا اور باطل دم دباکر بھاگ گیا، بے شک باطل ہے ہی دم دباکر بھاگنے کے لئے۔“

تو وہاں انہوں نے مناظرہ ٹھان لیا، اور مرزائیوں نے کہا کہ جی ہم تو دو مسئلوں پر بحث کریں گے، ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات کی بحث، اور ایک اجرائے نبوت کی بحث، اس لئے ”انہاں نوں جریان ہی رہندا اے“ (یعنی ان کو جریان کی بیماری لگی ہوئی ہے) اور جریان کی بڑی سخت بیماری لگی ہوئی ہے۔

مناظرہ کا اُصول:

علامہ صاحب نے فرمایا: اچھا تم جو چاہو عنوان رکھو، کیونکہ مناظرہ کا اصول ہے کہ اگر فریقین مناظرہ نے چار عنوانوں پر گفتگو کرنی ہو تو دو عنوان ایک فریق متعین کرے گا اور دوسرے دو دوسرا فریق مقرر کرے گا۔ اور اگر دو عنوانوں پر گفتگو کرنی ہو تو ایک عنوان ایک فریق مقرر کرے گا اور ایک، دوسرا فریق طے کرے گا۔ اور جو فریق جو عنوان تجویز کرے گا وہ اس میں مدعی ہوگا اور مدعی کو وقت پہلے ملتا ہے، اور مدعاعلیہ کو بعد میں وقت ملتا ہے، اس لئے مناظرہ میں جو بے چارہ مدعاعلیہ ہوتا ہے، وہ گھاٹے میں رہتا ہے، کیونکہ مدعی سب سے پہلے اپنا دعویٰ پیش کرے گا اس کے بعد مدعاعلیہ اس کا توڑ کرے گا، اس کے بعد مدعی پھر مدعاعلیہ کے توڑ کا جواب دے گا، یوں اول و آخر مدعی ہی ہوتا ہے، اس لئے مرزائی ہمیشہ کوشش کریں گے کہ وہ مدعی بنیں، یعنی ان کو ہمیشہ اقدام کا شوق رہتا ہے، وہ دفاع کی قوت ہی نہیں رکھتے۔

چنانچہ ہم ختم نبوت کے قائل ہیں اور یہ منکر ہیں، اور یاد رکھو ہمیشہ منکر مدعاعلیہ ہوتا ہے، مگر یہ چال بازی کرتے ہیں کہ یہ دونوں بحثیں خود لے لیتے ہیں، تاکہ مسلمانوں نے جو دلائل پیش کئے ہوں، اپنی آخری تقریر میں وہ اس کے اثرات اُڑا سکیں، یہ عموماً ایسی تلبیسات کیا کرتے ہیں، چونکہ مسلمان مناظر اخلاص سے ان کو بات سمجھانے کا جذبہ رکھتا ہے تو وہ بے چارہ بول نہیں پاتا۔

تو خیر علامہ خالد محمود کہنے لگے کہ بھائی مناظرہ میں بحث کے چار نکات ہوں گے، دو تمہاری طرف سے، اور دو ہماری طرف سے، قادیانی کہنے لگے ہماری طرف سے تو یہ دو ہوں گے: حیات و وفاتِ مسیح، اور دوسرا اجرائے نبوت۔ علامہ خالد محمود صاحب کہنے لگے: ہم نے کہہ دیا ٹھیک ہے! مگر دو عنوان ہماری طرف سے ہوں گے، ہمارا ایک عنوان یہ ہوگا کہ مرزا غلام احمد ''گو'' کھاتا تھا کہ نہیں؟ قادیانی کہنے لگے: یہ کیا عنوان ہوا؟ علامہ خالد محمود صاحب فرماتے ہیں: میں نے کہا تمہیں اس سے کیا بحث؟ چونکہ ہمیں ایک عنوان تجویز کرنے کا تم نے حق دیا ہے، اور اس عنوان میں ہم مدعی ہیں، ہم ثابت کردیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ''گو'' کھاتا تھا، اور تم ثابت کرو کہ نہیں کھاتا تھا، بس یہ عنوان سن کر ہی قادیانی بھاگ گئے۔

قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ ہوشیاری دکھائی جائے ورنہ ہمارے جیسا بھولا آدمی ان سے مناظرہ نہیں کرسکتا۔

آج کل مناظرہ چال بازی کا نام ہے، علمی بحث و مباحثہ کا نام مناظرہ نہیں رہا۔

قادیانیوں سے مناظرہ کا طرز:

میرے ایک عزیز اور رشتہ دار ہیں جو گلشنِ حدید کراچی میں رہتے ہیں، اور وہ تبلیغ میں تین مرتبہ بیرون ملک بھی جاچکے ہیں، اب چوتھی مرتبہ بھی تیار ہیں، مگر ہیں ماشاءاللہ بڑے ذہین، پچھلے سال جماعت لے کر افریقہ گئے تھے، ان کا کہنا تھا کہ وہاں

بہت سے قادیانی پہنچے ہوئے ہیں، گویا وہ خاص ان کا ملک ہے، اس وقت اس ملک کا نام ذہن میں نہیں رہا، بہرحال وہ افریقہ کا کوئی چھوٹا سا ملک ہے، خیر جو بھی ہو، ہاں تو وہ کہنے لگا کہ ہم ایک دن سڑک کے کنارے پیدل جارہے تھے، چونکہ وہاں کوئی سیکورٹی وغیرہ نہیں ہوتی بلکہ ملک کا صدر وغیرہ بھی یوں ہی عام آدمیوں کی طرح پھرتا رہتا ہے، تو ایک آدمی ہمارے قریب آیا، یعنی اس نے ہمارے قریب آکر اپنی گاڑی کھڑی کی اور کہنے لگا: السلام علیکم! میں نے کہا: وعلیکم السلام! سلام وکلام کے بعد وہ ہم سے کہنے لگا کہ میں آپ کی کوئی خدمت کرسکتا ہوں؟ چونکہ ہم تو ہر ایک کو دعوت ہی پیش کرتے ہیں، اس لئے ہم نے کہا جی بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں اور حضور کے بعد چونکہ کسی نبی نے نہیں آنا اس لئے دعوت کا کام اُمت نے کرنا ہے، اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی ہمارے ساتھ اس دعوت کے کام میں شریک ہوجائیں۔ جب اس نے یہ سنا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور کسی نئے نبی نے آنا نہیں تو اس کے تو تیور بدل گئے، مگر اس وقت وہ وہاں سے چپ کر کے چلا گیا، دراصل وہ وہاں کا صدرِ مملکت تھا، اس نے وہاں سے جاتے ہی اپنے ملک کے تمام محکموں کو احکامات جاری کردیئے کہ اس جماعت کے ساتھ کوئی تعاون نہ کیا جائے، بلکہ اس جماعت کو ملک سے نکالا جائے، لیکن اگر نکال نہیں سکتے تو کم از کم ان سے تعاون نہ کریں۔

خیر قادیانیوں نے یہ سوچ کر کہ چونکہ تبلیغی جماعت کے لوگ ہیں، ان کا کام تو صرف تبلیغ کرنا ہے، اس لئے ان کو کیا پتہ کہ قادیانیت کیا ہوتی ہے؟ یہ تو صرف دعوت کا کام جانتے ہیں، مرزائیت کا ان کو کوئی پتہ نہیں ہوگا، کیوں نہ ہم ان کو مناظرہ کا چیلنج دے کر ذلیل کریں؟ چنانچہ قادیانیوں نے ہم کو مناظرے کا چیلنج دے دیا، اور کہا کہ اگر تم کسی نئے نبی کے آنے کو نہیں مانتے تو ہم سے مناظرہ کرو، حسن اتفاق کہ سفر پر جاتے ہوئے میں نے ان کو یہ اپنی کتابیں یعنی تحفۂ قادیانیت کے

رسائل دے دیئے تھے، وہ چونکہ جاتے ہوئے مجھ سے مل کر گئے تھے اس لئے میں نے ان سے کہا تھا کہ بھائی! جس افریقی ملک میں تم جارہے ہو وہاں قادیانی جراثیم بہت ہیں، اس لئے ہوسکتا ہے کہ تمہیں کہیں قادیانیوں سے گفتگو کی نوبت آجائے، تو یہ رسالے تم ساتھ لے لو، اور راستہ میں کچھ ان کا مطالعہ بھی کرلینا، اگر کبھی ایسا مرحلہ پیش آگیا تو انشاً اللہ ان رسائل سے تمہارا کام چل جائے گا، بہرحال انہوں نے رسائل لے لئے، یقیناً انہوں نے کچھ نہ کچھ تو پڑھا بھی ہوگا، خلاصہ یہ کہ میری کتاب ان کے ساتھ تھی اور بس۔

اب اللہ تعالیٰ کی مدد دیکھئے کہ یہ سارے تبلیغی جماعت کے لوگ ہیں، بس ایک آدمی ہے جس نے ہمارے رسائل کا سیٹ اُٹھایا ہوا ہے، عجیب اتفاق کہ وہ بے چارا بھی کوئی خاص پڑھا لکھا نہیں تھا، یعنی دین دار اور تبلیغی ذہن کا ضرور تھا، مگر کوئی باقاعدہ عالم یا دینی علوم سے بہرہ ور نہیں تھا، پھر اتفاق سے وہی امیر جماعت بھی تھا، اس لئے مناظرہ کا چیلنج بھی اُسے تھا، وہ کہتا ہے کہ میں نے آپ کی کتاب کے مطالعہ کی برکت سے قادیانیوں کی کتابوں کے نام یاد کرلئے تھے، اس لئے جب انہوں نے مجھے مناظرہ کا چیلنج دیا تو میں نے دس بارہ قادیانی کتب کے نام لکھ کر ان کو دے دیئے اور کہا چونکہ ہم تو یہاں پردیسی ہیں، اور دعوت کے کام کے لئے آئے ہوئے ہیں، اور قادیانیوں کی کتابیں تو ہم اُٹھائے نہیں پھر رہے ہیں، اس لئے ہمیں قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ کرنے کی تو بہت خوشی ہے، مگر اتنی درخواست ہے کہ جب آپ حضرات مناظرہ کرنے کے لئے تشریف لائیں تو ازالہ اوہام اور یہ یہ قادیانی کتابیں بھی ساتھ لے آئیں، تاکہ حوالہ دیکھنے اور دکھانے میں سہولت رہے۔

اللہ کی شان دیکھو! جب قادیانیوں نے میرا یہ پرچہ پڑھا اور جب ان کو اس کا پتہ چلا کہ اس کو تو ہماری کتابوں کے نام بھی معلوم ہیں تو وہ مناظرہ سے بھاگ گئے، ہمارا وہ دوست تبلیغی سفر سے ابھی واپس آیا ہے، اور کہتا ہے کہ الحمدللہ! ہم دوسو

چالیس آدمیوں کومسلمان کر کے آئے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ جب بھی کوئی مسلمان ہوتا تھا تو میری یہ شرط ہوتی تھی کہ بھائی! تمہیں ہمارے ساتھ دس دن لگانے ہوں گے، تا کہ اس کے دل میں ایمان ذرا تھوڑا راسخ ہوجائے۔

ایک بستی کا واقعہ:

ہمارا وہ عزیز کہتا ہے کہ ہم ایک بستی میں گئے، پھر اس نے بڑا لمبا قصہ سنایا، خیر وہ کہتا ہے کہ ہم نے بستی والوں سے پوچھا تم کون ہو؟ انگریزی میں گفتگو کی، تو وہ کہنے لگے کہ: ''ہم حمادی مسلمان ہیں'' یعنی احمدنہیں حمادی، یا تو ان بے چاروں کو نام ہی نہیں آتا ہوگا یا پھر ویسے ہی بگاڑ دیا ہوگا۔ تو یوں کہا کہ ہم حمادی مسلمان ہیں، یا ہماری جماعت حمادیہ ہے، تو ہم نے سمجھ لیا کہ یہ قادیانی ہیں، ہم نے ان کو سمجھایا کہ یہ تو بہت برے لوگ ہیں، اور تم لوگ ان قادیانیوں کے چنگل میں کیسے پھنس گئے؟ انہوں نے بہت توجہ سے ہماری باتیں سنیں، ہماری ساری باتیں سن کر وہ کہنے لگے کہ: تم یہ بتاؤ کہ انہوں نے جب ہمیں اپنے مذہب میں داخل کیا تھا تو انہوں نے ہم سے اتنی فیس وصول کی تھی، اب تم بتاؤ کہ تم ہم سے کتنی فیس وصول کروگے؟ پھر یہ بھی کہا کہ ہم آج تک ان کو اتنا اتنا ٹیکس دے رہے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ قادیانی ہونے کے معنی ہیں ٹیکس گزار جماعت پیدا ہوجانا، ہاں تو انہوں نے یہ بھی کہا کہ تم ہم سے کتنا ٹیکس لوگے؟ اس پر ہم نے کہا کہ: بھائی! اسلام میں داخل ہونے کی نہ کوئی فیس ہے اور نہ ٹیکس، ہاں! البتہ ہم آپ سے ایک گزارش ضرور کریں گے کہ تم مسلمان ہونے کے بعد ہمارے ساتھ دس دن لگاؤ، یعنی ہر آدمی جو مسلمان ہو، وہ دس دن لگائے تا کہ ہم اس کو اسلامی آداب اور احکام پر عمل کا طریقہ سکھادیں، اور وہ دین کو خود سیکھ کر دوسروں کوسکھانے والا بن جائے اور اس دعوت کی محنت کو اس طرح اپنائے کہ دوسروں کو اس میں جوڑنے والا بن جائے، اس پر وہ کہنے لگے کہ: اجی یہ ہمیں منظور ہے!

چنانچہ ٹیکس سے ان کی جان چھوٹی اور وہ مسلمان ہوکر ہمارے ساتھ ہولئے، پتہ نہیں کتنے آدمی تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ہمارے ساتھ دس دس دن لگائے، ممکن ہے کچھ آدمی پیچھے رہ گئے ہوں گے، جب پہلے والوں کے دس دن پورے ہوتے تو دوسرے ساتھ ہولیتے اور کچھ ایسے بھی تھے کہ جب ان کے دس دن پورے ہوتے تو مزید دنوں کے لئے وہ آگے چلے جاتے اور جو گھر واپس چلے جاتے تھے وہ بھی راشن لے کر دوبارہ ہمارے پاس آجاتے۔

تو خیر میں نے تمہیں یہ واقعہ بتایا، بلکہ قادیانیوں سے مناظرہ کے دو واقعے میں نے تمہیں بتادیئے، ایک علامہ خالد محمود کا، اور دوسرا اس تبلیغی ساتھی کا۔

اگر قادیانیوں کو بھگانا ہو تو یوں کہو آؤ ہم سے مناظرہ کرو اور بلالو اپنے مولوی اور مربی کو، میں اس سے مناظرہ کروں گا، اور یاد رکھو قادیانیوں سے مناظرہ کرنے کے لئے کسی لائق فائق اور قابل ہونے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے، بس یہ کہہ دو کہ یہ مرزا کی کتاب تحفہ گولڑویہ بھی ساتھ لے آؤ، لہٰذا تمہیں قادیانی کتب ساتھ رکھنے کی بھی ضرورت نہیں۔

دوم یہ کہ جب کوئی قادیانی کہے کہ میں تم سے مناظرہ کرتا ہوں تو اُسے کہو کہ موضوع مناظرہ کا ایک نکتہ تم مقرر کرو اور ایک نکتہ میں مقرر کروں گا، لہٰذا ایک نکتہ وہ رکھ لے، اور ایک نکتہ تم رکھو، وہ جو بھی چاہیں رکھیں، مگر تم کہو کہ میرا دعویٰ ہے دنیا میں سب سے بڑا ملعون ترین آدمی غلام احمد قادیانی ہے، بڑا کنجر، یہی لفظ جتنے بول سکتے ہو بولو، اور پھر کہو یہ میرا دعویٰ ہے اور میں اس کا ثبوت پیش کروں گا، تم اس کا ردّ کرنا۔

میں تمہیں اس کا ثبوت دوں گا کہ تمہارا یہ دعویٰ کرنا صحیح ہے کہ مرزے سے بڑا کوئی کنجر تھا اور نہ کوئی ہے، بلاشبہ دنیا کا سب سے بڑا لُچا، بدمعاش اور کنجر غلام احمد قادیانی تھا۔ آپ تجربہ کرکے دیکھ لیں، اگر آپ نے موضوع مناظرہ یہ رکھ لیا تو مناظرہ نہیں ہوگا، اور اگر مرزائیوں کو یہ پتہ چل گیا کہ یہ ہماری کتابوں کو جانتا ہے اور اس

نے ہماری کتابیں پڑھی ہوئی ہیں، اور اس کے پاس ہماری کتابیں موجود ہیں، تو یقین کرو قادیانی مربی بھی تم سے مناظرہ نہیں کرے گا، بلکہ قادیانی ایسے بھاگیں گے جیسے کوّا غلیل سے بھاگتا ہے۔

مناظرہ میں علم سے زیادہ عقل کی ضرورت:

بھائی! مناظرہ میں علم سے زیادہ عقل اور ہوشیاری کی ضرورت ہوتی ہے، اور یہ قادیانی تو لوگوں کو محض اپنی عیاری سے اُلو بناتے ہیں، ورنہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں۔

صدق وکذبِ مرزا کے فیصلہ کے لئے!

اب آیئے مرزے کے صدق و کذب کی بحث کی طرف، تو اس کے لئے میں نے ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا ہوا ہے، اور اس کا نام ہے ''قادیانی فیصلہ''، یہ رسالہ میری کتاب ''تحفہ قادیانیت'' میں موجود ہے، تمہیں الگ بھی بھجوادیں گے، یہاں میں نے مولانا اللہ وسایا صاحب سے پوچھا تو کہنے لگے کہ: یہ کتاب ہمارے پاس ختم ہوچکی ہے، لہٰذا اس سال ہم آپ کو اس کتاب کی جگہ دوسری کتاب دیں گے، گزشتہ سال یہی کتاب دی تھی، بھائی ہم کتاب دینے میں بخل نہیں کرتے لیکن افسوس کہ وہ اس وقت ختم ہوچکی ہے، خیر دوسری کتاب دے دیں گے۔

ہاں بھائی! مرزا کے صدق و کذب کے فیصلہ کے لئے ہم نے جو رسالہ لکھا ہے اس کا نام ہے: ''قادیانی فیصلہ'' اور ''قادیانی فیصلہ'' کا معنی یہ ہے کہ میں مرزا غلام احمد کی کتاب سے ثابت کردوں کہ مرزا جھوٹا تھا، دوسری جانب قادیانی کوئی تأویل کریں گے اور کہیں گے نہیں وہ سچا تھا، گویا یہ ہماری قادیانیوں سے کشتی ہوگی، اب اس کا فیصلہ کون کرے کہ کس کا موقف صحیح اور حق ہے اور کون جھوٹا اور کذاب ہے؟ اس کے لئے کسی ایسے فیصل کی ضرورت ہے جو فریقِ مخالف کے لئے قابلِ اعتماد ہو اور اس

کے فیصلہ پر کسی کو کوئی اعتراض نہ ہو، اس لئے میں نے سوچا کہ اگر میں یہ ثابت کروں کہ خدا نے کہا ہے کہ مرزا جھوٹا ہے پھر تو کسی کو اعتراض نہیں رہے گا، ناں! الغرض یہ سولہ صفحہ کا رسالہ ہے جس میں بیس نکات اور چار ابواب ہیں اور اس میں جتنے حوالے آئے ہیں اس کے لئے اصل قادیانی کتب کے صفحات کے فوٹو لگائے گئے ہیں۔

اس کے اندر پہلا نکتہ ہے مرزا قادیانی کا مقدمہ اللہ کی عدالت میں، چونکہ جتنی قادیانی کتابوں کے حوالے اس میں آئے ہیں، وہ ساتھ کے ساتھ لگادیئے گئے ہیں، یعنی ان کے اصل فوٹو لگادیئے گئے ہیں، یوں گویا قادیانیوں کی اپنی کتابیں بھی ساتھ موجود ہیں، جب قادیانی کتابوں کا اصل فوٹو شامل اشاعت ہے تو گویا ان کتابوں کی اصل عبارت ہمارے سامنے آجائے گی، یہ ہے ''قادیانی فیصلہ'' اس میں میں نے ہر مقدمہ کے نمبر دیئے ہوئے ہیں، مثلاً پہلا مقدمہ، دوسرا مقدمہ، تیسرا مقدمہ، چوتھا مقدمہ، اور پانچواں مقدمہ، یہ پانچ مقدمے میں نے دیئے ہوئے ہیں، مگر یہاں میں تمہیں ان میں سے صرف تین بتلاؤں گا:

اول:... یہ کہ مرزا غلام احمد نے مباہلہ کیا تھا۔

مباہلہ کا معنی؟

مباہلہ کا معنی جانتے ہو؟ بھائی! مباہلہ اس کو کہتے ہیں کہ دو فریق جن کا آپس میں مقابلہ ہو، مثلاً: میں اور مرزا طاہر، وہ دونوں ایک میدان میں جمع ہوکر دعا کریں کہ یا اللہ ان دونوں میں سے جو حق پر ہے اس کو عزت عطا فرما! اور جو جھوٹا ہے اس پر ایسی آفت نازل فرما جیسی تو نے مرزا غلام احمد قادیانی پر فرمائی تھی، لفظی اور معنوی قسمیں کھانا، ایک دوسرے پر لعنت بھیجنا، یعنی دونوں کامل کر لعنت کرنا وغیرہ، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

''ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ.''

(آل عمران:۶۱)

اس کو مباہلہ کہتے ہیں۔ یعنی دونوں فریق اللہ کے سامنے گڑگڑائیں اور گڑگڑاکر دعا کریں یا اللہ! جھوٹوں پر لعنت کر! اس کا نام ہے مباہلہ۔

مولانا عبدالحق غزنوی سے مرزا کا مباہلہ:

اب دیکھو سب سے پہلی بات یہ کہ مرزا غلام احمد نے مولوی عبدالحق کے ساتھ مباہلہ کیا۔

دوم:... مرزے نے لکھا کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں مرتا ہے۔

سوم:... مرزا غلام احمد، مولانا عبدالحق کی زندگی میں ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو مرا، اور مولانا عبدالحق اس کے نو سال بعد فوت ہوئے، کیوں بھائی؟ ان مقدمات کی روشنی میں بتلاؤ کہ جب مباہلہ کے بعد مرزا غلام احمد، مولانا عبدالحق کی زندگی میں مرگیا تو کون سچا نکلا اور کون جھوٹا؟ پھر یہ بھی قابلِ غور ہے کہ مرزا جھوٹا بھی نکلا تو اللہ کے فیصلہ سے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے موت دے کر فیصلہ دے دیا کہ تو جھوٹا ہے اور مولانا عبدالحق سچے، کیونکہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجاتا ہے، میں نے تمہیں مختصر بات اس لئے بتلائی ہے کہ اگر میں بات لمبی کروں گا تو تمہیں یاد نہیں رہے گی۔

مرتد و زندیق کا فرق:

سوال:... زندیق اور مرتد میں کیا فرق ہے؟

جواب:... جو اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کرلے وہ مرتد ہے، اور جو اپنے کفر کو اسلام باور کرائے وہ زندیق ہے، تم چاہو تو مرتد کو زندیق کہہ سکتے ہو بہرحال مرزائی زندیق و مرتد ہیں، زندیق ہیں بوجہ اپنے کفر کو اسلام کہنے کے، اور مرتد ہیں بوجہ حکم کے کیونکہ زندیق و مرتد کا حکم ایک ہی ہے، سوائے چند ایک معاملات کے۔

مولانا عبدالحق سے مرزا کے مباہلہ کا اشتہار:

چنانچہ مجموعہ اشتہارات جلد اول میں اس مباہلہ سے متعلق خود مرزا غلام احمد کی تحریر موجود ہے، ملاحظہ ہو اشتہار نمبر:۱۱۲:

''اعلانِ عام:''

''بسم اللہ الرحمن الرحیم،
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم''

''ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون.'' (النحل:۱۲۹)

''اس مباہلہ کی اہل اسلام کو اطلاع''

''جو دہم ذیقعدہ روز شنبہ بمقام امرتسر عیدگاہ متصل مسجد خان بہادر حاجی محمد شاہ صاحب مرحوم، ہوگا۔

اے برادران اہل اسلام کل دہم ذیقعدہ روز شنبہ کو بمقام مندرجہ عنوان میں عبدالحق غزنوی اور بعض دیگر علمأ جیسا کہ انہوں نے وعدہ کیا ہے اس عاجز سے اس بات پر مباہلہ کریں گے کہ وہ لوگ اس عاجز کو کافر اور دجال اور بے دین اور دشمن اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سمجھتے ہیں، اور اس عاجز کی کتابوں کو مجموعۂ کفریات خیال کرتے ہیں، اور اس طرف یہ عاجز نہ صرف اپنے تیئں مسلمان جانتا ہے بلکہ اپنے وجود کو اللہ اور رسول کی راہ میں فدا کئے بیٹھا ہے، لہٰذا ان لوگوں کی درخواست پر یہ مباہلہ تاریخ مذکورہ بالا میں قرار پایا ہے، مگر میں چاہتا ہوں کہ مباہلہ کی بددعا کرنے کے وقت بعض اور مسلمان بھی حاضر ہوجائیں کیونکہ میں یہ دعا کروں گا کہ جس قدر میری

تالیفات ہیں ان میں سے کوئی بھی خدا اور رسول کے فرمودہ کے مخالف نہیں ہیں اور نہ میں کافر ہوں اور اگر میری کتابیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے مخالف اور کفر سے بھری ہوئی ہیں تو خدا تعالیٰ وہ لعنت اور عذاب میرے پر نازل کرے جو ابتدائے دنیا سے آج تک کسی کافر بے ایمان پر نہ کی ہو، اور آپ لوگ آمین کہیں، کیونکہ اگر میں کافر ہوں اور نعوذ باللہ دین اسلام سے مرتد اور بے ایمان، تو نہایت بڑے عذاب سے میرا مرنا ہی بہتر ہے، اور میں ایسی زندگی سے بہزار دل بیزار ہوں، اور اگر ایسا نہیں تو خدا تعالیٰ اپنی طرف سے سچا فیصلہ کردے گا، وہ میرے دل کو بھی دیکھ رہا ہے اور میرے مخالفوں کے دل کو بھی، بڑے ثواب کی بات ہوگی اگر آپ صاحبان کل دہم ذیقعدہ کو دو بجے کے وقت عیدگاہ میں مباہلہ کے لئے تشریف لائیں، والسلام

خاکسار غلام احمد قادیانی عفی اللہ عنہ

۹ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ۔"

(بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اول ص:۴۲۷)

یہ اشتہار مرزا نے ۹/ذیقعدہ کو لکھا، جیسا کہ نیچے تاریخ درج ہے، اور اس کی اشاعت کی تاریخ ہے ۱۰/ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ اب یوں آپ کو مباہلہ کی تاریخ یاد کرنا آسان ہوجائے گا، اس لئے کہ شوال عربی مہینوں کے اعتبار سے دسواں مہینہ ہوتا ہے، مگر یہ ذیقعدہ اس سے ذرا آگے گیارہواں مہینہ ہے، ہاں تو اگر اشتہار کا مہینہ بھی دسواں ہوتا تو ہم کہتے دس، دس، دس، بہرحال اب کہو دس، گیارہ، دس، بڑا آسان ہندسہ ہے، انشاءً اللہ اب تو آپ کو یاد رہے گا کہ ۱۰/ذیقعدہ ۱۳۱۰ ہجری بروز شنبہ (ہفتہ کے دن) گویا جمعہ کے بڑے پاک اور مبارک دن میں اس نے اشتہار لکھا ہے، مباہلہ کی جگہ عیدگاہ

امرتسر، اور مباہلہ میاں عبدالحق غزنوی اور بعض دیگر علماً کے ساتھ ہوا۔

رہی یہ بات کہ یہ مباہلہ کس بات پر ہوا؟ تو سنو! خود مرزے کی عبارت ہے، خود بھی پڑھو اور قادیانیوں کو بھی پڑھواؤ کیونکہ ان کو بڑا مزہ آتا ہے، چنانچہ وہ خود کہتا ہے: اس عاجز سے اس بات پر مباہلہ کریں گے کہ وہ لوگ اس عاجز کو کافر، دجال اور بے دین اور دشمن اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، سمجھتے ہیں۔ یعنی مسلمان علماً مرزے کو کہتے ہیں کافر ہے، دجال ہے، بے دین ہے، اللہ اور اللہ کے رسول کا دشمن ہے۔ اور اس عاجز کی کتابوں کو مجموعۂ کفریات خیال کرتے ہیں۔ گویا میری کتابوں میں میرا کفر بھرا پڑا ہے۔ کیوں بھائی! مرزے کے الفاظ کا ترجمہ ہے ناں؟ اور اس طرف یہ عاجز نہ صرف اپنے تئیں مسلمان جانتا ہے، بلکہ اپنے وجود کو اللہ اور اللہ کے رسول کے دربار میں فدا کئے بیٹھا ہے۔ گویا غلام احمد کا دعویٰ ہے کہ میں مسلمان ہوں، بلکہ اللہ اور رسول پر فدا ہوں، اور ان کے مقابل کا دعویٰ ہے کہ وہ دجال ہے، کافر ہے، بے دین ہے، زندیق ہے، مرتد ہے، خبیث ہے، اللہ اور رسول کا دشمن ہے، اور اس کی کتابیں مجموعۂ کفریات ہیں، اب آگے خود کہتا ہے کہ: مسلمان بھائیو! کل کو ضرور آنا۔

مباہلہ کا دوسرا فریق:

مباہلہ کے سلسلہ میں ایک فریق کی گواہی تو آگئی لیکن دوسرے کی نہیں آئی، سوال یہ ہے کہ دوسرا کون ہے؟ لو جی! اللہ کی شان کہ مرزے نے اپنی کتاب مجموعۂ اشتہارات میں مولانا کا اشتہار بھی ساتھ ہی دیا ہوا ہے، یہ اشتہار شروع ہوتا ہے ص:۴۲۰ سے اور ختم ہوتا ہے ص:۴۲۵ پر۔ چنانچہ مولانا عبدالحق غزنویؒ کے اشتہار کا عنوان ہے: ''استدعا مباہلہ از مرزا قادیانی بذریعہ اشتہار'' مرزے کا اللہ بھلا کرے اور اس کو جہنم میں جزائے ڈھیر دے کہ اس نے مولانا عبدالحق غزنویؒ کا اشتہار دے

دیا، اب آگے مولانا کے اشتہار کے ضروری حصے ملاحظہ ہوں، مولانا عبدالحق غزنویؒ لکھتے ہیں:

''ایک اشتہار مطبوعہ ۲۵؍اپریل ۱۸۹۳ء از جانب مرزا بتاریخ ۱۹؍شوال ۱۳۱۰ھ میری نظر سے گزرا، جس میں اس مباہلہ کا ذکر تھا جو بتاریخ ۲؍شوال ۱۳۱۰ھ میرے اور حافظ محمد یوسف کے درمیان مرزا اور اس کے چیلوں کے ارتداد کی بابت ہوا تھا، نیز اس میں استدعا مباہلہ علمائے اسلام سے تھی ...... اب بذریعہ اشتہار ہذا بدستخط خود مطلع کرتا ہوں اور سب جہان کو گواہ کرتا ہوں کہ اگر تمہارے ساتھ مباہلہ کرنے سے مجھ پر کچھ لعنت کا اثر صریح طور پر جو عموماً سمجھا جاوے کہ بے شک یہ مباہلہ کا اثر ہوا ہے تو میں فوراً تمہارے کافر کہنے سے تائب ہوجاؤں گا، اب حسبِ اشتہار خود مباہلہ کے واسطے بمقام امرتسر آؤ، مباہلہ اس بات پر ہوگا کہ:

''تم اور تمہارے سب اتباع کذّابین، ملاحدہ اور زنادقہ باطنیہ ہیں۔''

اور میدانِ مباہلہ عیدگاہ ہوگا تاریخ جو تم مقرر کرو، اب بھی تم بموجب اشتہار خود میرے ساتھ مباہلہ کے واسطے بمقام امرتسر نہ آئے تو پھر اور علماؤں سے درخواستِ مباہلہ، اوّل درجہ کی بے شرمی اور پرلے سرے کی بے حیائی ہے...... المشتہر عبدالحق غزنوی از امرتسر پنجاب ۲۶؍شوال ۱۳۱۰ھ۔''

(مجموعۂ اشتہارات ج:۱ ص:۴۲۰ سے ۴۲۵)

یعنی مولانا عبدالحق غزنویؒ فرماتے ہیں کہ اگر مباہلہ کے بعد خدانخواستہ میں

جھوٹا نکلا اور مجھ پر مباہلے کی لعنت کا اثر ہوگیا کہ خود میں اور عام لوگ سمجھنے لگیں کہ میں نے مرزا سے جو مباہلہ کیا تھا یہ اس کا اثر ہے تو میں تیرے کافر کہنے سے تائب ہوجاؤں گا، یہ نہیں لکھا کہ ...نعوذ باللہ... میں مرزائی ہوجاؤں گا۔

دیکھئے! مولانا نے کس قدر جرأت اور ہمت کا مظاہرہ کیا اور اپنے آپ کو کس آزمائش میں ڈالا اور کس زور سے مرزا، اس کی ذرّیت واتباع یعنی ماننے والوں کے کفر کا اعلان کیا اور ان کے الفاظ سے کس قدر نفرت برس رہی ہے، چنانچہ خود مرزا نے بھی مولانا کے الفاظ کو یوں نقل کیا ہے:

> ''ان کے خیال میں یہ عاجز کافر و دجال، بے دین اور اللہ جل شانہ کا دشمن ہے۔''

کیوں بھائی؟ اب آپ کو دونوں طرف سے گواہی مل گئی کہ مباہلہ اس بات پر تھا کہ مرزا مسلمان ہے یا دجال، کذاب اور بے ایمان؟ دونوں فریق اس پر متفق ہیں کہ صرف اس نکتہ پر مباہلہ تھا، اب اگر بالفرض مباہلہ مرزا غلام احمد کے حق میں ثابت ہوجاتا تو زیادہ سے زیادہ اس سے اتنا ہی ثابت ہوتا کہ مرزا دجال و کذاب اور کافر نہیں بلکہ مسلمان ہے، اس سے یہ تو ثابت نہ ہوتا کہ مرزا خدانخواستہ مسیحِ موعود ہے۔ میری بات کو سمجھ لو، گویا مباہلہ اس پر تھا کہ وہ اللہ کا بدترین دشمن، خنزیروں سے بھی بدتر ہے، تو گویا دونوں فریق اس بات پر متفق ہیں کہ مرزا اور مرزے کے ماننے والے دجال و کذاب ہیں، اب جبکہ ۱۰؍ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ کو عیدگاہ امرتسر کے میدان میں مولانا عبدالحق غزنویؒ کا خود مرزا غلام احمد قادیانی سے رو در رو مباہلہ ہوا اور دونوں فریقوں نے مل کر دعا کی کہ یا اللہ! سچے اور جھوٹے کے درمیان فیصلہ فرما، اور مرزا نے خود یہ اصول بیان کیا کہ مباہلہ کے بعد خدائی فیصلہ کی شکل یہ ہے کہ ''مباہلہ کرنے والوں میں جو فریق جھوٹا ہو، سچے کی زندگی میں مرجاتا ہے۔'' (ملفوظات ج:۹ ص:۴۴۰، ۴۴۱)

مباہلہ کا خدائی فیصلہ!

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے بیان کردہ اُصول کے مطابق ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو مولانا عبدالحق غزنویؒ کی زندگی میں ہلاک ہوگیا، اور مولانا عبدالحق غزنویؒ مرزا کے بعد ۱۶ر مئی ۱۹۱۷ء یعنی ۹ سال تک زندہ سلامت رہے، جس سے واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی عدالت نے فیصلہ دے دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا تھا اور واقعی دجال و کذاب و مرتد تھا۔

اگر تم نے میری اس بات کو سمجھ لیا ہے تو اب میں تمہیں کہتا ہوں کہ کسی بھی قادیانی کے سامنے یہ تفصیلات رکھو اور اس سے کہو کہ اگر یہ سب کچھ جھوٹ ہے تو اس کی تردید کر دکھاؤ۔

اس کے ساتھ ہی میں مرزا طاہر سے لے کر قادیانیوں کے ایک ایک مولوی اور مربی تک بلکہ ان کے ایک ایک مرزائی تک کو دعوت دیتا ہوں اور چیلنج کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اس کو جھوٹ ثابت کردو! آج میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں کہ اگر تم اس کو جھوٹ ثابت کردوگے تو حضرت مولانا عبدالحق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول میں تمہیں کافر کہنے سے تائب ہوجاؤں گا، ٹھیک ہے ناں! قادیانیوں سے کہو کہ اس کو جھوٹا ثابت کردو!

تمام مرزائیوں کو چیلنج!

مرزا غلام احمد قادیانی اور مولانا عبدالحق غزنویؒ کے درمیان ۱۳۱۰ھ کو مباہلہ ہوا تھا، اور آج ۱۴۱۶ھ ہے، اس مباہلہ کو پورے ایک سو چھ سال ہوگئے کیوں ٹھیک ہے ناں بھائی؟ گویا ایک سو چھ سال سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے کفر پر مہر لگائی ہوئی ہے، آج میں چیلنج کرتا ہوں کہ تم اس مہر کو توڑ کر دکھادو، ہم تمہیں کافر کہنا چھوڑ دیں گے، بات ختم ہوگئی، میں نے راستہ شارٹ کٹ کردیا ٹھیک ہے ناں!

اسی طرح میں اپنے مسلمان بھائیوں سے کہوں گا کہ اس وقت قادیانی کتابوں کے سارے صفحات اور جتنے حوالے ہیں فی الحال ان سب کو کچھ دیر کے لئے لپیٹ کر رکھ دو، اور تمہارا ایک ایک آدمی، ایک ایک قادیانی اور مرزائی کو چیلنج دے اور یہ کہے: قادیانیو! اس مولوی محمد یوسف لدھیانوی نے جو یہ اشتہار دیا ہے، اس کو غلط ثابت کردو، تو مولوی کہتا ہے کہ میں تمہیں کافر کہنے سے تائب ہوجاؤں گا۔

قادیانیوں کے خط کا قلم توڑ جواب:

یہ دیکھو قادیانیوں نے میرے نام بھی خط لکھا ہے، اور بحمداللہ میں نے قادیانیوں کے خط کا جواب لکھا ہے، اور اللہ کے فضل سے قلم توڑ جواب لکھا ہے، اور میں نے ان کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے اور میں نے اس میں بھی چیلنج کیا ہے کہ انشاٗ اللہ آپ اس فقیر کے دعویٰ کو چیلنج نہیں کریں گے، آپ کو اتنی جرأت ہی نہیں ہوگی کہ آپ مجھے جواب دیں۔

مرزا طاہر کو مباہلہ کا چیلنج!

میں مرزا طاہر کو کہتا ہوں کہ آپ کے سیکریٹری رشید چوہدری کا الزام مجھ پر یہ ہے کہ میں مباہلہ سے راہِ فرار اختیار کرتا ہوں، میں کہتا ہوں رشید چوہدری کا الزام ”کھسیانی بلّی کھمبا نوچے“ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا، کیونکہ جس شخص کی نظر سے میرے وہ الفاظ گزرے ہوں گے جو میں نے اپنے رسالہ میں جلی قلم سے لکھوائے تھے، وہ قادیانیوں کی ”راست بازی“ کو داد دیئے بغیر نہیں رہے گا، یہ دیکھو، میں نے وہاں بھی موٹے قلم سے لکھوایا تھا، اور یہاں اب پھر دوبارہ دُہراتا ہوں کہ:

> ”آیئے! اس فقیر کے مقابلے میں میدانِ مباہلہ میں قدم رکھئے! اور پھر میرے مولائے کریم کی غیرت و جلال، اور قہری تجلّی کا کھلی آنکھوں تماشا دیکھئے!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نصارائے نجران کے بارے میں فرمایا تھا: اگر وہ مباہلہ کے لئے نکل آتے تو ان کے درختوں پر ایک پرندہ بھی زندہ نہ بچتا۔ آیئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنیٰ امتی کے مقابلے میں میدانِ مباہلہ میں نکل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعجاز ایک بار پھر دیکھئے...!"

مرزا طاہر کے مباہلہ سے فرار کی پیش گوئی:

اس کے بعد میں نے آپ کے فرار کی پیش گوئی کرتے ہوئے لکھا تھا:

"اس ناکارہ کا خیال ہے کہ آپ آگ کے سمندر میں کودنا کسی حال میں قبول نہیں کریں گے (اس سمندر میں جانا کسی حال میں قبول نہیں کریں گے) اپنے باپ دادا کی طرح ذلت کی موت مرنا تو پسند کریں گے (میں نے کہا: ان سب کو مباہلہ کا چیلنج دے دیتا ہوں لیکن کسی نے قبول نہیں کیا) لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نالائق امتی کے مقابلے میں میدانِ مباہلہ میں اُترنے کی جرأت نہیں کریں گے۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے میری پیش گوئی کو خود اپنے ہاتھ سے پورا کردکھایا، اگر آپ میں ذرا بھی غیرت ہوتی تو کم سے کم میری پیش گوئی کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے مباہلہ کے میدان میں کود جاتے، لیکن مسیحِ کذّاب کی ذرّیت میں شمہ صداقت یا ذرّۂ غیرت کہاں؟ اس کی توقع ہی عبث ہے، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرے مباہلے کی للکار سے مسیحِ کذّاب کی ذرّیت پر ایسا

لرزہ طاری ہوا کہ میری پیش گوئی کو غلط ثابت کرنے کے لئے بھی ان کی غیرت کو جنبش نہ ہوئی، یہ اس ناکارہ اور نالائق امتی کا کمال نہیں بلکہ میرے نبیٔ صادق و مصدوق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان!) کی صداقت کا اعجاز ہے۔"

آگے چل کر میں نے مرزا طاہر کو لکھا اور پھر اس کو دُہرایا کہ:

"چونکہ آپ پاکستان سے مفرور ہیں اور بہت ممکن ہے کہ آپ کو پاکستان آنے سے کوئی جلی یا خفی عذر مانع ہو، (کیونکہ وہ یہاں پکڑ اور دَھر لیا جائے گا) لہٰذا میں پاکستان آنے کی آپ کو زحمت نہیں دوں گا، آپ لندن ہی میں مباہلہ کی جگہ اور تاریخ کا اعلان کردیجئے، یہ فقیر اپنے رفقاً سمیت وہاں حاضر ہوجائے گا، اگر "قصرِ خلافت" سے باہر قدم رکھنے میں خوف مانع ہے تو چلئے اپنے لندنی اسلام آباد کو میدانِ مباہلہ قرار دے کر تاریخ کا اعلان کردیجئے، یہ فقیر آپ کے مستقر پر حاضر ہوجائے گا، اور جتنے رفقاً آپ فرمائیں گے لاکھ دو لاکھ، دس بیس لاکھ اپنے ساتھ لے آئے گا۔ حفظ امن کی ذمہ داری آپ کو اُٹھانی پڑے گی۔"

میں آپ کے گھر آجاؤں گا، اگر آپ دس آدمی کہیں تو دس لے آؤں گا، دس لاکھ کہیں تو دس لاکھ لے آؤں گا، میں جنگ لندن میں اعلان کردوں گا، اور میں بھی جنگ سے منسلک ہوں، اس لئے اعلان کردوں گا کہ میں فلاں تاریخ کو مرزا طاہر کے ساتھ مباہلہ کر رہا ہوں، مجھے سارے انگلینڈ والے جانتے ہیں بلکہ ایک ایک بچہ جانتا ہے، کیونکہ میں وہاں گھر، گھر پھرا ہوں، اور ہر سال جاتا ہوں، بس یہ ایک اعلان

کرادوں گا کہ:

محمد یوسف لدھیانوی نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اعلان کرتا ہے کہ فلاں تاریخ کی صبح یا شام مرزا طاہر سے مباہلہ کے لئے اس کے مکان پر جائے گا، اُمید ہے مرزا طاہر کی کوٹھی پر دس لاکھ آدمی جمع ہوجائے گا، اللہ کے فضل سے اس سے کم نہیں ہوں گے، زیادہ ہی ہوں گے، کیونکہ مسلمان وہاں لندن میں پچاس لاکھ ہیں، دس لاکھ تو انشاءاللہ یہاں سے ہی لے جاؤں گا۔ کیونکہ ابھی مسلمان اتنا غیرت مند ہیں لیکن جھوٹوں میں صداقت کہاں؟ ہاں جھوٹوں میں صداقت آ بھی نہیں سکتی۔

قادیانی ایک طرف تو ہمارے بارے میں کہتے ہیں کہ ہمیں چیلنج کرتے ہیں اور اپنی اکثریت کا گھمنڈ دکھاتے ہیں، لیکن دوسری طرف جب یہ بات کرتے ہیں کہ دیکھو ہم اتنی اتنی تبلیغ کر رہے ہیں، گویا وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ تم کچھ بھی نہیں کرسکتے۔

یعنی اُلٹی بات کرتے ہیں، ہاں بھائی! بے شک ہم مالی اعتبار سے اور فنڈ کے لحاظ سے کمزور ہیں، کیونکہ ان کا بجٹ اربوں میں چلتا ہے، جبکہ ختم نبوت کا بجٹ لاکھوں میں ہے، لاکھ اور ارب کا جو فرق ہے وہی ہمارے اور قادیانیوں کے بجٹ کا فرق ہے، اور پھر یہ بھی دیکھو کہ سو کروڑ کا ایک ارب ہوتا ہے، اور سو لاکھ کا ایک کروڑ ہوتا ہے، ہمارے خرچ کا میزانیہ بیس سے تیس لاکھ کا ہے، چلو چالیس لاکھ ہی رکھ لو، خود ہی اندازہ لگالو کہ ہمارا چالیس لاکھ ہے، اور ان کا چالیس ارب سے بھی زیادہ ہے، بلکہ ان کا اربوں سے گزر کر کھربوں تک پہنچ گیا ہے، کیونکہ ان کی ڈشیں لگ رہی ہیں، انٹینے لگ رہے ہیں، اور قادیانی ٹی وی چینل چل رہے ہیں، ان تمام کا مجموعہ ملاؤ اور جو کچھ اس پر خرچ ہورہا ہے اس کا بھی مجموعہ ملاؤ تو ان کے بجٹ کا اندازہ ہوجائے گا۔

اپنے مشن کی تبلیغ تو شیطان کی طرح اتنی کر رہا ہے لیکن ایمان و ہدایت نام کی کوئی چیز نہیں، ان کی صداقت کا یہ حال ہے کہ محمد یوسف لدھیانوی جیسے کمزور آدمی کی ایک للکار سے قادیانیوں پر لرزہ ہے بلکہ خود مرزا طاہر پر بھی لرزہ طاری ہے۔

وہاں میں نے مرزا طاہر کو ایک اور لفظ بھی لکھا تھا وہ بھی تمہیں سنادوں، سنو! میں نے لکھا تھا کہ:

”میں یہ تاریخ مقرر کرتا ہوں ۲۳/مارچ ۱۹۸۹ء دن جمعرات وقت دو بجے بعد از نمازِ ظہر اور جگہ مینارِ پاکستان، لاہور۔“

”میں نے اس کو بہترین تاریخ، جگہ اور وقت اس لئے کہا کہ ان کو یاد ہوگا کہ ان کے دادا مسیلمۂ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی نے ۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں اپنی دجالی بیعت کا سلسلہ شروع کیا تھا، لہٰذا ۲۳/مارچ ۱۹۸۹ء آپ کے مسیحِ دجال کی صدسالہ تقریب بھی ہے، پھر چونکہ اس نے لدھیانہ ہی سے سلسلۂ بیعت کا آغاز کیا تھا اس لئے میدانِ مباہلہ میں بھی آپ کا مقابلہ لدھیانوی سے ہوگا۔

ظہر کے بعد کا وقت میں نے اس لئے تجویز کیا کہ حدیثِ نبوی کے مطابق اس وقت فتح و نصرت کی ہوائیں چلتی ہیں۔

اور جگہ کے لئے مینارِ پاکستان کا تعین اس لئے کیا کہ پاکستان میں اجتماع کے لئے اس سے بہتر جگہ شاید کوئی اور نہ ہوگی۔

علاوہ ازیں ۲۳/مارچ کی تاریخ یومِ پاکستان بھی ہے، یومِ پاکستان کو مینارِ پاکستان پر اجتماع نہایت مناسب ہے، تاہم مجھے اس تاریخ، وقت اور جگہ پر اصرار نہیں، اور جو تاریخ جو وقت اور پاکستان میں جو مناسب مقامِ مباہلہ تجویز کریں گے، مجھے اطلاع دے دیں۔“

اس کے آگے میں نے مرزا طاہر کو لکھا کہ:

''یہ فقیر امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ادنیٰ ترین خادم ہے، اور آپ چشمِ بددور امامِ جماعتِ احمدیہ ہیں، اس فقیر کو اپنے ضعف و قصور کا اعتراف اور آپ کو اپنی امامت و ذہانت اور تقدس پر ناز، لیکن الحمدللہ! ثم الحمدللہ! یہ فقیر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا ادنیٰ غلام اور آپ جھوٹے مسیح کے جانشین، یہ فقیر سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمۃ للعالمین سے وابستہ ہے، اور آپ دورِ حاضر کے مسیلمہ کے دم چھلہ ہیں، یہ فقیر اپنی نالائقی کا اعترافِ تقصیر لے کر میدانِ مباہلہ میں قدم رکھے گا، آپ اپنی امامت و زعامت اور تقدس پر ناز کرتے ہوئے آیئے، میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا علَم اُٹھائے ہوئے آؤں گا، آپ مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی مسیحیت اور نبوت کا سیاہ جھنڈا لے کر آیئے، اور آیئے! اس فقیر کے مقابلے میں میدانِ مباہلہ میں قدم رکھئے۔''

آگے پھر وہی عبارت ہے جو میں پہلے سنا چکا ہوں۔

پھر آخر میں میں نے لکھا: ''نہیں! آپ نہیں آئیں گے! آپ آئیں گے ہی نہیں، پیش گوئی کرتا ہوں۔'' چنانچہ میرے اصل الفاظ بھی ملاحظہ ہوں:

''اس ناکارہ کا خیال ہے کہ آپ آگ کے اس سمندر میں کودنا کسی حال میں قبول نہیں کریں گے، اپنے باپ دادا کی طرح ذلت کی موت مرنا پسند کریں گے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نالائق امتی کے مقابلہ میں میدانِ مباہلہ میں اترنے کی جرأت نہیں کریں گے۔''

اور آگے پھر میں نے وہ دوسرے رسالے میں لکھا تھا کہ اب تو میں نے اس

کا اصرار بھی چھوڑ دیا۔

آپ گھر بیٹھے رہیں، تاریخ مقرر کر کے بتلادو، صرف اتنا ہاتھ اُٹھا کے دعا کرنے میں آپ کو کیا تکلیف ہوتی ہے؟ کیوں بھائی! کہیں آنا جانا نہیں، تم اُسے کہہ دو کہ اتنی تو ہمیں شرف باریابی بخشو! کہ ہم آپ کے ''درِدولت'' پر حاضری دیں اور آپ کے ''دربار'' میں حاضر ہوکر ہاتھ اُٹھالیں، تم بھی ہاتھ اُٹھالینا اور ہم دونوں کہہ دیں کہ یا اللہ! ان دونوں کے درمیان فیصلہ کردے۔ اُدھر وہ بیٹھا ہو اور اِدھر میں کھڑا ہوں، تم ہمیں کرسی بھی نہ دینا، تم اپنی کرسی پر بیٹھے رہنا اور ہم سائلوں کی طرح کھڑے ہوکر اللہ سے سوال کریں گے۔

لیکن جھوٹے مسیح کی ذرّیت کہاں آسکتی ہے؟ جس کو خدا تعالیٰ ۱۳۱۰ھ میں مباہلہ میں ذلیل کرچکا ہے، اس کو پتہ ہے، اس کو اب بھی ذلت و رسوائی ہی ہوگی۔

مرزا طاہر کو اپنے جھوٹا ہونے میں ذرّہ برابر شک نہیں:

میں نے مرزا طاہر سے یہ بھی کہا تھا اور اپنے رسالہ میں بھی لکھا بلکہ وہاں لندن میں اعلان بھی کیا تھا کہ: مرزا طاہر! کسی اور کو تو تیرے بارے میں شک ہوسکتا ہے، لیکن واللہ العظیم! میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ تجھے اپنے جھوٹے ہونے میں ذرّہ بھر شک نہیں، کیونکہ چوری کرنے والے چور کو جبکہ وہ چوری کر رہا ہو اپنے چور ہونے میں شک نہیں ہوتا، یعنی اگر ایک آدمی چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا ہو تو میرے تیرے جیسے آدمی اس میں شک کرسکتے ہیں کہ یہ بے چارہ معصوم و بے گناہ ہے، اس کو چھوڑ دو، لیکن جس نے چوری کی ہو، اس کو تو پتہ ہوتا ہے ناں کہ میں چور ہوں! مرزا طاہر کو اپنی چوری کا یقین ہے، بلکہ علم الیقین ہے، مرزا طاہر کو اپنے باپ، دادا اور خود اپنے جھوٹے ہونے کا علم الیقین ہے۔

میں نے وہاں بھی مرزا طاہر کو یہ چیلنج کیا تھا کہ اگر تمہیں میری بات میں

شک ہے، تو میرا فقرہ اپنے اخباروں میں چھاپ کر اس پر لکھ دو: "لعنة الله على الكاذبين"۔

مرزائیوں سے نفرت ہونی چاہئے!

مرزا غلام احمد قادیانی کے الحاد و زندقہ، کذب و افترا اور پورے دینِ اسلام کی عمارت کو ڈھا دینے کے مکروہ عزائم کے معلوم ہوجانے کے بعد ہم آپ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپ کے دل میں مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہب کی طرف سے نفرت کا شعلہ بھڑک رہا ہے، اور اس سے ایسی نفرت ہونی چاہئے جیسے کہ چوڑھوں سے ہوتی ہے، یعنی جو گندگی اور پاخانہ اُٹھاتے اور کماتے ہیں، اسی طرح جب آپ قادیانیوں کو دیکھیں تو ان سے بھی ایسی ہی نفرت ہو، ان سے اتنی نفرت ہو، اس سے کم نہیں ہونی چاہئے، بلکہ یوں سمجھ لو، اللہ معاف کرے، یا اللہ میری توبہ! استغفراللہ! جیسے اگر کسی آدمی کے ہاتھ میں خدانخواستہ کوڑھ ہوجاتا ہے، کوڑھ کیا ہوتا ہے؟ وہ یہ کہ ہاتھ کی ساری کی ساری انگلیاں زخمی رہتی ہیں، اور ان سے مواد ٹپکتا رہتا ہے، میرا بھائی! کیا ان کو اپنے ساتھ روٹی کھلانے کے لئے ملالو گے؟ بلکہ کراہت طبعی آئے گی، یہ بات دوسری ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس کو بھی اپنے ساتھ ملالیا تھا، لیکن ایک کمزور مسلمان تو اس کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتا، تو جتنی طبعی نفرت آپ کو اس سے ہوسکتی ہے، قادیانی مذہب و عقائد سے اس سے بھی زیادہ نفرت ہونی چاہئے۔

نفرت کے ساتھ حسرت بھی!

لیکن ایک بات اور بھی قابلِ توجہ ہے کہ اگر خدانخواستہ اپنا کوئی بھائی، بیٹا، باپ یا عزیز اس بیماری میں مبتلا ہوجائے تو جیسے اس سے نفرت کے ساتھ ساتھ حسرت بھی ہوتی ہے، ٹھیک اسی طرح قادیانیوں سے نفرت بھی ہو اور ان پر حسرت بھی، یعنی بنامِ محبت افسوس کیا کریں۔ اور تمہیں مرزائیوں کے ایک ایک فرد سے اتنی

محبت ہونی چاہئے کہ گویا میرے بھائی کو جذام ہوگیا ہے، نعوذ باللہ! اور تم اس کا علاج کرانے کی کوشش کرو، تمہارے دل میں ہر قادیانی سے اس کے مذہب کی وجہ سے ایسی نفرت ہو جیسے کوڑھ کے مریض سے اس کے مرض کی وجہ سے نفرت ہوتی ہے، اور اس پر حسرت بھی ہو کہ یہ بے چارہ دوزخ میں جائے گا، انا للہ وانا الیہ راجعون! اس لئے اس کے مرض کا علاج کرنے اور اس کو قادیانیت سے نکال کر اسلام کی طرف لانے کی کوشش کرو۔

قادیانی دجل کا کرشمہ:

دیکھا قادیانی دجل! کہ ایک انسان جو ہمارے جیسا مسلمان تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتا تھا، اور اب بھی لیتا ہے، بلکہ اپنے آپ کو حضورؐ کا امتی کہتا ہے، لیکن اس ملعون نے اس کی ایسی راہ ماری کہ اس سب کے باوجود وہ دامنِ نبوت سے کٹ گیا اور دوزخ میں جائے گا، کیونکہ قادیانی عقائد اپنانے کی وجہ سے اب وہ کافر ہے۔ کیوں بھائی؟ اب تو مرزا غلام احمد کے دشمنِ خدا و رسول ہونے میں کوئی شک نہیں رہا ناں!

یہ جذبہ لے کر جاؤ!

تو بھائیؐ! ایک تو یہاں سے یہ جذبہ لے کر جاؤ، اور ہر آدمی کے دل میں یہ جذبہ ہو کہ زیادہ سے زیادہ اور جس ترکیب سے بھی آپ اس کو سمجھا سکیں سمجھائیں، اور اس کے دل میں قادیانیت کا جو کوڑھ ہے اس کے علاج کی اپنی طرف سے بھرپور کوشش کریں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے رابطہ رکھیں:

دوسرے یہ کہ میں آپ کا خادم ہوں محمد یوسف لدھیانوی میرا نام ہے، اور ختم نبوت کراچی میں میرا دفتر ہے، میں وہاں بیٹھتا ہوں، کراچی کے مرکز اور وسط پرانی

نمائش میں ہمارا دفتر ہے، ملتان میں بھی ہمارا مرکزی دفتر ہے، اسی طرح ملک بھر کے بڑے بڑے شہروں میں ہمارے دفاتر ہیں، لہٰذا آپ جب، جہاں اور جس دفتر سے بھی رابطہ کرنا چاہیں کرسکتے ہیں، آپ جب چاہیں مجھ سے رابطہ قائم کریں، استفادہ کریں خط کے ذریعہ سے کرلیں یا کوئی بات کرنی ہوتو آپ ہمارے پاس تشریف لے آئیں، اس کا مشورہ کرلیں، ہمارے کارکنان اور دوستوں سے مشورہ کرلیں، مگر رابطہ نہ چھوڑیں، رابطہ نہ چھوڑیں، کوشش کریں کہ آپ کے زیادہ سے زیادہ آدمیوں کا رابطہ دفتر سے ہو، آج اگر آپ تقریباً ایک سو آدمی ہیں تو آئندہ کم از کم پانچ سو آدمی آئیں۔

میں رمضان المبارک میں اعتکاف میں بیٹھتا ہوں، تو پہلے سال پچاس آدمی بیٹھے تھے، دوسرے سال اسّی، تیسرے سال ڈیڑھ سو، اور چوتھے سال پانچ سو آدمی بیٹھا، پوری مسجد ہی بھری ہوئی تھی اللہ کے فضل سے، پچھلے سال میں نے پھر ویسے ہی چکر دے دیا، حرمین شریفین میں رہا، آیا ہی نہیں، ناغہ پڑگیا، اس دفعہ انشا اللہ بیٹھنا ہے، تو میرا مطلب یہ ہے کہ گھٹنے نہیں چاہئیں بلکہ افراد بڑھنے چاہئیں۔

کمی کوتاہی پر معذرت!

میرے بھائیو! ممکن ہے آپ حضرات کو یہاں رہنے میں کچھ تکلیف بھی ہوئی ہوگی، کھانے میں، پینے میں اور رہنے وغیرہ میں، میں آپ تمام حضرات سے بحیثیتِ جماعت کے ذمہ دار کے اس پر معذرت چاہتا ہوں، جو ہم سے آپ حضرات کی خدمت اور اکرام میں کوتاہی ہوئی، ایک بار پھر اس کی معذرت چاہتا ہوں۔

اپنے گھروں پر ختم نبوت کا جھنڈا گاڑو!

آپ حضرات کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ ختم نبوت کا جھنڈا ساتھ لے کر جائیں، اور اپنے اپنے گھروں میں گاڑ دیں، اپنے اپنے محلوں میں گاڑ دیں، اور مبلغ بن جائیں، مہینے میں ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات سے یا

روزانہ ایک دو آدمیوں سے ملیں، اس پر کوئی پابندی نہیں، اس میں تمہاری خواہش ہے جو طے کرلیں، البتہ یہ طے کرلیں کہ مہینے میں ایک قادیانی سے مجھے ضرور ملنا ہے، اور بہت ہی مطالعہ کے ساتھ، اس کے لئے ان کو اپنے گھر میں بلاؤ، ان کی دعوت کرو، ان کو چائے پلاؤ، ان کے ساتھ رابطہ قائم کرو اور دیکھو مقصد کے لئے تو کتے کو بھی روٹی کھلانا جائز ہے، ٹھیک ہے ناں! اسی طرح اگر وہ تمہیں دعوت دیں تو تم مجھے ساتھ لے کر جایا کرو، یا کسی اور مبلغ کو ساتھ لے جاؤ، جب کوئی قادیانی تم کو دعوت دے تو اُسے کہو ٹھیک ہے، اچھا کام ہے، مگر میں کچھ اپنے دوستوں کو ساتھ لے آؤں گا، چنانچہ مجھے یا مبلغینِ ختم نبوت میں سے کسی کو ساتھ لے کر جاؤ، اور پھر تم خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

سچے نبی کی سچی پیش گوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

میں نے آپ حضرات کی خدمت میں دو چار باتیں عرض کرنی ہیں، ویسے اس وقت میرا کوئی خاص موضوع نہیں ہے، البتہ چونکہ عام طور پر جو حضرات اس جلسہ میں آئے ہوئے ہیں، جس طرح ان کا موضوع ''ردّ قادیانیت'' ہے، اسی طرح میرا بھی یہی موضوع سمجھ لیں، لیکن پہلے میں قادیانیت سے ہٹ کر تمہیں اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی چند باتیں سناتا ہوں، اس کے بعد تم خود ہی اندازہ کرلو گے کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے؟ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے؟

ذکرِ حسین:

میرے وہ تمام بھائی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو مانتے ہیں، میں ان کو کوئی گالی نہیں نکالتا، دوسری کسی قسم کی فحش کلامی بھی نہیں کرتا، صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ حسین سنیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقابلہ کرکے کھرے اور کھوٹے کو پرکھیں اور جھوٹ اور سچ میں امتیاز کریں۔

میری اور تمام حاضرین کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ہدایت کے

دروازے کھول دے، آمین!

قادیانیوں کو مہلت!

قادیانیو! تمہیں اللہ تعالیٰ نے بہت مہلت دی ہے، تمہیں مہلت ملے ہوئے پورے سو سال ہوگئے ہیں، تمہارا خیال تھا کہ پوری دنیا میں تمہاری حکومت ہوگی اور مسلمانوں کی حیثیت چوڑھے چماروں کی سی ہوگی، یہ میں غلط نہیں کہہ رہا، بلکہ یہ مرزا محمود کے الفاظ ہیں۔ تم نے سو سال میں دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے؟ اب آگے آخرت اور قبر کا مرحلہ پیش آنے والا ہے، وہ بھی تم دیکھ ہی لوگے! دنیا دارالجزاٴ نہیں ہے، یہاں تو کافر بھی کھاتے ہیں اور مؤمن بھی، بلکہ اللہ تعالیٰ کافروں کو زیادہ دیتے ہیں اور مؤمنوں کو کم دیتے ہیں، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

”وَلَوْ لَا اَنْ یَّکُوْنَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّکْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِھِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّۃٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیْھَا یَظْھَرُوْنَ۔ وَلِبُیُوْتِھِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَیْھَا یَتَّکِئُوْنَ۔ وَزُخْرُفًا، وَّاِنْ کُلُّ ذٰلِکَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا، وَالْاٰخِرَۃُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ۔“ (الزخرف:۳۳ تا ۳۵)

ترجمہ:... ”اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ہوجائیں ایک دین پر، تو ہم دیتے ان لوگوں کو جو منکر ہیں رحمٰن سے، ان کے گھروں کے واسطے چھت چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں اور ان کے گھروں کے واسطے دروازے اور تخت جن پر تکیہ لگا کر بیٹھیں سونے کے، اور یہ سب کچھ نہیں ہے مگر برتنا دنیا کی زندگی کا اور آخرت تیرے ربّ کے یہاں انہی کے

لئے ہے جو ڈرتے ہیں۔“ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

یعنی اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ یہ سارے لوگ کافروں کی ایک ہی جماعت بن جائیں گے تو جو لوگ کہ اللہ تعالیٰ سے کفر کرتے ہیں اور اللہ کے منکر ہیں، ہم ان کے مکانوں کی چھتیں سونے کی بنادیتے اور ان کی سیڑھیاں سونے کی ہوتیں، دیواریں سونے کی ہوتیں، اور یہ ساری چیزیں چاندی کی ہوتیں اور ”ذالک متاع الحیٰوۃ الدنیا“ یہ تو بالکل معمولی برتنے کی چیزیں ہیں۔

میں جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ تو آگے آرہی ہے، لیکن درمیان میں ایک ضروری بات کرنے لگا ہوں، وہ یہ کہ:

رُوئے زمین کی بادشاہت چار آدمیوں کے پاس:

میرے قادیانی بھائیو! ذرا غور کرو! ساری رُوئے زمین کی بادشاہت چار آدمیوں کو دی گئی ہے، دو مسلمانوں کو، اور دو کافروں کو، فرض کرو کہ اگر پوری دنیا کی بادشاہت مجھے عطا کردی جائے تو میرا کیا حال ہوگا؟ یا بالفرض اگر تمہیں مل جائے تو کیا کسی کو زندہ رہنے دوگے؟ پھر اگر وہ بادشاہت بھی آج کل کی بادشاہت کی سی نہ ہو۔

آج کل کے حکمران بادشاہ نہیں:

کیونکہ بیچارے آج کل کے بادشاہ اور حکمران تو ایسے بے بس اور مجبور ہیں کہ اپنی عوام کے چہروں کی طرف دیکھتے ہیں کہ کہیں وہ ناراض نہ ہوجائے، اس لئے کبھی تو وہ کہتے ہیں کہ: ہم عورتوں کو کچھ نہیں کہیں گے، کبھی کہتے ہیں کہ: حدود نافذ نہیں کریں گے، اور فلاں، فلاں کام نہیں کریں گے، گو ان کو ظاہری طور پر حکومت و اقتدار اور نام کی سرداری کا اعزاز حاصل ہے، مگر ان کی حکومت ایسی نہیں جس کو بادشاہت کہا جائے، یعنی کامل اور مکمل حکومت اور عقیدت کے ساتھ اقتدار کا اعزاز

انہیں حاصل نہیں۔

حکومت تو امریکہ اور انگلینڈ والے بھی کرتے ہیں مگر...:

حکومت تو امریکا اور انگلینڈ والے بھی کرتے ہیں، اور حکومت حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ عنہما نے بھی کی تھی، لیکن ان کے منہ سے جو لفظ نکل جاتا تھا یا وہ جو حکم بھی فرماتے تھے، لوگ اس کی تعمیل کو اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے، کیونکہ وہ اپنے منہ سے ایسی کوئی بات ہی نہیں نکالتے تھے جس میں کسی کا نفع نہ ہو، بلکہ وہ ایسی بات کہتے تھے جس میں لوگوں کا دنیاوی اور اخروی نفع ہوتا تھا، ایسی حکومت صحیح معنی میں حکومت کہلاتی ہے، اسی طرح حضرات انبیاً کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بھی حکومتیں کی ہیں، مثلاً: حضرت داؤد علیہ السلام نے حکومت کی، حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکومت کی، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے بھی حکومت کی، جن کو ''خلفائے راشدین'' کہتے ہیں، ان کی حکومت میں کسی قسم کا کوئی جھول نظر نہیں آئے گا۔

قصاص کے سلسلہ میں حضورؐ کا اسوۂ حسنہ:

حکومت تو میرے آقاؐ نے بھی کی ہے، مگر کیسی؟ اس کی ایک جھلک عرض کرنا چاہتا ہوں:

میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن فرمانے لگے کہ: بھائیو! جس کا میرے ذمہ کوئی حق نکلتا ہے وہ مجھ سے آج وصول کرلے، قیامت پر معاملہ نہ رکھے، ایک صحابی کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ: آپؐ نے مجھے ایک دن چھڑی ماری تھی! فرمایا: حاضر ہوں، تم اس کے بدلہ میں مجھے چھڑی مارلو! عرض کیا: یا رسول اللہ! جب آپ نے میرے چھڑی ماری تھی اس وقت میرے بدن پر کرتا نہیں تھا، بدن ننگا تھا، آپؐ نے تو لباس پہنا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کرتا

اُتار دیا اور فرمایا: اب مارلو! وہ دوڑ کر آئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ مبارک کا بوسہ لینے لگے اور کہنے لگے کہ: یا رسول اللہ! میں یہی چاہتا تھا۔

دُنیا مثال پیش کرنے سے قاصر ہے:

دنیا میں کوئی تاریخ ایسی تو بتایئے کہ حق مانگنے والا اپنا حق نہ مانگ رہا ہو، مگر حق دینے والا خود حق دے رہا ہو؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اس حالت میں تشریف لے جاتے ہیں کہ کسی اللہ کے بندے کا کوئی حق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ نہیں ہے، اور یہی حال حضراتِ خلفائے راشدینؓ کا تھا، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وہ دنیا میں ہدایت پھیلانے کے لئے آئے تھے، شر پھیلانے کے لئے نہیں آئے تھے، اور میرے قادیانی بھائیو! میں تم سے کہتا ہوں کہ تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لو، غلام احمد کو چھوڑ دو، تمہارا بھلا ہوجائے گا، تمہاری بھلائی کی خاطر کہہ رہا ہوں، اپنے نفع کے لئے نہیں، مجھے تو ثواب مل ہی جائے گا۔

اُلٹی منطق:

ایک بات اور کہتا ہوں اور یہ بھی تمہیدی بات ہے، وہ یہ ہے کہ ابھی ہمارے مولانا ضیأ الدین آزاد صاحب نے قصہ سنایا کہ ختم نبوت کے دو نوجوان رضا کاروں کو لاہور میں محض اس جرم میں گرفتار کرلیا گیا ہے کہ وہ چاکنگ کے ذریعہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کا اشتہار لکھ رہے تھے، تم یہاں آگئے ہو اور وہ جیل میں چلے گئے ہیں، میرے بھائی! ان کا جرم کیا تھا؟ یہی ناں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بیانات پر مشتمل ایک جلسہ کا اعلان کر رہے تھے؟ میں انتظامیہ سے پوچھتا ہوں کتنے بڑے بڑے پوسٹر سینماؤں کے لگے ہوئے ہیں، فاحشہ عورتوں کی تصویریں جگہ

جگہ لگی ہوئی ہیں، کیا قانون کے اعتبار سے یہ جائز ہے؟ اور ان نوجوانوں کا اشتہار لکھنا ناجائز ہے؟

شاہ جیؒ کا نعرۂ مستانہ:

تمہیں اس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیرِ اول، امیرِ شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہٗ کا ایک واقعہ سناتا ہوں...سب کہو اللہ ان کی قبر کو منوّر کرے... اسی طرح میرے وہ تمام بھائی جو پوری دنیا میں ختم نبوت کا کام کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کی قبروں کو بھی منوّر کرے، اور ان پر اپنی رحمتوں کی بارشیں برسائے، آمین!

ہوا یہ کہ جب منیر انکوائری کمیشن کے سامنے سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اپنا بیان قلمبند کرا رہے تھے تو انہوں نے منیر انکوائری افسر کی عدالت میں فرمایا کہ: مرزا کافر ہے! اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ: فلاں فلاں آدمی کو دعوائے نبوت کے جرم میں قتل کیا گیا، اس پر جسٹس منیر پوچھنے لگا کہ: اگر غلام قادیانی تمہارے سامنے یہ دعویٰ کرتا تو کیا تم اسے قتل کر دیتے؟ حضرت شاہ جیؒ نے جواباً فرمایا کہ: میرے سامنے اب کوئی دعویٰ کرکے دیکھ لے! جب شاہ جیؒ نے یہ کہا تو پوری عدالت نعرۂ تکبیر سے گونج اُٹھی۔ جسٹس منیر کہنے لگا: ''توہینِ عدالت!'' یعنی اس سے عدالت کی توہین ہوتی ہے، اس پر شاہ جیؒ فرمانے لگے: ''توہینِ رسالت!'' یعنی جس طرح تم عدالت کی توہین قبول نہیں کرسکتے، اسی طرح عطاء اللہ شاہ بخاری رسالت کی توہین کو قبول نہیں کرسکتا۔ اس پر جسٹس چپ ہوگیا اور آگے جواب نہیں دے سکا۔

شاہ جیؒ پر مقدمہ:

کسی جلسہ میں شاہ جیؒ نے کہہ دیا تھا کہ: مرزا کافر ہے! حضرتؒ پر مقدمہ بن گیا، مولانا محمد شریف جالندھریؒ فرماتے تھے کہ: جس عدالت میں مقدمہ تھا اس کا

جج کوئی مرزائی تھا، جب تاریخ پر حضرت شاہ جیؒ جاتے تو وہ کوئی دوسری تاریخ دے دیتا، حضرت شاہ صاحبؒ تاریخ بھگتنے کے لئے تشریف لے جاتے، میں ساتھ ہوتا، میں پیشی پر جاتے ہوئے ایک چھوٹی سی چٹائی ساتھ لے جاتا، عدالت کے باہر سایہ کی جگہ میں وہ چٹائی بچھا کر ہم بیٹھ جاتے، جس طرف دھوپ آتی تھی اس طرف سے ہٹا کر دوسری طرف ہوجاتے، سارا دن اسی طرح بیٹھے رہتے، عدالت کا وقت ختم ہوجاتا تو جج اگلے دن کی تاریخ دے دیتا اور ہم آجاتے، اس طرح اس نے بہت پریشان کیا۔ لیکن آپ نے اس کا نتیجہ دیکھ لیا کہ شاہ جیؒ تو اللہ کے پاس چلے گئے، مگر ان کے اخلاص کی برکت سے اسی عدالت نے ان کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر قرار دیا، صرف یہی نہیں کہ اسی عدالت نے کہا بلکہ چھوٹی عدالتوں نے کہا، اعلیٰ عدالت سپریم کورٹ نے کہا اور پوری دنیا کے مسلمانوں نے کہا کہ غلام احمد کافر ہے، میں ان نوجوان دوستوں کو، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے جلسہ کے اشتہار لکھنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے، مبارک باد دیتا ہوں کہ ان کو حضرت امیرِ شریعتؒ کے ساتھ تھوڑی سی نسبت حاصل ہوگئی ہے۔

بس یہ تمہیدی باتیں میری ختم ہوگئیں، اب میں اصل بات شروع کرتا ہوں:

حضرت سعد بن معاذؓ کا واقعہ:

مکہ کا ایک کافر تھا، اس کا نام ابوصفوان (اُمیہ بن خلف)، اور مدینہ شریف کے ایک سردار تھے ان کا نام تھا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ شریف سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لے جاچکے تھے، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر مکہ مکرمہ عمرہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے، ان کی جاہلیت کے زمانے میں عادت تھی کہ وہ اپنے دوست ابوصفوان (اُمیہ بن خلف) کے پاس ٹھہرتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری جلد کے پہلے صفحہ پر یہ حدیث ہے جس کا ترجمہ حسبِ ذیل ہے:

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ: زمانۂ جاہلیت میں میری اور اُمیہ بن خلف کی دوستی تھی، اُمیہ جب کبھی مدینہ منورہ سے گزرتا تو وہ میرے ہاں قیام کرتا تھا، اسی طرح میں جب کبھی مکہ مکرمہ جاتا تو اُمیہ کے ہاں قیام کرتا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ ہجرت فرماکر تشریف لے آئے تو ایک بار میں عمرہ کے ارادہ سے مکہ مکرمہ گیا، اور حسبِ معمول اُمیہ کے ہاں قیام کیا، میں نے اُمیہ سے کہا کہ: میرے لئے تنہائی کا وقت بتاؤ کہ میں بیت اللہ کا طواف کروں، چنانچہ اُمیہ مجھے دوپہر کے وقت طواف کے لئے ساتھ لے کر نکلا تو اتفاق سے ابوجہل سے ملاقات ہوگئی، ابوجہل نے پوچھا: صفوان یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ اُمیہ نے بتلایا کہ یہ (میرا دوست) سعد بن معاذ ہے! اس پر ابوجہل نے کہا کہ: میں تمہیں مکہ مکرمہ میں مامون و محفوظ طواف کرتا دیکھتا ہوں، حالانکہ تم لوگوں نے بے دینوں کو پناہ دے رکھی ہے اور اپنے زعم میں تم ان کی مدد بھی کر رہے ہو، خدا کی قسم! اگر اس وقت تم ابوصفوان کے ساتھ نہ ہوتے تو اپنے گھر صحیح سالم واپس نہیں جاسکتے تھے! اس پر میں نے نہایت اُونچی آواز سے کہا کہ: خدا کی قسم! اگر تم نے آج مجھے طواف سے روک دیا تو میں بھی مدینہ کی طرف سے تمہارا گزرنا بند کردوں گا اور یہ تمہارے لئے زیادہ مشکلات کا باعث بن

جائے گا، (اس لئے کہ مکہ کے لوگ شام تجارت کے لئے جاتے تھے اور اس کا راستہ مدینہ سے ہو کر گزرتا تھا، اور مکہ کی معاش کا دارومدار شام سے تجارت پر تھا، اس لئے راستہ کی بندش ان کی موت و زندگی کا سوال بن جاتی)۔ اس پر اُمیہ نے کہا: سعد! ابوالحکم (یعنی ابوجہل) کے سامنے اُونچی آواز سے باتیں نہ کرو! یہ وادیٔ مکہ کا سردار ہے۔ اس پر میں نے کہا: اُمیہ! اس قسم کی باتیں نہ کر! خدا گواہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکا ہوں کہ وہ تمہیں قتل کریں گے۔ اُمیہ نے کہا: کیا مکہ میں مجھے قتل کریں گے؟ میں نے کہا: اس کا مجھے علم نہیں! اُمیہ اس بات سے بہت گھبرا گیا اور جب اپنے گھر واپس آیا تو اپنی بیوی سے کہنے لگا: ام صفوان! دیکھا سعد میرے متعلق کیا کہہ رہے تھے؟ اس نے کہا: کیا کہہ رہے تھے؟ اُمیہ نے کہا: وہ یہ بتا رہے تھے کہ محمد نے انہیں خبر دی ہے کہ مسلمان مجھے قتل کریں گے، میں نے پوچھا: کیا مکہ میں مجھے قتل کریں گے؟ تو انہوں نے کہا کہ: اس کا مجھے علم نہیں! اُمیہ کہنے لگا: خدا کی قسم! اب مکہ سے کبھی باہر نہیں جاؤں گا! پھر بدر کی لڑائی کے موقع پر جب ابوجہل نے قریش سے لڑائی کی تیاری کے لئے کہا اور کہا کہ اپنے قافلہ کی مدد کو پہنچو تو اُمیہ نے لڑائی میں شرکت کو ناپسند کیا اور معذرت کرلی، لیکن جب ابوجہل اس کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے ابوصفوان! تم وادی کے سردار ہو، جب لوگ دیکھیں گے کہ تم ہی لڑائی سے گریز کر رہے ہو تو دوسرے لوگ بھی تمہاری اتباع کریں گے۔ ابوجہل جب اس پر برابر اصرار کرتا رہا تو بالآخر

اُمیہ نے کہا: جب تمہارا اصرار ہی ہے تو خدا کی قسم! میں (اس
لڑائی کے لئے) مکہ کا سب سے عمدہ اُونٹ خریدوں گا (تاکہ
زیادہ بہتر طریقہ سے اپنی حفاظت کرسکوں)۔ پھر اُمیہ نے (اپنی
بیوی سے) کہا: ام صفوان! میرا ساز و سامان تیار کردو! اس نے
کہا: ابوصفوان! اپنے یثربی بھائی کی بات بھول گئے؟ اُمیہ بولا:
نہیں بھولا! ان (کفارِ مکہ) کے ساتھ تھوڑی دور تک جاؤں گا۔
جب اُمیہ (اس جنگ کے لئے) نکلا تو راستہ میں جس منزل پر
بھی قیام ہوتا، یہ اپنا اُونٹ (اپنے قریب ہی) باندھتا، اس طرح
سارے سفر میں اس نے اہتمام کیا، لیکن اللہ کی تقدیر کے مطابق
بدر میں قتل ہوکر ہی رہا۔" (صحیح بخاری ج:۲ ص:۱)

یعنی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، اُمیہ بن خلف سے کہنے لگے کہ: یار کوئی ایسا وقت تلاش کرو جس میں بیت اللہ شریف میں کوئی اور نہ ہو، اس وقت کوئی نہ جاتا ہو تاکہ میں تنہائی میں اپنے رب سے باتیں کرسکوں۔ وہ کہنے لگا: بہت اچھا! دونوں دوپہر کے وقت چلے گئے، دوپہر اور وہ بھی مکہ مکرمہ کی دوپہر! اب تو ٹھنڈی اینٹیں لگی ہوئی ہیں، یعنی سفید ٹھنڈے پتھر لگے ہوئے ہیں، جو گرم ہی نہیں ہوتے، ابن بطوطہؒ نے لکھا ہے کہ: ایک دفعہ دوپہر کو میں بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کے لئے چلا گیا، چلا تو گیا، جب میں نے مطاف میں قدم رکھا تو میرا پاؤں وہیں چپک گیا، بڑی مشکل سے میں نے پاؤں چھڑایا اور پیچھے لوٹ آیا، تو یہ اس وقت کی بات ہے۔ بہرحال ابوصفوان اُمیہ بن خلف نے دن کے بارہ بجے ان کے طواف کے لئے وقت تجویز کیا، کیونکہ اس وقت کوئی نہیں ہوگا، تو بیت اللہ جاتے ہوئے راستہ میں ابوجہل مل گیا، ابوجہل کہنے لگا: یہ کون ہے؟ ابوصفوان اُمیہ بن خلف کہنے لگا: یہ میرے دوست یثرب کے رہنے والے سعد بن معاذ ہیں، اس پر ابوجہل نے کہا کہ تم نے ہمارے

باغیوں کو پناہ دے رکھی ہے اور آرام سے بیت اللہ کا طواف بھی کر رہے ہو؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ مدینے کے سردار تھے اور یہ مکہ کا سردار تھا، دو سرداروں کی جنگ تھی، حضرت سعد بن معاذؓ نے ڈانٹ کر فرمایا کہ: زیادہ باتیں نہ کرو، تمہارا غلّہ ملکِ شام سے آتا ہے، میں اس کا ایک دانہ بھی مکہ نہیں پہنچنے دوں گا! اس پر خیر ابوجہل تو چپ ہوگیا مگر ابوصفوان اُمیہ بن خلف، سعد بن معاذؓ سے کہنے لگا کہ: تم اس وادی کے چوہدری کو اس طرح جھڑکتے ہو، چونکہ لوہا گرم تھا، اس لئے حضرت سعدؓ اُسے بھی فرمانے لگے کہ: زیادہ باتیں نہ کر! کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ وہ تجھے قتل کریں گے! کفر و ایمان کا مسئلہ اپنی جگہ، مگر چونکہ ان دونوں کی دوستی عہدِ جاہلیت سے چلی آرہی تھی، وہ ایک دوسرے کے گھر رہتے تھے، لیکن جب حضرت سعدؓ نے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی بتلائی تو مسلمانوں کے ہاتھوں اسے اپنے مارے جانے کا یقین ہوگیا، اور گھبرا کر قسم اُٹھائی کہ اب مکہ سے باہر نہیں جاؤں گا۔

سچے نبی کی سچی اور جھوٹے کی جھوٹی پیش گوئی کا فرق:

ایک طرف سچے نبی کی سچی پیش گوئی ہے کہ اس پر کافروں کو بھی یقین ہے، اور دوسری طرف جھوٹے کی جھوٹی پیش گوئی ہے کہ نہ صرف یہ کہ وہ پوری نہ ہوئی بلکہ مرزا قادیانی بمع اپنی پوری اُمت کے آتھم کے لئے بددعا کرتا رہا کہ یا اللہ، آتھم مرجائے! یا اللہ، آتھم مرجائے! مگر وہ نہیں مرا۔ حتیٰ کہ قادیانی نبی نے اندھے کنویں میں چنے پڑھوا کر پھینکوائے، لیکن وہ ظالم پھر بھی نہیں مرا۔ مرزا محمود کہتا ہے کہ میں نے کبھی محرم کا ماتم بھی نہیں ایسا دیکھا جیسا کہ اس رات قادیان میں برپا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد کا اللہ پر اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یقین نہیں تھا۔ دیکھو! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے کافروں کو بھی حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی بات پر یقین تھا، یہ ان کی بدقسمتی تھی کہ وہ مسلمان نہیں ہوئے، کوئی کافر ایسا نہیں تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا سمجھتا ہو۔

ابوجہل کی گواہی:

ایک دفعہ یہی ابوصفوان اُمیہ بن خلف اور ابوجہل تنہائی میں جمع تھے کہ ابوصفوان، ابوجہل سے کہنے لگا کہ: بھائی! ایک دل کی بات بتاؤ! یہاں کوئی سن رہا ہے اور نہ کوئی دیکھ رہا ہے، صرف میں ہوں اور تم ہو، سچ بتاؤ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں یا جھوٹے؟ ابوجہل مسکرایا اور مسکرا کے کہنے لگا: کیا تو نے کبھی ان کو (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) جھوٹ بولتے دیکھا ہے؟ بچپن سے لے کر اب تک ترپین[۵۳] سال ہوگئے، کیا کبھی تو نے ان کے منہ سے غلط بات سنی ہے؟ اگر وہ ہمارے سامنے جھوٹ نہیں بولتے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ کے حوالہ سے جھوٹ بولیں؟

اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ مکہ کا کوئی کافر ایسا نہیں تھا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نہ سمجھتا ہو، لیکن افسوس کہ ان کی بدقسمتی ان کے آڑے آئی اور وہ ایمان نہ لائے، یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے مرزائیوں کا ایک فرد بھی ایسا نہیں جو مرزا طاہر اور اس کے باپ مرزا بشیرالدین محمود اور اس کے دادا مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا نہ سمجھتا ہو، لیکن ان کی بھی بدقسمتی آڑے آگئی کہ وہ ان کے دجل سے نہیں نکل سکے۔

مرزا طاہر کو اپنے باپ دادا کے جھوٹے ہونے کا حق الیقین ہے:

میں نے لندن کے جلسہ میں بھی کہا تھا، اور اب یہاں بھی کہتا ہوں، اور یہ چونکہ چناب نگر ہے اس لئے اُمید کرتا ہوں کہ مرزا طاہر اور اس کی ذریت کو میری یہ رپورٹ پہنچ جائے گی، چنانچہ میں نے وہاں کہا تھا اور اب بھی کہتا ہوں کہ دوسرے لوگ تو دلائل، قرائن اور قیاسات کے ذریعہ غلام احمد کو، اس کے بیٹے مرزا محمود کو، اور

مرزا طاہر! تجھے جھوٹا سمجھتے ہوں گے، لیکن میں قسم کھا کر اور منبرِ رسولؐ پر بیٹھ کر کہتا ہوں کہ مرزا طاہر! تو حق الیقین کے ساتھ جانتا ہے کہ تو جھوٹا ہے، تیرا باپ جھوٹا تھا، تیرا دادا بھی جھوٹا تھا، کیونکہ یہ تو بھی جانتا ہے کہ سچوں کی علامتیں اور ہوتی ہیں۔

قادیانیو! جس طرح کفارِ مکہ کی بدقسمتی ان کے آڑے آگئی تھی اور اس نے ان کو ایمان لانے سے روک دیا تھا، تمہاری بھی بدقسمتی آڑے آرہی ہے، ورنہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے دیں تو تم سب ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجاؤ اور غلام احمد پر لعنت بھیجو!

دوسری بات:

ہمارے حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: جب میں تقریر کرنے بیٹھتا ہوں تو گھڑی چھلانگیں لگاتی نظر آتی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ: جب میری تقریر (کی تاریخ) رکھنی ہو تو کسی اور کی نہ رکھا کرو، تاکہ میں اپنی بات کھل کر تفصیل سے کہہ سکوں۔ یہی معاملہ میرا بھی ہے۔

نبیٔ عربیؐ نے اپنی کسی پیش گوئی کا اشتہار و اعلان نہیں کیا:

تم نے میرے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال بھی دیکھا، تم نے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال بھی دیکھا، اور یہ بھی دیکھ لیا کہ آپؐ نے کبھی اپنی کسی پیش گوئی پر کوئی اشتہار نہیں دیا، کبھی ڈھنڈورا نہیں پیٹا، اور کبھی نہیں فرمایا کہ: ''اے اُمیہ! (ابوصفوان، اُمیہ بن خلف) میں تجھ کو قتل کروں گا!'' ہاں سرسری ایک بات تھی ہوگئی، مگر میرے اللہ نے اُسے حرف بہ حرف پورا کردیا۔ دوسری طرف غلام احمد قادیانی نے ساری عمر ڈھنڈورا پیٹا، اشتہار چھاپے، مگر بات ایک بھی سچی نہیں نکلی۔

قادیانیو! مرزا کی کوئی ایک بات سچی کر کے دکھادو!

قادیانیو! میں یہاں منبر پر بیٹھا ہوں اور ذمہ داری کے ساتھ بیٹھا ہوں، تم مرزا کی کتابیں لے آؤ اور مرزا غلام احمد کی ایک بات بھی سچی ثابت کر کے دکھادو! میں دعویٰ سے کہتا ہوں تم مرزا کی ایک بات بھی سچی ثابت نہیں کر سکتے، اس لئے تم بھی جھوٹے، تمہارا پیر بھی جھوٹا!

ہم گالیاں نہیں نکالتے، تمہاری ہدایت کے لئے کہتے ہیں، اور یہ بھی مجبوراً کہتے ہیں، ہمارے منہ سے مجبوراً نکلتا ہے کہ غلام احمد قادیانی سچا نہیں تھا، جھوٹا تھا، جھوٹوں کا پیر تھا، مرزا غلام احمد نے ۸۲/۸۰ کتابیں لکھی ہیں، اور تم نے اس کی کتابوں کے مجموعہ کا نام رکھا ''روحانی خزائن''، لاحول ولاقوۃ الا باللہ! میں جب حوالہ لکھتا ہوں اور ''روحانی خزائن'' لکھتا ہوں تو مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے، بہرحال تیئس[۲۳] جلدوں میں ''روحانی خزائن'' کے نام سے مرزا غلام احمد کی کتابیں ہیں، اور دس[۱۰] جلدوں میں اس کے ''ملفوظات'' کا مجموعہ ہے، ان میں سے کوئی ایک بات ایسی دکھادو جو سچی ہو!

مرزا قادیانی کا ''ملفوظ'':

اس کے ''ملفوظات'' میں سے ایک ''ملفوظ'' سنا دیتا ہوں، تم بھی سنو اور سر دھنو! کہتا ہے کہ:

''ہمارا وجود دو باتوں کے لئے ہے، ایک شیطان کو مارنے کے لئے، اور ایک نبی کو مارنے کے لئے۔'' (نعوذ باللہ! ثم نعوذ باللہ!) یہ کون سا نبی ہے؟ یہ وہی نبی ہے جس کے بارے میں یہودی آج تک کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو قتل کر دیا۔ ایک طرف یہودیوں کا دعویٰ ہے، اور دوسری طرف قادیانیوں کا دعویٰ ہے، لیکن یہ دونوں دعاوی جھوٹے ہیں، نہ یہودیوں کے ہاتھوں یہ واقعہ ہوا، اور نہ عیسائیوں کے ہاتھوں، چنانچہ قرآن کریم ان کے جھوٹ کو نقل کرتے ہوئے کہتا ہے:

"وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ..... الخ."

ان کے کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کردیا ہے، یہودی کافر ہوگئے، ہاں سنو! انہوں نے ان کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ جھوٹ بولتے ہیں، لیکن اپنے اس قول کی وجہ سے وہ کافر ہوگئے۔ اسی طرح غلام احمد نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل نہیں کیا، لیکن اس کا بھی یہودیوں کی طرح دعویٰ ہے کہ ہم نے قتل کردیا، وہ بھی اس وجہ سے کافر ہوگیا، اب مرزا قادیانی تو قبر میں چلا گیا اور وہاں وہ اپنا انجام بھگت رہا ہوگا، مگر اس کے پیچھے جو چیلے چانٹے ہیں، جب دجال نکلے گا وہ سب کے سب اس کے ساتھ ہوں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُپنے نزول کے بعد دجال کو قتل کریں گے تو انشاء اللہ مسلمان دجال کے چیلوں کو قتل کریں گے، عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کے بعد تمام کی تمام ملتیں اور تمام کے تمام مذاہب ختم ہوجائیں گے سوائے اسلام کے، یہ برطانیہ والے بھی نہیں رہیں گے، امریکہ والے بھی نہیں رہیں گے، یہ چوٹیوں والے ہندو بھی نہیں رہیں گے، ایک مسلمان رہیں گے اور باقی تمام کے تمام کافر ختم ہوجائیں گے، یہ عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف کی برکت ہوگی۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

ارتداد کا مقابلہ

اور اس دور میں اس کا مصداق

۷؍مئی ۱۹۹۶ء کو حضرت شہیدؒ نے ایبٹ آباد ختم نبوت کانفرنس سے درج ذیل خطاب کیا، جسے کیسٹ سے نقل کرکے پیش کیا جارہا ہے ....سعید احمد جلال پوری

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

”یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ، ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔“ (المائدہ:۵۴)

ترجمہ:... ”اے ایمان والو! جو کوئی تم میں سے پھرے گا اپنے دین سے، تو اللہ تعالیٰ عنقریب لاوے گا ایسی قوم کو کہ اللہ تعالیٰ ان کو چاہتا ہے اور وہ اس کو چاہتے ہیں، نرم دل ہیں مسلمانوں پر، زبردست ہیں کافروں پر، لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے، یہ فضل ہے اللہ کا دے گا

جس کو چاہے اور اللہ کشائش والا ہے خبردار۔“

(ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

پیش گوئی اور وعدہ:

یہ آیت شریفہ سورۃ المائدہ کی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک پیش گوئی فرمائی ہے اس اُمت میں فتنۂ ارتداد کے ظاہر ہونے کی۔ صرف پیش گوئی ہی نہیں فرمائی بلکہ حق تعالیٰ شانہ نے ان مرتدین کے مقابلہ میں ایک جماعت کو لانے کا وعدہ بھی کیا ہے۔

گویا ایک پیش گوئی ہے کہ اس اُمت میں مرتدین ظاہر ہوں گے، اور دوسری پیش گوئی اور وعدہ ہے کہ ان مرتدین کی سرکوبی اور ان کے مقابلے کے لئے اللہ تعالیٰ ایک جماعت کو کھڑا کرے گا۔ پھر مرتدین کا مقابلہ کرنے والی اس جماعت کے اوصاف بیان فرمائے، چنانچہ حق تعالیٰ شانہ نے اس جماعت کی چھ صفتیں ذکر فرمائی ہیں:

مرتدین کا مقابلہ کرنے والی جماعت کے اوصاف:

اول:... ان کی پہلی صفت یہ ہے کہ: ”یُحِبُّھُمْ“ اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتے ہوں گے۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہوں گے۔

دوم:... ان کی دوسری صفت یہ ذکر فرمائی کہ: ”وَیُحِبُّوْنَہٗ“ کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہوں گے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے محبّ اور عاشق ہوں گے۔

سوم:... ان کی تیسری صفت یہ ہوگی کہ: ”اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ“، مؤمنوں کے مقابلے میں اپنا سر نیچا کرکے رہیں گے۔ یعنی مؤمنوں کے مقابلے میں ذلیل بن کر رہیں گے۔

چہارم:... ان کی چوتھی صفت یہ ہوگی کہ: ”اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ“، کافروں کے مقابلے میں معزز اور سربلند ہوکر رہیں گے۔ یعنی ان کا سر نیچے کریں گے۔

پنجم:...ان کی پانچویں صفت یہ ہوگی کہ: "یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ"، وہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔

ششم:...ان کی چھٹی صفت یہ ہے کہ: "وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ"، وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے۔

سب سے آخر میں فرمایا: "ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ."، یہ اللہ کا فضل ہے، وہ یہ فضل عطا فرما دیتا ہے جس کو چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا ہے کہ اس کے لئے عطا کرنا مشکل نہیں، اور ساتھ ہی ساتھ علیم ہے، وہ جانتا ہے کہ کس کو کون سی چیز دی جائے؟ یہ خلاصہ ہے اس آیت کا۔

حضرت علیؓ کی فضیلت:

یہاں پہلے ایک بات اور بھی سمجھ لیجئے! وہ یہ کہ جنگِ خیبر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

"لَاُعْطِیَنَّ هٰذِهِ الرَّایَةَ غَدًا رَجُلًا یَّفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰی یَدَیْهِ، یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ، وَیُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ، فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّهُمْ یَرْجُوْنَ .... الخ."

(مشکوٰۃ ص:۵۶۳، باب مناقب علی بن ابی طالب)

یعنی میں کل جھنڈا ایک ایسے آدمی کے ہاتھ میں دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہوں گے، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر قلعہ کو فتح کرے گا۔

صحابہؓ فرماتے ہیں کہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی اور کل آئی تو اس توقع پر ہر شخص گردن اُونچی کرکے اپنے آپ کو نمایاں کر رہا تھا

کہ یہ فضیلت مجھے ملے۔ گویا صحابہ کرامؓ میں سے ہر ایک اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھ رہا تھا، اور امیر المؤمنین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اللہ کی قسم! میں نے امیر بننے کو کبھی پسند نہیں کیا، سوائے اس دن کے۔''

امیر بننا مقصود نہیں تھا، بلکہ بارگاہِ نبوت سے جو خطاب ملا تھا، کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہوں گے، اس خطاب کو حاصل کرنا مقصود تھا۔

اب صحابہ کرامؓ میں سے کوئی شخص بھی یہ نہیں جانتا تھا کہ آج یہ تاج کس کے سر پر سجایا جائے گا؟ اور یہ تمغۂ فضیلت کس کو عطا کیا جائے گا؟ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یکا یک فرمایا: ''علیؓ کہاں ہیں؟'' عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ اپنے ڈیرے یعنی اپنے خیمے میں ہیں، ان کی آنکھوں میں آشوب ہے، ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، پھولی ہوئی ہیں۔ گویا ان کی آنکھیں بند ہیں اور انہیں کچھ نظر نہیں آ رہا۔ فرمایا کہ: ان کو بلاؤ! جس طرح نابینا کا ہاتھ پکڑ کر لایا جاتا ہے، اس طرح حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر لایا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بٹھادیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ مبارک ان کی آنکھوں پر لگایا، تو اسی وقت اِن کی ساری تکلیف دور ہوگئی۔ چنانچہ بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ: اللہ کی قسم! اس کے بعد مجھے کبھی بھی آنکھوں کی تکلیف نہیں ہوئی۔ جب ان کی آنکھوں کو لعاب لگادیا گیا اور وہ ٹھیک ہوگئیں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا ان کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا: جاؤ اللہ کے نام سے جہاد کرو! اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے مقابلہ کرو! حضرت علیؓ تعمیلِ حکم میں چل پڑے، مگر جب انہیں ایک بات پوچھنے کی ضرورت پیش آئی تو اُلٹے پاؤں لوٹ آئے، یعنی اپنا رُخ نہیں بدلا، بلکہ منہ اسی طرف کو ہے جس طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متوجہ کردیا تھا، بہرحال اُلٹے پاؤں پیچھے لوٹے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! ایک بات پوچھنا بھول گیا تھا کہ لڑائی سے پہلے دشمن سے کیا کہوں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو پہلے اسلام کی دعوت دو۔ دیکھو! دشمن سے مقابلے کے لئے جارہے ہیں، لڑائی کے لئے روانگی ہے، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہدایت فرماتے ہیں کہ پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو اور ان کو یہ بتاؤ کہ اگر وہ اسلام لے آئیں گے تو ان کے وہی حقوق ہوں گے جو ہمارے ہیں، اور ان کی وہی ذمہ داریاں ہوں گی جو ہماری ہیں۔ پھر فرمایا: اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ ایک آدمی کو بھی ہدایت عطا فرمادیں تو وہ تمہارے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

دنیا و مافیہا کی حیثیت:

یعنی اگر دنیا و مافیہا کے خزانے تمہیں دے دیئے جائیں اور پوری دولت تمہارے تصرف میں دے دی جائے، اس سے یہ بہتر ہے کہ ایک آدمی کو تمہارے ذریعہ سے ہدایت نصیب ہوجائے۔

یہاں علماً نے ایک عجیب نکتہ لکھا ہے کہ جہاں جہاں احادیث میں آیا ہے کہ یہ چیز دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، سوال یہ ہے کہ دنیا کی قیمت تو مچھر کے برابر بھی نہیں ہے، پھر اس کا بہتر ہونے کا کیا مطلب ہے؟

ہاں سنو! یہ حقیقت ہے کہ اگر دنیا کی قیمت اللہ کے نزدیک مچھر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس دنیا میں کسی کافر کو پانی کا گھونٹ بھی نہ دیتے، لہٰذا بلاشبہ دنیا اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بے قیمت چیز ہے۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہونے کا کیا مطلب ہے؟ تو بعض اکابرؒ نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ دنیادار کو پوری دنیا کی دولت ملنے سے جو راحت اور مسرت ہوسکتی ہے، یہ اس سے زیادہ خوشی اور مسرت کا مقام ہے، گویا اگر ساری کی ساری دنیا بمع ساز و سامان کے ایک آدمی کے حوالے کردی جائے کہ تم جو چاہو کرو، جس کو چاہو دو، جس کو چاہو نہ دو، پوری کی پوری دنیا تمہارے قبضے میں کردی

گئی ہے، اگر فرض کرو کسی کے لئے ایسا ہوجائے تو وہ دنیا کا کتنا بڑا خوش قسمت انسان کہلائے گا؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: اگر تمہارے ذریعہ ایک آدمی کو ہدایت ہوجائے تو یہ اس سے زیادہ بہتر ہے۔

بعض اکابرؒ نے اس کے جواب میں یہ فرمایا کہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر ساری دنیا اور دنیا کے خزانے تمہیں دے دیئے جائیں اور تم اس پوری دنیا اور اس کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں صدقہ کردو، تو کتنا فضیلت کی چیز ہوگی؟ تو فرمایا کہ اس فضیلت سے بہتر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ ایک آدمی کو ہدایت عطا کردے۔

یہ بات اور یہ حدیث جو میں نے درمیان میں نقل کی ہے، اس سے میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا نہیں دیا تھا، اس وقت تک کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہ خطاب کس کو ملنے والا ہے؟ اور یہ سعادت کس کے حصے میں آنے والی ہے؟ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حیدر کرارؓ کے ہاتھ میں جھنڈا دیا تو معلوم ہوا کہ آیتِ مذکورہ کا مصداق یہ ہیں۔

حضرت علیؓ ہمارے ہیں:

یہاں ایک اور بات بھی بتانا چاہتا ہوں کہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت علیؓ، شیعوں کے نہیں وہ ہمارے ہیں، وہ ہمارے خلیفۂ راشد ہیں، ہمارا اعتقاد ہے کہ: "حُبُّ عَلِيٍّ مِنَ الْاِيْمَانِ" علیؓ کی محبت ایمان ہے۔ اور: "اَلنَّظْرُ اِلٰى وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ" علیؓ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے، جس طرح بیت اللہ کو دیکھنا عبادت ہے، اسی طرح علیؓ کے چہرے کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔

حضرت علیؓ مقتدی اور اصحابِ ثلاثہ امام:

حضرت علیؓ کی بہت اُونچی شان ہے، بہت اُونچی شان ہے، ان کی شان کو

کون پہنچ سکتا ہے؟ مگر وہ ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے مقتدی ہیں، یہ حضرات ان کے مقتدأ ہیں، پھر حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ کے مقتدأ ہیں، اور حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ و علیؓ کے، اور حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کے مقتدأ ہیں، یہ سب حضرات امام ہیں، اور حضرت علیؓ ان کے پیچھے ہیں، جبکہ خلفائے ثلاثہ ان کے امام ہیں اور یہ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے ہیں۔

حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے: میں جب میدانِ جنگ میں مبارزت کے لئے جاتا اور نکلتا تھا، یعنی اُدھر سے کافروں کا سوار نکلتا تھا، اِدھر سے اسلام کا مجاہد میدان میں آتا اور مقابلہ ہوتا تھا، تو حضرت علیؓ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

انا الذی سمتنی امی حیدرۃ!

یعنی میں وہ ہوں جس کا نام ماں نے شیر رکھا ہے، کیونکہ حیدر شیر کو کہتے ہیں، جیسے شیر کو دیکھ کر جانوروں کا پتہ پانی ہوجاتا ہے، اس طرح مجھے دیکھ کر کافروں کا پتہ پانی ہوجاتا ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کا اعزاز:

تو جس طرح حضرت علیؓ کے ہاتھوں میں جب تک جھنڈا نہیں دے دیا گیا، اس وقت تک کسی کو معلوم نہیں تھا کہ اس ارشادِ نبویؐ: ''یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ، وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ'' (وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے، اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں) کے مصداق کا اعزاز و فضیلت کس کے حصے میں آتی ہے؟ بلکہ ہر ایک منتظر تھا کہ شاید مجھے مل جائے، لیکن جب آپؐ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ میں جھنڈا دے دیا تو معلوم ہوا کہ آیتِ مذکورہ کا مصداق حضرت علیؓ ہیں۔ ٹھیک اسی طرح جس وقت آیتِ شریفہ: ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ'' نازل ہوئی، تو اس وقت بھی کسی کو معلوم

نہیں تھا کہ یہ فضیلت اور یہ سعادت کس کے حصے میں آنے والی ہے؟ یہ تاج کس کے سر پر سجایا جائے گا؟ اور محبت اور محبوبیت کا تمغہ کس کو عطا کیا جائے گا؟ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فتنۂ ارتداد پھیلا، لوگ مرتد ہوئے اور انہی مرتدوں میں جھوٹے مدعیانِ نبوت بھی تھے، جن میں سرِفہرست مسیلمہ کذاب تھا، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام خط لکھا تھا کہ:

"من مسيلمة رسول الله الى محمد رسول الله، سلام عليك، اما بعد! فانى قد اشركت فى الأمر وان لنا نصف الأمر ولقريش نصف الأمر، لٰكن قريش قوم يعتدون." (دلائل النبوة ج:۵ ص:۳۳۱)

ترجمہ:... "یہ خط ہے مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام، بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے تمہاری نبوت میں مجھے بھی شریک کردیا، اس لئے آدھی زمین تمہاری آدھی میری (مل کر کھائیں گے)، لیکن قریش زیادتی کرتے ہیں (کہ مجھے اس میں شریک نہیں کرتے)۔"

مسیلمہ کے خط کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا:

"من محمد رسول الله الىٰ مسيلمة الكذاب، سلام علىٰ من اتبع الهدىٰ، اما بعد! فان الأرض لله يورثها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين."

(دلائل النبوة ج:۵ ص:۳۳۱، کنز العمال ج:۱۴ ص:۲۰۱ حدیث:۳۸۳۸۶)

ترجمہ:... "محمد رسول اللہ کی جانب سے مسیلمہ کذاب کے نام، اما بعد! زمین اللہ کی ہے، اللہ جس کو چاہتا ہے، اس کا

وارث بنادیتا ہے، اور اچھا انجام متقیوں کے لئے ہے۔''

دراصل مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت تو کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں، مگر اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا، نجد اور یمامہ پورا علاقہ مسیلمہ کذاب کے قبضے میں تھا، اسی طرح سجاح نام کی ایک خاتون تھی، اس نے بھی دعویٰ نبوت کیا تھا، جس نے بعد میں مسیلمہ کے ساتھ شادی کرلی تھی، مسیلمہ نے اس سے پوچھا کہ: تمہیں مہر کیا دیں؟ تو کہنے لگی: دو نمازیں معاف کردو! چنانچہ مسیلمہ کذاب نے دو نمازیں معاف کردیں۔ بات لمبی نہیں مختصر کروں گا، کیونکہ ابھی اصل مضمون بیان کرنا ہے۔

مسیلمہ کے مقابلہ میں لشکرِ اسلام:

مختصر یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سب سے پہلے جو لشکر بھیجا گیا، وہ مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں تھا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (اللہ کی تلواروں میں سے ایک) اس لشکر کے سپہ سالار تھے، جب مسیلمہ سے مقابلہ ہوا تو بڑے بڑے قرأ صحابہ کرامؓ اس جہاد میں شہید ہوئے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت زید بن خطابؓ بھی شہید ہوئے۔

مسیلمہ کذاب اور اس کی قوم نے مسلمانون کا اس طرح ڈٹ کر مقابلہ کیا کہ ایک دفعہ تو مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے، حضرت خالد بن ولیدؓ نے صحابہ کرامؓ کو پھر سے جمع اور مرتب کیا اور ان پر دوبارہ حملہ کیا، حضرت سالمؓ، حضرت علیؓ، حضرت حذیفہؓ اور ایک دوسرے صحابی نے لوگوں سے کہا کہ: لوگو! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس طرح نہیں لڑا کرتے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے آپ کو سنگلوں سے باندھ لیا تاکہ پیچھے نہ ہٹ پائیں، مختصر یہ کہ مسلمانوں کی فوج نے بے جگری سے ان کا مقابلہ کیا، چنانچہ مسلمان، مسیلمہ کذاب اور ان کے ایک لاکھ کے لشکر

کو پیچھے دھکیلتے ہوئے ایک باغ میں لے گئے، تو مسیلمہ کذاب اور اس کی جماعت نے اپنے آپ کو ایک بہت بڑے باغ میں، جس کی چار دیواری اور دروازہ تھا، قلعہ بند کرلیا اور محفوظ ہوگئے۔

قلعہ حدیقۃ الموت کا دروازہ کھولنے کی انوکھی ترکیب!

ایک صحابیؓ نے کہا: اندر سے تو دروازہ اور کنڈا بند ہے، میں تمہیں اس کی تدبیر بتا دیتا ہوں، اگر تم اس پر عمل کرو تو یہ مشکل حل ہوسکتی ہے، وہ یہ ہے کہ مجھے نیزوں پر اُٹھا کر دیوار کے اُوپر سے اندر پھینک دو تو میں کنڈا کھول دوں گا، اگر انہوں نے مجھے شہید بھی کردیا تو کوئی بات نہیں، اور اگر میں شہید ہونے سے پہلے دروازہ کھولنے میں کامیاب ہوگیا تو تم اندر داخل ہوجانا، اور اگر میں شہید ہوجاؤں تو میری جگہ ایک اور آدمی کو اندر پھینک دو، ایک اور کو پھینک دو، ایک اور کو پھینک دو، یہاں تک کہ مسلمان اس قلعہ کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہوجائیں۔

صحابہ کرامؓ نے ان کی رائے سے اتفاق کیا اور ان کو اندر قلعہ میں پھینک دیا، چونکہ ان کا نیزہ اور تلوار ان کے ساتھ تھی اس لئے وہ ان سے لڑتے بھڑتے دروازہ تک پہنچ گئے اور دروازہ کھول دیا، تو مسلمان یلغار کرکے اس کے اندر داخل ہوگئے اور مسیلمہ کے لشکر کو ٹھکانے لگانے میں کامیاب ہوگئے، مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشی بن حربؓ ...جو حضرت حمزہؓ کے قاتل تھے... نے قتل کیا تھا، جس کی صورت یہ ہوئی کہ ان کے پاس ایک حربہ چھوٹا سا نیزہ تھا، اس کو انہوں نے اس طرح پھینک کر مارا کہ مسیلمہ کذاب کے جاکر لگا اور وہ وہیں مردار ہوگیا، اس جنگ میں مسیلمہ کذاب کے بیس ہزار آدمی قتل ہوئے، تو بارہ سو کے قریب حضراتِ صحابہ کرامؓ نے بھی جامِ شہادت نوش کیا۔

ایک صحابیؓ کا ایمان افروز واقعہ:

اس غزوہ کے واقعات تو بہت ہیں، لیکن میں تمہیں ان میں سے ایک واقعہ

سنائے دیتا ہوں، اگرچہ یہ میرے موضوع میں داخل تو نہیں، تاہم چونکہ اچھی بات ہے، اور بھائی! حضراتِ صحابہ کرامؓ کی تو ساری باتیں ہی ایمان افروز ہوا کرتی ہیں، اور ان سے ایمان تازہ ہوتا ہے، اس لئے ان کا سننا اور سنانا ایمان کی تازگی کا باعث ہے، اس لئے سنانا چاہتا ہوں:

ایک صحابی جن کا نام غالباً سہیلؓ ہے، وہ شہید ہوگئے، تو ان کی زرہ (یہ دراصل لوہے کا کڑیوں والا کُرتا ہوتا ہے جسے لڑائی کے وقت پہنا کرتے تھے) کسی نے اُٹھالی اور اسے اُٹھا کر اُونٹ کے کجاوے کے نیچے رکھ دیا، تو وہ شہید صحابیؓ ایک دوسرے صحابی کے خواب میں آئے اور کہا کہ: امیرِ لشکر حضرت خالد بن ولیدؓ کو میرا یہ پیغام دے دو کہ میری زرہ فلاں آدمی نے چرالی ہے اور فلاں جگہ ہنڈیا کے نیچے رکھی ہوئی ہے، اس کے اُوپر کجاوہ رکھا ہوا ہے، اور کسی کو اس کا پتہ نہیں، اس لئے وہ اس سے وصول کرکے میرے وارثوں کو پہنچائیں، اور جب تم لوگ مدینہ طیبہ واپس جاؤ تو حضرت ابوبکرؓ کو میرا سلام کہو اور کہو کہ میرے غلاموں میں سے دو غلاموں کو آزاد کردیا جائے، جب حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس صحابی کے خواب اور پیغام کا بتایا گیا اور حضرت خالد بن ولیدؓ تحقیق و تفتیش کے لئے اس مطلوبہ جگہ پہنچے تو واقعی ٹھیک جہاں زرہ رکھی تھی اس کی نشاندہی کی گئی تھی، کجاوہ اُٹھایا تو نیچے زرہ پڑی ہوئی تھی، انہوں نے کہا کہ: یہ ان کی کرامت ہے کہ یہ خواب بالکل سچا ثابت ہوا۔

مرنے کے بعد وصیت اور اس پر عمل:

یہ لشکر جب واپس ہوا اور خلیفۃ الرسولؐ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان صحابی کا قصہ اور ان کی وصیت ذکر کی گئی تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کے دو غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ اسلام میں ایک واحد مثال ہے کہ مرنے کے بعد وصیت کی گئی اور اُسے نافذ کیا گیا، ورنہ ایسا ہوتا نہیں ہے، کیونکہ وصیت تو زندگی میں ہوتی ہے، مرنے کے بعد تھوڑی وصیت ہوتی ہے؟

خیر تو میں عرض کر رہا تھا کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بھیجے ہوئے لشکر نے ان مرتدین سے مقابلہ کیا تب پتہ چلا کہ یہ جھنڈا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا جاتا تھا، اور ارشادِ الٰہی: "يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ" میں جو چھ صفات ذکر کی گئی تھیں، اس کا مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں۔ اسی طرح یہ تمغہ جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا، یہ بھی انہیں کے حصہ میں آیا۔

ایک نکتہ:

یہاں ایک نکتہ ذکر کرتا ہوں، وہ یہ کہ میں نے حضرت علیؓ کے بارے میں غزوۂ خیبر کی حدیث ذکر کی تھی، اس میں یہ فرمایا گیا تھا کہ: "يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ" یعنی جس شخص کو میں جھنڈا دوں گا، وہ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ، اس سے محبت رکھتے ہوں گے۔ مگر یہاں مرتدین سے مقابلہ کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ" اللہ ان سے محبت رکھے گا اور وہ اللہ سے محبت رکھیں گے۔ کیا آپ حضرات کو ان دونوں کا فرق سمجھ میں آیا؟ اگر نہیں آیا تو میں سمجھاتا ہوں، وہ یہ کہ:

حضرت علیؓ کے بارے میں فرمایا تھا کہ: "يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" کہ وہ آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ، اس سے محبت رکھتے ہوں گے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت:

دوسری طرف مرتدوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو لانے کا وعدہ

فرمایا، اس کے بارے میں فرمایا: ”یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ“ یعنی اللہ کو ان سے محبت ہے، اور ان کو اللہ سے محبت ہے۔ یہاں رسول اللہ کا ذکر نہیں کیا، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی اللہ ہی کی محبت ہے، اور جس کو اللہ سے محبت ہوگی اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت ہوگی، یہ لازم وملزوم ہیں، اور کبھی ایسا بھی کر دیا جاتا ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک کو ذکر کر دیا جاتا ہے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ حدیث میں حضرت علیؓ کی اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کو پہلے ذکر فرمایا اور فرمایا کہ: وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوگا، اس کے بعد فرمایا گیا کہ: ”وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ“ لیکن یہاں ترتیب الٹی ہے، یہاں اللہ کا ان سے محبت رکھنا پہلے ذکر کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے، گویا یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں: ”وَیُحِبُّوْنَہٗ“ اور وہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے عاشق اور محبِّ صادق بھی ہیں۔

حضرت علیؓ اور حضرت صدیقؓ کے مقام کا فرق:

مطلب یہ ہے کہ ایک ہے اللہ تعالیٰ کی نظر میں محبوب ہونا اور ایک ہے اللہ کا محبّ ہونا، حضرت علیؓ کے بارہ میں فرمایا کہ وہ محبّ پہلے ہیں اور محبوب بعد میں ہیں، اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں فرمایا کہ: وہ محبوب پہلے ہیں، اور محبّ بعد میں ہیں، کیا خیال ہے؟ دونوں کے درمیان میں فرق سمجھ میں آیا؟

یہ تو ظاہر ہے جو اللہ کا محبّ ہوگا وہ حق تعالیٰ کا محبوب بھی ہوگا، اور جو اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوگا وہ محبّ بھی ہوگا، یہ دونوں باتیں لازم وملزوم ہیں لیکن زہے سعادت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاؓ کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوبیت کا تمغہ پہلے دیا اور محبّ ہونے کا تمغہ بعد میں دیا، محبوب پہلے نمبر پر اور محبّ بعد میں۔

عمرؓ، مرادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

یہ وہی بات ہے جو صحابہ کرامؓ حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے، فرماتے تھے کہ ہم لوگ آئے تھے اور عمرؓ لائے گئے ہیں، ہم مریدین بن کر آئے تھے اور وہ مراد بن کر لائے گئے ہیں۔ تو ایک تو یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے محبّ بھی ہیں۔

ایک اور نکتہ:

مرتدین کے مقابلہ میں آنے والی جماعت کی تیسری اور چوتھی صفت یہ ذکر فرمائی گئی تھی کہ: "اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ، اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ" اہل علم اور اربابِ مدارس علماً جانتے ہیں کہ "عزیز" کا لفظ اُوپر کے لئے آتا ہے اور "ذلیل" کا لفظ نیچے کے لئے آتا ہے، چنانچہ ان کی صفت یہ ہوگی کہ "وہ مؤمنوں کے لئے ذلیل ہوں گے" ظاہر ہے کہ ذلیل اُوپر تو نہیں ہوتا نیچے ہی ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ وہ اُوپر ہونے کے باوجود مؤمنوں کے سامنے سر جھکا کر رہیں گے، یعنی ان کی تواضع کا یہ عالم ہوگا کہ سب کچھ ہونے کے باوجود، علم و فضل کے باوجود، اپنی محبوبیت اور محبت کے باوجود وہ ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کے ساتھ بھی نیچا ہوکر یعنی تواضع کرکے رہیں گے اور اپنے آپ کو اُونچا نہیں کہیں گے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا پہلا خطبہ:

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے خلیفۂ رسولؐ بننے کے بعد جو پہلا خطبہ دیا تھا، اس میں انہوں نے فرمایا تھا: لوگو! مجھے تمہارے معاملات کا والی بنادیا گیا ہے، میں تم سے اچھا نہیں ہوں، میں تم سے اچھا نہیں ہوں، اگر میں سیدھا چلوں تو میری مدد کرو اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کرو۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تواضع:

حضرت صدیق اکبرؓ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی بعض بڑی بوڑھیوں کا پانی بھر کے دیا کرتے تھے، جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بنا دیئے گئے تو انہوں نے کہا کہ اب ہمارا پانی کون بھرا کرے گا؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا: میں بھر دیا کروں گا، اب بھی بھر دوں گا! یہ تھی آپؓ کی تواضع، انکساری، عاجزی، نیازمندی اور مسلمانوں کے سامنے اپنے آپ کو نیچا کرنا۔ ٹھیک اسی طرح سیدنا عمر فاروقؓ کا حال تھا، ...لوگوں کو دبدبۂ فاروقی تو یاد ہے لیکن انہیں حضرت فاروق اعظمؓ کی تواضع یاد نہیں ہے...ان کو فاروقیؓ دُرّہ تو یاد ہے کہ ہر وقت کندھے پر رہتا تھا، چنانچہ ان کے دبدبہ سے بڑے بڑے بھی تھر تھر کانپتے تھے، مگر ان کا خوف و خشیت یاد نہیں....

انہوں نے بھی پہلے خطبے میں فرمایا تھا: سنو! تم میں سے جو زیادہ طاقت ور ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے، جب تک کہ میں اس سے کمزور کا حق وصول نہ کرلوں، اور جو تم میں سے کمزور ہے وہ میرے نزدیک طاقتور ہے جب تک کہ اس کا حق ادا نہ کردوں۔

بلاشبہ یہ حضرات مؤمنوں کے سامنے اپنے آپ کو اتنا نیچا کرنے والے اور اتنا پست کرنے والے تھے، ایسا لگتا تھا کہ ان کا اپنا کوئی وجود ہی نہیں ہے، ان کی پوری زندگیوں میں ایسا کوئی ایک واقعہ بھی پیش نہیں آیا کہ کبھی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ یا سیدنا امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے کسی مسلمان کے سامنے اپنی بڑائی کا اظہار کیا ہو، اور اپنے آپ کو بڑا ظاہر کیا ہو، مؤمنوں کے لئے تو اتنا متواضع تھے، لیکن: "اَعِزَّةٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ" کافروں کے مقابلہ میں عزیز و سربلند ہو کر کے رہے، کبھی سر نیچا نہیں کیا۔

حضرت عمرؓ کا دبدبہ اور رومی قاصد:

حضرت رومیؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر ابن الخطابؓ کی خدمت میں شاہِ روم کا قاصد اور سفیر آیا، مدینے میں آکر پوچھنے لگا کہ مسلمانوں کے خلیفہ کا محل کونسا ہے؟ یعنی ''قصرِ خلافت'' کون سا ہے؟

ایک بات درمیان میں کہہ دوں، مجھے معاف کرنا صرف ایک ہی فقرہ کہتا ہوں وہ یہ کہ ہم لوگ یہ بھول گئے کہ ہماری شان وشوکت ان مادّی ترقیات میں نہیں ہے، مگر افسوس کہ ہم نے کافروں کی طرح محلات میں، بلڈنگوں میں اور نمائشی چیزوں میں شان وشوکت ڈھونڈنا شروع کردی، بھائی! ہماری شان وشوکت ان چیزوں میں نہیں ہے۔

خیر، تو جب رومی قاصد نے پوچھا کہ قصرِ خلافت کون سا ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ: امیر المؤمنین کا کوئی محل نہیں، آپ مسجد میں رہتے ہیں، وہیں جاکر دیکھ لو، وہ مسجد میں گیا وہاں نہیں ملے، وہاں کوئی آدمی موجود تھا اس سے پوچھا کہ: امیر المؤمنین کہاں ہیں؟ کہنے لگا کہ: صدقے کا اونٹ گم ہوگیا ہے، اس کو تلاش کرنے کے لئے جنگل کی طرف گئے ہیں۔

ہیبتِ فاروقیؓ:

حضرت عمرؓ صدقہ کا اُونٹ ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گئے، مگر اُونٹ نہیں ملا، دوپہر کا وقت ہوگیا، تو ایک درخت کے سائے میں پتھر سر کے نیچے رکھ کر سوگئے، رومی سفیر بھی انہیں ڈھونڈتا ڈھونڈتا وہاں پہنچا، دیکھا تو امیر المؤمنین اس وقت سو رہے ہیں، نہ کوئی ہتھیار پاس ہے اور نہ کوئی پہرے دار! مگر جیسے ہی سفیر وہاں پہنچا اور آپؓ پر نظر پڑی تو تھر تھر کانپنے لگا، مولانا رومیؒ اس مقام پر فرماتے ہیں:

ہیبتِ حق است ایں از خلق نیست

یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے، بندۂ مخلوق کی طرف سے نہیں، گودڑی پہنا فقیر جو ایک درخت کے نیچے بغیر کسی چادر کے لیٹا ہوا ہے، یہ اس کی ہیبت نہیں بلکہ یہ ہیبتِ ربانی ہے!

کافروں کے مقابلے میں ایسے سخت اور ایسے سربلند کہ کبھی کسی کافر کے مقابلے میں سر نیچا کرنا سیکھا ہی نہیں، سَر کٹ سکتا ہے مگر جھک نہیں سکتا۔

کفر کے وار کا انداز!

یہاں مجھے ایک لطیفہ یاد آیا وہ یہ کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی آپس میں لڑائیاں ہوئیں، اس وقت کے شاہِ روم کو پتہ چلا تو اس نے سوچا کہ مسلمانوں کے درمیان اختلاف ہے اور مسلمانوں سے انتقام لینے کا یہ بہترین موقع ہے۔

یاد رکھو! کفر ہم پر سیدھا وار کر کے کبھی بھی غالب نہیں آیا، جب بھی کفر نے ہم پر حملہ کیا ہے، ہمارے درمیان پھوٹ ڈال کر ہی کیا ہے، یعنی مسلمانوں کے درمیان اختلافات پیدا کر کے، ان کو آپس میں لڑا کر وہ ہمارے مقابلے میں آیا ہے، اللہ کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ آج بھی اگر مسلمان متحد ہو جائیں، چاہے ان کے پاس کچھ بھی نہ ہو، ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا، حتیٰ کہ اگر امریکہ بہادر بھی ان پر حملہ کرے گا تو کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ کفر نے جب بھی ہم پر حملہ کیا ہے، یا جب بھی وہ ہمارے خلاف میدان میں آیا ہے، ہمیں لڑا کر آیا ہے، جیسا کہ اب افغانستان میں مجاہدین کو (آپس میں) لڑا رہا ہے۔

حضرت معاویہؓ کا شاہِ روم کو جواب:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب پتہ چلا کہ شاہِ روم کے ارادے بد ہیں، اور ہمارے اختلافات سے فائدہ اُٹھا کر حضرت علیؓ کے کیمپ پر حملہ کرنا چاہتا ہے، تو حضرت معاویہؓ نے اس کو خط لکھا جس کو لسان العرب میں نقل کیا گیا ہے، اسی طرح

ہمارے مفتی شفیع صاحبؒ نے ''مقامِ صحابہ کرامؓ'' میں بھی اس کو نقل کیا ہے۔ اس خط کا یہ مضمون تھا کہ: ''او نصرانی (کتے)! مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ تم میرے اور میرے بھائی علیؓ کے درمیان اختلاف سے فائدہ اٹھا کر ان پر حملہ کرنا چاہتے ہو، تمہیں یہ یاد رہنا چاہئے کہ اگر تم نے ایسا کرنے کا سوچا تو میں اپنے ابنِ عم (چچازاد بھائی) سے صلح کرلوں گا اور ان کی فوج میں شامل ہوکر تمہارے مقابلے میں آؤں گا، اور علیؓ کی فوج کے پہلے سپاہی کا نام معاویہ ہوگا جو تم پر حملہ کرے گا۔ تو یہ معنی ہے: ''اَعِزَّةٍ عَلَی الْكَافِرِيْنَ'' کا کہ کافروں کے مقابلے میں سربلند رہیں گے، کبھی سر نیچا نہیں کریں گے۔

سازشی مسلمان نہیں کافر ہوتے ہیں:

یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مسلمان سازشیں نہیں کیا کرتے، اور ہمارے اندرونی طور پر خفیہ منصوبے نہیں ہوتے، ہم سازش کے ذریعہ کبھی کامیابی حاصل نہیں کرتے، ہاں! باطل ہمیشہ سازش کے ذریعہ کامیاب ہوتا ہے، مسلمان کبھی سازشیں نہیں کرتے بلکہ کھلے عام ڈٹ کر مقابلہ کیا کرتے ہیں اور: ''يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ.'' (جہاد کریں گے اللہ کے راستے میں) کے مصداق مسلمان مجاہد ہوں گے۔ اور مجاہد بھی ''المجاهد في سبيل الله!'' یعنی اللہ کی راہ کے مجاہد۔

''کارِ مُلّاَ فی سبیل اللہ فساد'' کہنے والے:

مجھے ذرا سی گستاخی کی اجازت دیجئے تو عرض کروں کہ آج کل تم لوگوں نے ایک نعرہ بلند کیا ہے کہ: ''کارِ مُلّاَ فی سبیل اللہ فساد!'' لیکن قرآن کہتا ہے: ''فی سبیل اللہ جہاد'' اگر یہ چیز، جس کو اللہ تعالیٰ: ''يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ'' فرمارہے ہیں، اگر ...نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ... فساد ہے، تو مجھے یہ بتاؤ پھر اصلاح کس چیز کا نام ہے؟ ایسا نعرہ لگانے والوں سے کہوں گا کہ تم نے مُلّاَ کا نہیں اللہ کے قرآن کا مذاق اُڑایا ہے، تم اپنے ایمان کی فکر کرو...!

ہر آدمی اپنی ذہنی سطح پر:

ابھی پرسوں کی بات ہے، میں صبح کے وقت خطوں کے جواب لکھ رہا تھا، ان میں سے ایک خط ایسا بھی تھا جس میں اس نے کچھ اُلٹی سیدھی باتیں لکھیں، اور اسی میں ایک یہ بات بھی لکھی کہ:

> ''مجھے میرے دوستوں نے بتایا ہے کہ جب تک بڑے بڑے سرمایہ داروں سے سفارش نہیں کراؤ گے اس وقت تک تمہیں تمہارے خط کا جواب نہیں ملے گا۔''

افسوس! کہ دنیا میں ایسے ایسے سمجھ دار لوگ بھی موجود ہیں؟ میں نے اس کے جواب میں لکھا کہ:

> ''آپ کے دوستوں نے صحیح کہا ہے، اس لئے کہ ہر آدمی اپنی ذہنی سطح پر سوچنے پر مجبور ہوتا ہے، وہ کیڑا جو غلاظت کے اندر رہتا ہے، اس کا زمین و آسمان وہی ہے، وہ اس سے زیادہ سوچ ہی نہیں سکتا، وہ کیڑا جو پتھر کے اندر رہتا ہے وہ نہیں سوچ سکتا کہ دنیا اس سے زیادہ بھی وسیع ہوسکتی ہے، اس لئے کہ تم لوگ اپنی ذاتی منفعت، ذاتی ضروریات، وجاہت، مال و جاہ یا اسی طرح کسی دوسرے دنیاوی مفاد سے ہٹ کر سوچ ہی نہیں سکتے، تمہاری سمجھ میں یہ آ ہی نہیں سکتا کہ کوئی آدمی خالص اللہ کی رضا کے لئے بھی اس زمانے میں کام کرسکتا ہے؟ یہ تمہاری عقل میں نہیں آسکتا؟ میں تمہیں معذور سمجھتا ہوں، اللہ کا شکر ہے جو کچھ کرتا ہوں محض رضا الٰہی کے لئے کرتا ہوں، واللہ! کوئی مقصد نہیں، نہ کوئی سیاسی مقصد ہے، نہ کوئی عزت کا مقصد ہے، نہ کوئی

وجاہت کا مقصد ہے، نہ کوئی روٹی کا مقصد ہے، بلکہ اللہ کا شکر ہے تم سے زیادہ اچھی مل رہی ہے اور اتنی آرام سے مل رہی ہے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔"

دنیا میں جنت کا مزہ:

میں تمہیں ایک لطیفہ سناتا ہوں کہ ایک بار میں بیٹھا تھا کہ ایک ساتھی کہنے لگا: کیا حال ہے؟ میں نے کہا: ہمارا حال کیا پوچھتے ہو؟ چونکہ وہ میری بات کا مطلب نہ سمجھ پایا تھا، اس لئے اس نے سمجھا کہ شاید اس کو کوئی تکلیف ہے یا یہ دکھی ہے؟ اگرچہ بظاہر اس کو کوئی تکلیف نظر نہ آئی تاہم مجھے کہنے لگا: کیا بات ہے؟ کیا بڑھاپا آگیا ہے؟ میں نے کہا: میرا بھائی! تم نے میرا مطلب ہی نہیں سمجھا، اس لئے کہ اگر جنت کے اندر رہتے ہوئے آپ کسی جنتی سے پوچھیں: کیا حال ہے؟ تو اس کا جو جواب ہوگا وہی میرا جواب ہے، یعنی جنتی سے جنت کے اندر رہتے ہوئے پوچھیں گے کہ: کیا حال ہے؟ تو وہ بھی یہی کہے گا کہ ہمارا کیا حال پوچھتے ہو؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے اللہ تعالیٰ نے زندگی میں جنت کا مزہ عطا کردیا ہے، مجھے کوئی تکلیف نہیں اور دنیا کی کوئی فکر نہیں، کوئی فاقہ نہیں ہے، اب میں تمہیں کیا بتاؤں کہ کیا حال ہے؟ میں تو تمہیں جنتی والا ہی جواب دے سکتا ہوں۔

تم لوگ تو جانتے ہی نہیں کہ زندگی کیا ہے؟ اور زندگی کا مزہ کیا ہے؟ زندگی کی حقیقت کیا ہے؟ تم تو اپنی ذہنی سطح سے اُوپر سوچنے سے ہی معذور ہو، اس لئے تم کہتے ہو: "کارِ مُلاَّ فی سبیل اللہ فساد!" نعوذ باللہ! ثم نعوذ باللہ!

یہی وجہ ہے کہ جو کام بھی دین کے نام پر کیا جائے تم کہتے ہو، یہ اغراض و مقاصد کے لئے ہے۔

تحریک ۱۹۵۳ء کے اغراض و مقاصد:

ابھی آپ لوگوں نے پڑھا ہوگا، جسٹس جاوید اقبال، جو ہماری عدالت کا

معزز رکن بھی رہا ہے، اور اس میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ علامہ اقبال کا نطفہ ہے، مجھے معاف کیجئے میں یہی لفظ استعمال کرتا ہوں اور جان بوجھ کر استعمال کرتا ہوں، اس نے کہا کہ: ''۱۹۵۳ء کی تحریک سیاسی اغراض کے لئے چلائی گئی تھی!''

حیف! صد حیف ہے! اُن لوگوں پر جو یہ کہتے ہیں کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک سیاسی اغراض کے لئے چلائی گئی تھی، اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ تحریک ان لوگوں نے چلائی تھی جن کی شکل دیکھنا جنت میں داخل ہونے کی ضمانت تھی، یعنی جن کی شکل دیکھنے سے جنت ملتی تھی، ایسے اللہ کے مخلص بندوں نے یہ تحریک چلائی تھی۔ یہ اللہ کے وہ مخلص بندے تھے جنہوں نے اپنے نام، نمود، نمائش اور تمام چیزوں کا پتہ کاٹ دیا تھا، ان کے ہاں یہ چیزیں تھیں ہی نہیں، تم جانتے ہو! امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مجاہدِ ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور اس سطح کے دوسرے ان اکابرؒ نے یہ تحریک چلائی تھی کہ خدا کی قسم! اگر ان کی جوتیاں سر پر رکھ لیں تو ہمیں جنت نصیب ہوجائے۔ تم کہتے ہو کہ یہ سیاسی اغراض کے لئے تھی، میں واشگاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ مرزائیوں نے تمہیں لقمہ دیا ہے، اور تم نے ان کی بولی بولنا شروع کردی ہے، عقل و دماغ اللہ نے تمہیں بھی دیا ہے، ذرا بتلاؤ کون سا سیاسی مقصد تھا؟ جس کے لئے یہ تحریک چلائی گئی تھی؟ مجھے ذرا بتاؤ تو سہی؟ میرے سوال کا جواب دو! سیاسی تجزیہ کرکے بتلاؤ کہ کیا اغراض تھیں؟ جانتے بھی ہو کہ سیاست کیا ہوتی ہے؟ ہاں! میں جانتا ہوں، اگرچہ میں سیاسی آدمی نہیں ہوں، میں تو شروع سے مُلّاں ہوں، مسجد میں بیٹھتا ہوں، باہر پنڈالوں، میدانوں اور باغوں باغیچوں میں جو جلسے کرتے ہیں، میری طبیعت وہاں نہیں چلتی، مسجد میں چلتی ہے، مُلّاں ہوں، خاص خدا کے گھر میں بیٹھ کر مجھے بات کرنا آتی ہے، لیکن الحمدللہ! تم سے سیاست زیادہ جانتا ہوں، تمہیں یہی معلوم نہیں کہ سیاست کس چیز کا نام ہے؟ تم نے ذاتی مفادات اور اغراض و مقاصد کے حصول کا نام سیاست رکھ لیا ہے، یہ سیاست نہیں ہے، یہ قوم کو دھوکا دینا ہے، تم قوم کو کھلونا بناتے

ہو، اس سے کھیلتے ہو، تم نے قوم کو بازیچۂ اطفال اور فٹ بال بنایا ہوا ہے، کیا اس کا نام سیاست ہے...؟

میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "**یجاھدون فی سبیل اللّٰہ**" وہ جہاد کریں گے اللہ کے راستے میں: "**ولا یخافون لومۃ لائم**" اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے، چاہے جاوید اقبال ہو یا کوئی اور، شوکت حیات ہو یا دولتانہ، ناظم الدین ہو یا آج کا صدر محمد اسحٰق خان، وزیراعظم نواز شریف ہو یا بے نظیر، امریکہ بہادر ہو یا ملکہ برطانیہ، الحمدللہ! ہمیں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں ہے، صرف ایک ذات پر نگاہ ہے، اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات! صرف اور صرف یہی غرض ہے کہ وہ راضی ہوجائے اور بس! مسجد اور خانۂ خدا میں بیٹھا ہوں اور حلفاً کہتا ہوں کہ ایک پیسے کا لالچ نہیں، اور ایک آدمی کو اپنے ساتھ ملانے کا لالچ نہیں، تم نے سمجھا ہی نہیں، تم نے جانا ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بندے کیسے ہوتے ہیں؟ ارے تم نے اللہ کے بندے دیکھے ہی نہیں:

گل کو ناز ہے اپنی نزاکت پر چمن میں اے ذوقؔ
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے!

تم نے آدمی دیکھے ہی نہیں، تمہیں معلوم ہی نہیں کہ آدمی کون ہوتے ہیں؟ تم نے تو اس بھیڑ کو جو بازاروں میں پھر رہی ہے اور یہ جو اسمبلیوں میں بیٹھتی ہے، جو امریکہ اور برطانیہ کے طواف کرتی ہے، اس بھیڑ کو انسان سمجھ لیا ہے۔ میرے بھائی! یہ آدمی نہیں ہیں، یہ آدمیوں کی شکلیں ہیں بلکہ گستاخی معاف! یہ بھیڑیئے ہیں جو انسانوں کے لباس میں ہیں۔

تم نے آدمی نہیں دیکھے، کبھی آؤ اور آ کر آدمیوں کے پاس بیٹھو، لیکن تمہیں اپنی انا چھوڑ کر مسجد کی چٹائی پہ آنا ہوگا، چٹائی پر بیٹھنا ہوگا، پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ آدمی کون ہیں؟ اور سکونِ قلب کی دولت کس کے پاس سے ملتی ہے؟:

تمنا دردِ دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

خیر بات دوسری طرف چلی گئی، میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے، مگر تم کہتے ہو: ''کارِمُلاَّ فی سبیل اللہ فساد!''

جہاد کی قسمیں:

یاد رکھو! جہاد تین قسم کا ہوتا ہے:

اول:... مال کے ساتھ جہاد ہوتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: ''وَجَاهِدُوْا بِأَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ.'' قرآن کریم میں بار بار آتا ہے کہ مال کے ساتھ جہاد ہوتا ہے اور صحابہ کرامؓ نے مالی قربانیوں کے ایسے ریکارڈ قائم کئے اور ایسی مثالیں پیش کیں کہ کوئی ان کو نہیں دُہرا سکتا، میں یہاں ان تفصیلات کو ذکر نہیں کرنا چاہتا۔

دوم:... زبان و قلم سے جہاد ہوتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''یوزن یوم القیامة مداد العلماء بدم الشهداء!'' (احیاء العلوم ج:۱ ص:۶، طبع بیروت)

ترجمہ:... ''قیامت کے دن علماً کے قلم کی سیاہی شہداً کے خون سے تولی جائے گی۔''

یعنی علماً کے قلم کی روشنائی شہیدوں کے خون سے تولی جائے گی، باطل کے مقابلہ میں قلم اور زبان کے ساتھ جہاد کرنا اور کبھی باطل کے ساتھ مصالحت نہ کرنا۔

سوم:... تیسرا درجہ یہ ہے کہ اگر ضرورت ہو تو بارگاہِ الٰہی میں نذرانۂ سر پیش کردینا اور جان کی قربانی پیش کردینا۔

اللہ کا شکر ہے کہ اللہ کے بندے تینوں قسم کے جہاد کے لئے تیار ہیں، اور ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔ اگرچہ انہیں کوئی: سر پھرا کہے، کوئی: مذہبی جنونی کہے، اور کوئی: سیاسی اغراض و مقاصد کا طعنہ دے، کوئی کچھ کہے، کوئی کچھ کہے، بلکہ جس کے منہ میں جو آئے کہے، مگر وہ: "وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ" کے مصداق کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے، اور یہ ان کا کمال نہیں بلکہ: "ذَالِکَ فَضْلُ اللهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ" یہ اللہ کا فضل ہے دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں۔ ہاں! یہ ہر ایک کو نہیں ملتا، یہ دولتِ عظمیٰ ہر ایک کو تھوڑی دیتے ہیں؟ "وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ." اللہ بڑی وسعت والا اور بڑے علم والا ہے۔

اس آیت کریمہ کے سب سے پہلے مصداق حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کی جماعت کے حضرات تھے، اس لئے کہ جب پورے عرب میں ارتداد کی آگ پھیل گئی تھی اور گیارہ قسم کے قبائل مرتد ہوگئے تھے تو اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فراست اور حضرت خالدؓ کی تلوار کے ذریعہ اس ارتداد کا قلع قمع کیا گیا، دو سال بعد جب حضرت ابوبکر صدیقؓ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جاکر ملتے ہیں اور ان کی بارگاہ میں سلام کرتے ہیں، تو گویا دو سال کے بعد غلام اپنے آقا کی خدمت میں اس طرح سرخرو ہوکر حاضر ہوتا ہے کہ پورا عرب دوبارہ اسلام کے زیرنگیں تھا اور صدیقی فوجیں فارس اور روم کا مقابلہ کررہی تھیں۔

خلاصہ یہ کہ آپؓ ہی پہلے مصداق تھے اور وہ چھ کی چھ صفات اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی ذات میں جمع کردی تھیں۔

اس کے بعد بھی مختلف زمانوں میں ارتداد کے فتنے ظاہر ہوتے رہے، اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدے اور پیش گوئی کے مطابق ان مرتدین کے مقابلے میں بھی

ایک ایک قوم کو لاتا رہا، مگر ان سب کے پہلے قائد، پیشوا اور امام حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے، بعد میں آنے والے سب کے سب ان کے پیچھے نیت باندھ کر کے کھڑے نظر آتے ہیں۔

اس دور میں اس آیت کا مصداق:

حضرت امیرِ شریعت مولانا سیّد عطأ اللہ شاہ بخاریؒ کا جلسہ تھا اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی تقریر تھی، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے یہی آیتِ کریمہ پڑھی اور بھرے جلسے میں اعلان کیا کہ: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آج اس آیت کا مصداق عطأ اللہ شاہ بخاریؒ کی جماعت ہے...!''

اس سلسلے میں مجھے مزید کچھ باتیں کہنا تھیں لیکن چونکہ وقت بہت زیادہ ہوگیا ہے، اس لئے صرف ایک بات کہہ کر اپنی معروضات ختم کرتا ہوں، تفصیلات ہمارے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب اور دوسرے احباب آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔

زندگی کے دو میدان:

ایک بات کہنا چاہتا ہوں توجہ سے سنو! وہ یہ کہ زندگی کے دو میدان ہیں، یا یوں کہو کہ آدمی اپنی زندگی میں جو محنت کرتا ہے، اس کے دو میدان ہیں۔

اول:... دنیا میں دنیا کے لئے محنت کرنا، مثلاً: کسی کی پچاس، ساٹھ سال کی عمر تھی یا جتنی بھی مقدر تھی، وہ اس پوری کی پوری عمر میں دنیا کے لئے محنت کرتا رہا، لیکن جب وہ اس دنیا سے گیا تو سب کچھ یہاں چھوڑ گیا، اور خود خالی ہاتھ چلا گیا، ملازمتیں حاصل کیں، بڑے بڑے عہدے حاصل کئے، اُونچے اُونچے منصب حاصل کئے، اور اُونچی اُونچی پروازیں کیں، لیکن جاتے ہوئے کوئی چیز بھی ساتھ نہیں گئی، یہ ہے دنیا کی محنت دنیا کے لئے، جس کو قرآن کریم نے خسارہ کی محنت اور گھاٹے کا عمل

قرار دیتے ہوئے فرمایا: "قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا" (میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے زیادہ خسارے کے عمل والے کون سے ہیں؟ "اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا." وہ لوگ جن کی ساری محنت دنیا میں برباد ہوگئی اور وہ شریف آدمی یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بڑا اچھا کام کررہے ہیں۔ تو زندگی کا ایک رُخ تو یہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں دنیا کے لئے محنت کی جائے، چونکہ یہ نقد ہے اور ادھار نہیں ہے، اور چونکہ یہ آنکھوں سے نظر آنے والی ہے کوئی غیب کی چیز نہیں، اس لئے میں اور آپ بلکہ ساری دنیا کا رُخ اس طرف ہے، اس لئے اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

دوم:... دوسری محنت اور محنت کا میدان یہ ہے کہ دنیا میں آخرت کے لئے محنت کی جائے، پھر آخرت میں بہت سی چیزیں ہیں، لیکن سب سے بڑی چیز یہی ہے کہ: "يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ" کا اعزاز حاصل ہوجائے، یعنی اللہ راضی ہوجائے اور ہم اللہ سے راضی ہوجائیں، جیسا کہ صحابہ کرامؓ کے بارہ میں فرمایا: "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ" اللہ ان سے راضی، اور وہ اللہ سے راضی، محنت کے لئے اللہ نے بہت سے راستے رکھے ہیں، یعنی دنیا کی محنت کے لئے بہت سے راستے ہیں، مثلاً: محنت کا راستہ تجارت بھی ہے، تعلیم بھی ہے، اور فلاں اور فلاں بھی ہے، حد تو یہ ہے کہ ہیروئن کی خرید و فروخت بھی ایک راستہ ہے، چاہے پکڑے ہی کیوں نہ جائیں۔

اسی طرح آخرت کی محنت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سے شعبے رکھے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں اور میری بات کو یاد رکھو، دین کے جس شعبے میں جو آدمی کام کررہا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے لشکر کا سپاہی ہے اور قابلِ احترام ہے۔ یہ معمولی سپاہی اور کانسٹیبل جو سرکاری وردی میں ہوتا ہے، اگر کوئی اس کی یا اس کی وردی کی توہین کرے، اس وردی کی توہین کرنے والا سرکاری مجرم کہلائے گا۔ اس لئے جتنے بھی اہل ایمان ہیں اور دین کے کسی بھی شعبے میں کام کررہے ہوں ان کو لائق احترام سمجھو۔ یہ بات دوسری ہے کہ جس طرح تجارت کے بعض شعبے زیادہ نفع بخش ہوتے ہیں اور بعض کم،

اسی طرح ان کے بعض شعبے بعض سے اہم ہوتے ہیں اور بعض میں دوسرے کی نسبت منفعت زیادہ ہوتی ہے۔

قادیانیوں سے مقابلہ کا اجر وثواب:

قادیانیوں سے مقابلہ کرنا، قرآن کریم کی اس آیت کی رو سے ان چھ انعامات کے ملنے کی سند اور ضمانت ہے، جو شخص چاہے وہ سرکاری افسر ہو یا عام آدمی، تاجر ہو یا مزدور، وکیل ہو یا جج، مُلاّ مولوی ہو یا مسٹر، غرض جو شخص بھی یہ چاہے کہ وہ اس آیت کا مصداق بن جائے یا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی معیت اور ان کی اقتدا میں اس آیتِ شریفہ کی بشارت کا مستحق بن جائے، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس زمانے میں غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت اور اس کی ذریتِ خبیثہ کا مقابلہ کرے، مقابلے کی کیا کیا شکلیں ہیں؟ اب میں ان شکلوں کو بھی پیش کرتا، مگر افسوس کہ وقت ختم ہوگیا ہے، اس لئے میں انہی الفاظ پر ختم کرتا ہوں اور ان چیزوں کو اپنے دوستوں پر چھوڑتا ہوں!

وما علینا الا البلاغ

(بشکریہ ماہنامہ لولاک ملتان)

عقیدۂ ختم نبوت کا منکر
ملعون و مردود ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین اما بعد!

سب سے پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے اور ہمارے حضرت امیر دامت برکاتہم کی طرف سے میں آپ تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں، شکریہ تو ایک رسمی چیز ہے اور عموماً لوگ کیا ہی کرتے ہیں، مگر میرے شکریہ کا مدعا یہ ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کی نسبت سے حق تعالیٰ شانہ نے ہمیں یہاں جمع ہونے کا موقع بخشا اور توفیق عطا فرمائی ہے، حق تعالیٰ شانہ اس پاک ذات کی برکت سے ہمیں اپنے فضل و کرم سے جنت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے میں جمع فرمائے۔ آپ سب حضرات کہیے: آمین! اور انشاء اللہ قبول ہوجائے تو میری اور آپ کی نجات کے لئے اتنا کافی ہوجائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے مسلمانوں کے جلسے کا اجتماع ہوا تھا اور فلاں اور فلاں اسی نسبت سے اس میں شریک ہوئے تھے۔

صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے جمع ہوئے، حدیث تو لمبی ہے، مگر یہاں میں صرف اس کا ایک جملہ نقل کرنا چاہتا ہوں کہ: حق تعالیٰ شانہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ: میں نے ان سب کی بخشش کردی! فرشتوں

نے عرض کیا: یا اللہ! ایک بندہ چلتے چلتے سرِ راہ ان میں بیٹھ گیا، وہ تو ان میں سے نہیں تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان سب کے ساتھ اس کی بھی بخشش کردی، اس لئے کہ: ''اُولٰئِکَ قَوْمٌ لَّا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ'' یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والوں کو بھی محروم نہیں رکھا جاسکتا۔

یہ میرے ان اکابر کا قافلہ ہے جنھوں نے مشکل وقت میں ختم نبوت کا جھنڈا بلند کیا ہے، یہ میرے ان بزرگوں کا قافلہ ہے جن کے ہاتھ میں امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت کا جھنڈا دے کر ان کو ''امیرِ شریعت'' کا خطاب دیا، امیرِ شریعت سیّد عطاءُ اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہٗ کو صرف یہ خطاب ہی نہیں دیا بلکہ انہوں نے خود ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔

میرے شیخ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ فرماتے تھے: ''بیعت کرنے والوں میں سے پانچواں آدمی میں تھا۔''

اس بیعت کی محفل میں پانچ سو علمائے کرام موجود تھے، پانچ سو کے پانچ سو علمائے کرام نے حضرت امیرِ شریعت کے ہاتھ پر بیعت کی، تو یہ حضرت امیرِ شریعت سیّد عطاءُ اللہ شاہ بخاری کا قافلہ ہے۔ اگر چلتے چلتے ہمیں بھی ان کے ساتھ بیٹھنے کی توفیق ہوجائے اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہماری بھی بخشش فرمادیں، تو کیا مضائقہ ہے؟

حق تعالیٰ شانہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں اپنے نبی اُمّی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی نسبت سے یہاں جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے، اس طرح کیا ہی اچھا ہو کہ حق تعالیٰ شانہ کل قیامت کے دن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت میں بھی پناہ عطا فرمادے! اور انشاءُ اللہ ملے گی! انشاءُ اللہ ملے گی! میرے آقا بہت لاج رکھنے والے ہیں، ہم بہت کمزور ہیں، بہت گناہ گار ہیں، بہت ہی زیادہ پست ہمت ہیں، نہ عقل، نہ خرد، نہ زبان، نہ بیان، کچھ بھی تو پاس نہیں،

صرف اتنا ہے کہ آقا کی امانت ختم نبوت کا جھنڈا اُٹھائے پھر رہے ہیں، انشاءاللہ محروم نہیں رہوگے، انشاءاللہ محروم نہیں رہوگے۔ میرے ایک بزرگ نے یہاں مسلمانوں کے اتحاد کا ذکر کیا تھا، اور اس کی طرف اشارہ کیا تھا، یہ کسی اور جلسے کا موضوع ہے اور اس اجلاس میں افسوس ہے کہ اس موضوع پر تفصیل سے بات نہیں ہوسکتی۔

علمأ، انبیأ کے وارث:

لیکن اتنی بات جانتا ہوں اور آپ حضرات کو بھی بتادینا چاہتا ہوں کہ آپ حضرات علمائے کرام کے اختلاف سے زیادہ پریشان نہ ہوا کریں، تم لوگ اس معاملہ میں زیادہ حساس ہوجاتے ہو، اور آپس کی مجلسوں میں بیٹھ کر ان علمائے کرام پر تنقید کرتے ہو کہ مولوی ایسا کر رہے ہیں، مولوی ایسا کر رہے ہیں، نہ بھائی! نہ! ایسا نہ کرو! تمہیں معلوم ہے کہ یہ علمائے کرام میرے نبی کے وارث ہیں، کیونکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ’’العلماء ورثة الانبیاء!‘‘ (علمأ، انبیأ کے وارث ہیں)۔

اس اُمت کا ظرف:

تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جنگِ جمل میں ایک طرف امیرالموٴمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور دوسری طرف ام الموٴمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں، دونوں کو ’’رضی اللہ عنہم‘‘ کہتے ہیں یا نہیں؟ ان کی تلواریں آپس میں چل رہی ہیں، اور ہم ’’رضی اللہ عنہم‘‘ کہہ رہے ہیں۔ اس اُمت کو تو اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا ظرف عطا فرمایا ہے، تم مولویوں کے معمولی سے اختلافات سے گھبراتے ہو؟ نہ بھائی! نہ!

علمأ مقصد پر متحد ہیں:

الحمدللہ ثم الحمدللہ! میں پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ علمائے کرام کے درمیان کتنے ہی اختلافات کیوں نہ ہوں، مگر الحمدللہ! مقصد پر وہ متحد و متفق ہیں، باقی جس طرح میرے جیسے کمزور آدمی کو بیماریاں لگتی رہتی ہیں، اسی طرح علمائے کرام

کے طبقے میں بھی کمزوریاں آگئی ہیں، ہمارے ان دوستوں کو، جن کو "علمائے کرام" کہتے ہیں، کچھ کچھ امراض لاحق ہوجاتے ہیں، کوئی حرج نہیں، سب کا احترام کرو۔

علمأ کے خلاف زبان نہ کھولو:

خبردار! علمائے اُمت کے خلاف کوئی لفظ تمہاری زبان سے نہیں نکلنا چاہئے، تم ان کو نہ دیکھو! ان کی نسبت کو دیکھو! ان کا احترام دین کا احترام ہے، ان کا احترام دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی نسبت کا احترام ہے، اور جس شخص کو یہ احترام نصیب ہوگیا وہ بڑا خوش قسمت ہے، اگر کبھی تمہارے دل کا چور تمہیں ستائے اور علمائے کرام کی غیبت پر آمادہ کرے تو اُسے کہو:

دامن کو ذرا دیکھ! ذرا بند قبا دیکھ!

اپنے دامن پر ذرا نگاہ ڈال لیا کرو، اور سوچا کرو کہ میرے اندر کتنے عیوب ہیں؟ یعنی ذرا اپنا محاسبہ کرلیا کرو۔

اکابرؒ فرماتے ہیں: مبارک ہے وہ آدمی جسے اپنے عیوب پر نظر کرنے، نے دوسرے کے عیوب سے اندھا کردیا ہو، اس لئے کہ میرے پاس اپنے عیوب اتنے ہیں کہ میں کسی کی کیا برائی کروں؟

قادیانی کلمہ طیبہ سے کیا مراد لیتے ہیں؟

میرے بھائی، میرے عزیز، میرے محبوب لیڈر مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے طارق محمود صاحب نے ہمارے امیر حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ...سب کہو: رحمۃ اللہ علیہ، اللہ ان تمام بزرگوں کی قبروں کو نور سے بھردے... کے جسٹس منیر کی عدالت کے ایک قصے کا ذکر کیا تھا، میں بھی ان کا ایک واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں:

قادیانی کہتے ہیں اور کچھ ہمارے پڑھے لکھے بھائی اور کچھ اَن پڑھ بھائی

بھی کہتے ہیں، کچھ زیادہ عقل والے اور کچھ کم عقل والے بھی کہتے ہیں کہ قادیانی ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' ہی تو پڑھتے ہیں، یہ کون سی بری بات ہے؟ کیا نعوذ باللہ کلمہ پڑھنا برا ہے؟ آخر تم لوگ ان کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہو؟

پہلا جواب:

اس کا ایک جواب تو سورۂ منافقون کی ابتدائی آیات میں قرآن کریم نے دیا تھا، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

> ''اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللهِ، وَاللهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ.'' (المنافقون:۱)
>
> ترجمہ:... ''(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) جب آتے ہیں آپؐ کے پاس منافق لوگ تو پکی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ واقعی اور قطعی طور پر آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ واقعی آپؐ اللہ کے رسول ہیں (بات صحیح کہتے ہیں)، لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں۔''

یعنی بات سچی کہتے ہیں، لیکن کمال کی بات یہ ہے کہ دنیا کی سب سے زیادہ سچی بات کہہ کر دنیا کے سب سے بڑے جھوٹے ہیں، اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ جھوٹے ہیں، بھائی! جھوٹ میں نے بھی کبھی اپنی زندگی میں بولا ہوگا، لیکن اللہ تعالیٰ نے کبھی گواہی نہیں دی کہ محمد یوسف جھوٹا ہے، اور جھوٹ تو کبھی آپ کے منہ سے بھی نکل ہی گیا ہوگا، اور نکل بھی جاتا ہے، کیونکہ کبھی منہ سے آخر غلط بات نکل جاتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ: فلاں آدمی جھوٹا ہے، لیکن جب دنیا کا سب سے

سچا قول اور سچی حقیقت جس سے زیادہ سچی دنیا میں کوئی حقیقت نہیں ہے، یعنی کلمہ ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ منافقوں کے منہ سے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ جوش کے ساتھ فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق لوگ قطعی طور پر جھوٹے ہیں! بات سچ کہتے ہیں لیکن صدقِ دل سے نہیں کہتے، اس لئے جھوٹے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ یہ بات کیوں کہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: یہ اپنا کفر چھپانے کے لئے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رہے ہیں، ایک جواب تو اللہ تعالیٰ نے دے دیا کہ جیسے منافقین کا قسمیں کھا کھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار غلط ہے، ایسے ہی قادیانیوں کا کلمہ پڑھنا بھی غلط ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کے فریب و فراڈ کو آشکارا کرنے کے لئے سورۂ منافقین نازل فرمائی، مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ قادیانیوں کا فریب و فراڈ آشکارا کرنے کے لئے ان کا تعاقب کریں اور ان کو کلمہ کا جھوٹا سہارا نہ لینے دیں، کیونکہ قادیانی قطعی طور پر کافر ہونے اور غلام احمد قادیانی کو محمد رسول اللہ ماننے کے باوجود جب تمہارے سامنے آتے ہیں تو کبھی کلمہ ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ دیواروں پر لگاتے ہیں، کبھی سینوں پر لگاتے ہیں، کبھی کاروں پر لگاتے ہیں، کبھی گاڑیوں پر لگاتے ہیں، تو جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں، اور مسلمان ہمیں کلمے سے روکتے ہیں، ہم یہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ ہم کسی کو کلمے سے نہیں روکتے، بلکہ قادیانیوں کے سب سے بڑے فراڈ اور سب سے بڑے جھوٹ کو واضح کرنے کے لئے ان کو اس سے روکتے ہیں۔

کلمہ طیبہ کے بارہ میں قاضی صاحبؒ کا جواب:

ایک اور جواب جو ہمارے قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے دیا تھا، وہ بھی سماعت فرماویں، ہوا یہ کہ سیالکوٹ کی ایک تحصیل میں کلمہ طیبہ کا مقدمہ تھا، جج قادیانیوں کی حمایت میں قاضی صاحبؒ سے بحث کرنے لگا۔

دیکھو! کھلے عام عدالتوں میں ان مسائل پر بحث ہوئی، خود ججوں نے اپنے اشکالات پیش کئے، گویا قادیانیوں کی دکالت کا سا انداز اپنایا، اور سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا، لیکن اس کے باوجود بھی قادیانی کہتے ہیں کہ ہمیں انصاف نہیں ملتا۔ یعنی ان کا خیال ہے کہ لوگ جھوٹ کو سچ کیوں نہیں کہتے؟ ہاں! اگر جھوٹ کو سچ کہہ دیں تو پھر قادیانیوں کو انصاف مل جائے، لیکن بہرحال ہماری عدالتوں کو یہ کہنا پڑا کہ جھوٹ، جھوٹ ہے، اور سچ، سچ ہے۔

تو قاضی صاحبؒ نے سمجھایا کہ جج صاحب یہ اسلام کا شعار ہے، کسی قوم کا شعار اپنانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، بہت سارے دلائل دیئے، لیکن جج صاحب کی سمجھ میں نہیں آیا، جج کہنے لگا: قاضی صاحب! یہ متبرک کلمہ ہے، کوئی اگر اس کلمہ کو پڑھتا ہے تو آپ کیوں چڑتے ہیں؟ حضرت قاضی صاحبؒ نے اپنے ترکش کا آخری تیر پھینکتے ہوئے کہا: جج صاحب! گستاخی کی معافی چاہتے ہوئے گزارش کروں گا کہ اگر میں آپ کی عدالت کے سامنے ایک کمرہ بنا کر اور اس پر آپ کے عہدے ''سیشن جج'' کی تختی لگا کر بیٹھ کے عدالت کرنے لگوں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا؟ جج نے جواب دیا: کیوں نہیں ہوگا! قاضی صاحب نے کہا: کیوں؟ جج کہنے لگا: اس لئے کہ یہ عہدے اور القاب یعنی سیشن کورٹ، ہائی کورٹ، سپریم کورٹ، سیشن جج، جسٹس وغیرہ یہ خاص عدالتوں اور ایک معیار کے حامل افراد کے لئے مخصوص ہیں، دوسرا کوئی استعمال نہیں کرسکتا! قاضی صاحبؒ کہنے لگے: جج صاحب! بحمداللہ مسئلہ آپ نے خود ہی حل کردیا ہے، اس لئے کہ اگر سیشن جج آپ کا لقب ہے اور اس کو کوئی دوسرا استعمال نہیں کرسکتا تو ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب ہے، اگر آپ کے لقب اور عہدہ کا استعمال توہینِ عدالت ہے اور عدالت کے تقدس کے خلاف ہے، تو کسی کافر کے سینہ پر ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' لگنا اسلام کی توہین ہے اور اسلام کے تقدس کے خلاف ہے۔ جج صاحب کی سمجھ میں بات آگئی اور کہنے لگے: آپ

نے گھنٹہ بھر تقریر کی لیکن بات سمجھ میں نہیں آئی، لیکن اس مثال سے بات بالکل واضح ہوکر سامنے آگئی۔

دوسرا جواب:

دنیا کا نظام درہم برہم ہوجائے اگر کسی ایک کا شعار دوسرے کو استعمال کرنے کی اجازت دے دی جائے اور تو اور اس معمولی ڈاکیہ کا بھی ایک مخصوص شعار، وردی اور لباس ہے، اس کو بھی دوسرا کوئی نہیں پہن سکتا، اگر پہنے گا تو فراڈیہ کہلائے گا۔

ایک اور بات کہوں وہ یہ کہ ڈاکیہ سرکاری ملازم ہے، سرکاری ملازم جب وردی میں ہو تو اس کی توہین سرکار کی توہین سمجھی جاتی ہے، اگر کسی نے ڈاکیہ کی توہین کی تو یہ اس کی توہین نہیں ہے بلکہ اس کی وردی کی توہین ہے، پرانے زمانہ میں تو اس بیچارے کی تنخواہ بھی ساٹھ روپے ہوا کرتی تھی، تو اگر ایک ساٹھ روپے تنخواہ کے ملازم کی توہین، حکومت اور سرکار کی توہین کہلاتی ہے تو کسی کافر کے کلمۂ اسلام لگانے سے اسلام کی توہین نہیں ہوگی؟ اسی طرح ایک سپاہی کی بھی ...خواہ سپاہی پولیس کا ہو یا مسلح افواج کا...ایک خاص وردی ہوتی ہے، اور ان کے مختلف رینک ہوتے ہیں، پھر ہر رینک کے الگ الگ نشانات ہوتے ہیں، اگر فوج کے کسی معمولی افسر کی یا بڑے افسر کی وردی دوسرا کوئی پہن لے تو فراڈ کے جرم میں پکڑا جائے گا کہ نہیں؟ اور وردی کی حالت میں سرکاری افسر کی توہین، سرکار کی توہین اور بغاوت کہلائے گی کہ نہیں؟

کلمہ طیبہ اسلام کا شعار!

میرے بھائیو! سمجھ لو، لکھے پڑھے بھی سمجھ لیں، اَن پڑھ بھی سمجھ لیں، کہ ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ اسلام کا شعار اور اسلام کا بورڈ ہے، اسلام کا لباس ہے، جو شخص غیرمسلم ہوتے ہوئے اس نام کو استعمال کرے گا، یہ سرکار کی توہین ہے اور اس کو قطعاً اس بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی، بلکہ اس پر چار سو بیس کا مقدمہ بنے گا۔

پھر یہ کلمہ تو میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا پڑھا جاتا ہے، کیونکہ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' میں ''محمد رسول اللہ'' سے مراد وہ ذاتِ پاک ہے جن کے جوتے کی نوک سے انسانیت کو ہدایت نصیب ہوئی، (اللہ تعالیٰ کی کروڑوں، کروڑوں رحمتیں اور صلوٰۃ و سلام ان پر ہوں)، لیکن چودہویں صدی کے سب سے بڑے فراڈی، سب سے بڑے جھوٹے اور مسیلمہ کذاب کے بھائی غلام احمد قادیانی نے کہا:

> ''محمد رسول اللہ والذین معه ..... الخ. اس وحی میں مجھے محمد رسول اللہ کہا گیا ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص:۳)

قادیانیوں کا موجودہ سربراہ مرزا طاہر ہم سے بہت ناراض ہے اور کہتا ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت والے اور ان کے ہم نوا مولوی ہمیں کہیں بھی ٹکنے نہیں دیتے، میں نے سنا ہے کہ اس کی تقریر کا ایک تہائی حصہ مولویوں کو گالیاں دینے پر صرف ہوتا ہے، مثلاً: اگر ایک گھنٹہ کی تقریر ہو تو اس میں بیس منٹ تک صرف مولویوں کو گالیاں سناتا ہے۔

مرزائیوں کی صحیح خدمت یہ تھی...!

مرزا طاہر! تم ہم سے ناراض ہوتے ہو، حالانکہ ہم پر ناراض تو نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونا چاہئے تھا کہ ہم ان کے نالائق اُمتیوں کے ہوتے ہوئے بھی غلام احمد جیسا دجال اپنے آپ کو ''محمد رسول اللہ'' کہلواتا ہے اور ہم اس کی زبان گدی سے پکڑ کر نہیں کھینچ لیتے! مرزا طاہر! تیری، تیرے باپ کی اور تیرے دادا کی صحیح خدمت یہ تھی کہ وہ زبان کاٹ دی جاتی، جس سے ''محمد رسول اللہ'' کا لفظ غلام احمد کے لئے نکلا تھا، تم ہمیں کہتے ہو کہ ہم تم پر زیادتی کرتے ہیں، اس موضوع پر میرے دو مستقل رسالے ہیں، ایک ''کلمہ طیبہ کی توہین'' کے نام سے اور

دوسرا ''قادیانیوں کو دعوتِ اسلام'' کے نام سے ہے۔

تیسرا جواب:

ہر تاجر کا ایک صنعتی ''مارکہ'' ہوتا ہے، اس کو استعمال نہیں کیا جاسکتا، اگر کوئی دوسرا اس کو استعمال کرے گا تو عدالت میں اس کو چیلنج کیا جائے گا، جب فوجی وردی کو، پولیس کی وردی کو اور ہر صنعتی ''مارکہ'' و مونوگرام کو تحفظ حاصل ہے، تو آخر کیا بات ہے کہ اُمتِ مسلمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی حفاظت نہیں کرسکتی؟ سنو! مسلمان ہر بات برداشت کرسکتا ہے، لیکن اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین برداشت نہیں کرسکتا۔

جب توہین کی بات آگئی تو سرِراہ ایک اور بات بھی سن لو، وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تھے، سبحان اللہ! ساتوں آسمان نیچے رہ گئے اور آپؐ اُوپر تشریف لے گئے، چلتے چلتے وہاں تک پہنچے کہ فرشتوں، قدوسیوں اور آسمان والوں کے امام حضرت جبریل علیہ السلام نے کہہ دیا کہ: یا رسول اللہ! اب آگے آپ خود ہی تشریف لے جایئے! میری طرف سے معذرت! چنانچہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اس کو نظم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

گفت سالار بیت الحرام
کہ اے حامل وحی بر تر خرام
کہ در دوستی مخلصم یافتی
عنان رفاقت چرا تافتی
گر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

ترجمہ:... ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ: اے وحی کے لانے والے فرشتے! ذرا اُوپر چلو، جب تم نے دوستی میں مجھ کو مخلص پایا ہے تو اب رفاقت کو کیوں چھوڑ

رہے ہو؟ چلو نا آگے چلو، انہوں نے کہا: آقا! اگر ایک بال برابر اُوپر جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ کی تجلی میرے پَروں کو جلادے گی۔‘‘

یعنی پھر جبریل، جبریل نہیں رہے گا، بھسم ہوجائے گا۔ یہ تو آپؐ ہی کا حوصلہ ہے کہ آگے چل سکتے ہیں، جبریل کا کام یہاں ختم ہوگیا، نورانیوں کی پرواز ختم، اور میرے آقا سیّدالبشر صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے جارہے ہیں۔

معراج کے متعلق قادیانی گستاخی:

مجھے گستاخی کا لفظ نہیں بولنا چاہئے تھا، لیکن میں ’’نقلِ کفر، کفر نباشد!‘‘ کے طور پر نقل کرتا ہوں کہ دجال ولعینِ قادیان غلام احمد کہتا ہے: ’’معراج پر جانے والا ہگنے موتنے والا وجود نہیں تھا۔‘‘ ...استغفر اللہ ثم استغفر اللہ... کتا بھونکتا ہے، بھلا اس سے کوئی پوچھے کہ کیا تیری ماں نے کبھی نہیں ہگا موتا تھا؟ کیا تو نے کبھی اپنے ماں کے بارہ میں بھی ایسی بدترین زبان استعمال کی تھی؟ کیا کبھی کسی شریف انسان نے اپنے باپ کے لئے ہگنے موتنے کا لفظ کہا ہے؟ تجھے شرم نہ آئی! اگر تجھے کفر کا اظہار ہی کرنا تھا تو اس گستاخانہ لہجے میں کرنا تھا؟ معراج پر جانے والا ...نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ... ہگنے موتنے والا وجود نہیں تھا، استغفر اللہ، نقلِ کفر، کفر نباشد!

ہماری نئی نسل اور ختم نبوت کا معنی:

ہمارے ڈاکٹر سلمان صاحب نے ختم نبوت کے معنی بیان کئے ہیں، اچھا کیا۔

ہمارے باوا صاحب ایک دن مجھے کہنے لگے کہ: ختم نبوت پر ایک رسالہ لکھو! میں نے کہا: اس کا کیا کروگے؟ کہنے لگے کہ: نئی نسل نہیں جانتی کہ ختم نبوت کیا چیز ہے؟ اللہ اکبر! میرے بھائیو! کیا واقعی ہمارے بچے اب یہ بھی نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا چیز ہے؟ میرے بھائیو! ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپؐ کے آنے سے نبوت پر مہر لگ گئی ہے، اب کوئی نیا نبی نہیں

آئے گا، خَاتَمُ النَّبِیّٖن زبر کے ساتھ ہو یا خَاتِمُ النَّبِیّٖن زیر کے ساتھ ہو، دونوں کے ایک ہی معنی ہیں، آخری نبی یعنی اللہ تعالیٰ کے یہاں اور علمِ الٰہی میں نبیوں کی ایک فہرست بنائی گئی تھی، ان میں اوّل نمبر پر تھے حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نمبر پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ ونور اللہ مرقدہٗ کی کتاب ہے ''خاتم النبیین''۔ جس کا میں نے حضرت اقدس مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ترجمہ کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان اور عجیب اتفاق ہے کہ جس دن وہ اصل فارسی رسالہ زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر آیا تو اس دن حضرت شاہ صاحب سفرِ آخرت پر روانہ ہوئے، اور جس دن اس کا اُردو ترجمہ طبع ہوکر منصۂ شہود پر آیا تو میرے شیخ حضرت بنوری نور اللہ مرقدہٗ دارِ بقا کے لئے ہم سے رُخصت ہوئے۔

تو امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب قدس سرہٗ اپنے اس رسالہ میں ''خاتم النبیین'' کا معنی سمجھاتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

ایک عجیب مثال:

> ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ...... صدرِ جلسہ کی حیثیت سے لایا گیا ہے کہ ساری تمہید پہلے ہوا کرتی ہے، اور صدرِ جلسہ کی آمد کے بعد جلسہ کا اختتام ہوجاتا ہے، اور مقصد ختم ہوجانے کے بعد سوائے کوچ کا نقارہ بجانے کے اور کوئی کام باقی نہیں رہ جاتا، ورنہ لازم آئے گا کہ مقصد ابھی تک پورا نہیں ہوا۔'' (ترجمہ خاتم النبیین ص:۱۷۰)

گویا یہ دنیا ایک جلسہ تھا، اللہ تعالیٰ نے ایک جلسہ بلایا تھا، اور باری باری مقرر آتے رہے، اپنی تقریریں کرتے رہے، آخر میں صدرِ جلسہ تشریف لائے اور

انہوں نے خطبۂ صدارت پڑھا اور جلسہ ختم ہوگیا۔ میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کائنات کی پوری بارات کے دولہا تھے، اس کائنات کے جلسے کے صدر تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، خطبۂ صدارت ارشاد فرما کر تشریف لے گئے، اس کے بعد کسی اور مقرر نے نہیں آنا بلکہ اب قیامت ہی نے آنا ہے، اب صرف اکھاڑ پچھاڑ کی دیر ہے۔

ایک شبہ:

تم اعتراض کروگے کہ ہم تو ابھی تک زندہ ہیں اور کائنات کے جلسہ میں لوگ مزید آرہے ہیں، یعنی انسان پیدا ہورہے ہیں تو جلسہ کیونکر ختم ہوا؟

جواب:

نہیں بھائی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف بری سے ہی لوگ چلنا شروع ہوگئے، آخر اتنا بڑا جلسہ ہے، اس کو اُکھاڑنے پچھاڑنے میں بھی تو کچھ دیر لگے گی؟

حضرت نانوتویؒ کے متعلق حضرت گولڑویؒ کا ارشاد:

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد کسی فردِ بشر کے سر پر تاجِ نبوت نہیں رکھا جائے گا، اور یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ ہمارے شیخ المشائخ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانیٔ دار العلوم دیوبند ...سب کہو رحمۃ اللہ علیہ، اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھردے....

مجھے حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کے نام پر ایک بات یاد آگئی، ہمارے مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی ارکان میں سے تھے اور جماعت کے رُوحِ رواں اور آخر میں امیر تھے، ایک عرصہ تک جماعت کے ناظم رہے، انہوں نے سنایا تھا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف والے ...سب کہو: رحمۃ اللہ علیہ...کی خدمت میں کسی نے عرض کیا: مولوی قاسم کے بارے میں کیا رائے ہے؟

حضرتؒ نے ارشاد فرمایا: شاید تم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے بارے میں پوچھتے ہو؟ کہنے والے نے کہا تھا: ''مولوی قاسم کے بارے میں کیا رائے ہے؟'' جس پر حضرتؒ نے مندرجہ بالا القاب کے ساتھ استفسار فرمایا، اس نے کہا: جی ہاں! فرمایا: ''وہ حضرتِ حق کی صفتِ علم کا مظہرِ اتمّ تھے!'' یعنی اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم کا اس دنیا میں کامل نمونہ تھے۔ آج کون ہے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید کرنے والا؟ میں حلفاً کہتا ہوں کہ آج کے دور کے علمائے کرام میں سے کوئی بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اُردو کتاب کی دوسطروں کا ترجمہ نہیں کرسکتا۔

''آبِ حیات'' کے مطالعہ کا شوق اور ...:

مجھے بھی ایک دفعہ شوق چرایا تھا، جوانی کا عالم تھا، دماغ خوب کام کرتا تھا، طبیعت تیز تھی، میں نے سوچا کہ یہ کتاب ''آبِ حیات'' کیوں سمجھ میں نہیں آتی؟ ہم نے ''قاضی مبارک'' حل کیا، ہم نے ''حمداللہ'' حل کیا، ''اقلیدس'' حل کیا، ''شرح چغمینی'' حل کی، کون سی کتاب ہے جو ہمارے سامنے اٹک جائے اور جس میں ہم نے اوّل نمبر نہ لیا ہو؟ الحمدللہ! یہ میرے تعلیمی زمانہ کا ریکارڈ رہا ہے۔ آپؒ کی اُردو کی کتاب ہے ''آبِ حیات''، جس کا موضوع ہے کہ آنحضرت صلیٰ اللہ علیہ وسلم اس ناسوتی دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی زندہ ہیں، سب کہو: زندہ ہیں! کہو: زندہ ہیں! علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ آپؐ زندہ ہیں! میں نے سوچا کہ ''آبِ حیات'' ایک اُردو کی کتاب ہے، کیوں نہیں سمجھوں گا؟ میں نے کتاب خریدی اور پڑھنا شروع کیا۔

شروع میں حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں: میں حج کو گیا دوقبلوں کی زیارت ہوئی، ایک قبلے کو تو آپ بھی جانتے ہیں یعنی بیت اللہ شریف، دوسرے قبلہ سے مراد ہیں پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نوّر اللہ مرقدہٗ، جو ہمارے شیخ الطائفہ، ہمارے پیرانِ پیر اور جن کے ہم سب غلام ہیں، اس لئے کہ ہمارا سلسلۂ

طریقت ان ہی تک پہنچتا ہے۔

حضرت حاجی صاحبؒ کا کمال:

حضرت حاجی صاحبؒ نے کمال کیا، کوئی قادری تھا، کوئی چشتی تھا، کوئی سہروردی تھا اور کوئی نقشبندی تھا، مگر حضرتؒ نے ان چاروں سلسلوں کو جمع کردیا تاکہ جھگڑا ہی ختم ہوجائے۔ الحمدللہ! ہمارے سلسلے میں چاروں سلسلے جمع ہوگئے، چاروں قطب ہماری آنکھوں کا نور ہیں، اور تمام سلسلوں کے اقطاب کا ہم احترام کرتے ہیں۔

پھر حضرت نانوتویؒ نے نصف صفحہ پر اپنے شیخ و مرشد کے القاب تحریر فرمائے ہیں، اور پھر فرمایا کہ: جب میرے پیر و مرشد نے میری اس تحریر کو دیکھ کر تصدیق کردی تو مجھے اطمینان ہوگیا۔

بڑوں کی تصدیق کے بغیر اپنی بات قابلِ اعتماد نہیں:

ایک بات خوب ذہن نشین کرلو اور اس کو ہمیشہ یاد رکھو کہ جو بات تمہارے منہ سے نکلے، جب تک بڑوں کی طرف سے اس کی تصدیق نہ ہوجائے، تمہاری بات لائقِ اعتماد نہیں، اس لئے خاص طور پر نوجوان علمائے کرام میری بات سن لیں کہ جو بات تمہارے منہ سے نکلے، جب تک اس کے لئے اپنے بڑوں سے سند نہ لاؤ، اس وقت تک تمہاری وہ بات قابلِ اعتماد نہیں، بلکہ مسترد کردینے کے قابل ہے۔ علم وہی باعثِ برکت ہے جو اکابرؒ سے چلا آتا ہے، رنگ بھر دینا دوسری بات ہے، شیشہ وہی ہے، نقش و نگار سے مزین کردینا دوسری بات ہے، لیکن نئی نئی بدعتیں ایجاد کرنا اور نئی باتیں اختراع کرنا، یہ قابلِ قبول نہیں۔ حدیثِ نبویؐ "**من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد**" کے مصداق وہ مردود ہے۔

ایک فقرہ نہیں سمجھ سکا:

اس کے بعد حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں: اب ان باتوں کو چھوڑیئے، کام

کی بات کیجئے! پھر اس کے بعد کتاب کے موضوع پر بات شروع فرمائی، واللہ العظیم! مسجد میں بیٹھا ہوں، باوضو ہوں، اس کے بعد حضرتؒ نے جو فقرہ تحریر فرمایا، میری عقل میں نہیں آیا، چکرا گیا، اس سے آگے پڑھ ہی نہیں سکا، ہر چند سوچا کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ آگے دیکھا، پیچھے دیکھا، سوچتا رہا، جب عقل اور کھوپڑی شریف میں نہیں آیا تو کتاب بند کردی اور سمجھ لیا کہ ہم جاہل ہیں، عالم کہلانے کے یہ لوگ مستحق ہیں جن کی اُردو کا ایک فقرہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

شیخ الہندؒ نے ''آبِ حیات'' اپنے شیخ سے حرفاً حرفاً پڑھی:

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے مشائخ کے شیخ ہیں اور حضرت نانوتوی نور اللہ مرقدہٗ کے بلاواسطہ شاگرد ہیں، فرماتے تھے کہ: دو تین بار یہ کتاب حضرت الاستاذ سے حرفاً حرفاً پڑھی، اب اس کے بعد کچھ کچھ سمجھ آنے لگی۔ آج تم مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارتوں پر اعتراض کرتے ہو؟ تمہیں معلوم نہیں وہ کون تھے؟ اس وقت میرا یہ موضوع نہیں ہے، ورنہ میں بتاتا کہ وہ کون تھے؟ عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت نانوتوی قدس سرہٗ نے اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' ص:۷ پر ختم نبوت کی وہ عقلی دلیل بیان کی ہے جس کو میں نے اپنی کتاب میں نقل کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن سچ پوچھو تو نقل مطابق اصل نہ ہوسکی، ایسی قطعی دلیل بیان کی ہے کہ کوئی صاحبِ عقل اس کو توڑ نہیں سکتا۔

مسئلۂ ختم نبوت کا ثبوت:

خلاصہ یہ ہے کہ مسئلہ ختم نبوت قرآن مجید کی ایک سو سے زیادہ آیاتِ کریمہ اور دو سو سے زیادہ احادیثِ طیبہ سے ثابت ہے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۂ اوّل سے لے کر آج تک تمام اُمتِ مسلمہ اس پر متفق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور یاد رکھو! جو شخص کہتا

ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی بن سکتا ہے یا بنا ہے یا بنے گا، یا کوئی ہے یا کوئی ہوگا یا ہوا تھا، اس کے جھوٹے اور بے ایمان ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

ہمارے حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنی کتاب ''ختم نبوت کامل'' میں کتبِ سابقہ کے حوالے بھی جمع فرمادیئے ہیں کہ ان سابقہ کتب میں بھی لکھا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اور میں نے بتایا کہ عقلِ سلیم کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، ایک طرف اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کا نبیؐ، امتِ مسلمہ، کتبِ سابقہ اور عقلِ سلیم کا فیصلہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد کسی کے سر پر تاجِ نبوت نہیں رکھا جائے گا، مگر دوسری طرف قادیانی کہتے ہیں کہ نبوت جاری ہے ...نعوذ باللہ! ثم نعوذ باللہ!... کیوں بھائی! ختم نبوت کا مسئلہ سمجھ میں آگیا کہ نہیں؟

تحفظِ ختم نبوت کے لئے صدیقِ اکبرؓ کی پیروی کی ضرورت:

میرے استاذِ محترم تھے حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن سے میں نے ترمذی شریف پڑھی تھی، ان کا ماہنامہ ''الصدیق'' کے نام سے ملتان سے ایک پرچہ نکلتا تھا، اس کی لوح پر ایک شعر لکھا ہوتا تھا:

تیز بُرّاں بہر زندیق باش
اے مسلمان پیروِ صدیق باش

ہر زندیق کے لئے کاٹنے والی تلوار بن جاؤ، اے مسلمانو! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیرو بن جاؤ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے ساتھ مناظرے نہیں کئے تھے، مسیلمہ کذاب، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور

اس قسم کی کوئی بات اس نے کی تھی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس سے اُٹھ جا! میں تجھ سے بات نہیں کروں گا، میرا نمائندہ تجھ سے بات کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، لیکن چونکہ اس وقت نبوت کا سورج چڑھا ہوا تھا، اس لئے تاریکی پھیلنے کا کوئی امکان نہیں تھا، اِدھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا، اُدھر یہ برساتی کیڑے مکوڑے نکلنے شروع ہوئے، یعنی مسیلمہ کذاب، طلیحہ اسدی اور ایک سجاح نامی عورت تھی وہ بھی نبوت کی مدعیہ تھی، اسی سجاح نے بعد میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ عقد کرلیا تھا، کسی نے پوچھا کہ: مسیلمہ نے تجھے کیا مہر دیا؟ کہنے لگی: دو نمازیں معاف کردیں! گویا یہ اس کا مہر تھا۔ تو مسیلمہ کذاب کے ساتھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مناظرہ نہیں کیا، بلکہ سیف من سیوف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں لشکر بھیجا، شدت کی جنگ ہوئی، بارہ سو صحابہؓ جن میں سات سو صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جو حافظِ قرآن تھے، جن میں سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ بھی تھے، سب شہید ہوگئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی زید بن خطابؓ بھی شہید ہوئے، دوسری طرف مسیلمہ کذاب کے بیس ہزار ساتھی بھی مسیلمہ کذاب کے ساتھ حدیقۃ الموت میں واصلِ جہنم ہوئے، حدیقۃ الموت کا معنی ہے ''موت کا باغ''، جس جگہ مسیلمہ کذاب اپنے ساتھیوں سمیت ہلاک ہوا تھا بعد میں اس کا نام ''حدیقۃ الموت'' رکھا گیا۔

ہر مسلمان کا فرض!

میرے بھائیو! ختم نبوت کا سب سے پہلا منکر مسیلمہ کذاب تھا، اور مسیلمہ کذاب کا مقابلہ کرنے والے سب سے پہلے امتی خلیفہ اوّل حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے، اور ختم نبوت کے تحفظ کے لئے انہوں نے بارہ سو صحابہ کرامؓ شہید کرائے، جن میں سے سات سو قرآن مجید کے حافظ تھے اور ان میں کے ایک ایک کا

وجود پوری دنیا پر بھاری تھا، گویا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ختم نبوت کی حفاظت نوکِ تلوار سے کی۔ اس لئے آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی کہلوانے والے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ کم سے کم جھوٹے نبی کا مقابلہ زبان سے تو کرے، میں تمہیں ایک فارمولا دینا چاہتا ہوں، لیکن تم پہلے یہ بتاؤ کہ اس پر عمل کروگے؟ (جی ہاں! انشاء اللہ ضرور کریں گے!)۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت والے سال میں ایک مرتبہ برمنگھم میں کانفرنس کرلیتے ہیں، تم نے بھی ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگادیئے، اور سمجھ لیا کہ ختم نبوت کا کام ہوگیا، بھائی! ہمارے اس طرزِ عمل پر شاید قادیانی بھی ہنستے ہوں گے کہ ختم نبوت کا ایک نعرہ لگاکر چلے جاتے ہیں اور پھر سال بھر خاموشی رہتی ہے، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ایک سال کے بعد پھر یہ اکابر علمائے اُمت تشریف لائیں گے اور آپ کو متوجہ کریں گے اور آپ پھر ایک نعرہ لگادیں گے، کیا ایسا نہیں ہے؟ میں کہتا ہوں اب ایسا نہیں ہونا چاہئے، بلکہ پورے برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفاتر کھولے جائیں، اور ان پر ختم نبوت کے بورڈ لگنے چاہئیں تاکہ قادیانیوں کو بخار چڑھے، اس سال کا ہدف پورے برطانیہ میں پچاس دفاتر کا قیام ہے، کیا اس کے لئے کوشش کروگے؟ کیا یہ دفاتر قائم کروگے؟ آئندہ سال ...اللہ تعالیٰ زندگی عطا فرمائے... جب میں کانفرنس میں آؤں تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پچاس دفتر ہونے چاہئیں، جن پر دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ فلاں کا بورڈ ہونا چاہئے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی جلد:۱۳، شمارہ:۵۱ ۴ تا ۱۰؍فروری ۱۹۹۵ء)

قادیانیت کا پوسٹ مارٹم

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے یہ تقریر ۷راکتوبر ۱۹۸۵ء کو عالمی ختم نبوت کانفرنس لندن میں فرمائی تھی، جسے مولانا منظور احمد الحسینی مدظلہٗ کی ترتیب کے بعد ہفت روزہ ختم نبوت میں شائع کیا گیا۔.................سعید احمد جلال پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

آج میرا ارادہ تھا کہ قادیانیوں کے سلسلے میں چند سوالوں کا جواب دوں، میں سیاسی آدمی نہیں ہوں، اس لئے مجھے سیاسی باتیں نہیں آتیں، لیکن میرے بھائی عبدالرحمٰن یعقوب باوا صاحب نے جن باتوں کی طرف اشارات کئے ہیں، میں پہلے ان میں سے صرف دو کی مختصر سی تفصیل عرض کرنا چاہتا ہوں، اس کے بعد اپنا مضمون عرض کروں گا۔

قادیانیوں کا انگریزی اقتدار کی حفاظت وحمایت کا راز!

پہلی بات تو یہ ہے کہ قادیانیوں کا سربراہ مرزا محمود احمد، تقسیم سے پہلے نہ کانگریس کا ساتھی تھا، نہ مسلم لیگ کا، کسی نے اس سے پوچھا کہ: ہونا کیا چاہئے؟ اس کے جواب میں اس نے جو کچھ کہا، بحوالہ روزنامہ ''الفضل'' ملاحظہ ہو:

''ایک صاحب نے عرض کیا کہ: بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ انگریزوں کی سلطنت کی حفاظت اور ان کی کامیابی کے لئے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے کیوں دعائیں کی تھیں؟ حضور (مرزا محمود احمد قادیانی) بھی ان کی کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں اور اپنی جماعت کے لوگوں کو جنگ میں مدد دینے کے لئے بھرتی ہونے کا ارشاد فرماتے ہیں، حالانکہ انگریز مسلمان نہیں۔ اس کے جواب میں حضور (مرزا محمود احمد) نے جو ارشاد فرمایا، اس کا خلاصہ عرض کیا جاتا ہے۔ فرمایا: اس سوال کا جواب قرآن کریم میں موجود ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو نظارے دکھائے گئے ان میں سے ایک یہ تھا کہ ایک گری ہوئی دیوار بنادی گئی جس کی وجہ بعد میں یہ بیان کی گئی کہ اس کے نیچے خزانہ تھا جس کے مالک چھوٹے بچے تھے، دیوار اس لئے بنادی گئی کہ ان لڑکوں کے بڑا ہونے تک خزانہ کسی اور کے ہاتھ میں نہ لگے اور ان کے لئے محفوظ رہے۔ دراصل حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کے متعلق پیشگوئی ہے، جب تک جماعتِ احمدیہ نظامِ حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی، اس وقت تک ضروری ہے کہ اس دیوار کو قائم رکھا جائے تاکہ یہ نظام کسی ایسی طاقت (مسلمان ہی مراد ہوسکتے ہیں) کے قبضے میں نہ چلا جائے، جو احمدیت کے مفادات کے لئے زیادہ مضر اور نقصان رساں ہو۔ جب جماعت میں قابلیت پیدا ہوجائے گی اس وقت نظام اس کے ہاتھ میں آجائے گا۔ یہ وجہ ہے انگریزوں کی حکومت کے لئے دعا کرنے اور ان کو فتح

حاصل کرنے میں مدد دینے کی۔"

(روزنامہ الفضل قادیان ۳رجنوری ۱۹۴۵ء)

یہ وہی بات ہے جس کو بدنامِ زمانہ جج جسٹس منیر نے اپنی رپورٹ میں یوں لکھا تھا کہ:

"احمدیوں کی بعض تحریروں سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ انگریزوں کا جانشین بننے کا خواب دیکھ رہے تھے۔"

اکھنڈ بھارت کا خواب:

وہ تو خدا جانے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت جو مرزا محمود کو معلوم ہوئی تھی کدھر چلی گئی؟ فضا کا رنگ بدل گیا اور ملک کی تقسیم کے آثار پیدا ہونے لگے، تو مرزا محمود نے پھر اعلان کیا اور "الہامی اعلان" کیا، اپنا ایک خواب ذکر کیا اور کہا کہ مجھے یہ رؤیا ہوا ہے، چنانچہ اپنے اس رؤیا کی خود تشریح کرتے ہوئے کہا:

"اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا ہے، لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے، یہ اور بات ہے کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے، اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔" (الفضل ۱۷رمئی ۱۹۴۷ء)

یہ ان کا "الہامی" عقیدہ تھا، اس ضمن میں یہ اس بات کی بھی کوشش کرتے رہے کہ کم از کم اور نہیں تو قادیان کو ایک آزاد اسٹیٹ بنادیا جائے، اور وہ ایک آزاد ریاست ہو، کم از کم اتنا ہی خطہ کا اقتدار ان کو مل جائے، وہ کہتے تھے کہ ہمیں اس سے زیادہ نہیں چاہئے۔

افسوس کہ یہ بھی نہ ہوا، بالآخر مرزا محمود کو وہاں سے آنا پڑا اور بتانے والے

بتاتے ہیں اور صحیح بتاتے ہیں کہ مرزا محمود عورتوں کا برقع پہن کر قادیان سے نکلا، جیسا کہ اس کا بیٹا مرزا طاہر ربوہ سے راتوں کو چھپ کر نکلا اور فوراً لندن بھاگ گیا۔ یہاں لاہور آ کر پہلے اس نے ہندوؤں کی دو بڑی بڑی بلڈنگوں پر قبضہ جمایا، ڈیڑھ دو سال تک قادیانی وہاں رہے اور پھر وہاں سے آ کر ربوہ نامی ایک مستقل شہر آباد کیا اور وہاں رہے۔

مرزا محمود کی وصیت:

مجھے کہنا یہ ہے کہ مرزا محمود جب مرا تو اس کی قبر پر یہ کتبہ لکھا گیا اور یہ وصیت لکھی گئی کہ جماعتِ احمدیہ کو وصیت کرتا ہوں کہ جب کبھی قادیان جانا ہو تو میری لاش کو قادیان لے جائیں، قادیان میں دفن کریں، مجھے بھی وہیں دفن کریں اور ان کی ماں کو بھی۔

کشمیر کی جنگ اور قادیانی سازش:

یہ جو سرکاری راز ہوتے ہیں، بعد میں وہ آؤٹ بھی ہو جاتے ہیں، اور بعد از وقت کی جو بات ہوتی ہے وہ کوئی ایسی بات نہیں ہوتی، چنانچہ یہ بھی ایک سرکاری راز ہے کہ یہ جو کشمیر کی جنگ ہوئی، یہ محاذ بھی ان قادیانیوں نے حکام کے علی الرغم کھولا تھا، مقصود یہ تھا کہ کسی طرح وہ قادیان تک پہنچ جائیں اور قادیان تک پہنچ کر پھر کوئی گھپلا کرلیں، چنانچہ سیالکوٹ کے محاذ پر فرقان بٹالین لگی رہی، اس طرح کشمیر کے محاذ پر بھی یہ لگے رہے۔

قصور اپنا نکل آیا!

ایک تو مجھے اس بات کی وضاحت کرنی تھی کہ ان کو با دلِ نخواستہ پاکستان میں آنا پڑا ہے، مگر افسوس کہ بدنام کرتے ہیں ''احراری'' مُلّاؤں کو، اور آج تک کہتے چلے آئے ہیں کہ یہ کانگریسی احراری مُلّا پاکستان کے خلاف تھے، لیکن کبھی کسی عالم یا

مولوی نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ اللہ کی مشیت یہ چاہتی ہے کہ ہندوستان کو متحد رہنا چاہئے، پاکستان نہیں بننا چاہئے، کیونکہ اللہ کی مشیت یہ چاہتی ہے۔ کیوں بھائی! کوئی بتلائے کہ کسی عالم نے یہ کہا تھا؟

ہاں یہ دوسری بات ہے کہ کچھ علماً ایسے تھے جو یہ سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کے حق میں بہتر یہ ہے کہ تمام مسلمان متحد رہیں، اور کچھ حضرات کی رائے یہ تھی کہ مسلمانوں کا حصہ الگ مل جانا چاہئے، یہ ایک سیاسی نظریہ تھا۔ لیکن جب پاکستان بن گیا تو اُسے مسجد کا درجہ دیتے ہوئے تن، من، دھن سے اس کی حفاظت میں لگ گئے، آپ نے کسی مُلاَّ کی یہ وصیت نہ سنی ہوگی جس نے کہا ہو کہ میری لاش کو ہندوستان لے جانا!

قادیانی، پاکستان کے وجود کے مخالف!

کہنا مجھے یہ ہے کہ قادیانی الہامی طور پر پاکستان کی پیدائش کے بھی مخالف اور پاکستان کے وجود کے بھی مخالف ہیں، اس لئے کہ ان کو معلوم ہے کہ پاکستان ایک اسلامی سلطنت ہے، اور اسلامی سلطنت میں قادیانیوں کو جتنا خطرہ ہوسکتا ہے، اتنا غیراسلامی یا سیکولر سلطنت میں نہیں ہوسکتا۔

عبدالسلام قادیانی کی پاکستان دُشمنی اور...:

ایک تو مجھے اس بات کی وضاحت کرنی تھی، دوسری مجھے اس بات کی وضاحت کرنی تھی کہ ڈاکٹر عبدالسلام طبیعیات کا ماہر ہے، یہودیوں نے اس کو انعام دیا، انعام دے کر اسے ساری دنیا میں اُچھالا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستان کی وہی اسمبلی، جس میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، اس اسمبلی میں عبدالسلام قادیانی کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی گئی، یعنی اس کو انعام دینے کے لئے تقریب منعقد کی گئی، صدرِ مملکت خود تشریف فرما تھے، ان کے سر پر کھڑے ہوکر عبدالسلام قادیانی نے کہا: ''میں پہلا مسلمان ہوں جس کو یہ انعام ملا ہے!''

گویا اس نوبل پرائز کے ذریعہ اس نے ہمارے صدر کو سامنے بٹھا کر اسلام کی سند حاصل کی، اور اس اسمبلی میں، جس اسمبلی نے اس کو غیر مسلم قرار دیا تھا، حالانکہ یہ وہی ڈاکٹر عبدالسلام تھا کہ جب ۱۹۷۴ء میں اسمبلی نے قادیانیوں کے خلاف فیصلہ دیا تو اس نے اپنی پاکستان کی شہریت منسوخ کردی تھی اور کہا تھا کہ: میں اس ملک میں نہیں آؤں گا جو احمدیوں کو غیر مسلم کہتا ہے۔ اور پھر جیسا کہ آپ کو معلوم ہے، دوسرے اسلامی ممالک کے دورے بھی اس سے کروائے گئے اور رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ مسلمان ممالک کا ٹیکنالوجی اور سائنس کا جو ادارہ بنایا گیا، یعنی تمام مسلمانوں کا متحدہ سائنسی ادارہ، اس ادارے کا سربراہ بھی عبدالسلام قادیانی کو بنایا گیا، اور پانچ ارب ڈالر اس کے سپرد کئے گئے۔

میرا اپنے ملک کے صدرِ محترم، وزیر اعظم اور اس طرح دوسرے اسلامی ممالک جتنے بھی ہیں ...اللہ کا فضل ہے، بہت سے اسلامی ممالک ہیں... ان کے تمام چھوٹوں بڑوں سے یہ سوال ہے، اور میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ''اسلامی سائنس فاؤنڈیشن'' کون سی ہوگی جس کا سربراہ قادیانی ہو؟ وہ کیسی ''اسلامی'' ہے؟

سقوطِ بغداد پر قادیان میں چراغاں:

یہ وہی قادیانی ہیں، جب بغداد پر انگریزوں نے قبضہ کیا، انگریزوں نے تسلط حاصل کیا اور جب اس کا سقوط ہوا تو ''الفضل'' اخبار نے لکھا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

> ''انگریز میری تلوار ہیں، اپنے مہدی کی تلوار کی چمک ساری دنیا میں دیکھنا چاہتے ہیں۔''

بغداد کے سقوط پر قادیان میں چراغاں کیا گیا، اسی طرح جس دن قسطنطنیہ میں خلافت کا سقوط ہوا، یعنی خلافت ختم کردی گئی، تمام عالم اسلام خون کے آنسو رو رہا

تھا، کیونکہ آلِ عثمان کی خلافت خواہ جیسی بھی تھی، فرض کرلو وہ نکمے تھے، ان میں سو عیب ہوں گے، لیکن خلافت اسلام کا ایک نشان تھا، کمال اتا ترک کے ذریعہ ان طاغوتی طاقتوں نے آلِ عثمان کا تختہ اُلٹا اور خلافت ختم کردی، خلافت پر خطِ تنسیخ پھیر دیا کہ آئندہ کے لئے خلافت نہیں ہوسکتی۔

تم سب کچھ حاصل کرسکتے ہو، لیکن اسلامی خلافت آج تمہیں نہیں مل سکتی، تو جس دن آلِ عثمان کا تختہ اُلٹا گیا اور اسلامی خلافت پر لکیر کھینچی گئی، سارا عالم اسلام خصوصیت کے ساتھ ہندوستان خون کے آنسو رو رہا تھا، لیکن قادیانی اس دن بھی چراغاں کررہے تھے، گھی کے چراغ جلا رہے تھے، اور قادیانیوں کے آرگن ''الفضل'' نے اس وقت اداریہ لکھا کہ:

> ''آلِ عثمان مٹتے ہیں تو مٹنے دو، ہم ان کو خلیفہ نہیں سمجھتے، ہمارا بادشاہ جارج پنجم ہے اور ہمارے خلیفہ امیرالمؤمنین مرزا محمود ہیں۔''

قادیانی مہرے پاکستان کے خیرخواہ نہیں:

کیا یہ قادیانی اس لائق ہیں کہ ان کو کلیدی عہدوں پر بٹھایا جائے؟ آج یہاں ہم پاکستانی سفارت خانہ میں گئے، وہاں ان سے ہماری باتیں ہوتی رہیں، ایک بات یہ بھی ہوئی کہ دنیا کا کوئی ملک بشمول سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے ایسا نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی خفی وجلی قادیانی ہر ادارے میں موجود نہ ہو۔

چنانچہ ہم انڈونیشیا گئے، وہاں کے سفارت خانہ میں پتہ کیا، وہاں ایک ٹائپسٹ قادیانی ہے، قادیانی، اگر اپنا چپڑاسی بھی کہیں رکھوا دیں تو ان کا کام چلتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس پوری ایمبسی کی خبریں اور رپورٹیں قادیانیوں کے مرکز کو پہنچتی ہوں گی۔ مسلمانوں کا کوئی راز قادیانیوں سے راز نہیں رہتا، میں نے وہاں سفارت

خانہ میں کہا کہ: ہم نہیں سمجھتے کہ مسلمانوں کو عقل کب آئے گی؟ قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں، اور تمام ملکی راز ان کے سامنے ہیں، مگر جب ہم اربابِ اقتدار کو قادیانیوں سے ہوشیار رہنے اور ان کو حساس مقامات سے ہٹانے کی بات کرتے ہیں، تو یہ کہتے ہیں کہ کیا ہم ان کو سمندر میں پھینک دیں؟ سمندر میں نہ پھینکو، ان کا کوئی علاج کرو، ہم کیا کریں، یعنی ہم سے کیوں سوال کرتے ہو؟

قادیانی شبہات کے جواب کی تیاری کرو:

آپ حضرات سے ایک بات تو میں یہ کرنا چاہتا تھا کہ ہر قادیانی کو دو، چار، دس، بیس باتیں ایسی یاد ہوتی ہیں کہ جب وہ ہمارے کسی مسلمان کے ساتھ بات کرتا ہے تو وہ اس کو مغالطہ میں ڈال دیتا ہے، کیونکہ انہوں نے ہر قادیانی کو ایسی دو چار باتیں ضرور رٹائی ہوتی ہیں، مثلاً:

۱:... ایک یہ کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو وہ ٹٹی اور پیشاب کہاں کرتے ہیں؟ العیاذ باللہ!

۲:... اجی خدا کو انہیں وہاں آسمان پر لے جانے کیا ضرورت تھی؟ کیا خدا زمین پر اس کی حفاظت نہیں کرسکتا تھا؟

یہ دو چار ایسی باتیں اور عقلی شبہات انہوں نے ہر قادیانی کو رٹائے ہوئے ہیں، ہر مسئلے پر ایسے عقلی شبہات رٹائے ہوئے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کوئی اچھا خاصا پڑھا لکھا مولوی بھی ان سے گفتگو کرے، تو وہ اُسے چپ کرادیں گے، ان سے وہی بات کرسکتا ہے جو ان کی رگ کو جانتا ہو۔

قادیانیوں سے بات کرنے کے چند عنوانات:

اس کے پیشِ نظر میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قادیانیوں کے مقابلے میں آپ میں سے ہر مسلمان کو بھی کم از کم دو چار نکتے ایسے رَٹ لینے چاہئیں

کہ اگر کسی قادیانی سے بات کا موقع آئے تو آپ لوگ بھی ان کو چپ کراسکیں، لمبی چوڑی تقریریں تو شاید آپ کو محفوظ نہ رہیں، لیکن دو چار نکتے تو آپ بھی یاد کر سکتے ہیں۔ ہمارے کسی عالم کے پاس بیٹھ جایئے! اور ان سے درخواست کیجئے! کہ ایک آدھ گُر کی ایسی بات بتادیجئے کہ اِدھر پھونک ماریں اُدھر قادیانی بھاگ جائے!

قادیانی اُستانی اور مسلمان طالبات:

ہمارے حضرت مولانا محمد علی جالندھری قدس سرہٗ ونور اللہ مرقدہٗ ایک دفعہ فرمانے لگے کہ شیخوپورہ کے ایک اسکول میں ایک قادیانی اُستانی آگئی ... یہ بھی ایک مستقل موضوع ہے کہ کن کن محکموں پر، کس کس طرح قادیانی مسلط ہیں ...اس اُستانی کا کام تھا لڑکیوں کو گمراہ کرنا... میرا ایک دفعہ وہاں جانا ہوا تو بچیوں نے مجھ سے شکایت کی کہ قادیانی اُستانی تبلیغ کرتی رہتی ہے اور ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ: میں تمہیں ایک بات بتادیتا ہوں، تم اپنی اُستانی جی سے وہ بات پوچھ لینا، تم ان سے یہ پوچھنا کہ: ''تمہارا مرزا ''بھانو'' سے پاؤں کیوں دبوایا کرتا تھا؟'' بس اس سے زیادہ نہیں، اب چار پانچ لڑکیاں تیار ہوگئیں، اُستانی آئی اور بات کرنے لگی تو ایک لڑکی نے کہا: اُستانی وہ تمہارا مرزا بھانو سے پاؤں کیوں دبواتا تھا؟ دوسری نے بھی اُستانی سے یہی بات کی، تیسری نے بھی یہی بات کہی اور سب نے کہہ دیا: بھانو، بھانو، بھانو۔ تیسرے دن اس نے اسکول چھوڑ کر اپنا تبادلہ کروالیا۔ بھلا وہ برداشت کرسکتی تھی؟

قادیانی نبی سے عورتوں کا لمس و اختلاط جائز ہے:

میں نے حوالہ بتایا تھا کہ کسی قادیانی نے سوال پوچھا کہ: ''حضرت مسیح موعود غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں؟ کیا ان سے پردہ منع ہے؟'' جواب میں ان کا مفتی فضل دین لکھتا ہے:

''حضرت مسیح موعود نبی معصوم ہیں، ان سے مس اور
اختلاط منع نہیں، بلکہ موجبِ ثواب و برکات ہے۔''

تم ختم نبوت کے دفتر سے اس اخبار کا فوٹو لے لو اور ایک ایک قادیانی کو دکھاؤ، اور کہو کہ پہلے یہ بات بتاؤ، آگے پھر بات کرنا۔ حیاتِ مسیح، وفاتِ مسیح، ختم نبوت جاری ہے یا بند ہے؟ یہ تم نے کیا چکر چلا رکھے ہیں؟ صرف یہ بتاؤ کہ نبی معصوم غیرمحرم عورتوں سے تنہائی میں ٹانگیں دبوایا کرتے ہیں؟ یہ میں نے ایک بات بتائی دو چار ایسے نکتے یاد کرلو۔

وبائی ہیضہ اور قادیانی:

ایک بات قادیانیوں سے یہ کہو کہ کیا کسی شریف آدمی کے مرتے وقت ایسا دیکھا گیا ہے کہ آگے کی طرف سے اور پیچھے کی طرف سے پاخانہ جاری ہو؟ مرزا ''وبائی ہیضہ'' کی موت مرا، اِدھر تم نے ''وبائی ہیضہ'' کہا اور اُدھر قادیانی بھاگا۔ اس کا حوالہ اور فوٹو اسٹیٹ بھی ہمارے ختم نبوت کے دفتر سے لے لو، اور ایک ایک قادیانی کو دکھاؤ۔

مولوی ثناء اللہ سے قادیانی مباہلہ کا نتیجہ:

مولوی ثناء اللہ امرتسری سے مرزا نے مباہلہ کیا تھا اور بددعا کی تھی، اس کا لمبا واقعہ ہے، بہرحال اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا نے اپریل ۱۹۰۷ء میں بددعا کی کہ یا اللہ! مولوی ثناء اللہ مجھے دجال، کذاب، مکار، جھوٹا، فریبی وغیرہ یہ، یہ کہتا ہے، یا اللہ! ہمارے درمیان میں سچا فیصلہ فرمادے، اگر میں واقعی تیری طرف سے ہوں تو مولوی ثناء اللہ میرے سامنے مرے، نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ خدائی عذاب سے، جیسے ہیضہ، طاعون، ایسے عذاب سے مرے، اور اگر میں جھوٹا ہوں اور مولوی ثناء اللہ سچا ہے تو ثناء اللہ کے مقابلے میں مجھے موت دے دے اور ثناء اللہ کی زندگی میں۔ پھر نتیجہ کیا ہوا؟

اس مباہلہ کے ایک سال بعد مرزا وبائی ہیضہ سے مر گیا۔

مرزا قادیانی اپنی بددُعا کے نتیجے میں مرا، ایک سکھ جج کا فیصلہ:

یہاں درمیان میں ایک لطیفہ سنادوں، وہ یہ کہ جب مرزا مر گیا تو قادیانیوں نے بڑا شور مچایا، مولانا ثناء اللہ صاحبؒ نے لکھنا شروع کیا... مولانا ثناء اللہ اہلِ حدیث عالم تھے، ان کو لوگ فاتحِ قادیان کہا کرتے تھے، امرتسر میں رہتے تھے، اور ان کا مرزے کے ساتھ مقابلہ رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

آخرکار اس مسئلے پر گفتگو کے لئے مرزا کے ایک مرید میر قاسم علی نے طے کرلیا کہ لدھیانہ میں ہی اس موضوع پر مولانا ثناء اللہ سے مناظرہ ہوگا کہ مرزا صاحب جو مرے ہیں یہ اپنی بددعا کے نتیجے میں مرے ہیں، یہ اس کے جھوٹے ہونے کی علامت ہے یا نہیں؟ اتفاق کی بات ہے کہ یہ جگہ بھی لدھیانہ میں آتی ہے، یہ مناظرہ بھی لدھیانہ میں طے ہوا۔ اب مشکل یہ پیش آئی کہ مناظرہ کا فیصلہ کرنے کے لئے جج کس کو بنایا جائے؟ اگر کسی مسلمان کو بناتے ہیں تو وہ مولوی ثناء اللہ کی رعایت کرے گا، اور اگر کسی مرزائی کو بناتے ہیں تو وہ ان کی رعایت کرے گا۔ بالآخر یہ بات ٹھہری کہ وہاں لدھیانہ کے ایک سردار صاحب اور خالصہ جی، جج تھے، خود میر قاسم علی نے اس کا نام پیش کیا کہ اس کو منصف بنالیا جائے اور تین سو روپے انعام رکھا گیا کہ جو ہار جائے وہ تین سو روپیہ جیتنے والے کو دے۔ لدھیانہ میں مولانا ثناء اللہ اور میر قاسم علی کا اس موضوع پر مناظر ہوا کہ مرزا نے جو بددعا کی تھی، اس کے مطابق وہ مرا ہے یا نہیں؟ اور وہ مرکر اپنے جھوٹے ہونے پر مہر لگا گیا ہے یا نہیں؟ جج نے مناظرہ سننے کے بعد مولانا ثناء اللہ کے حق میں فیصلہ دے دیا اور تین سو روپے جیب میں ڈال کر مولانا امرتسر آگئے۔

مرزا وبائی ہیضہ سے مرا:

کہنا یہ ہے کہ اپنی اس پیش گوئی اور بددُعا کے نتیجے میں مرزا ہیضے کی موت مرا، اور ہیضہ بھی وبائی ہیضہ، ہمارے پاس اس کا ثبوت بھی موجود ہے، آپ ختم نبوت کے دفتر سے یہ بھی منگوائیں۔ چنانچہ ''حیاتِ ناصر'' نامی کتاب مرزا کے سسر (میر ناصر نواب) کی سوانح عمری ہے، اس کے صفحہ:۱۴ پر لکھا ہے کہ: میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، دس بجے رات ہیضہ ہوا تھا، دو بجے ہلچل مچ گئی تو کہتا ہے کہ میں دو بجے غالباً حاضر ہوا تھا، حضرت صاحب نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا: میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔ یہ آخری الفاظ تھے جو آپ کے منہ سے نکلے، اس کے بعد کوئی صاف بات میرے علم میں آپ نے نہیں کی۔ یہ مرزے کے آخری الفاظ ہیں: ''میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے'' کلمہ کس کو نصیب ہوتا؟

تو میں کہتا ہوں کہ تم مرزائیوں سے وبائی ہیضہ کی بات کرو، بھانو کی بات کرو، اور ایسے دوسرے بہت سے نکتے ہم بتاسکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ قادیانی جو مسلمانوں کو مغالطہ دیتے ہیں، اور خواہ مخواہ پکڑ لیتے ہیں، اگر ہر مسلمان اس طرح کے دوچار نکتے یاد کرلے تو ان کے مقابلہ میں کوئی قادیانی نہیں ٹھہر سکے۔

مرزا کو حیض آتا تھا، وہ عورت تھی یا مرد؟

مرزا قادیانی کہتا ہے: ''مجھے حیض آتا ہے!'' بتاؤ! حیض عورت کو آیا کرتا ہے یا مرد کو آیا کرتا ہے؟ تو مرزا مرد تھا یا عورت تھی؟

مرزا کو دس ماہ حمل بھی رہا، وہ عورت تھی یا کھوتی؟

اسی طرح وہ کہتا ہے کہ: پہلے اللہ نے مجھے مریم بنایا، پھر میں مریمی حالت میں نشوونما پاتا رہا، اس کے بعد مجھے حمل ہوگیا اور دس مہینے تک میں حاملہ رہا۔

اُوے دس مہینے تے کھوتی حاملہ رہندی اے! (یعنی دس مہینے کا حمل تو گدھی

کو ہوتا ہے)، مرزا کہتا ہے میں دس مہینے حاملہ رہا، اور اس کے بعد مجھ میں سے بچہ پیدا ہوا اور وہ تھا عیسیٰ، اس لئے میں عیسیٰ بن مریم ہوں۔ عیسیٰ بن مریم یعنی عیسیٰ بیٹا مریم کا، خود ہی مریم، خود ہی غلام احمد، اور خود ہی پیدا ہونے والا عیسیٰ...!

یہ تو ہم سنتے تھے کہ عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ تین ایک ہے اور ایک تین ہیں، عیسائی تو آج تک ہمیں یہ معما نہیں سمجھا سکے تھے کہ تین ایک اور ایک تین کیسے ہوتا ہے؟ سوال یہ ہے کہ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کا معما قادیانی لوگوں کو کیسے سمجھ میں آیا...؟

قادیانی اور اقوامِ متحدہ کا انسانی حقوق کمیشن:

دوسری بات جو مجھے عرض کرنی ہے وہ یہ کہ قادیانیوں کے چند سوالات ہیں، ان میں سے ایک سوال انہوں نے اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق کے کمیشن کے سامنے بھی پیش کیا ہے، آپ نے ریڈیو میں سنا اور اخباروں میں پڑھا ہوگا کہ اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق کے کمیشن کے سامنے انہوں نے اپنی یہ درخواست پیش کی کہ پاکستان میں جو قانون نافذ کیا گیا ہے، اس سے قادیانی (احمدی) اقلیت کے حقوق کی پامالی ہوئی ہے، چنانچہ اقوامِ متحدہ کے اس کمیشن نے حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ اس قانون کو منسوخ کیا جائے اور اس قانون کی انہوں نے مذمت کی ہے۔ وہ کون سا قانون ہے؟ یہ وہ آخری قانون ہے جو ۲۶ر اپریل ۱۹۸۴ء جمعرات کی شام سے نافذ ہوا ہے کہ قادیانی، اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے، قادیانی اپنی عبادت گاہوں کو مسجد نہیں کہہ سکتے، قادیانی اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب نہیں کر سکتے، اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے، اور قادیانی کسی مسلمان کو اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر سکتے، یعنی جنرل محمد ضیأ الحق نے جو قانون نافذ کیا ہے، اس کی انسانی حقوق کے ادارے نے مذمت کی ہے اور حکومتِ پاکستان سے اپیل کی ہے کہ اس قانون کو واپس لیا جائے۔

یہاں اس سلسلے میں ایک دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں، سب سے پہلی بات

یہ ہے کہ قادیانیوں کا ہم پر اعتراض ہے کہ اس قانون کی وجہ سے ہمارے حقوق کو پاکستان میں پامال کیا جارہا ہے، میرے جو لکھے پڑھے بھائی ہیں، ان میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ وہ چشم بددور! اللہ تعالیٰ کے قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر کم ایمان رکھتے ہیں، مگر ان لوگوں کی باتوں پر زیادہ ایمان رکھتے ہیں، یعنی جو بات مغرب کی طرف سے آجائے، وہ اس کو حجت وسند مانتے ہیں، یقیناً ایسے لوگ قادیانیوں اور اقوامِ متحدہ کے کمیشن کے اعتراض سے متاثر ہوئے ہوں گے۔

قادیانی پاکستان کے دُشمن ہیں:

اس سلسلے میں پہلی بات تو مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اس قرارداد سے اور قادیانیوں کی اس درخواست سے جو انہوں نے اقوامِ متحدہ میں پیش کی ہے، یہ بات تو معلوم ہوگئی کہ قادیانی پاکستان کے دشمن ہیں۔ دیکھو بھائی! عدالت میں دو فریق جاتے ہیں، ایک مدعی ہوتا ہے اور دوسرا مدعا علیہ، مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان میں اگر دوستی ہوتی تو ان کو اپنا مقدمہ عدالت میں لے جانے کی ضرورت ہی نہ تھی، کیوں جی! اگر ان کی دوستی ہوتی اور آپس میں جھگڑا اور دشمنی نہ ہوتی تو معاملہ عدالت میں لے جانے کی ضرورت ہی نہیں تھی، بلکہ اپنے گھر میں طے کرسکتے تھے، ہاں! عدالت میں جھگڑا اور مقدمہ لے جانے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ دونوں ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ قادیانیوں نے اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق کے کمیشن کو درخواست دی تو اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قادیانی، پاکستان کے اور پاکستان کے قانون کے دشمن ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔

قادیانی ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں سے بھی زیادہ پاکستان کے دُشمن ہیں:

دوسری بات یہ کہ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ اقوامِ متحدہ کی قراردادیں کیا

قیمت رکھتی ہیں؟ وہ مجھے بھی معلوم ہے، آپ کو بھی معلوم ہے، فلسطینیوں کے بارے میں اقوامِ متحدہ کتنی قراردادیں پاس کرچکا ہے؟ کشمیر کے مسئلے میں کتنی قراردادیں پاس ہوچکی ہیں؟ قبرص کے مسلمانوں کے بارے میں کتنی قراردادیں پاس ہوچکی ہیں، وغیرہ وغیرہ، اور جنوبی افریقہ کے کالوں کے بارے میں کتنی قراردادیں پاس ہوچکی ہیں، یہ دیکھو کاغذ کا ایک پُرزا ہے، اس کی بھی کوئی قیمت ہوتی ہے، کیونکہ آدمی اس کو جلاسکتا ہے یا کم از کم نسوار کی پڑیا بناسکتا ہے، مگر اقوامِ متحدہ کی قراردادوں کی اتنی بھی قیمت نہیں ہے کہ اس کو جلانے یا نسوار کی پڑیا بنانے کا کام لیا جائے۔ یہ مجھے بھی معلوم ہے، آپ کو بھی معلوم ہے کہ اس قرارداد کی کوئی قیمت نہیں ہے، اقوامِ متحدہ کی قرارداد سے ہماری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، لیکن ایک بات ضرور ہے، وہ یہ کہ تمام دنیا کی نظریں ان کی طرف متوجہ ہوجائیں گی اور وہ یہ کہیں گے کہ واقعتاً پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق غصب کئے جارہے ہیں، اس سے پاکستان بدنام ہوگا۔ میں کہتا ہوں کیا کبھی کسی ہندو، سکھ، پارسی، عیسائی اور کسی دوسرے مذہب والے نے پاکستان کے خلاف یہ الزام لگایا ہے کہ وہ اقلیتوں کے حقوق کو پامال کر رہا ہے؟ یہ پہلی اقلیت ہے جس نے پاکستان پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ اقلیتوں کے حقوق غصب کر رہا ہے، گویا قادیانیوں کا اقوامِ متحدہ کے کمیشن میں یہ درخواست دینا پاکستان کو بدنام کرنے کی سازش ہے۔

اِمتناعِ قادیانیت آرڈی نینس کسی کی آزادی سلب نہیں، حدود متعین کرتا ہے:

تیسری بات اس سلسلے کی یہ ہے کہ ہم نے اس قانون کے ذریعہ کون سا حق غصب کیا ہے؟ صرف یہی ناں کہ ان پر پابندی لگادی گئی ہے کہ یہ کلمہ نہیں پڑھ سکتے، یہ اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے، وغیرہ وغیرہ۔

اس کے لئے میں ایک بات عرض کرتا ہوں اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی

چاہئے، آپ تو ماشاءاللہ سمجھے ہوئے ہوں گے، لیکن میں اپنا سبق دُہرانے کے لئے عرض کر رہا ہوں، استاذ کو سبق سنایا بھی تو جاتا ہے، میں اپنا سبق آپ حضرات کو سنانے کے لئے عرض کرتا ہوں، یہ نہیں کہ آپ مجھ سے سمجھیں گے، نہیں، نہیں! مجھے توقع ہے کہ آپ تو ماشاءاللہ پہلے سے ہی سمجھے ہوئے ہوں گے، لیکن میں ذرا اپنا آموختہ دُہراتا ہوں۔

اس مسئلہ کو میں ایک مثال کے ذریعہ سمجھانا چاہوں گا، مثلاً: ایک شخص اس طرح اپنا ہاتھ فضا میں لہرا رہا تھا کہ دوسرے کے کان پر زور سے لگا، اس نے کہا: میاں! عقل رکھتے ہو کہ نہیں؟ تم اس طرح ہاتھ لہرا رہے ہو۔ وہ کہنے لگا: میں آزاد فضا میں سانس لے رہا ہوں اور مجھے ہاتھ پھیلانے کی مکمل آزادی ہے، مجھ پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتا! اس پر دوسرے نے کہا کہ: آپ بجا فرماتے ہیں، آپ کو مکمل آزادی ہے، لیکن آپ کی آزادی اس حد تک ہے، جہاں تک میرا کان شروع نہیں ہوتا، جہاں سے میرے کان کی حد شروع ہوجاتی ہے، وہاں آپ کی آزادی ختم!

ٹھیک اسی طرح یہ بات انصاف کی ہے کہ قادیانیوں کو مکمل آزادی ہے، لیکن ان کی یہ آزادی وہاں تک ہے، جہاں تک اسلام کی حد شروع نہیں ہوتی، جب یہ بات سمجھ میں آگئی، تو اب سمجھئے ہم نے ان پر کیا پابندی لگائی ہے؟ ہم نے ان سے یہ نہیں کہا کہ: تم اپنی جس طرح عبادت کرتے ہو نہ کرو، ہم نے انہیں کہا کہ چونکہ تم کافر ہو اور اذان دیتے ہو، اور اذان مسلمانوں کا شعار ہے، اذان سن کر ایک مسلمان تمہارے پیچھے آکھڑا ہوتا ہے اور نماز پڑھ لیتا ہے، کیا اس کی نماز ہوجائے گی؟ اذان ہمارا شعار اور اسلام کی علامت ہے، مسجد اسلام کی علامت ہے، چنانچہ ابوداؤد اور حدیث شریف کی دوسری کتابوں، بلکہ ترمذی شریف میں بھی یہ حدیث موجود ہے کہ:

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بعث جیشًا او سریةً یقول لهم: اذا رأیتم مسجدًا او سمعتم

مؤذنًا، فلا تقتلوا احدًا!" (ترمذی ج:۱ ص:۱۸۷)

ترجمہ:... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرامؓ کو باہر جہاد کے لئے بھیجتے تھے، تو ارشاد فرمایا کرتے تھے: جب تم اذان سنو یا کسی بستی میں مسجد دیکھو تو اپنے ہاتھ روک لو اور ان کو قتل نہ کرو!"

اس لئے کہ اذان کی آواز کا آنا اور مسجد کا ہونا، یہ بستی کے مسلمان ہونے کی علامت ہے۔

ہم نے قادیانیوں سے اپنا اور اسلام کا دامن چھڑایا ہے:

تو ہم نے صرف اتنا کہا کہ چونکہ قادیانیوں نے اپنے کفر کو اسلام باور کراکر جو ہمارا گلا پکڑا ہوا تھا، ہم نے قانون کی روشنی میں ان کے کفر و زندقہ سے تھوڑا سا اپنا اور اسلام کا پیچھا چھڑانے کی کوشش کی ہے، اور کہا ہے کہ: تمہارا اسلام اور ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، اس لئے ہمارا پنڈ چھوڑو۔ ہم نے ان پر کوئی پابندی نہیں لگائی، بلکہ صرف اتنا کہا ہے کہ خدا کے لئے اسلام میں مداخلت نہ کرو، تمہیں آزادی ہے، مگر اسلام کے دائرے سے باہر باہر تک کی آزادی ہے، اسلام کے اندر نہیں، کیوں بھائی! یہ بات منصفانہ ہے کہ نہیں؟

چور کو چوری سے روکنا، انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے؟

اب میں انسانی حقوق کے کمیشن سے یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر ظفراللہ خان قادیانی کا ایک مکان ہو، اور چور اس میں نقب لگانا چاہتا ہو، تو کیا چور کو اس نقب لگانے کی اجازت ہونی چاہئے؟ اگر جواب نفی میں ہے، تو سوال یہ ہے کہ اگر حکومت اس چور کے خلاف کوئی قانون بنائے تو کیا چور کو بھی یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ

انسانی حقوق کے کمیشن میں دعویٰ کرے کہ جی میرے انسانی حقوق تلف ہو رہے ہیں، یا اس کے حقوق غصب کئے جا رہے ہیں، اور مجھے اپنا پیشہ نہیں کرنے دیا جاتا، کیونکہ لوگوں کے مکانوں میں نقب لگانا میرا پیشہ ہے، اور یہ میرے پیشے پر پابندی لگاتے ہیں، یہ میری معاش پر پابندی لگاتے ہیں، حکومتِ پاکستان بڑی ظالم ہے، اس کے خلاف قراردادِ مذمت ہونی چاہئے۔

انسانی حقوق کے کمیشن میں کوئی بزرچ مہر کوئی عقل مند اور افلاطون ایسا ہے جو اس کی تائید کرے گا؟ یقیناً کوئی عقل مند اس کی تائید نہیں کرے گا، اس لئے کہ یہ اپنی جگہ ٹھیک ہے کہ نقب لگانے والا نقب لگاتا ہے اور یہ اس کا پیشہ ہے، اور اس کو اس پیشہ اختیار کرنے سے شاید کوئی منع نہ کرے، مگر اس کو نقب لگانے کی اس وقت تک آزادی اور اجازت دی جاسکتی ہے، جب تک کہ اس کے نقب سے کسی کی جائیداد و املاک اور آزادی میں خلل واقع نہ ہو، لیکن اگر اس کے نقب سے دوسرے کی جان، مال، جائیداد اور مکان میں مداخلت کی گئی، تو اس کا نقب لگانا دوسرے کے حقوق میں مداخلت ہوگی، اس لئے نقب لگانے والا مجرم کہلائے گا، نہ کہ وہ جو اس کی روک تھام کے لئے قانون سازی کرے گا۔

قادیانی قلعۂ اسلام میں نقب لگاتے ہیں:

ٹھیک اسی طرح قادیانیوں نے کافر، پکے کافر اور چٹے کافر ہونے کے باوجود قلعۂ اسلام میں نقب لگائی اور پورے نوے [۹۰] سال تک وہ اس میں داخل رہے، اسلام کے نام پر لوٹ مار کرتے رہے، صرف اسلام اور مسلمانوں کو ہی نہیں، بلکہ پوری دنیا کو دھوکا دیتے رہے، اسلام کے اندر گھس کر جو کچھ ان سے لوٹ مار ہوسکی انہوں نے کی، نوے سال تک ان کو مہلت ملی رہی، بالآخران کا وہ سوراخ بند کردیا گیا، جہاں سے انہوں نے نقب لگائی تھی، اور ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اس قلعۂ اسلام سے

باہر کردیا گیا، اب باہر کئے جانے کے باوجود یہ مدعی تھے کہ یہ مکان تو ہمارا تھا، ہم لوٹ مار کرتے تھے، ہمیں لوٹ مار کرنے سے کیوں منع کیا گیا؟ ہم نے کہا اب تم ایسا نہیں کرسکتے، اب تمہیں اس کی اجازت نہیں ہوگی۔ آپ ہی انصاف فرمایئے کہ حکومتِ پاکستان کا یہ قانون انصاف پر مبنی ہے یا اقوامِ متحدہ کے کمیشن نے اس کے خلاف جو قرارداد پاس کی ہے وہ انصاف پر مبنی ہے؟

کیا مسلمانوں کے کوئی حقوق نہیں؟

میں نے جب سے یہ بات سنی ہے، اس وقت سے آج تک یہی سوچ رہا ہوں کہ یا اللہ وہ کیسے لوگ ہیں؟ جن کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ انسانی حقوق کیا ہوتے ہیں؟ اور ان کی پامالی کیا ہوتی ہے؟ یہ کیسے انسانی حقوق کے ماہرین ہیں؟ کیا مسلمان انسانی حقوق نہیں رکھتے؟ سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کے حقوق میں جو قوم، ٹولہ یا جو گروہ مداخلت کرتا ہے، کیا ہم ان کو نہ روکیں؟

وہی قاتل، وہی شاہد، وہی منصف!

چوتھے نمبر کی بات یہ ہے کہ مشہور شعر:

وہی قاتل، وہی شاہد، وہی منصف ٹھہرا!
اقربا میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر؟

کے مصداق قرارداد پیش کرنے والے بھی قادیانی، گواہی دینے والے بھی قادیانی، گویا مدعی بھی وہ خود اور گواہ بھی، دوسری جانب سے مسلمانوں کی طرف سے دفاع کرنے والا کوئی نہیں ہے، اگر ہماری طرف سے کوئی وکالت کرتا یا جواب دیتا تو وہ ہمارا سفیر ہی تھا، یعنی جنیوا میں جو ہمارا سفیر اور پاکستان کا نمائندہ تھا، وہ ہماری وکالت کرتا اور یہ کہتا کہ اقوامِ متحدہ میں میرے ملک کے خلاف جو قراردادِ مذمت پاس کی جارہی ہے وہ غلط ہے، میں اس کے خلاف احتجاج کرتا

ہوں اور میں دلائل دیتا ہوں۔ الغرض پاکستان کے نمائندہ کو یہ کام کرنا چاہئے تھا، مگر افسوس کہ جب جنیوا میں متعین پاکستانی سفیر خود ہی قادیانی ہے، تو وہ کیونکر پاکستان کی وکالت کرے گا؟ ظاہر ہے وہ تو قادیانیوں کی وکالت کرے گا، اب آپ خود ہی اندازہ لگالیجئے کہ انصاف کی کس سے توقع کی جائے؟ کیونکہ قرارداد پیش کرنے والے، گواہی دینے والے، اور ہماری طرف سے جس نے نمائندگی اور وکالت کرنی تھی وہ بھی قادیانی ہوں، تو چشم بددُور! مقدمہ پاکستان کے حق میں جائے گا یا مخالفت میں؟

میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جنیوا میں اس قادیانی منصور احمد کو کیوں بٹھلایا گیا ہے؟ وہ کس مرض کی دوا ہے؟ کیا اقوامِ متحدہ کے ادارے میں پاکستان کی نمائندگی قادیانی کرے گا؟ کیا پاکستان میں دوسرا کوئی مسلمان نہیں تھا کہ ایک قادیانی کو پاکستان کی نمائندگی کا فریضہ سپرد کیا گیا ہے؟

تازہ ترین معلومات کے مطابق اس وقت منصور احمد کو جاپان کا سفیر بنادیا گیا ہے، اوراس کی جگہ جس کو لایا گیا ہے وہ بھی قادیانی ہے۔

ہم نے پاکستان میں قادیانیوں پر پابندی عائد کی ہے، بلکہ ہماری حکومت نے پابندی عائد کی ہے، اور حکومت نے بھی مفت میں نہیں کی، بلکہ اس کے لئے ایک زبردست تحریک چلی، جس کے نتیجے میں یہ پابندی عائد کی گئی ہے۔ میں اس وقت اس کی داستان نہیں بیان کرنا چاہتا، مجھے کہنا یہ ہے کہ پاکستان نے قادیانیوں پر کچھ پابندیاں عائد کی ہیں، لیکن قادیانیوں کی جو اصل سزا ہے اس کی نسبت یہ پابندی کوئی پابندی ہی نہیں ہے۔

قادیانیوں کی اصل سزا؟

سوال یہ ہے کہ قادیانیوں کی اصل سزا کیا ہے؟ وہ میں آپ حضرات کو

بتانا چاہتا ہوں۔ قادیانی چونکہ زندیق و مرتد ہیں، اور مرتد و زندیق کی سزا یہ ہے کہ اُسے قتل کردیا جائے، جیسا کہ صحیح بخاری میں سزائے مرتد کے سلسلہ کا ایک قصہ مذکور ہے کہ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما، ان دونوں بزرگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا تھا، یعنی ایک کو ایک علاقے میں، دوسرے کو دوسرے علاقے میں، حضرت معاذ بن جبلؓ ایک دفعہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے ملنے کے لئے گئے، تو دیکھا کہ انہوں نے ایک آدمی کو دھوپ میں کھڑا کیا ہوا ہے، یہ ابھی سواری پر ہی تھے کہ پوچھا: آپ نے اس کو دھوپ میں کیوں کھڑا کر رکھا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ: یہ مرتد ہوگیا ہے! یعنی پہلے مسلمان ہوا، اس کے بعد اسلام سے پھر گیا، اس لئے بطورِ سزا کے کھڑا کر رکھا ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں سواری سے اس وقت تک نیچے نہیں اُتروں گا، جب تک اس کو قتل نہیں کردیا جاتا، اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ: "من بدل دینه فاقتلوه!" (جو شخص اپنے دین کو تبدیل کردے اس کو قتل کردو!) یعنی یہ بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے خود اپنے کانوں سے سنا ہے، چنانچہ اس مرتد کو قتل کیا گیا اور یہ سواری سے نیچے اُترے۔

قادیانیوں کی سزا بوجہ ارتداد و زندقہ، قتل ہے:

قادیانی چونکہ مدعیٔ نبوت کو ماننے والے ہیں، اس لئے زندیق اور مرتدوں کے حکم میں ہیں، اور ان کی سزائے ارتداد ... قتل ہے ... اس لئے اب ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت ان پر سزائے ارتداد جاری کرے، جب حکومت ان پر سزائے ارتداد جاری کرے گی، اس وقت ان کو پتہ چلے گا کہ پاکستان نے ان پر پابندی عائد نہیں کی تھی، بلکہ ان کے ساتھ رحم و کرم کا معاملہ کیا تھا۔

اگر کسی ملک کے باغی کا قتل جائز ہے، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی کا کیوں نہیں؟

قادیانیو! تم اپنے طرزِ عمل سے وہ وقت لانا چاہتے ہو کہ عالم اسلام میں جہاں کہیں کوئی قادیانی ملے، اس پر سزائے ارتداد جاری کی جائے؟ اور تم پر سزائے موت جاری کی جائے؟ پھر اس وقت تم دنیا کو کہو گے کہ ہائے ہم پر ظلم ہوگیا، اگر ایسا مرحلہ آ گیا تو میں اس وقت بھی جواب دوں گا کہ یہ ظلم نہیں ہے، عینِ انصاف ہے، اس لئے کہ اگر کسی ملک کے باغی کو قتل کیا جاتا ہے کیونکہ اس کی سزا قتل ہے، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی کی سزا بھی قتل ہے!

روس، امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی یا بڑے سے بڑا کوئی ایسا مہذب ملک بتاؤ، جس میں باغی کو سزائے موت نہ دی جاتی ہو؟ مجھے بتلاؤ کہ کوئی ایسا ملک ہے جس میں باغی کو سزائے موت نہ دی جاتی ہو؟ اگر ایسا کوئی ملک نہیں ہے تو سوال یہ ہے کہ ملک کے باغی کو سزائے موت دی جاسکتی ہے تو اسلام کے قانون میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی کو بھی سزائے موت ملے گی۔

تم انسانی حقوق کے کمیشن کے پاس جاؤ، اور درخواستیں دو، لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو انسانی حقوق کے کمیشن کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

احمقوں کے لئے اسلام کا قانون نہیں بدل سکتے:

ایک صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے، کھانا کھا رہے تھے، اتفاق سے لقمہ نیچے گر گیا، انہوں نے اُٹھایا اور صاف کر کے کھالیا۔ کسی پاس بیٹھنے والے نے کہا: اس علاقے کے لوگ اس کو معیوب سمجھتے ہیں کہ جو لقمہ نیچے گر جائے اس کو صاف کر کے کھالیا جائے، اس پر نہایت جوش سے فرمایا: "أأترک سنة نبی صلی اللہ علیہ وسلم لهؤلاء الحمقاء؟" (کیا میں ان احمقوں کی خاطر اپنے نبی کی سنت

چھوڑ دوں؟)۔

اسی طرح میں بھی کہنا چاہتا ہوں کہ کیا ہم ان احمقوں کی خاطر اسلام کے قانون کو بدل دیں؟ کیا ہم امریکہ، برطانیہ اور مغرب کے لوگوں کی خاطر اسلام کے قانون کو بدل دیں؟ کلّا ورب الکعبة! ربّ کعبہ کی قسم ایسا نہیں ہوگا! مرتد کی سزا موت ہے اور یہ سزا برحق ہے، اور یہ قادیانیوں پر جاری ہوکر رہے گی، تم ہمارے صبر کا کب تک امتحان لینا چاہتے ہو؟ تمہیں معلوم ہے کہ ایک پوری صدی سے ہم صبر کر رہے ہیں، ہم تمہیں رعایتیں دے رہے ہیں، تمہیں نواز رہے ہیں، تمہاری منت سماجت کر رہے ہیں اور تم نخرے کر رہے ہو، جس دن سزائے موت جاری ہوگئی، اس دن تمہیں پتہ چلے گا کہ تمہارے ساتھ اب تک بہت رعایت کی جاتی رہی، انشاء اللہ پھر تم دیکھو گے کہ اس وقت قادیانی اس طرح چھپیں گے، جس طرح چوہا اپنے بل میں چھپ جاتا ہے۔

پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد؟

ایک آخری بات کرکے ختم کرتا ہوں، وہ یہ کہ ایک بزرگ نے ایک سوال کیا کہ قادیانیوں کی کتنی تعداد ہے؟ ہم نے کہا کہ: پاکستان میں قادیانیوں کی کل تعداد ایک لاکھ چار ہزار تین سو ستر ہے، وہ کہنے لگے: جی نہیں! اتنے تو نہیں، کیونکہ کچھ ایسے بھی ہوں گے، جنہوں نے اپنے آپ کو مسلمان لکھوایا ہوگا، میں نے کہا: چلو ان کو دس ہزار فرض کرلو! کہنے لگے: نہیں! اس سے زیادہ ہوں گے۔ میں نے کہا: چلو بیس ہزار فرض کرلو! کہنے لگے: نہیں! زیادہ ہوں گے۔ میں نے کہا: چلو ایک لاکھ فرض کرلو! تب بھی پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد دو لاکھ ہوئی۔

اس معمولی اقلیت کے لئے قانون کا سہارا کیوں؟

اس پر وہ کہنے لگے کہ: جی میں ایک بات پوچھتا ہوں! وہ یہ کہ جب قادیانی

اتنی چھوٹی سی اقلیت میں ہیں اور اتنی مختصر سی اقلیت ہے، اور مسلمانوں کی اکثریت بلکہ بھاری اکثریت ہے، تو قادیانیوں کی مخالفت کے لئے قانون کا کیوں سہارا لینا پڑا؟ تبلیغ کے ذریعہ یہ کام کرنا چاہئے تھا، آخر اس کے لئے قانون کا سہارا لینے کی کیا ضرورت ہے؟

میں کہتا ہوں یہ بات بھی مرزا طاہر کی بتائی ہوئی ہے جو ہمارے اس بزرگ تک پہنچ گئی ہوگی، موصوف کی یہ بات سن کر مجھے اتنا غصہ آیا کہ میں سر سے پاؤں تک جل گیا، یقیناً میرے رفقاً متانت سے کوئی جواب سوچ رہے ہوں گے کہ اس کا کیا جواب دیا جائے؟ لیکن چونکہ مجھے تو آگ لگ گئی تھی، اس لئے میں نے فوراً کہا: جی کیا مطلب؟ کہنے لگے کہ: قادیانیوں پر جو قانونی پابندی عائد کی گئی ہے، اس کا سہارا لینے کی کیا ضرورت تھی؟ جب ہمارا مذہب برحق ہے اور ان کا مذہب جھوٹا ہے، ہم اکثریت میں ہیں اور وہ معمولی سی اقلیت ہے، تو ان پر قانونی پابندی کیوں عائد کی گئی؟ قانون کا سہارا لینے کی آخر کیا ضرورت پیش آئی؟

جواب:... میں نے کہا کہ: جی! پاکستان میں چوروں کی اکثریت ہے یا شریفوں کی؟ کہنے لگے کہ: اجی! چور تو بہت چھوٹی سی اقلیت ہے۔ میں نے کہا کہ: چوری بند کرنے کے لئے قانون کا سہارا کیوں لیا جاتا ہے؟ بس اس پر وہ بیچارے خاموش ہوگئے، اس سے آگے انہوں نے کوئی بات نہیں کی۔

میرے بھائیو! یہ بات بھی قادیانیوں نے پڑھائی ہے، یا ممکن ہے کہ ذہنی توارد ہوگیا ہو، یعنی قادیانی بھی وہی بات کہتے ہیں اور ہمارے اس سرکاری "بزرگ" کے ذہن میں بھی وہی بات قدرتی طور پر آگئی ہو... ذہنی مناسبت کی وجہ سے....

قانون کا ایک میدان ہے:

یہ بات یاد رکھو کہ تبلیغ اور دعوت کا بھی اپنی جگہ ایک میدان ہے، اور الحمدللہ

علماؑ نے اپنا فرض ادا کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی، بلاشبہ ہم بہت کمزور ہیں اور ہم اپنی تقصیرات کا اللہ کی بارگاہ میں اقرار اور اعتراف بھی کرتے ہیں، لیکن الحمدللہ! اس کے باوجود علمائے حق نے کبھی بھی تبلیغ کے میدان میں کوتاہی نہیں کی، لیکن جس طرح تبلیغ کا ایک میدان ہے، ٹھیک اسی طرح ایک میدان قانون کا ہے۔

سارے کام تبلیغ سے نہیں چلتے:

جہاں تک تبلیغ کا میدان ہے وہ بھی اپنی جگہ ہونا چاہئے، لیکن جہاں قانون کا میدان ہے وہ بھی اپنی جگہ ہونا چاہئے، یہ مطلب نہیں ہے کہ سارے کام تبلیغ ہی سے چلا کریں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی آپ نے سنا ہوگا:

"من رأی منکم منکرًا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان." (مستدرک حاکم ج:۳ ص:۲۰)

ترجمہ:... "جو شخص تم میں سے کسی برائی کو دیکھے اسے چاہئے کہ ہاتھ سے روک دے، اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روک دے، اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اُسے دل سے بُرا جانے، اور یہ ایمان کا کمزور تر درجہ ہے۔"

چونکہ دعوت و تبلیغ زبان سے ہوتی ہے، اس لئے اس کا درجہ درمیان کا ہے، اصل درجہ ہے ہاتھ سے روکنے کا، اور علماؑ نے فرمایا ہے کہ ہاتھ سے روکنا حکومت کا کام ہے۔ اسی کو قانونی پابندی کہتے ہیں۔

منکرات کا روکنا حکومت کا فرض ہے:

تو منکرات اور برائیوں کا روکنا، چاہے زنا ہو، چاہے چوری ہو، چاہے

شراب نوشی ہو، یا مدعیانِ نبوت کا فتنہ ہو، یا منکرینِ حدیث کا فتنہ ہو یا دوسرے فتنے ہوں، ان کو روکنا سب سے زیادہ، سب سے اوّل نمبر پر، حکومت کی ذمہ داری ہے، اس لئے یہ کہنا کہ تبلیغ کے ذریعہ ان کو روکو، بہت غلط بات ہے، جو کہ شیطان نے اپنے چیلوں کو پڑھائی ہے۔

ہم ہر قادیانی کو ہر وقت سمجھانے کو تیار ہیں:

ہاں! ہم تبلیغ بھی کرتے ہیں، مناظرے بھی کرتے ہیں، کیونکہ علمأ کا کام ہے بحث کرنا، مناظرہ کرنا، دلائل سے سمجھانا۔ ہم دلائل سے سمجھانے کے لئے ہر وقت تیار ہیں، اور ہر قادیانی کو سمجھانے کے لئے تیار ہیں، جو بھی سمجھنا چاہے بشرطیکہ وہ سمجھنا بھی چاہے، لیکن جو سمجھنا نہ چاہے، "**خَتَمَ اللهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ**" (اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی ہے)، ظاہر بات ہے کہ مہر شدہ دلوں کے اندر ہم حق اور ہدایت کو نہیں اُتار سکتے، کیونکہ ارشادِ الٰہی ہے: "**اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ.**"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا کہ آپ جس کو چاہیں اس کو ہدایت نہیں دے سکتے، اللہ جس کو چاہے ہدایت دے، نبی کا کام بھی ہدایت کی بات پہنچادینا ہے، ہدایت کی بات دل میں اُتار دینا نہیں ہے۔

ہم ایمان دِلوں میں نہیں اُتار سکتے:

لوگ ہم سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیانیوں کو سمجھاؤ، آخر یہ کیوں نہیں سمجھتے؟ ہم کہتے ہیں کہ: ہم ان کے کانوں تک پہنچا سکتے ہیں، ان کے دلوں میں اُتارنا ہمارا کام نہیں ہے۔

علمأ کے مناظروں سے حکومت کی ذمہ داری ختم نہیں ہوتی:

لیکن علمأ کے مناظرے اور مباحثے سے حکومت کی ذمہ داری ختم نہیں ہوجاتی،

حکومت پر لازم ہے کہ جس طرح وہ ڈاکوؤں اور چوروں کے خلاف قانون بناتی ہے، اسی طرح ان کذّابوں کے خلاف بھی قانون بنائے اور ان پر سزا جاری کرے۔

غیرجانبداری کا وبال:

اب میں چاہتا ہوں کہ اس موضوع کو ختم کردوں، البتہ آخر میں ایک بات ضرور کہنا چاہوں گا، وہ یہ کہ ہم لندن میں جنگ اخبار کے دفتر گئے، وہاں کا ایک اخبار نویس، جو کچھ مشکوک سا آدمی تھا، اس نے کہا کہ: جی ہم نے تو یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم غیرجانبدار رہیں گے، نہ قادیانیوں کی طرف داری کریں گے، نہ مسلمانوں کی طرف داری کریں گے، بلکہ دونوں کی چیزیں شائع کریں گے اور دونوں کی خبریں شائع کریں گے، دونوں کے اشتہار شائع کریں گے، میں نے کہا: بھائی! بڑی اچھی بات ہے، بڑی سوہنی گل اے! قیامت کے دن ایک طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپؐ کی اُمت کا کیمپ ہوگا، اور ایک طرف ملعون، دجال، خبیث، مرتد مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی مرتد ذرّیت کا کیمپ ہوگا، اور تم درمیان میں کھڑے ہوجانا اور کہنا کہ ہم غیرجانبدار رہنا چاہتے ہیں، نہ اِس طرف، نہ اُس طرف، کیوں بھائی! تم میں سے جو غیرجانبدار رہنا چاہتا ہو، وہ ہاتھ کھڑا کرے، کیا تم غیرجانبدار رہنا پسند کروگے، نہیں! ہرگز نہیں...!

غیرجانبدار، منافق ہے:

اللہ تعالیٰ اس غیرجانبداری سے بچائے، اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”لَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ“ نہ اِدھر، نہ اُدھر، ایسے غیرجانبداروں کو اللہ تعالیٰ نے منافق فرمایا ہے، جب یہ بات طے ہوگئی تو اب سمجھو کہ جو شخص بھی ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کا قائل ہے، اس کو اس دائرے میں آنا پڑے گا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کا دائرہ ہے، اُسے اس کیمپ میں آنا پڑے گا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کا کیمپ ہے، اور اس کو مجلس تحفظ ختم نبوت کا رکن بننا پڑے گا، کیوں

بھائی! ٹھیک ہے ناں؟

ختم نبوت کے کارکن بنو!

بھائی! یہ سمجھ لو کہ تمام مسلمان، مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن اور اس کے رکن ہیں، الحمدللہ! میں اپنے دوستوں سے کبھی کبھی کہا کرتا ہوں کہ تم جس ملک میں چلے جاؤ، جس جگہ چلے جاؤ، جس مسجد میں چلے جاؤ، وہ تمہاری ختم نبوت کا مرکز ہے اور تمہارا دفتر ہے۔ ہر مسلمان الحمدللہ! مجلس تحفظ ختم نبوت کا رکن ہے، کیونکہ وہ ختم نبوت پر عقیدہ اور ایمان رکھتا ہے۔

تقسیمِ کار:

لیکن اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ کام کرنے والے تھوڑے لوگ ہوتے ہیں، کیونکہ کچھ لوگ جہاد کرنے والے ہوتے ہیں، کچھ لوگ ان کو امداد پہنچانے والے ہوتے ہیں، کچھ اخلاقی مدد، کچھ مالی مدد اور کچھ دوسری مدد، جس قسم کی بھی مدد ان کو پہنچائی جاسکتی ہے، پہنچانی چاہئے، کیونکہ جو فوج مورچے پر لڑ رہی ہے اور دشمن کے مقابلے میں ہماری طرف سے دفاع کر رہی ہے، ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی رسد ختم نہ ہونے دیں، ان کا اسلحہ ختم نہ ہونے دیں، اور جو مدد بھی ہم انہیں پہنچاسکتے ہیں، ضرور پہنچائیں، اگر وہ رسد کے بغیر رہ گئے، اگر وہ اسلحہ کے بغیر رہ گئے، اگر اخلاقی اور مالی مدد ان کو نہ پہنچی، تو ظاہر ہے کہ وہ مورچوں کو سنبھال نہیں سکیں گے، ٹھیک اسی طرح آپ سارے کے سارے مجلس تحفظ ختم نبوت کے رکن ہیں، اس لئے کہ آپ سب ختم نبوت کے قائل ہیں، اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ آپ سب کے سب تو یہ کام نہیں کرسکتے، لیکن جو لوگ قادیانیوں کا تعاقب کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے آگاہ کر رہے ہیں، ان کی امداد و تعاون کرنا یہ آپ کا اور میرا فرض ہے۔

پوری دُنیا میں قادیانیوں کا تعاقب:

بس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اب تک ہم قادیانیوں کا اپنے ملک میں تعاقب کرتے رہے، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مرزا طاہر قادیانی کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور کردیا، اللہ نے اس کو بھگادیا وہ لندن چلا گیا، اب ہمیں پوری دنیا میں قادیانیت کا مقابلہ کرنا ہے، بزدل دشمن نے ہمیں للکارا ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو للکارا ہے، انہیں معلوم نہیں ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام غازی علم دین شہیدؒ کی مثالیں بھی پیش کردیا کرتے ہیں۔ لندن میں ایک ختم نبوت کا مرکزی دفتر بنایا جائے گا، آپ حضرات میں سے بہت سے حضرات ہیں، جنہوں نے اس میں اپنی خدمات پیش کی ہیں، میں ان سب کے لئے دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ان کو نصیب فرمائے!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مسئلہ ختم نبوت اور قادیانیت

جامع مسجد فلاح نصیر آباد کراچی میں
حضرت شہیدؒ نے یہ مختصر خطاب کیا، جسے کیسٹ سے نقل کر کے
قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

سعید احمد جلال پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

ہمارے باوا صاحب نے ختم نبوت کا مسئلہ ذکر کیا ہے، رمضان المبارک کا پہلا جمعہ چونکہ ختم نبوت کے لئے ہوتا ہے اس لئے رمضان المبارک کے پہلے جمعہ میں ختم نبوت کے مسئلے پر روشنی ڈالی جاتی ہے، اور آپ حضرات کو یاد ہوگا کہ آپ سے ختم نبوت کے لئے چندہ کی اپیل کی جاتی ہے۔ اس دفعہ چونکہ ابھی تک ہمارا (عمرہ کے لئے جانا) نہیں ہوسکا، انشاء اللہ ابھی جمعہ کے بعد روانگی ہوگی... عموماً واپسی کے بعد ختم نبوت کے چندہ کے لئے اپیل ہوتی ہے۔ خیر وہ تو چلتی ہی رہے گی اور انشاء اللہ ساری زندگی چلتی رہے گی۔

باوا صاحب نے ختم نبوت کی بات کی ہے، تو میں بھی دو چار باتیں اسی موضوع پر کہہ دیتا ہوں۔

مسئلہ ختم نبوت پر کبھی نزاع نہیں رہا:

ایک یہ کہ ختم نبوت کا مسئلہ کبھی اُمت کے درمیان نزاع کا موجب نہیں رہا، یعنی کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس مسئلہ میں دو آدمیوں کی رائے مختلف رہی ہو، مثلاً: ایک کہتا ہو کہ نبوت ختم ہے، اور دوسرا کہتا ہو کہ نہیں، ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری ہے۔ پوری پوری کی اُمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک اس پر متفق ہے کہ نبوت ختم ہوچکی ہے، چنانچہ جو مسلمان ہے وہ ختم نبوت کا قائل ہے، اور اس کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا، یعنی کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، جو اس کا قائل نہیں، وہ مسلمان نہیں۔

ختم نبوت کے دلائل:

ختم نبوت کے عقلی دلائل بھی ہیں، یعنی عقل تقاضا کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخصیت کو نبی نہ بنایا جائے، اور اس کے سر پر نبوت کا تاج نہ رکھا جائے، اور زمان و مکان بھی اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام زمانوں کے اور تمام مکانوں کے نبی ہیں۔ جس طرح ایک جوتے میں دو پاؤں نہیں آسکتے، اور ایک قالب میں دو چیزوں کی بھرتی نہیں کی جاسکتی، اسی طرح تمام زمان و مکان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے بھرے ہوئے ہیں، کسی اور نبی کی گنجائش ہی نہیں۔ یہ ٹھیک اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ....“

(الاحزاب:۴)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ہم نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دِل نہیں رکھے، ایک ہی دِل ہے۔

منکرِ خدا کی طرح منکرِ رسالت بھی کافر ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والی تمام نسلِ انسانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہی ہے، ممکن ہی نہیں کہ کسی دوسرے نبی کی اُمت بن جائے، جس طرح خدا تعالیٰ کا منکر دہریہ اور منکرِ خدا ہے، اسی طرح خدا تعالیٰ کی وحدانیت میں کسی اور کو شریک کرنے والا بھی منکرِ خدا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے، وہ بھی منکرِ رسالت ہیں، اور جو لوگ کسی دوسرے کو اس رسالت میں ظلّی، بروزی، مجازی، حقیقی وغیرہ انداز سے شریک کردیتے ہیں، وہ بھی مشرک فی النبوۃ ہونے کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔

”لا نبی بعدی“ کے بعد کسی نبی کی گنجائش نہیں:

جس طرح کلمہ ”لا الٰہ الا اللہ“ (نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے) کے اقرار کے بعد کسی دوسرے چھوٹے موٹے، ظلّی، بروزی، حقیقی، مجازی، خدا کی گنجائش کے نہیں ہے اور اللہ کے سوا کسی قسم کا کوئی بھی معبود نہیں، اسی طرح ارشادِ نبوی: ”لا نبی بعدی!“ (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کے بعد بھی کسی نبی کی گنجائش نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ”لا نبی بعدی!“ (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کا معنی یہ ہے کہ مجھ سے پہلے نبی تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

پہلے کا کوئی نبی آجائے تو ختمِ نبوت کے منافی نہیں:

جس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی ہوتے رہے ہیں، ہاں! بعد میں کوئی نہیں آئے گا۔ اب اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کا کوئی رسول آجائے یا سارے نبی موجود ہوں تو آخری نبی کون ہوگا؟ ظاہر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری نبی ہوں گے، کیونکہ نبوت سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو دی

گئی، اور سب سے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی، آپ آخری نبی اور خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، لہٰذا اگر پہلے کے نبی سارے کے سارے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خدمت کریں اور آپ کے خادم بن جائیں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا، تب بھی آپ خاتم النبیین رہیں گے۔

قادیانی دھوکا!

قادیانی یہ دھوکا دیا کرتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے آئیں گے؟ میں نے اس کا جواب عرض کردیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت نہیں دی گئی۔

مرزا قادیانی مریم سے عیسیٰ کیسے بنا؟

مرزا غلام احمد ''کشتیٔ نوح'' میں کہتا ہے کہ: ''دو سال تک میں مریمی صفت میں نشوونما پاتا رہا۔'' حیرت ہے کہ اس وقت بھی مرزا جی کی داڑھی اور موچھیں بھی تھیں، اس نے کوٹ بھی پہن رکھا تھا، لیکن اس کے باوجود کہتا ہے کہ میں مریمی صفت میں نشوونما پاتا رہا، یعنی مریم بن گیا۔

ذرا کسی قادیانی سے پوچھو کہ مریمی صفت کیا ہوتی ہے؟

پھر کہتا ہے کہ: اس کے بعد استعارہ کے رنگ میں مجھ میں عیسیٰ کی رُوح نفخ کی گئی، یعنی استعارہ کی پچکاری سے عیسیٰ کی رُوح کا انجکشن لگایا گیا۔ گویا وہ کہتا ہے کہ میں مریم تو پہلے بن گئی تھی نا، دو سال تک مرزا مریم بنی رہی، پھر میرے اندر استعارہ کے رنگ میں عیسیٰ کی رُوح نفخ کی گئی، اور اس طرح مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا، پھر ایک مدتِ حمل کے بعد جو دس مہینے سے کم نہیں، (لاہور میں ہمارے ریاض الحسن گیلانی صاحب ہوتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ دس مہینے میں تو گدھی حاملہ رہا کرتی ہے)۔ چنانچہ کہتا ہے کہ: پھر ایک مدتِ حمل کے بعد جو دس مہینے سے کم نہیں، میں مریمی صفت سے

عیسیٰ کی صفت کی طرف منتقل ہوا، یعنی وضعِ حمل ہوگیا، اس طرح میں عیسیٰ ابن مریم کہلایا، لہٰذا میں عیسیٰ بھی ہوں، اور مریم کا بیٹا بھی ہوں، اور خود مریم بھی تھا، گویا وہ کہتا ہے کہ میں خود بیٹا، خود ہی باپ اور خود ہی ماں، اور جب مریم سے عیسیٰ بن گیا تو پھر نبوت بھی مل گئی۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ غلام احمد کا دعویٰ ہے کہ مجھے نبوت دی گئی، مگر اس کے برعکس اسلام کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کسی کو دی نہیں جائے گی، بس اتنا ہی فرق ہے قادیانیوں اور مسلمانوں کے عقیدہ میں۔

تمام انبیاؑ آپؐ کے ماتحت ہیں:

بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سر آنکھوں پر، بلکہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی آجائیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے اعتبار سے جدِامجد ہیں، مگر مرتبے کے اعتبار سے وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے خادم ہیں، سنو! ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ماتحت ہیں، جب تمام انبیائے کرامؑ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہوئے تو آپ نبی الانبیاؑ ہوئے، دوسرے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے جرنیلِ اعظم، سب سے بڑے سپہ سالار ہیں، اور سب جرنیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت ہیں، اس لئے کہ ہر جرنیل اپنی ماتحت فوج کے ساتھ سپہ سالارِ اعظم کے ماتحت ہوتا ہے، اس طرح تمام کی تمام اُمتیں اپنے نبیوں کے توسل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں شامل ہوجاتی ہیں، اس لئے فرمایا کہ:

"بیدی لواء الحمد یوم القیامۃ ولا فخر! وآدم ومن دونہ تحت لوائی یوم القیامۃ ولا فخر!"

ترجمہ:... "اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا قیامت

کے دن، فخر کی بات نہیں، اور آدم اور آدم سے نیچے کے تمام
انبیائے کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سب کے سب میرے
جھنڈے کے نیچے ہوں گے، فخر کی بات نہیں۔

"لواء الحمد" حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہوگا، کیونکہ سپہ سالار آپ ہیں، اور باقی تمام انبیائے کرام علیہم السلام ان کے ماتحت ہیں۔

رفع ونزولِ عیسیٰؑ کا عقیدہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قربِ قیامت میں زمین پر تشریف لائیں گے، کیونکہ اللہ نے ان کو زندہ آسمان پر اُٹھالیا تھا، اور قرآنِ کریم میں اس کا تذکرہ موجود ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

"بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا."

ترجمہ:... "بلکہ اُٹھالیا اللہ نے اس کو اپنی طرف، (کیسے اُٹھالیا؟) اس لئے کہ اللہ بڑا زبردست ہے۔"

تمہارے لئے "کیسے؟" کا سوال ہوسکتا ہے، اللہ کے لئے "کیسے؟" کا سوال نہیں ہوسکتا، "حَكِيْمًا" کیوں اُٹھالیا تھا؟ اللہ تعالیٰ حکمت والے ہیں، وہ اپنی حکمت کو خود جانتے ہیں، "کیوں؟" کا سوال تمہارے اور میرے لئے ہوسکتا ہے، اس کے لئے نہیں ہوسکتا۔ قادیانیوں کے تمام شبہات کا جواب قرآن پہلے سے دے کر فارغ ہوچکا ہے۔

نزولِ عیسیٰؑ اور قرآنِ کریم:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارہ میں بھی قرآنِ کریم میں تصریح موجود ہے جیسا ارشاد ہے:

"وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ."

ترجمہ:... ''اور نہیں ہیں اہلِ کتاب میں سے کوئی مگر
ضرور ایمان لائے گا اس پر، اس کی موت سے پہلے۔''

''اس پر'' یعنی عیسیٰ علیہ السلام پر، ''اس کی موت سے پہلے'' یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے، معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں ابھی زندہ ہیں، جب قرآن نازل ہو رہا تھا اس وقت قرآن کہہ رہا ہے: ''قَبْلَ مَوْتِہٖ'' اس کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے۔ معلوم ہوا کہ وہ مرا نہیں۔

جب آپ کہیں کہ مرنے سے پہلے یہ کام انشاء اللہ کرنا ہے، تو اس کا کیا مطلب ہے؟ کہ آپ مرگئے؟ یا بعد میں کریں گے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ کی موت سے پہلے تمام اہلِ کتاب ان پر ایمان لائیں گے، اور بسندِ صحیح حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور دوسرے اکابر سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قربِ قیامت میں دجال کو قتل کرنے کے لئے نازل ہوں گے تو تمام کے تمام اہلِ کتاب مسلمان ہوجائیں گے، یہ تو مختصر سی بات ہوئی ختم نبوت کے متعلق۔

قادیانیت کی تعریف:

دوسری طرف ختم نبوت کی نفی کا نام قادیانیت ہے، مگر اس کے باوجود قادیانی کہتے ہیں کہ ''ہم مسلمان ہیں!'' بھائی! نوّے سال تک ہماری ان کے ساتھ لڑائی ہوتی رہی اور جنگ جاری رہی، مباحثے ہوئے، مناظرے ہوئے، اس کے بعد پھر مباہلے ہوئے۔

مباہلہ کی تعریف:

مباہلہ کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ایک فریق اِس طرف سے، ایک فریق اُس طرف سے، دونوں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کرتے ہیں کہ: یا اللہ! ان دونوں میں سے جو جھوٹا ہو، اس کو ہلاک کر، اور اس پر لعنت فرما۔ اے اللہ! اتنی لعنتیں فرما، اتنی

لعنتیں فرما، اتنی لعنتیں فرما جتنی کہ غلام احمد پر نازل ہوئیں۔

حضورؐ کا نصرانیوں سے مباہلہ:

سورۂ آل عمران میں نصاریٰ کے وفد کا تذکرہ ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مذہبی گفتگو کی تھی، لاجواب تو ہوگئے، لیکن مانے نہیں، یہ مباحثہ پندرہ دن نہیں، بلکہ پندرہ منٹ بھی نہیں رہا، صرف پانچ منٹ میں ان کے اس وقت کے سب سے بڑے بڑے، موٹے موٹے اسی[۸۰] عالم جمع ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے آئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ان سے تین فقرے ارشاد فرمائے تھے، چوتھا فقرہ نہیں فرمایا کہ وہ لاجواب ہوگئے۔

آتھم کے مقابلہ میں مرزا کی بے بسی:

ادھر مرزا غلام احمد قادیانی، ایک عیسائی عبداللہ آتھم جیسے ایک معمولی دیسی پادری، جو کہ عبداللہ سے مرتد ہوکر آتھم بنا تھا، اس جیسے بگڑے ہوئے خبیث، دیسی پادری کے ساتھ پندرہ دن تک مناظرہ کرتا رہا، مگر غلام احمد اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکا۔

نصرانیوں سے مباہلہ کی تفصیلات:

خیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عیسائی لاجواب ہوگئے، لیکن مان کے نہیں دیئے، اس پر قرآنِ کریم کی یہ آیتِ شریفہ نازل ہوئی:

”فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْہِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُوْا اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَہِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔“

ترجمہ:...”(اے نبی!) اس مسئلے میں جو لوگ آپ سے اس کے بعد بھی جھگڑا کرتے ہیں تو ان سے کہو کہ آؤ ہم

بلاتے ہیں اپنے بیٹوں کو، تم بلاؤ اپنے بیٹوں کو، ہم بلاتے ہیں
اپنی عورتوں کو، تم بلاؤ اپنی عورتوں کو، ہم اپنے آپ کو لاتے ہیں،
تم اپنے آپ کو لاؤ، (ایک میدان میں جمع ہوجائیں) پھر اللہ
کے سامنے گڑگڑائیں، جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔"

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ آیت سنادی، کہنے لگے: اے محمدؐ ہمیں ایک دن کی مہلت دے دیجئے تاکہ ہم مشورہ کرلیں، فرمایا: ٹھیک ہے! اگلے دن وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب آئے ... دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ٹھہرنے کا انتظام فرمایا ہوا تھا، اور وہ آپؐ کے مہمان تھے ...تو آکر کہنے لگے کہ: حضور! ہماری رائے یہ ہے کہ آپ سے مباہلہ نہ کریں، بلکہ آپ کے ساتھ صلح کرلیں، اور آپ کو جزیہ اور ٹیکس دیا کریں، ذمیوں والا معاملہ کرلیں، نبوت اس کو کہتے ہیں۔

لاٹ پادری کا اعتراف:

رات کو جب یہ آپس میں مشورہ کر رہے تھے تو ان کا سب سے بڑا پادری عبدالمسیح اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا: تم جو مشورہ کروگے، اس پر عمل کرلیں گے، لیکن میری ایک بات سن لو! وہ یہ کہ اتنا تو تم بھی جانتے ہو کہ یہ نبیٔ برحق ہے، اپنے گھر کی بات ہے ناں، تم بھی جانتے ہو کہ یہ نبیٔ برحق ہیں۔

ابوجہل کا اعترافِ صداقت:

اور تو اور جب ابوجہل سے تنہائی میں پوچھا گیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟ سچے ہیں یا جھوٹے؟ اس پر ابوجہل نے کہا کہ: کبھی انہوں نے جھوٹ بولا ہی نہیں کہ ان کو جھوٹا کہا جائے، جب انہوں نے جھوٹ ہی نہیں بولا تو ان کو جھوٹا کیسے کہیں؟ اس سے کہا گیا کہ: پھر مانتے کیوں نہیں ہو؟ کہنے

لگا: فلاں منصب ان ہاشمیوں کے پاس، فلاں بھی ان کے پاس، فلاں بھی ان کے پاس، سقایا ان کے پاس، رفادہ ان کے پاس، اور حجابہ ان کے پاس، اور اب ایک باقی رہ گئی تھی نبوت، یہ بھی ان کے یہاں چلی جائے؟ اس سے تو قریش کی ناک کٹ جائے گی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ! مکے کا سب سے بڑا مشرک اور "فرعون ھٰذہ الامۃ" کہتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں۔

سچے نبی سے مباہلہ، پروانۂ موت پر دستخط کرنا ہے:

تو ان عیسائی پادریوں کا سب سے بڑا پادری بھی اپنی قوم میں تقریر کرتا ہے کہ تم جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں۔ اسی طرح اس پادری نے دوسری بات یہ بھی کہی کہ: یہ بات تو تم بھی جانتے ہو کہ سچے نبی کے ساتھ مباہلہ کر کے کبھی کوئی بچا نہیں ہے، اس لئے میری رائے یہ ہے کہ ان سے مباہلہ کر کے اپنی موت اور موت کے پروانے پر دستخط نہ کرو، لہٰذا وہ جس شرط پر بھی راضی ہو جائیں، ان سے صلح کر لو۔ اگلے دن عیسائی پادری آئے اور آ کر صلح کر لی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے! کوئی اصرار نہیں تھا، کیونکہ سچی نبوت تھی۔

اگر عیسائی مباہلہ کرتے تو...:

البتہ اس موقع پر ایک بات فرمائی کہ: "اگر یہ لوگ مباہلہ کے میدان میں اللہ کے نبی کے مقابلہ میں ہاتھ اُٹھا لیتے تو اللہ کی قسم! ان کے درختوں پر ایک چڑیا بھی زندہ باقی نہ رہتی۔" اس کو کہتے ہیں صداقت...!

غلام احمد کے مباہلوں کا انجام؟

غلام احمد قادیانی کے ساتھ مسلمانوں کے مباہلے ہوئے اور ان میں وہ جھوٹا بھی نکلا، صرف ایک بار نہیں، بلکہ دو بار، تین بار، چار بار، پانچ بار، چھ بار اور سات بار جھوٹا نکلا، میرے پاس اس کے حوالے موجود ہیں، مگر قادیانی آج تک آئیں بائیں

نمائیں کرتے ہیں، کہ جی یہ ہوگیا تھا، اس میں یوں ہوگیا تھا، اور طرح طرح کی تاویلیں کرتے ہیں، مجھے بتلاؤ نبی کے ساتھ مباہلہ کرنے والا کبھی کوئی بچا ہے؟ ممکن ہی نہیں، مگر افسوس! کہ قادیانی مان کر نہیں دیتے۔ پھر بات چلی گئی عدالت میں، عدالت بھی کون سی؟ کہ ایک جج ہوتا ہے چھوٹا، ایک بڑا، اس سے بڑی عدالتِ عالیہ ہوتی ہے، اس کے بعد عدالتِ عظمیٰ ہوتی ہے، اس میں بنچ بیٹھتی ہے، اور یہاں کی پوری کی پوری قومی اسمبلی کو عدالت بنادیا گیا تھا، سپریم کورٹ نہیں اس سے بھی اُوپر کی عدالت، پوری کی پوری قومی اسمبلی مسٹر بھٹو نے اس کو عدالت کی حیثیت دے دی تھی، اور وہ باقاعدہ مقدمے کی سماعت کر رہی تھی، جس نے فیصلہ دے دیا کہ غلام احمد قادیانی جھوٹا تھا اور اس کی ذریت بھی جھوٹی ہے، چنانچہ انہیں متفقہ طور پر قومی اسمبلی نے غیر مسلم قرار دے دیا۔

مرزائیوں پر بغاوت کی سزا کا حکم:

یوں مرزائیوں کا فیصلہ ہوگیا کہ ان کا ملتِ اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں، وہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کا ٹولا ہے۔

گویا اب حق ہے کہ ان کو بغاوت کی سزا دی جائے، اور آپ جانتے ہیں کہ بغاوت کی سزا قتل ہے، مگر یہ حکومت کا کام ہے، اگر کوئی مسلمان اور اسلامی حکومت آئے گی تو ضرور اس پر عمل ہوگا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مرزا کے دعویٰ ہائے نبوت، مسیحیت، مہدویت اور مجدّدیت کی حقیقت

پیشِ نظر بیان کوئٹہ ختم نبوت کانفرنس میں ہوا، جسے حضرت مولانا منظور احمد الحسینی نے کیسٹ سے نقل کرکے اشاعت کے لئے مہیا فرمایا۔.............سعید احمد جلال پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

امتناعِ قادیانیت آرڈی نینس ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کو نافذ کیا گیا، بلاشبہ امتناعِ قادیانیت آرڈی نینس ۱۹۸۴ء، قادیانیت پر اتنی شدید ضرب تھی کہ اس سے قادیانیت ہل گئی۔

امتناعِ قادیانیت آرڈی نینس کی شدت:

جس دن یہ آرڈی نینس نافذ ہوا، جمعرات کا دن تھا، اگلے دن جمعہ تھا، جمعہ پڑھانے کے لئے مرزا طاہر اپنی نام نہاد ''مسجدِ اقصیٰ'' میں گیا، لیکن اس دن قانون نے کہا کہ آج سے تم اپنی عبادت گاہ کو ''مسجد'' نہیں کہہ سکتے، اذان نہیں دے سکتے، اپنے آپ کو اسلام سے منسوب نہیں کرسکتے، چنانچہ اس قانون کے نفاذ سے مرزا طاہر کے

دماغ پر اتنی شدید چوٹ لگی کہ وہ اپنی عبادت گاہ ...جس کو وہ ''مسجدِ اقصیٰ'' کہتا تھا... میں جا کر مقتدیوں کے سامنے رو رو کر واپس آگیا، اس نے خطبہ پڑھا نہ جمعہ پڑھا، بلکہ یوں ہی واپس آگیا، اور اس سے اگلے دن اس نے لندن روانگی کی تیاری کرلی۔ اندازہ فرمایئے! کہ اس آرڈی نینس کے کوڑے کی کتنی شدید چوٹ ہوگی؟

قادیانیوں کی خوئے بد:

اے قادیانیو! میں منتظر تھا کہ تم دس سال کے بعد کوئی شرارت کروگے، کیونکہ تمہاری خوئے بد میں یہ داخل ہے کہ تم ہر دس سال بعد کوئی نہ کوئی شرارت کرتے ہو، اب ۱۹۸۴ء سے ۱۹۹۴ء آگیا، لیکن ابھی تک تم کچھ کر نہیں سکے، یعنی ایسی کوئی شرارت نہیں کرسکے۔

ابھی مولانا اللہ وسایا صاحب شکایت کر کے گئے ہیں کہ قادیانی کچھ شرارت کررہے ہیں۔

قادیانی، ایمانی جیب کترے:

میں کہتا ہوں کہ شرارت کر رہے ہوں گے، مگر چوروں، ڈاکوؤں اور جیب کتروں کی طرح، لیکن انہیں معلوم ہوگا کہ قانون موجود ہے، اسی طرح لوگ کہتے ہیں کہ چور، جیب تراشتے ہیں تو ہم کیا کریں؟ کیونکہ جیب تراش پتہ نہیں چلنے دیتے۔

میں کہتا ہوں یہ ٹھیک ہے، لیکن یہ بات ذہن میں رکھو کہ آج تک کسی جیب کترے کو کوئی عزت نہیں ملی، کیوں اگر جیب کتروں کو عزت ملی ہے تو بتاؤ؟

انبیاؑ کی دعوت ڈنکے کی چوٹ پر:

حضراتِ انبیاؑ کرام علیہم السلام ...نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، توبہ توبہ، استغفر اللہ... جیب کترے نہیں ہوتے، وہ تو ڈنکے کی چوٹ اپنی دعوت دیتے ہیں، اگر تم میں ہمت ہے تو آؤ میرے پاس آؤ، مجھے دعوت دو، علمائے کرام کے پاس جاؤ ان کو دعوت دو، تم

نے مباہلے کرلئے، مناظرے کرلئے، سب کچھ کرلیا، مگر رہے جھوٹے کے جھوٹے، اب آپ جیب کترتے ہیں؟ یہ قادیانی بے خبر اور بھولے بھالے نوجوانوں کو اپنے ہاں لے جاتے ہیں، اور جیب کا آپریشن کردیتے ہیں، یعنی اس کے ایمان کی جیب کا، اس طرح آپریشن کردیتے ہیں کہ اس بیچارے کو پتہ بھی نہیں چلتا۔

مرزا قادیانی کے دعاوی:

خیر میں عرض کر رہا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے ''مجدّد'' ہونے کا دعویٰ کیا، پھر ۱۸۹۱ء میں ''مسیحِ موعود'' ہونے کا دعویٰ کیا، ساتھ ہی کہا کہ میں ''مہدی'' بھی ہوں، اور یہ بھی کہا کہ مسیح اور مہدی ایک ہی چیز ہے، اور ۱۹۰۱ء میں اس نے ''نبوت'' کا دعویٰ کیا۔

حضرت عیسیٰؑ ہی مسیحِ موعود ہیں:

میں نے قادیانیوں سے کہا کہ: تمہارا دعویٰ ہے کہ مرزا غلام احمد ''مسیحِ موعود'' ہے... میری بات کو سن لو... ''مسیحِ موعود'' میں دو لفظ ہیں، ایک مسیح اور دوسرا موعود، جس کا معنی ہے: ''وہ مسیح جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے۔'' اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ قربِ قیامت میں کانا دجال نکلے گا، اور یہ تو آپ سب کو بھی معلوم ہے کہ کانا دجال نکلے گا اور اُس کو قتل کرنے کے لئے آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، یہ ہے وہ ''مسیحِ موعود'' جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ اُس مسیح کو، مسیحِ موعود اور مسیح ابنِ مریم کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ: "مَا الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ" اسی طرح قرآن میں جگہ جگہ ''مسیح ابن مریم'' کا لفظ آیا ہے، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں، نبوت کی تاریخ میں ''مسیح'' کتنے ہوئے ہیں؟ بلاشبہ ایک ہی مسیح ہوا ہے اور دنیا ایک ہی مسیح کو جانتی ہے اور وہ ہیں حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام، یعنی ان کے علاوہ کوئی دوسرا ہے تو

مجھے بتاؤ! اگر قرآن مجید، حدیث اور پہلی یعنی پچھلی کتابوں میں، اس ایک مسیح کے علاوہ کوئی دوسرا مسیح ہو تو مجھے اس کی نشاندہی کرو؟ دراصل مسیح ابنِ مریم ہی مسیحِ موعود ہے۔

نزولِ مسیح کے بارہ میں غلام احمد کا اعتراف:

مرزا غلام احمد ''روحانی خزائن'' میں درج اپنی کتاب ''ازالۂ اوہام'' میں لکھتا ہے، دراصل قادیانیوں نے مرزا کی عام کتابوں کو ۲۳ جلدوں میں چھاپ دیا ہے، اور انہوں نے ان کا نام رکھا ہے: ''رُوحانی خزائن'' اسی روحانی خزائن کی تیسری جلد کے صفحہ: ۴۰۰ میں لکھتا ہے:

> ''مسیح ابنِ مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اوّل درجہ کی پیش گوئی ہے، جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے، پوری اُمت کا اس پر اِجماع ہے اور صحاح میں جس قدر پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی، تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے، انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔'' (ازالۂ اوہام، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۰۰)

مرزا قادیانی کا اپنے کو مسیح کہنے سے انکار:

میرے پاس ایک قادیانی خاتون آئی، اس نے کہا کہ: مرزا صاحب ہی وہ مسیح ہیں جن کے آنے کا وعدہ ہے۔ میں نے اس قادیانی خاتون کے سامنے کتاب کھول کر رکھ دی اور میں نے کہا کہ: اب تم ہی بتاؤ کہ کس نے آنا ہے؟ دوم: یہ کہ مسیحِ موعود کون ہے؟ اور مسیح ابنِ مریم کون ہے؟ پھر میں نے اسی کتاب کا صفحہ: ۱۹۲ نکالا جس کا عنوان اور موٹی سرخی ہے: ''علماءِ ہند کی خدمت میں نیازنامہ'' (غلام احمد کا علمائے ہند کی خدمت میں نیازنامہ) جس میں اس نے لکھا:

> ''اے علمائے دین و مفتیان شرع متین، میری

معروضات کو متوجہ ہوکر سنو کہ اس عاجز نے جو مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جس کو بعض کم فہم لوگ مسیحِ موعود سمجھ بیٹھے ہیں .....‘‘

اس کے آخر میں پھر کہتا ہے:

’’میں نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں، جو شخص یہ الزام مجھ پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔‘‘

غلام احمد، مسیحِ موعود کیسے بن گیا؟

’’مفتری‘‘ کہتے ہیں بہتان باندھنے والے کو، اور ’’کذّاب‘‘ کہتے ہیں بہت جھوٹے کو۔ گویا جو آدمی غلام احمد کو مسیحِ موعود کہے، وہ غلط فہمی کا شکار ہے، اور جو آدمی مرزا غلام احمد کو مسیح ابنِ مریم کہے، وہ مفتری اور کذّاب ہے، کیونکہ آنا تھا مسیح ابنِ مریم کو، مگر جو غلام احمد کو مسیح ابنِ مریم کہے وہ مفتری اور کذّاب ہے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ یہ غلام احمد ’’مسیحِ موعود‘‘ کیسے ہوا؟ جس کا مطلب یہ ہے کہ آنے والا مسیح، جس کو ہم مسیحِ موعود کہہ سکتے ہیں، وہ تو مسیح ابنِ مریم ہے، چنانچہ خود غلام احمد قادیانی کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے کہ: ’’میں مسیح ابنِ مریم نہیں ہوں، بلکہ جو مجھے مسیح ابنِ مریم کہتا ہے وہ سراسر مفتری اور کذّاب ہے۔‘‘ اب تم ہی بتاؤ کہ غلام احمد ’’مسیحِ موعود‘‘ کیسے بن گیا؟ اس پر وہ بی بی کہنے لگی کہ یہ نہیں ہوسکتا۔

غلام احمد، مہدی بھی نہیں:

میں نے کہا: اور سنو! مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ: ’’میں مہدی ہوں‘‘ دراصل سب مسلمان اس کے قائل ہیں کہ حضرت مہدی آئیں گے، تم نے شاید نہ سنا ہو، تو میں تمھیں سمجھادوں کہ مہدی کا نام ’’محمد‘‘ ہوگا، اس کے باپ کا نام ’’عبداللہ‘‘ ہوگا، اور وہ حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں گے، حضرت حسین کی اولاد سے نہیں

ہوں گے، بلکہ حسنی اور فاطمی سیّد ہوں گے، حضرت فاطمہؓ کے اولاد میں سے ہوں گے، اور یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ غلام احمد، ''محمد'' نہیں تھا، اللہ کی شان! اُس کے نام میں کہیں دُور و نزدیک ''محمد'' کا لفظ نہیں آیا، ہاں! اگر مرزا اپنا نام محمد غلام احمد ہی رکھ لیتا، تو چلو سچے جھوٹے کہیں ''محمد'' کا لفظ آ ہی جاتا، مگر ایسا بھی نہیں کرسکا۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مہدی کا نام میرے نام پر ہوگا: ...محمد... اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا: ...عبداللہ... غلام احمد کا نام کیا تھا؟ قادیانی ہم سے زیادہ جانتے ہیں، چلو کہہ دو کہ اس کا نام ...غلام احمد... تھا اور بچپن میں اس کو ''سُندھی'' کہتے تھے، گویا اس کا پیار کا نام ''سندھی'' تھا، اور بعد میں اس نے غلامی کا جوا اُتار پھینکا تو خود ہی ...احمد... بن گیا۔ ہمارے مولوی سعداللہ لدھیانوی کہتے تھے: ''غلامی چھوڑ کر احمد ہوا تو'' ...اللہ کی شان...!

بدبخت غلام، آقا کے منصب پر:

ہم نے ایک قصہ سنا ہے، میری مائیں بہنیں بھی سن رہی ہوں گی، ہوا یہ کہ ایک شخص کا نوکر تھا، مالک کہیں چلا گیا، پیچھے گھر پر غلام رہ گیا، تو وہ غلام مالک کے حرم میں داخل ہوگیا، جانتے ہو اس غدّار کا انجام کیا ہونا چاہئے؟ جو غلامی چھوڑ کر اپنے آقا کے بستر پر پہنچ جائے، جانتے ہو ایسے شخص کا انجام کیا ہوتا ہے؟ اسی طرح جو شخص اپنے آپ کو غلام احمد کہلاتا تھا، اور اس کا نام غلام احمد تھا، وہ بدبخت غلامی چھوڑ کر خود احمد بن بیٹھا، اور ...نعوذ باللہ... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب پر غاصبانہ قبضہ کرنے لگا، تو ایسے شخص کا انجام کیا ہونا چاہئے؟

فرمایا کہ: مہدی کا نام میرے نام پر ہوگا، اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا، اور اس کی ماں کا نام میری ماں کے نام پر ہوگا، یعنی: محمد بن عبداللہ۔ جبکہ مہدویت کے اس دعویدار کا نام غلام احمد بن غلام مرتضیٰ ہے، اور اس کی ماں کا نام

چراغ بی بی ہے، سوال یہ ہے کہ یہ مہدی کس طرح بن گیا؟

۱۹۰۱ء سے پہلے مدعیٔ نبوت کافر، تو بعد میں کیسے مسلمان ہوگیا؟

اس کے بعد نبوت کا مسئلہ دیکھئے! میں نے کہا کہ اس نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا، حالانکہ اس سے پہلے وہ کہتا رہا کہ: ''میں مدعی نبوت کو ملعون اور کذّاب جانتا ہوں''، اور ''جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ خارج از اسلام ہے۔''

میں نے مرزا کے وہ حوالے بھی نکال کر سامنے رکھ دیئے اور آج بھی سب قادیانیوں کے سامنے رکھنے کے لئے تیار ہوں، ان قادیانیوں کو تو ضرورت بھی نہیں ہے، جو جاننے والے ہیں وہ خوب جانتے ہیں، رہے بیچارے عوام! ان کو تو پتہ ہی نہیں کہ غلام احمد کیا کہتا اور کیا لکھتا رہا ہے؟ خیر میں نے وہ حوالے نکال لئے اور میں نے کہا کہ: کل تک یعنی ۱۹۰۱ء سے پہلے تک مدعی نبوت ملعون، کذّاب اور خارج از اسلام تھا، اور ۱۹۰۱ء کے بعد وہ اسلام میں کیسے داخل ہوگیا؟

جبرائیل کیسے آگیا؟ قادیانیوں سے سوال!

ایک بات میں نے مرزا طاہر سے برمنگھم، برطانیہ ختم نبوت کانفرنس میں پوچھی تھی، میں نے کہا تھا کہ مرزا طاہر کے دادا نے لکھا ہے کہ: ''نبی بغیر جبرائیل کے نہیں بن سکتا، نبی وہ ہوتا ہے جس کے پاس جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے، وحی لانے والا فرشتہ جبرائیل ہے۔'' کیونکہ غلام احمد نے ''ازالۂ اوہام'' میں لکھا ہے کہ: ''نبی وہ ہوتا ہے جس کے پاس جبرائیل آئے'' اور ساتھ ہی لکھا ہے کہ: ''جبرائیل کے آنے کا دروازہ قیامت تک بند ہے۔'' میں نے مرزا طاہر سے کہا تھا کہ ایک سوال کا جواب دے دو اور مجھے یہ بتادو کہ غلام احمد نے تو اُس وقت دروازہ بند کردیا تھا، بعد میں نبی بننے کے لئے یہ دروازہ کیسے کھلا؟ چابی کس کے پاس تھی؟ کوئی

قادیانی اس کا جواب نہیں دے سکتا، میرا چیلنج ہے مرزا طاہر سے لے کر ان کے سارے مبلغین تک کو۔

اگر یہاں کوئٹہ میں بھی کوئی مربی شُربی ہوں تو ان کو بھی یہ چیلنج ہے، اگر کسی قادیانی میں طاقت ہے تو میرے اس نکتہ کا جواب دے دے کہ بابِ جبرائیل بقولِ مرزا غلام احمد قادیانی بند ہو چکا تھا، اور جبرائیل کی آمد کے بغیر کوئی نبی نہیں بن سکتا، تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی بننے کے لئے یہ (نبوت کا) دروازہ کیسے کھول دیا؟ یہ ذرا سمجھا دو۔

مرزا بعینہٖ محمد رسول اللہ!

پھر میں نے اس خاتون کو سمجھایا کہ بی بی! میں بتاتا ہوں کہ یہ نبی کیسے بنا ہے؟ غلام احمد کہتا ہے کہ: میں کوئی الگ ہوں ہی نہیں، ہاں! اگر کوئی الگ نبی آئے تو اُس کے لئے تم تلاش کرو کہ آیا جبرائیل آسکتا ہے یا نہیں؟ میں تو بعینہٖ "محمد رسول اللہ" دوبارہ آگیا ہوں، لا حول ولا قوۃ الا باللہ!

چنانچہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

> "محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم. اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ محمد رسول اللہ میں ہوں۔" (نعوذ باللہ!)
>
> (روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۰۷)

پھر دوسرے حوالے بھی دکھائے اور مرزا بشیر احمد ایم اے کا حوالہ بھی دکھایا۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد کہتا ہے کہ: "ہمارے نزدیک تو بعینہٖ محمد رسول اللہ دوبارہ آگئے۔" اور ان کا ایک قاضی اکمل نامی شاعر ہوا ہے، وہ کہتا ہے:

امام اپنا عزیزو اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دارالاماں میں

دارالاماں قادیان کو کہتے ہیں، گویا وہ یہ کہتا ہے کہ ہمارا امام غلام احمد ہے۔

غلام احمد ہے عرشِ ربّ اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں

یعنی وہ مرزا رہتا ہے زمین پر، مگر مکان اس کا لامکاں میں ہے، نعوذ باللہ! استغفر اللہ!

آگے چل کے مزید کہتا ہے:

محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد جس نے دیکھنے ہوں اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

میں نے کہا کہ یہ نبوت کا دعویٰ ہے، نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ خود اسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ ہے، اب کون بے غیرت مسلمان ایسا ہوگا جو کسی بھینگے، کانے کو بحیثیت ''محمد رسول اللہ'' قبول کرلے ...نعوذ باللہ.. بلاشبہ اس کے سارے دعوے جھوٹے تھے۔

اسی طرح مرزا غلام احمد نے ''مجدّد'' ہونے کا دعویٰ بھی کیا، اس کا مجدّد ہونے کا دعویٰ بھی جھوٹا، جس طرح اس کے ''مسیح''، ''مہدی'' اور ''نبی'' ہونے کا دعویٰ جھوٹا تھا، یعنی اسی طرح اس کا ''مجدّد'' ہونے کا دعویٰ بھی جھوٹا تھا۔

قادیانیوں کا کلمۂ اسلام پر ایمان نہیں:

اب ایک اور بات سنو! قادیانی کہتے ہیں کہ ہم ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ کلمہ گو کو کافر نہ کہو۔

میں کہتا ہوں کہ قادیانیوں کا بلکہ ان کے ابا مرزا غلام احمد کا بھی کلمہ پر ایمان

نہیں تھا، ان کا ''لا الٰہ الا اللہ'' پر ایمان کا دعویٰ جھوٹا تھا، اور جھوٹا نکلا، ملاحظہ ہو:

مرزا غلام احمد نے محمدی بیگم کے باپ کو لکھا تھا، کیونکہ اس نے محمدی بیگم کا، اس کے باپ سے رشتہ مانگا تھا... لمبی بات ہے... بہرحال مرزا نے محمدی بیگم کے باپ کو لکھا کہ: میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں، جس کے نام کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ آپ کی دخترِ کلاں کا رشتہ مجھ سے ہوگا، یعنی آپ کی بڑی لڑکی میرے نکاح میں آئے گی ... کہتا ہے کہ... اللہ نے الہام کیا، لیکن اس کا ''اللہ'' بھی کوئی ایسا ہی ہوگا جو وعدہ کرکے مکر جاتا ہے، ہمارا خدا تو ایسا نہیں ہے۔

سنو! حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد تھیں، اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح کردیا تھا، ان کی آپس میں نہیں بنی اور طلاق ہوگئی، اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ اس سے نکاح کرلیا جائے تاکہ اس بیچاری کی دِل جوئی ہو، کیونکہ اس کو طلاق جو ہوگئی تھی، لیکن خطرہ اس بات کا تھا کہ کافر کہیں گے کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا، کیونکہ لے پالک کو جاہلیت میں بیٹا سمجھا جاتا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے بائیسویں پارے میں قرآنِ کریم کی آیت نازل کی اور فرمایا: ''زَوَّجْنٰکَهَا'' ہم نے تیرا نکاح اس خاتون (زینب رضی اللہ عنہا) سے کردیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت زینب سے کس نے کیا؟ ... اللہ نے...! اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور اُٹھ کر بغیر کسی اجازت کے اور بغیر پردہ کے اپنے گھر یعنی حضرت زینبؓ کے گھر تشریف لے گئے، اس کو کہتے ہیں: ... اللہ نے نکاح کیا...! اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنی سہیلیوں، یعنی دوسری اُمہات المؤمنین کے مقابلے میں فخر کیا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح کسی کے باپ نے، کسی کے چچا نے کیا اور کسی کے بھائی نے کیا ہوگا، مگر میرا نکاح تو اللہ ربّ العالمین نے کیا ہے۔

اِدھر غلام احمد کو بھی اس کے ''رَبّ'' نے کہا تھا: ''زوجنٰکها'' کہ ہم نے

تیرا نکاح محمدی بیگم سے کردیا ہے، لیکن شاید اس کا ''خدا'' بھول گیا..نعوذ باللہ...خیر وہ تو جو ہوا سو ہوا۔

مرزا کا کلمۂ اسلام پر ایمان، اپنے الہامات کی مانند:

جو بات میں نے آپ کو سنانی ہے، وہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد اپنے ''الہامی خسر'' کو خط لکھتا ہے کہ:

> ''میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں، جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے، کہ مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ آپ کی دخترِ کلاں کا رشتہ میرے ساتھ ہوگا، اور اگر کسی اور جگہ کیا تو بڑے غلط نتیجے نکلیں گے۔''

اور آگے چل کر کہتا ہے:

> ''اور میں جیسے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاتا ہوں، ویسے ہی اپنے اُن الہامات پر لاتا ہوں جو مجھے متواتر ہوئے۔''
>
> (کلمہ فضل رحمانی ص:۱۲۳، قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ص:۴۵۹، مطبوعہ ختم نبوت)

یعنی غلام احمد کو ''لا الٰہ الا اللہ'' پر ویسا ہی ایمان ہے جیسا کہ محمدی بیگم کے نکاح پر ایمان ہے ...یہی نتیجہ نکلے گا یا کوئی اور؟...ظاہر ہے کہ یہی نتیجہ نکلے گا ... گویا وہ کہتا ہے کہ میں جیسے ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پر ایمان لاتا ہوں ایسا ہی ان متواتر الہامات پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئے ...لیکن افسوس کہ وہ الہامات تو جھوٹے نکلے...اگر اللہ کی طرف سے الہام ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کو تو کوئی نہیں ٹال سکتا تھا، نہ احمد بیگ (محمدی بیگم کا باپ) ٹال سکتا تھا، نہ کوئی اور ٹال سکتا تھا۔

سچے اور جھوٹے کا فرق:

اب سچے اور جھوٹے کا فرق دیکھو کہ سچے پر "زَوَّجْنٰکَھَا" کی آیت نازل ہوتی ہے تو وہ اُٹھ کر اپنی منکوحہ کے گھر چلے جاتے ہیں، اور وہ "اُمّ المؤمنین" بن جاتی ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عقد کردیا تھا... ٹھیک ہے ناں... دوسری طرف جھوٹے پر یہ جھوٹا الہام ہوتا ہے تو ساری عمر گزر گئی، مگر محمدی بیگم اس کو نہ مل سکی، اور وہ دوسرے کے پاس رہی، اور یہ بیچارہ ایڑیاں رگڑتا مرگیا۔

محمدی بیگم والا الہام جھوٹا، تو اس کی طرح کا کلمہ، اسلام پر ایمان بھی جھوٹا:

کہنا یہ ہے کہ جب محمدی بیگم والا یہ الہام جھوٹا نکلا کہ "محمدی بیگم تیرے نکاح میں آئے گی" اور وہ نہیں آئی تو یہ جھوٹ نکلا، اب جیسے اس الہام پر اس کا ایسا ہی ایمان تھا جیسا کہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پر، گویا جبکہ محمدی بیگم کے نکاح ہونے پر اس کا ایمان تھا، جب محمدی بیگم والا الہام جھوٹ نکلا تو یہ بھی جھوٹ نکلا، معلوم ہوا کہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پر بھی اس کا ایمان جھوٹا ہے، کوئی قادیانی اس کو سچا کرکے دکھادے۔

حرمت بی بی دوزخی، تو مرزا اس کے جہنم میں جائے گا؟

غلام احمد قادیانی اپنی کتاب "انجام آتھم" میں لکھتا ہے کہ:

مجھے تین الہام ہوئے تھے، ایک الہام ہوا تھا کہ: "یا اٰدم اسکن انت وزوجک الجنة"۔ اے آدم! تو اور تیری بیوی جنت میں ٹھہرو... تیری زوجہ... یہ پہلی بیوی کی طرف اشارہ تھا، چنانچہ خود غلام احمد کہتا ہے کہ: یہ پہلی بیوی کی طرف اشارہ تھا، جو غلام احمد قادیانی کے بیٹے فضل احمد کی ماں تھی، اس بیچاری کا نام تھا

حرمت بی بی، مگر اس کو کہتے تھے ''پھجے دی ماں''۔ غلام احمد نے اس کو طلاق دے دی تھی، جب غلام احمد نے اس کو طلاق دی تو وہ بن گئی تھی ''دوزخی''، سوال یہ ہے کہ یہ الہام کیا سچا ہوا؟ ''یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة'' بیوی اُدھر جہنم میں جا رہی ہے یہ اِدھر جا رہا ہے، تو یہ اپنی بیوی کے ساتھ کیسے جنت میں جائے گا؟ وہ تو بیوی ہی نہیں رہی!

مرزا ''مریم'' تو اس کا شوہر کون تھا؟

اس کو دوسرا الہام ہوا تھا: ''یا مریم ادخل انت وزوجک الجنة'' اے مریم! تو داخل ہوجا اور تیرا زوج جنت میں۔ مرزا مریم بنی، کہنا چاہئے تھا کہ اے مریم تو داخل ہوجا جنت میں، عربی میں اس کو ''اُدخلی'' کہنا چاہئے تھا، کیونکہ عربی میں مرد کو کہتے ہیں: 'اُدخل'' اور عورت کو کہتے ہیں: ''اُدخلی''۔ جب مرزا مریم ہوا، تو اگر اللہ اس کو خطاب کرتا تو ''اُدخل'' کے ساتھ کرتا یا ''اُدخلی'' کے ساتھ کرتا؟ ظاہر ہے ''اُدخلی'' کے ساتھ خطاب کرتا، تو مریم مرزا غلام احمد قادیانی ہوا تو اس کا شوہر کون تھا؟ (کیونکہ آگے ہے وزوجک الجنّة) یہ عقدہ آج تک حل نہیں ہوا، اے مریم تو داخل ہوجا اور تیرا زوج جنت میں۔ قادیانیو! یہ تمہارے ذمہ قرض ہے، چلو تم اس کی تشریح کرکے دکھادو! اگر تمہارا کوئی مربی ہے تو وہ میرے سامنے اس کی تشریح کردے۔

تیسری بیوی محمدی بیگم والا الہام کیسے سچا ثابت ہوا؟

اسی طرح اس کو تیسرا الہام ہوا تھا: ''یا احمد ادخل انت وزوجک الجنّة'' اے احمد! تو داخل ہوجا اور تیری بیوی جنت میں۔

کہتا ہے کہ اس الہام میں تیسری بیوی کی طرف اشارہ ہے، وہ تیسری بیوی کون سی ہے؟ یعنی محمدی بیگم کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ جب وہ میری بیوی بنے گی تو احمدی ہوگی اور میں احمد بن جاؤں گا، ...سبحان اللہ... سوال یہ ہے کہ وہ نکاح تو نہیں

ہوا، اور ساری عمر نہیں ہوا، اُس نے بیوہ ہونے سے انکار کردیا، اب مسلمانوں کا نکاح پر تو نکاح ہوتا نہیں، اگر محمدی بیگم کا شوہر سلطان سینز فائر کرتا تو کچھ توقع ہوسکتی تھی، کینڈی ڈیٹ مل جاتے، امیدوار بن جاتے، اُس نے سیٹ نہیں فارغ کی، وہ سلطان محمد کی منکوحہ رہی۔

میں نے ایک رسالے میں لکھا تھا کہ مقابلہ ''غلام'' اور ''سلطان'' کا تھا، ایک طرف غلام احمد اور دوسری سلطان محمد، تو محمدی بیگم کی مت ماری گئی تھی کہ وہ ''سلطان'' کو چھوڑ کر ''غلام'' کے پاس جائے؟

خیر! وہ تو فارغ نہیں ہوئی اور محمدی بیگم کا غلام احمد سے نکاح نہیں ہوا، تو یہ الہام کیونکر صحیح ہوا؟

یہ تین الہام اکٹھے تھے، جو مرزا غلام احمد قادیانی کو ہوئے، "یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة" وہ بیوی (بقول مرزا کے) کافروں کے ساتھ مل گئی، کیا غلام احمد اس کے ساتھ جہنم میں جائے گا؟

اور دوسرا الہام ہوا تھا: "یا مریم ادخل انت وزوجک الجنة" یہ مریم کون تھی؟ اور اس کا زوج کون تھا؟ اور جنت میں کیسے داخل ہوئے؟

اور تیسرا الہام تھا: "یا احمد ادخل انت وزوجک الجنة" وہ احمد کیسے بنا جب وہ بیوی اس کے نکاح میں نہیں آئی، تو الہام کیسے صحیح ہوا؟

مرزا سب جھوٹوں کا جھوٹا:

میں کہتا ہوں .... کہ مجھ پر بھی اللہ تعالیٰ نے یہ راز کھول دیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک ایک بات جھوٹ کردی ہے، آدمی کو دعویٰ نہیں کرنا چاہئے بڑی بات ہے، لیکن ایک بات کہتا ہوں کہ دنیا میں جتنے جھوٹے ہوئے ہیں، ہر ایک کا جھوٹ مرزا غلام احمد قادیانی میں موجود تھا۔

مرزا کی کسی کتاب کا کوئی صفحہ جھوٹ اور کفر سے خالی نہیں:

میرا ایک دعویٰ تو یہ ہے، اور دوسرا دعویٰ یہ کرتا ہوں کہ مرزا کی کوئی کتاب کھول لو، جہاں سے چاہو کھول لو، میں ثابت کردوں گا کہ یہ بات جھوٹ ہے، کوئی صفحہ جھوٹ سے خالی نہیں، کوئی صفحہ کفر سے خالی نہیں، کوئی صفحہ دجل سے خالی نہیں، کوئی صفحہ بے ایمانی سے خالی نہیں اور کوئی صفحہ لغویات سے خالی نہیں، میں پوچھتا ہوں کہ تمہیں ''مسیحِ موعود'' بنانا ہی تھا تو ایسے کو کیوں بنایا؟ کسی اچھے بھلے کو تو بناتے...!

مرزا تو انسان ہی نہیں تھا:

میں اپنے قادیانی دوستوں کی خدمت میں ایک دفعہ پھر عرض کرتا ہوں، مجھ سے سمجھو! اگر کوئی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی تو میں سمجھانے کے لئے حاضر ہوں، ربّ کعبہ کی قسم! مرزا غلام احمد نہ نبی ہے، نہ مہدی ہے، نہ مسیحِ موعود ہے، نہ مجدّد ہے، نہ عالم فاضل ہے، اور نہ انسان ہے، وہ بیچارا تو خود کہتا ہے:

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے، نہ آدم زاد ہوں!
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار!

مرزا انسانیت کے لئے عار ہے!

آدی کے پورے وجود میں جو جائے نفرت ہوتی ہے، جس کو چھپا کر لوگ رکھتے ہیں، اور اسے ننگا نہیں کرتے، کیونکہ اس سے نفرت آتی ہے، وہ کون سی جگہ ہے؟ سب جانتے ہیں وہ انسان کی شرم گاہ ہے! اس لئے وہ کہتا ہے: ''ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار'' یعنی اس کا وجود انسانیت کے لئے عار تھا، تم نبوت لئے پھرتے ہو، مسیحیت لئے پھرتے ہو۔

اب آخر میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ابھی مولانا اللہ وسایا نے کہا تھا کہ: ''تمہیں ان کا کچھ تدارک کرنا چاہئے، یہ تو دجال اور خرِ دجال ہیں، ان کا

عیسیٰ علیہ السلام ہی علاج کریں گے۔“

مرزائیوں سے بات کرنا سیکھو!

لیکن میں تم سے اتنی بات کہنا چاہتا ہوں کہ ایک ایک بات مرزے کی یکے لو، اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہونے کے ناطے سے اپنے ذمہ فرض سمجھو کہ میں نے قادیانیوں سے بات کرنی ہے، جتنی باتیں میں نے سمجھائی ہیں ان کو یاد کرلو، حوالے لے لو، میں ان کی کتابوں کے حوالے دے دوں گا، مجھ سے حوالے لے لو، اور ایک ایک آدمی، ایک ایک قادیانی سے ملے اور یہ بات پوچھے، کیوں بھائی! اس پر تیار ہوگئے؟ صحیح صحیح بتاؤ! (لوگوں نے کہا انشاً اللہ)۔

اپنے اپنے دائرہ میں کام کرو!

بھائی! تم سنجیدہ حضرات ہو، میں کہتا ہوں اگر تم بہت بڑے افسر ہوتو تم اپنی سطح کے افسروں سے بات کرسکتے ہو، اگر تم مزدور ہوتو مزدوروں سے بات کرسکتے ہو، اگر تاجر ہوتو تاجروں سے بات کرسکتے ہو، وکیل ہوتو وکیلوں سے بات کرسکتے ہو، حوالے مجھ سے لو، دو اور دو چار کی طرح کے حقائق ہیں، اگر اس میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ تمہیں پیدا ہو، تو ان کے لئے میں جرمانہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ شک و شبہ والی بات ہی نہیں۔

کذبِ مرزا کا سورج نکلا ہوا ہے:

سورج نکلا ہوا ہے، سورج نکلنے کے بعد تو ہر چیز روشن ہوتی ہے، اگر کوئی آنکھیں بند کرلے تو اُس کی مرضی ہے، غلام احمد کے جھوٹ کا سورج نکلا ہوا ہے، جو سیاہ اور کالے رنگ کا حبشی ہے، اب کوئی کہے کہ اس کالے حبشی کو جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی ہیں، جبڑے ایسے ہیں، شکل بگڑی ہوئی ہے، یا سبحان اللہ ”چندے آفتاب و چندے ماہتاب“ ہے، اوراللہ نے حسنِ یوسف سب کا سب اِسی کو دے دیا ہے، تو پھر

اس کی نظر کا قصور ہوگا۔

قادیانیوں کو بھاگنے پر مجبور کردو!

میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر اُمتی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا خادم بنائے اور قادیانیوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے، میں نے سنا ہے کہ یہاں قادیانیوں کے دو ڈھائی سو گھر ہیں، میرا جی چاہتا ہے کہ تمہارا شہر قادیانیوں سے پاک ہوجائے، یا تو یہ مسلمان ہوجائیں یا پھر دُم دبا کر بھاگنے والے بنیں، اتنا اِن کو تنگ کردو، میں ڈنڈا مارنے کو نہیں کہتا، ان سے باتیں کرو، باتوں سے ان کو تنگ کرو، ان سے ایک ایک بات پوچھو، روزانہ میں ایک بات بتلانے کے لئے تیار ہوں، سال کے تین سو پینسٹھ دنوں میں سے روزانہ مجھ سے ایک ایک بات غلام احمد کے جھوٹا ہونے کی پوچھو اور ہر دن نئی بات نئی دلیل مانگتے جاؤ، میں دیتا جاؤں گا، حوالے کے ساتھ، اور وہ حوالہ قادیانیوں کے سامنے پیش کردو، وہ پانی نہیں مانگیں گے، جیسے سانپ کا ڈسا ہوا پانی نہیں مانگتا، اللہ تمہیں توفیق عطا فرمائے اور آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ حضرات بہت جم کر بیٹھے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

قادیانی عقائد پر ایک نظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

لوگوں کا خیال ہے کہ آئینی ترمیم سے قادیانی مسئلہ حل ہوگیا ہے، چنانچہ اس پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے، ہمارے مولانا عبدالمجید صاحب نے تحفظِ ختم نبوت کا مفہوم بیان کیا ہے اور بتلایا ہے کہ ختم نبوت کیا چیز ہے؟ اور تحفظِ ختم نبوت کیا ہے؟ میں بھی اس سلسلہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

فتنوں کی پیش گوئی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اُمت میں فتنوں کے ظاہر ہونے کی پیش گوئی فرمائی تھی، اس لئے فرمایا:

”عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ! یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّیُمْسِیْ کَافِرًا، اَوْ یُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَّیُصْبِحُ کَافِرًا، یَبِیْعُ دِیْنَهٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْیَا.“ (صحیح مسلم ج:۱ ص:۷۵)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ان فتنوں کے آنے سے

پہلے پہلے، جلدی جلدی نیک اعمال کرلو، جو فتنے کہ ایک تاریک اور سیاہ رات کے ٹکڑوں کی طرح ہوں گے، جس میں آدمی کو پتہ نہیں چلتا، سیاہ وسفید کا امتیاز نہیں ہوتا، آدمی صبح کو مؤمن ہوگا اور شام کو کافر، ...اللہ پناہ میں رکھے...شام کو مؤمن سوئے گا تو صبح کو کافر ہوگا، جس طرح تاریک رات میں سیاہی وسفیدی کا پتہ نہیں چلتا، اس طرح فتنوں کے دور میں خاص طور پر کمزور نظر والوں کو حق اور باطل کا پتہ نہیں چلتا، حق کیا ہے؟ باطل کیا ہے؟

ایمان وعقیدہ کی نگاہ کمزور ہے:

بہت سے لوگوں کو آپ نے یہ کہتے ہوئے سنا ہوگا کہ یہ مولوی لڑاتے رہتے ہیں، اب ہمیں یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ حق اور سچ کیا ہے اور جھوٹ اور باطل کون سا ہے؟ کیونکہ یہ بھی قرآن پڑھتے ہیں اور وہ بھی قرآن پڑھتے ہیں۔ بھائی! نظر کمزور ہے اور راستہ تاریک ہے، سیاہ کپڑے کا اور سفید کپڑے کا پتہ نہیں چلتا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کے ظہور کی پیش گوئی فرمائی ہے۔

فتنہ کی تعریف:

فتنے کی تعریف یہ ہے کہ باطل کو حق کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ عام آدمی کو حق اور باطل کے درمیان امتیاز مشکل ہوجاتا ہے، اس اُمت میں بہت سے فتنے اُٹھے اور الحمدللہ! ان کا سر کچل دیا گیا۔

دجال کا فتنہ سب سے بڑا:

ان فتنوں میں سے ایک یہ قادیانی فتنہ ہے، اور میرا اندازہ یہ ہے کہ اس کے بعد سب سے بڑا فتنہ صرف ایک ہی باقی ہے، اور سب سے بڑا فتنہ وہی ہوگا، اور وہ ہے مسیح الدجال کا فتنہ!

دجال ایک سال دو مہینے اور دو ہفتے رہے گا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق کانا دجال نکلے گا، وہ دنیا میں چالیس دن رہے گا، ان چالیس دنوں کا پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک مہینے کے برابر، تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر، اور باقی سینتیس کے بارہ میں فرمایا کہ تمہارے دنوں کے برابر۔ اس سے سنتالیس دن کا ایک مہینہ ثابت نہیں ہوتا، گویا اس کا فتنہ ایک سال دو مہینے اور دو ہفتے رہے گا، اتنی تھوڑی سی مدت میں وہ پورے عالم میں پھیل جائے گا اور تمام لوگوں کو گمراہ کردے گا۔

فتنۂ دجال سے بارہ ہزار مرد،
سات ہزار عورتیں محفوظ رہیں گی:

فتح الباری میں حافظ ابنِ حجرؒ نے ایک تابعی سے یہ روایت نقل کی ہے اور بقول حافظؒ اس تابعی تک، اس کی سند صحیح ہے کہ دجال کے فتنہ سے صرف بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) مرد اور سات ہزار (۷۰۰۰) عورتیں بچیں گی... اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے... اس وقت اس کی شدت کو بیان کرنا مقصود نہیں ہے، وہ ایک مستقل موضوع ہے۔ (فتح الباری ج:۱۳ ص:۹۲)

دجال کا حلیہ:

دجال آنکھ سے کانا ہوگا، اور ایک آنکھ سے بھینگا ہوگا، یعنی اس کی ایک آنکھ مٹی ہوئی ہوگی یعنی بالکل سپاٹ، اور دوسری انگور کی طرح باہر کو نکلی ہوئی ہوگی، گویا یہ شخص اتنا بدنما ہوگا کہ داہنی آنکھ سرے سے ہوگی ہی نہیں، اور بائیں ہوگی تو سہی مگر وہ پھوٹی ہوئی اور انگور کے دانے کی طرح باہر کو نکلی ہوئی ہوگی، وہ گدھے پر سوار ہوگا، مگر دعویٰ کرے گا خدائی کا۔

دجال کی شعبدہ بازیاں:

دجال اپنے شعبدوں اور نظر بندیوں کے ذریعہ سے ...جن کو لوگ خدائی کا کارنامہ سمجھیں گے ...تمام مادّی وسائل پر قبضہ کرلے گا، جو لوگ اس کو ماننے والے ہوں گے، ان کے مویشی شام کو خوب پیٹ بھرے ہوئے واپس آئیں گے، اور جو اس کو نہ ماننے والے ہوں گے ان کے مویشی بھوکے آئیں گے، اس کے ماننے والوں کی زمین میں غلہ ہوگا، اور نہ ماننے والوں کی زمین میں غلہ نہیں ہوگا، مسلمان ماؤں کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہوجائے گا، بچے بلبلائیں گے، اور اس کے ماننے والی عورتیں ٹھیک ٹھاک ہوں گی، وہ زمین کے خزانوں کو حکم دے گا تو وہ نکل کر اس کے پیچھے چل پڑیں گے، ایک اعرابی کو کہے گا کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کردوں اور وہ تسلیم کریں کہ میں خدا ہوں تو تو مجھے خدا مان لے گا؟ وہ کہے گا: ہاں تب مان لوں گا! دجال کہے گا: اچھا بتا ان کی قبر کہاں ہے؟ وہ ان کی قبر پر جائے گا اور اس کے ماں باپ کا نام لے کر کہے گا: کھڑے ہوجاؤ تو شیاطین اس کے ماں باپ کی شکل میں آجائیں گے، بالکل اسی شکل، اسی لب و لہجہ اور اسی اندازِ گفتگو میں وہ کہیں گے کہ یہ سچا ربّ ہے، اس کو مان لو، ہم تو مر کے دیکھ کے آئے ہیں۔

فتنۂ دجال کی سرکوبی کے لئے حضرت عیسیٰؑ کے نزول کی حکمت:

بھلا اس سے بدتر کوئی فتنہ ہوسکتا ہے؟ اس فتنے کا قلع قمع کرنے کے لئے آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، کہنا چاہئے کہ اس وقت کے علماً، صلحاً، نیک لوگ ان کی مجموعی قوتیں، رُوحانی طاقتیں دجال کا مقابلہ کرنے کے لئے کافی نہیں ہوں گی۔

دورِ حاضر کا دجالی فتنہ:

اس فتنہ کی مانند اور اس فتنہ کا ہم سنگ مرزائی فتنہ ہے، جس نے بلاشبہ اُمت کو اپنے دجل وتلبیس سے نیم جان کردیا ہے، اور گزشتہ سوا سو سال سے اُمت اس سے نبرد آزما ہے، بڑی مشکل سے اس کو کافر قرار دے کر اُمت کو اس کی زہرناکی سے محفوظ کیا گیا، مگر اب بھی وہ اُمت کو زخمی سانپ کی طرح کاٹ کھانے کو دوڑ رہا ہے، اب میں اس کے بارہ میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔

فتنۂ قادیانیت کی ابتدأ اور تعاقب کی روئیداد:

براہینِ احمدیہ نامی کتاب لکھی ہے (۱۸۸۴ء میں بمطابق ۱۳۰۱ھ) اس میں اس نے اپنے دجالی الہامات لکھے ہیں۔ علمائے لدھیانہ میں سے مولانا محمد، مولانا اسماعیل، مولانا عبدالعزیز تین بھائی تھے، انہوں نے فتویٰ دیا کہ یہ کافر ہے، لوگ مولویوں کے خلاف ہوگئے، ۱۹۰۱ء تک مرزا یہ دعویٰ کرتا رہا کہ میں مجدّدِ اسلام ہوں، اور ۱۹۰۱ء میں اس نے دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام مرچکے ہیں، لہٰذا وہ مسیحِ موعود میں ہی ہوں، جس کے آنے کا وعدہ ہے، اور جو دجال کو آکر قتل کریں گے، وہ میں ہوں۔

۱۸۸۴ء کے بعد کس سال حضرت عیسیٰؑ کا انتقال ہوا؟

ایک مرزائی سے میری گفتگو ہوئی، اس نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام مرگئے ہیں، میں نے کہا: ۱۸۸۴ء تک تو زندہ تھے، کیونکہ ۱۸۸۴ء میں غلام احمد نے لکھا ہے اور لکھا بھی اپنے الہام سے ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بتایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ زمین پر دوبارہ آئیں گے، اور ان کی پیش گوئی میں تجھے بھی شریک کرلیا گیا ہے، تو ۱۸۸۴ء کے بعد، ۱۸۹۱ء تک چھ سال کا وقفہ ہے، سوال یہ ہے کہ ان میں سے کس سَن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی تھی؟ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَر! عجیب بات ہے کہ ۱۸۸۴ء میں وہ خود کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور کہتا بھی الہام کے حوالے

سے ہے، مگر اب کہتا ہے کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ تو بھی مسیح کی پیش گوئی میں شریک ہے، لیکن ۱۸۹۱ء میں ٹھیک اسی زبان سے کہتا ہے کہ: ”مجھے الہام ہوا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مرگئے“ اس سے کسی نے یہ تک نہیں پوچھا کہ بھیا یا بھیڑیا تیرے منہ میں کتنے دانت ہیں کہ ۱۸۹۱ء میں تو تو نے کہا کہ میں مسیحِ موعود ہوں، اس کے دس سال کے وقفے سے ۱۹۰۱ء میں تو نے کہہ دیا کہ میں فُل مکمل نبی ہوں۔ کبھی کہتا ہے کہ جزوی نبی ہوں، یعنی لغوی نبی ہوں، ظلّی نبی ہوں، بروزی نبی ہوں، دراصل یہ بھی اسرائیل کی ایجاد تھی، جس نے اپنے کفر پر پردہ ڈالنے کے لئے مختلف دعوے کئے، اور پھر ۱۹۰۸ء میں مرگیا، یعنی دعوئ نبوت کے صرف آٹھ سال بعد۔

قادیانی اِشکال: اگر مرزا جھوٹا تھا تو...!

ایک قادیانی نوجوان، مولانا سلیم اللہ خان صاب کے مدرسہ میں آتا تھا، اور مناظرہ وغیرہ کرتا تھا، مولانا نے مجھے بلایا، وہ قرآنِ کریم کی یہ آیت پیش کررہا تھا:

”وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ. لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ. ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ.“

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف سے کچھ باتیں گھڑ کر منسوب کرتے تو ہم ان کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے، پھر ہم اس کی شہ رگ کاٹ دیتے، مطلب یہ ہے کہ اللہ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرکے آدمی زندہ نہیں رہ سکتا، وہ اس کو پیش کرکے گویا کہنا چاہتا تھا کہ مرزا صاحب نے تیئس[۲۳] سال تک اپنے الہامات بتائے مگر ان کو کچھ نہیں ہوا، تو معلوم ہوا کہ وہ جھوٹا نہیں تھا، اگر جھوٹا تھا تو اس کو زندہ نہ رہنے دیا جاتا؟

جواب:

اس پر میں نے کہا: مرزا کو تو ایک منٹ کی بھی نبوت نہیں ملی، آپ تیئس[۲۳]

سال کی بات کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ نبوت کا دعویٰ کر دیتا تھا، مگر پھر مکر جاتا تھا، کبھی کہتا میں ظلّی نبی ہوں، کبھی کہتا میری مراد یہ نہیں۔

جو یہ نہ جانتا ہو کہ نبی کس کو کہتے ہیں؟ وہ نبی کیسے؟

جو آدمی یہی نہ جانے کہ میں نبی ہوں یا نبی نہیں ہوں، اس کو کیا کہا جائے؟ چنانچہ مرزا محمود کہتا ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے تک حضرت صاحب کو یہ ہی پتہ نہ چلا کہ نبی کس کو کہتے ہیں؟ دیکھو! نبی کو یہ پتہ نہیں چلتا کہ نبی کس کو کہتے ہیں؟ یہ بیٹا کہہ رہا ہے اور اس کا خلیفہ، اور یہ کہہ رہا ہے کہ حضرت صاحب نے ۱۹۰۱ء سے پہلے جتنے موقعوں پر یہ کہا کہ میں نبی نہیں ہوں، وہ سب روایتیں منسوخ ہیں۔ خیر! یہ تو ایک مستقل موضوع ہے۔

تو میں نے کہا کہ: ۱۹۰۱ء کو سیدھا ہوا اور کہنے لگا کہ میں نبی ہوں، ورنہ کبھی کہتا تھا کہ میں لغوی نبی ہوں، کبھی کہتا کہ میں مجازی نبی ہوں، کبھی کہتا استعارے کے طور پر نبی ہوں، ظلّی طور پر نبی ہوں، بروزی طور پر نبی ہوں، فلانی چیز پر نبی ہوں، یہ نبی تو نہیں، یہ تو مذاق ہے۔

دعویٰ نبوّت سے اگلے دن مرزا کی ہلاکت:

یاد رکھو! جیسے اس زمانہ میں روزنامہ ''جنگ'' مشہور اخبار ہے، اسی طرح اُس زمانہ میں لاہور سے ''اخبارِ عالم'' کے نام سے ایک پرچہ نکلتا تھا، اس کی ۲۳رمئی ۱۹۰۸ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ تقدس مآب مرزا صاحب نے اپنی نبوت کا انکار کر دیا، یہ سرخی تھی اور نیچے تفصیل ذکر کی گئی کہ اس کے ساتھ کسی کی گفتگو ہوئی تو کہا کہ میں تو نبی نہیں ہوں، ایسے ہی لوگ خواہ مخواہ مجھے بدنام کرتے ہیں، اور مجھے مولوی بدنام کرتے ہیں، میں نے تو نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

جب غلام احمد نے ۲۳رمئی ۱۹۰۸ء کا یہ پرچہ پڑھا تو اس نے ''اخبارِ عالم''

کے ایڈیٹر کو خط لکھا کہ آپ نے اپنے ۲۳؍مئی کے پرچے میں یہ لکھا ہے کہ گویا میں نے اپنی نبوت سے انکار کردیا ہے، یہ صحیح نہیں، ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ اُس نے ''اخبارِ عالم'' کے ایڈیٹر کو جو خط لکھا اس کے الفاظ ہیں کہ: ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں، اور میں اس دعویٰ پر قائم ہوں جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔'' مطلب یہ کہ مرتے دَم تک قائم ہوں۔ بہرحال لمبا خط تھا یہ اس کا خاص فقرہ تھا: ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں، اور میں اپنے دعویٰ پر قائم ہوں جو اس دنیا سے گزر جاؤں''۔ ''اخبارِ عالم'' کے ایڈیٹر نے مرزا جی کا خط ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو شائع کردیا، ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کی صبح کو اس کا خط چھپ کر آیا تو اسی دن دس بجے اللہ تعالیٰ نے اس کا چالان کردیا اور اس کی شہ رگ کاٹ دی۔

مرزا کو دعویٔ نبوت کے بعد ایک دن کی مہلت بھی نہیں ملی:

اس لئے میں کہتا ہوں کہ ایک دن بھی اس کو دعویٔ نبوت کے بعد مہلت نہیں ملی، پھر چالان بھی اس طرح کیا کہ اللہ کی پناہ! یعنی وبائی ہیضہ سے مرا۔

مرزا طاہر سچا ہے تو باپ دادا جیسی موت کی دُعا کر دکھائے:

میں نے انگلینڈ کے جلسے میں دو سال پہلے مرزا طاہر کو چیلنج کیا تھا کہ مرزا طاہر! میں بھرے مجمع میں کہتا ہوں کہ تم اپنے آپ کو جھوٹا سمجھتے ہو، اپنے ابا کو جھوٹا سمجھتے ہو، اپنے دادا مرزا غلام احمد کو جھوٹا سمجھتے ہو، کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ ہم جھوٹے ہیں چاہے لوگوں کو معلوم ہو یا نہ ہو۔ اس لئے میرا یہ چیلنج ہے کہ اگر تم لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم سچے ہیں، تیرا دادا غلام احمد سچا تھا اور تیرا باپ مرزا محمود سچا تھا، اور تو سچا ہے، تو صرف یہ لفظ لکھ دے اور قومی اخباروں میں چھاپ دے کہ: ''یا اللہ! میں دُعا کرتا ہوں میری موت ایسی آئے جیسی میرے باپ کی اور میرے دادا کی آئی تھی۔''

بس زیادہ بات نہیں۔

میں اپنے اکابر کی سی موت کی دُعا کرتا ہوں:

میں نے اسی جلسے میں کہا تھا کہ اس پوری مسجد میں ہزاروں کا مجمع ہے، میں اس کو گواہ کر کے دُعا کرتا ہوں کہ: یا اللہ! مجھے ایسی موت نصیب فرما جیسی میرے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوئی، اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نصیب ہوئی تھی، بلکہ جیسے میرے شیخ تک، ہمارے تمام اکابر کو موت نصیب ہوئی، یا اللہ! مجھے بھی ایسی موت نصیب فرما... آپ بھی کہیں: آمین...! ٹھیک ہے ناں بھائی...؟ مجھے اپنی حقانیت کا یقین ہے، میں تو کچھ نہیں ہوں، مگر الحمدللہ! جو میرے بڑے تھے وہ برحق تھے، مجھے ان کی حقانیت پر ایمان ہے، مرزا طاہر! اگر تجھے اپنی حقانیت کا یقین ہے، تو تو دُعا کر کہ یا اللہ! مجھے ایسی موت نصیب فرما جیسی مرزا غلام احمد اور میرے باپ مرزا محمود کو نصیب ہوئی تھی۔

مرزا کے دونوں راستوں سے غلاظت نکل رہی تھی:

مرزا غلام احمد کو وبائی ہیضہ ہوگیا تھا، اور اس کے دونوں راستوں سے نجاست نکل رہی تھی، ...العیاذ باللہ... ہیضے کی حالت میں غیرہضم شدہ غذا نکل رہی ہوتی ہے، وہ اُوپر کے راستے سے بھی نکلتی ہے اور نیچے کے راستے سے بھی نکلتی ہے، قے کی شکل میں، یا دوسری کسی شکل میں۔ تو اس موذی بیماری کے ساتھ مرزا غلام احمد کا ۲۶رمئی ۱۹۰۸ء کو دس بجے انتقال ہوا، اور اسی دن اس کا یہ بیان بھی چھپ کر آیا کہ ''میں نبی اور رسول ہوں، اور میں اس دعویٰ پر قائم ہوں جو اس زندگی سے گزر جاؤں'' چنانچہ اس دعویٰ کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اُسے پکڑ لیا، بھلا جو آدمی بات کر لے، پھر بات کر کے مکر جائے، کیا ایسا شخص رسول ہوسکتا ہے؟ ہاں جب اس نے پکی بات کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک دن کی بھی اسے مہلت نہیں دی، بلکہ اس کی شہ رگ کاٹ دی۔

چند جاہلوں کی وجہ سے مرزا کا دعویٰ نبوت:

غلام احمد قادیانی، قادیان، ضلع گورداسپور، صوبہ مشرقی پنجاب میں پیدا ہوا تھا، اور ۱۹۰۱ء تک اس کو یہی پتہ نہ چلا کہ نبوت کیا ہوتی ہے؟ لیکن جب اس کے چند جاہل مریدوں اور بے وقوف قادیانیوں نے اسے کہنا شروع کر دیا کہ تو نبی ہے، جیسے میرے متعلق کہتے ہیں کہ ''حکیم العصر'' ہے، میں بھی بیوقوف ہوں جو کہ اپنے آپ کو حکیم سمجھوں، چند لوگوں نے اس کو مسیحِ موعود کہنا شروع کر دیا، اور چند بیوقوفوں نے اُسے نبی کہنا شروع کر دیا، تو مرزے کو خیال ہوا کہ میں بھی نبی ہوں، چنانچہ اس کا بیٹا مرزا محمود کہتا ہے کہ ۱۹۰۰ء میں مرزا صاحب کو نبوت کا خیال پیدا ہوا، اور ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ مرزا غلام احمد کے بیٹے کی یہ سابقہ بات کافی ہے، بیٹا بھی وہ جو اس کا خلیفہ ہے، اس طرح مرزا، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو گمراہ کرتا رہا، اور مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ سے کھیلتا رہا، یہاں تک کہ مسلمانوں کے ایمان کی حالت اتنی کمزور ہوگئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبوت کا دعویٰ کرنے والا، دعویٰ کرتا ہے، اور دعویٰ بھی وہ کرتا ہے جس کا نام غلام احمد ہے، جو آنکھوں سے بھینگا، ہاتھ سے ٹنڈا (لنجا) اور پاؤں سے اعرج تھا، مرزا کا بچپن میں چوٹی سے گر کر سیدھا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا، حتیٰ کہ چائے کی پیالی بھی اس ہاتھ سے نہیں اُٹھا سکتا تھا۔ چنانچہ ''سیرت المہدی'' کا مصنف اور مرزا غلام احمد کا بیٹا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے کہ حضرت صاحب جب نماز کے لئے اُٹھتے تھے تو بائیں ہاتھ سے اس کو سہارا دیتے تھے۔ بہرحال مرزائی فتنہ چلتا رہا، چلتا رہا، چلتا رہا، اور قادیانی اپنے بارے میں کہتے رہے کہ ہم مسلمان ہیں، بلکہ ہم ہی مسلمان ہیں، اور احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔

قادیانیوں سے ہمارا جھگڑا:

ہمارا قادیانیوں سے دو باتوں پر جھگڑا تھا، ایک یہ کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام

آسمان سے نازل ہوں گے، چراغ بی بی کے پیٹ سے پیدا ہونے والا مسیح نہیں ہوسکتا۔

دوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا امکان ہی نہیں، جیسے کلمۂ اسلام ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ (نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے) کے اقرار کے بعد اللہ کے سوا کسی ظلّی، بروزی، حقیقی، مجازی، اشارہ، کنایہ والے کسی چھوٹے بڑے اور ماتحت خدا کی گنجائش نہیں، اور نہ ہی استعارہ کے رنگ میں کوئی دوسرا خدا ہوسکتا ہے، اسی طرح ’’لا نبی بعدی‘‘ کے ’’لا‘‘ کے بعد بھی کسی نبی کی گنجائش نہیں ہے۔

امیرِ شریعتؒ اور لائے نفیٔ جنس کی تشریح!

ہمارے امیرِ شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بطور لطیفہ کے فرماتے تھے، ’’لَا اِلٰـــهَ اِلَّا اللهُ‘‘ میں ’’لَا‘‘ کے بعد آگے آگیا ’’اِلَّا‘‘ یعنی کوئی معبود ہی نہیں مگر اللہ۔ اس ’’اِلَّا‘‘ نے آکر رُکاوٹ ڈال دی ورنہ اس ’’لَا‘‘ نے تو ایسی نفی کی تھی کہ اس نے تو خدا کا بھی تختہ نکال دیا تھا، حضرت شاہ صاحب اپنے مزاحیہ انداز میں یہ بات کیا کرتے تھے۔ دیکھو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ’’لَا نَبِـــيَّ بَــعْــدِیْ‘‘ (میرے بعد کوئی نبی نہیں) مگر مرزا ملعون کہتا ہے: نہیں! آپ کے بعد بھی نبی ہے، اور کم از کم ظلّی، بروزی اور مجازی نبی تو آسکتا ہے۔ یاد رکھو! جس طرح ’’لَا اِلٰـــهَ اِلَّا اللهُ‘‘ کے ’’لَا‘‘ کے بعد کسی اللہ کی گنجائش نہیں ایسے ہی ’’لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ‘‘ کے ’’لَا‘‘ کے بعد بھی کسی نبی کی گنجائش نہیں ہے، یہ ’’لَا‘‘ نفیٔ جنس کا ہے، جو جنسِ نبی کی نفی کرتا ہے۔

حیات و نزولِ مسیح اور ختم نبوت کا منکر مسلمان نہیں:

تو میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارا قادیانیوں کے ساتھ ان دو عقیدوں میں اختلاف ہے، ایک حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرا ختم نبوت میں، قادیانی ان دونوں کا انکار کرتے ہیں، اور ان دونوں عقیدوں کا انکار کرنے والا مسلمان نہیں۔ آسمان سے عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قطعی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

خاتم النبیین ہونا قطعی ہے، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، جو نبوت کا دعوے کرے یا مسیح ہونے کا دعویٰ کرے وہ کافر۔ لیکن یہ کافر ہونے کے باوجود کہتے ہیں کہ ہم پکے مسلمان ہیں۔ ہم کہتے ہیں تم اپنے دین کا کوئی اور نام رکھ لو، اسلام نہ رکھو، پھر جو مسلمانوں کا برتاؤ ہوتا ہے اس کو دیکھو، مگر یہ باز نہیں آئے، یہ ہر جگہ مسلمانوں کی سیٹوں پر قابض رہے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک کے اسباب:

پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف تین تحریکیں چلیں، پہلی تحریک ۱۹۵۳ء میں چلی تھی، جس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ مرزا محمود نے ...جو مرزا طاہر کا ابا تھا... یہ کہا تھا کہ ۱۹۵۲ء گزرنے نہ پائے کہ صوبہ بلوچستان کو احمدی بنالو۔ چنانچہ قادیانیوں نے طوفان اور آندھی کی طرح اس منصوبہ پر کام شروع کردیا، ادھر سے حضرت امیرِ شریعتؒ نے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان کا منصوبہ ناکام بنانے کے لئے مسلمانوں کو بیدار کرنا شروع کردیا، اور شاہ جیؒ نے یہ نعرہ مستانہ لگایا کہ مرزا محمود ۱۹۵۲ء تیرا ہے تو ۱۹۵۳ء ہمارا ہے۔ خیر! شاہ جیؒ نے تحریک چلائی، الحمدللہ! دس ہزار مسلمانوں نے اس کے لئے شہادت کی قربانی پیش کی، خواجہ ناظم الدین کا دور تھا، حکومت نے اس تحریک کو دبانے کی کوشش کی، مگر بچے بچے کو پتہ چل گیا کہ یہ قادیانی مسلمان نہیں، تحریکیں تو تم نے بھی دیکھی ہوں گی، مگر کبھی کسی تحریک میں ایسا بھی ہوا کہ ریل گاڑی چلانے والے ڈرائیوروں نے تحریک میں شمولیت کے لئے ہڑتال کردی ہو؟ لاہور کی تاریخ میں سب سے بڑی اور کامیاب ہڑتال ہوئی، یعنی اس تحریک کی وجہ سے تمام سرکاری محکموں نے ہڑتال کردی۔

خواجہ ناظم الدین کو حضرت شاہ جیؒ کی پیشکش:

خواجہ ناظم الدین جو اسی کراچی میں رہتا تھا، اسے حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ

شاہؒ نے یہ آفر دیتے ہوئے کہا تھا کہ: حاجی صاحب! ...کیونکہ وہ حاجی، نمازی کہلاتا تھا... اس مسئلے کو حل کردو، اگر تم نے غیرملکی مہمانوں کے لئے کوئی خنزیر وغیرہ رکھے ہوئے ہیں تو میں ان کو بھی چرانے کے لئے تیار ہوں، بس! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا مسئلہ حل کردے، میں اس کے لئے بھی تیار ہوں۔

اس وقت مسلمانوں کے صرف دو ہی مطالبے تھے کہ قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے دو، اور وزیر خارجہ ظفراللہ خاں قادیانی کو اس عہدہ سے ہٹادو، مگر افسوس! کہ ''حاجی'' صاحب کو یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔ خیر تحریک تو جیسی کیسی ہوئی، سو ہوئی، مگر دنیا نے دیکھا کہ نہ ظفراللہ قادیانی رہا، نہ خواجہ ناظم الدین رہا، اور نہ ہی ان کی اولاد رہی، اور حکومت بھی چلی گئی۔

۱۹۷۴ء کی تحریک کے اسباب:

بیس سال کے بعد قادیانیوں کو پھر غبار اُٹھا اور ربوہ اسٹیشن پر مسلمان نوجوانوں کی پٹائی کردی۔ جس کا قصہ یہ ہوا کہ ملتان نشتر کالج کے کچھ نوجوان ریل پر سفر کر رہے تھے، انہوں نے ربوہ ریلوے اسٹیشن پر قادیانیت کے خلاف کچھ نعرے لگائے، تو قادیانی سورماؤں کو برداشت نہ ہوا، بہرحال کالج کے نوجوان تھے اور کالج کے نوجوان کیسے ہوتے ہیں؟ آپ جانتے ہیں، جیسا کہ اقبال نے کہا ہے:

شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے اُن سے بدظن ہوگئے!
وعظ میں فرمادیا تھا آپ نے کل صاف صاف
پردہ آخر کس سے ہو؟ جب مرد ہی زن ہوگئے!

تو کالج کے لڑکوں سے تو شیطان بھی پناہ مانگتا ہے، بہرحال جب چناب ایکسپریس ربوہ سے گزری تو انہوں نے کچھ نعرے لگادیئے، چونکہ یہ لڑکے ٹور اور سیر

سپاٹے کے لئے سرحد کے علاقے کی طرف جا رہے تھے، شاید اس وقت تو قادیانیوں کو سوچ نہ آئی یا انہیں انتقامی کاروائی کا موقع ہی نہیں ملا، مگر بعد میں انہوں نے سوچا اور منصوبہ بنایا کہ جب یہ واپس آئیں تو ان کی پٹائی کردو، جب یہ نوجوان طلبہ اور لڑکے واپس آئے تو چونکہ ان کو کچھ پتہ نہیں تھا، اس لئے انہوں نے اپنے مزاج کے مطابق پھر نعرے لگائے، تو یہ مرزا طاہر جو آج قادیانیوں کا امام ہے، اس وقت غنڈوں کا امام تھا، اس کی قیادت میں ان نہتے اور معصوم طلبہ پر حملہ بول دیا گیا، ان کی پٹائی کی گئی، اور ان کو لہولہان کردیا گیا، حالانکہ وہ چند نوجوان تھے، بس شور کرتے، نعرے لگاتے اور گزر جاتے، آخر پہلے بھی گزر ہی گئے تھے، اس سے قادیانیوں کا کیا بگڑتا؟ لیکن ربوہ کا غرور اس وقت ایسا تھا کہ یہاں چڑیا بھی پَر نہیں مار سکتی تھی، یہ ان کی فرعونیت کے لئے ناقابلِ برداشت تھا، اس لئے قادیانیوں نے ان معصوم بچوں کو مار مار کر ادھ موا کردیا۔

اسمبلی کی طرف سے قادیانیوں کے کفر کا فیصلہ، ایک کٹھن مرحلہ

یہ قصہ ہے ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کا، اور ۷ ستمبر کو ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی اسمبلی نے فیصلہ کیا، وہ ہوشیار آدمی تھا، آخر بے نظیر کا باپ تھا، یقیناً وہ اس سے بھی زیادہ چالاک تھا، لیکن نہیں! میں غلط کہہ گیا، بیٹی اس سے زیادہ چالاک ہے۔

خیر! اس نے پوری قومی اسمبلی کو ایک جج اور عدالت کی حیثیت دے دی، اور کہا کہ میں اکیلا فیصلہ نہیں کرسکتا، قومی اسمبلی فیصلہ کرے، اس کی حیثیت جج کی ہے، دوسری طرف ارکانِ اسمبلی کا حال یہ تھا کہ شاہ احمد نورانی، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹکؒ اور مولانا ظفر احمد انصاریؒ جیسے چند علماً یا دو چار اس قسم کے اور مولانا حضرات تھے، اس کے علاوہ ساڑھے تین سو ممبروں کی

اسمبلی کے ارکان سارے کے سارے جدید تعلیم یافتہ، انگریزی خواندہ، وکیل اور بیرسٹر وغیرہ تھے، جن کی ساری کی ساری ہمدردیاں مولویوں کے بجائے قادیانیوں کے ساتھ تھیں، بلاشبہ یہ مرحلہ علمأ کے لئے نہایت کٹھن اور مشکل تھا کہ ایسے لوگوں سے قادیانیوں کے کفر کا فیصلہ کرانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا، بہرحال بالآخر ۱۲دن تک قادیانیوں کو اپنا موقف پیش کرنے کی اجازت دی گئی، چنانچہ مرزا طاہر کے بڑے بھائی، مرزا ناصر نے ۱۲دن تک اپنا موقف پیش کیا، اس کے علاوہ دو دن تک لاہوری جماعت کے اس وقت کے بڑے لیڈر کو اپنا موقف پیش کرنے کی اجازت دی گئی، اٹارنی جنرل اس وقت یحییٰ بختیار تھا، اس وقت وہی سوالات کرتا تھا، اور وہی جرح کرتا تھا، جب ۱۲دن کی جرح مکمل ہوگئی، تو مسئلہ پوری اسمبلی ...جو اس وقت عدالت کا رُوپ دھار چکی تھی... کے سامنے اور اس کے ۳۵۰ ججوں کے سامنے نکھر کر آچکا تھا، میں علمی ذوق والے دوستوں سے کہتا ہوں کہ الحمدللہ! مجلس تحفظ ختم نبوت نے یہ پوری کاروائی کتابی شکل میں چھاپ دی ہے، اب تک یہ خفیہ تھی، اور حکومت کے نزدیک اب بھی خفیہ ہے، لیکن الحمدللہ! وہ کاروائی منظرِ عام پر آگئی ہے، جو حضرات اس پوری کاروائی کو، اور مرزا ناصر کی جرح کو، اور دوسرے لوگوں کی جرح کو، دیکھنا چاہیں وہ یہ کتاب خرید لیں، ہمارے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر سے مل جائے گی۔

قادیانیت کے کفر کا فیصلہ مُلاَّ کا نہیں، اسمبلی کا ہے:

مختصر یہ کہ ۱۲دن کی جرح کے بعد پوری قومی اسمبلی نے فیصلہ دیا کہ مرزائی غیرمسلم ہیں، اسلام کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں، چلو جی اب تو مُلاَّ کا مسئلہ نکال لو، پہلے تو تم کہتے تھے کہ یہ مُلاَّ کا مسئلہ ہے، اور مُلاَّ مولوی جس کو چاہتے ہیں کافر بنا دیتے ہیں، یہاں اسمبلی میں تو سارے مُلاَّ نہیں تھے، دو چار کے علاوہ سارے ہی جدید تعلیم

یافتہ تھے، اب تو تمہیں اپنے آپ کو کافر اور غیر مسلم تسلیم کرلینا چاہئے۔

ایمان وکفر کا فیصلہ اقوال و افعال سے:

مگر اب انہوں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ کسی اسمبلی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ کسی کے ایمان وکفر کا فیصلہ کرے؟ بھائی! ایمان تو اندر کی چیز ہے، میرے اندر کیا ہے، آپ کو کیا معلوم؟ آپ کے اندر کیا ہے، مجھے کیا معلوم؟ لیکن اقوال اور افعال بھی تو کوئی چیز ہیں ناں؟ تمہاری زبان سے جو بول اور قلم سے جو لفظ نکلے ہیں، ان کو دیکھا جائے گا کہ نہیں؟ پھر یہ کہ ان الفاظ وکلمات سے آدمی مسلمان رہتا ہے یا کافر ہوجاتا ہے، اور یہ الفاظ وکلمات مسلمانوں کے ہیں یا کافروں کے؟ ارکانِ اسمبلی نے بھی یہی دیکھا اور انہوں نے فیصلہ کردیا کہ ایسے کلمات و معتقدات کے لوگ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہیں۔

کیا خیال ہے جب تم داورِ محشر کے سامنے پیش ہوگے تو اس وقت بھی تم یہی کہوگے کہ آپ کو کیا حق پہنچتا ہے ہمارے کفر کا فیصلہ کرنے کا؟

۱۸۴ ملکوں کے نمائندے بھی مُلاَّ تھے؟

میں کہتا ہوں علمأ نے تمہارے خلاف کفر کا فتویٰ دیا، ٹھیک ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ ایک سو چراسی ملکوں کی جماعتیں اور نمائندے جدہ سعودی عرب میں موجود تھے، انہوں نے آخر تمہارے کفر کا فتویٰ اور فیصلہ کیوں دیا؟ کیا وہ بھی سارے مُلاَّ تھے؟ اس کو کیوں نہیں مانتے؟ قومی اسمبلی کے ساڑھے تین سو ممبروں نے تمہارے خلاف فیصلہ دیا، لیکن اب بھی تم ماننے کے لئے تیار نہیں۔

یہ مان لو کہ تمہارا اسلام سے تعلق نہیں:

ہماری تم سے کوئی لڑائی نہیں، صرف اتنی سی گزارش ہے کہ تم یہ مان لو اور کہو کہ ہمارا اِسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں، تم اپنے مذہب کی بات کرو، ہم تم سے

تعرض نہیں کریں گے۔

اسلام کا لبادہ چھوڑ دو:

ہاں! البتہ اتنی گزارش ضرور کریں گے کہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو دھوکا دینا بند کردو، بابیوں نے بھی دعوے کئے، بہائیوں نے بھی دعوے کئے، مہدویوں نے بھی دعوے کئے، لیکن انہوں نے اسلام سے اپنا تعلق توڑ دیا، ہماری صرف اتنی ہی گزارش ہے کہ یہ منافقت چھوڑ دو، کفر بھی اور اس پر اسلام کا لبادہ بھی، یہ نہیں چلے گا، فارسی کا مصرعہ ہے:

در کفر مخلص نئی زنار را رُسوا مکن

تم کفر میں بھی مخلص نہیں ہو، تو زنار کو رُسوا نہ کرو، تم اسلام میں تو کیا مخلص ہوتے، کفر میں بھی مخلص نہیں ہو، زنار کو رُسوا نہیں کرو۔

بھٹو کی عیاری اور مفتی محمودؒ کی دانشمندی:

بھٹو صاحب نے بامرِ مجبوری اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف فیصلہ دے دیا، لیکن بھٹو صاحب دستخط کرنے کے لئے تیار نہیں تھے، ۷ اور ۸؍ستمبر کی رات ہمارے لئے عجیب وغریب کشمکش کی رات تھی، بھٹو جیسے ضدی آدمی سے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ یہ مان جائے گا، بہرحال حضرت بنوری رحمہ اللہ اور مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ سے مذاکرات کرتا رہا، مفتی محمود صاحبؒ سے مذاکرات کرتے ہوئے وہ کہنے لگا کہ: مفتی صاحب! آئین میں قادیانیوں کا نام لاکر کیوں آئین کو ناپاک کرتے ہو؟ اس پر حضرت مفتی صاحبؒ نے برجستہ کہا کہ: اگر شیطان اور فرعون کا نام آنے سے قرآن ناپاک نہیں ہوتا تو قادیانیوں کے نام آنے سے تمہارا آئین بھی ناپاک نہیں ہوگا! کہنے لگا: نہیں مفتی صاحب! نہیں! یہ ممکن نہیں!

مولانا بنوریؒ دس کروڑ مسلمانوں کے نمائندہ:

مفتی صاحبؒ نے کہا: ٹھیک ہے! میں جاکر بتادیتا ہوں مولانا محمد یوسف بنوری کو کہ بھٹو صاحب نہیں مانتے، یہ سن کر اس کا چہرہ سرخ ہوگیا اور کہنے لگا: محمد یوسف بنوری کون ہوتا ہے؟ تم منتخب نمائندے ہو تم بات کرو، حضرت مفتی محمودؒ فرمانے لگے: میں بتاؤں محمد یوسف بنوری کون ہوتا ہے؟ اگر ڈیرہ اسماعیل خان کے حلقے والوں نے مجھے منتخب کرکے اسمبلی میں بھیج دیا، میں قوم کا نمائندہ بن گیا، اور تمہیں لاڑکانہ کے حلقے والوں نے منتخب کرکے اسمبلی میں بھیج دیا تو تم قوم کے نمائندے بن گئے، جبکہ اس وقت مولانا محمد یوسف بنوری کی شخصیت، دس کروڑ مسلمانوں کی نمائندہ ہے، اگر ڈیرہ اسماعیل خان کے حلقے کے انتخاب سے میں قوم کا نمائندہ بن گیا ہوں، اور لاڑکانہ کے حلقے کے انتخاب سے تم قوم کے نمائندہ بن گئے ہو تو وہ جو دس کروڑ کا نمائندہ ہے جس کا نام محمد یوسف بنوری ہے اور اس وقت پوری کی پوری دس کروڑ مسلمان قوم اس کی آواز پر فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہے، کیا وہ قوم کا نمائندہ نہیں؟ یہ کہا تو بھٹو ڈھیلا پڑ گیا، کہنے لگا: اچھا لاؤ! یوں اس نے دستخط کردیئے۔ رات کے ایک بجے دستخط ہوئے اس لئے یہ ۷؍ستمبر کا فیصلہ نہیں، ۸؍ستمبر کا فیصلہ ہے، لیکن بعد میں اس نے سجدۂ سہو کیا اور چار گھنٹے ملاقات ہوئی مرزا ناصر سے کہ مُلّاؤں نے مجھ سے یہ کروالیا، اب کیا کروں؟

۱۹۸۴ء کی تحریک کے اسباب:

دس سال کے بعد قادیانیوں کو پھر جوش آیا، پھر تحریک چلی، یہ سن ۱۹۸۴ء کی تحریک تھی، ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء کو جنرل ضیاالحق مرحوم نے آرڈی نینس جاری کیا، جس کو امتناع قادیانیت آرڈی نینس کہا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ تھا کہ قادیانی، اذان، نماز، مسجد اور دوسرے شعائرِ اسلام میں مسلمانوں کی نقل نہیں اُتار سکتے، تبلیغ نہیں

کر سکتے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امتناعِ قادیانیت آرڈی نینس جمعرات کو نافذ ہوا، اگلا دن جمعہ کا تھا، ربوہ ...حال چناب نگر... میں قادیانیوں کی نام نہاد ''مسجدِ اقصیٰ'' ہے، بہرحال وہ ہر چیز کے جھوٹے ہی سہی نام تو رکھتے ہیں ناں! میں بھی ابھی اس سال اس ملعون جگہ کو دیکھ کے آیا ہوں، جس کو ''مسجدِ اقصیٰ'' کہتے ہیں۔

خیر! یہ مرزا طاہر بھگوڑا اگلے دن جمعہ پڑھانے کے لئے وہاں گیا تو چونکہ اذان کی اجازت نہیں تھی، جب اذان نہیں ہوگی تو جمعہ کیسے ہوگا؟ وہاں وہ گیا اور بیٹھ کر رونے لگا، اس کے ساتھ اس کے مقتدی بھی رونے لگے، چنانچہ بغیر جمعہ پڑھے واپس آ گیا، اور اگلے ہی دن پاکستان سے فرار ہوگیا۔

ہماری نئی نسل کو قادیانیت کا علم نہیں ہے:

اب میں سمجھانا چاہتا ہوں، جو بچے ۱۹۷۴ء کے بعد پیدا ہوئے ان کو کچھ پتہ نہیں کہ قادیانی اور قادیانیت کیا چیز ہے؟ اسی طرح جو ۱۹۸۴ء کے بعد پیدا ہوئے ان کو کچھ پتہ نہیں۔

۶ ستمبر کی طرح ۷ ستمبر بھی منانا چاہئے:

حکومت آج ۶ ستمبر کا دن منا رہی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۵ء میں اس دن پاکستان کو انڈیا کے مقابلہ میں کامیابی عطا فرمائی تھی، اس کی یاد میں حکومت یہ دن مناتی ہے، پاکستان نے رن کچھ میں بھارت کی ٹھکائی لگائی تھی، اور اللہ تعالیٰ نے ہماری فوجوں کو کامیابی عطا فرمائی تھی، اس لئے ۶ ستمبر قوم کو یہ دن یاد دلانے کے لئے منایا جاتا ہے، لیکن افسوس کہ ۷ ستمبر کا دن ہمیں بھول گیا اور ہماری قوم بھول گئی، کسی بھی حکومت نے اسے نہیں منایا، حالانکہ اس ۶ ستمبر کا ہم ۱۹۷۱ء میں ''کفارہ'' ادا کر چکے تھے، کیونکہ ۱۹۷۱ء میں جب ہماری نوّے [۹۰] ہزار افواج نے ہتھیار ڈالے تو ہماری ساری حیثیت ختم ہوگئی، وہ ۶ ستمبر کی خوشی تو اب ختم ہوگئی، لیکن حکومت نے اس کے

باوجود ۶؍ستمبر کو جاری رکھا، تو ہمارے ایک دوست نے یہ اچھا کام کیا اور کہا کہ ۷؍ستمبر کی بھی یاد منائی جائے، جس کا مقصود یہ ہے کہ ہماری نوجوان نسل کو یاد رہے کہ قادیانی کون ہیں؟ اور ان سے معرکہ آرائی اور فتح کی تاریخ کیا ہے؟ باتیں تو بہت کرلیں اور بہت سی باقی ہیں، اب آخر میں ایک قرارداد پیش کرتا ہوں۔

قرارداد

۱:... مسلمانوں کا یہ اجتماع ۷؍ستمبر۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی کی طرف سے قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دینے کی آئینی ترمیم پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کو اندرون و بیرونِ پاکستان اس آئینی ترمیم اور امتناعِ قادیانیت آرڈی نینس ۱۹۸۴ء کا پابند بنایا جائے۔

۲:... اور قادیانیوں کو قادیانیت کی تبلیغ اور شعائرِ اسلام کے استعمال کرنے پر قانونی طور پر پابندی لگائی جائے، یہ بات ٹھیک ہے، آپ کو منظور ہے؟

کل ہمارے دفتر میں علماً کا ایک اجتماع رکھا ہوا ہے، دو بجے ظہر کے بعد، جس میں لکھا ہے محمد یوسف لدھیانوی اور مفتی نظام الدین اور دیگر علمائے کرام خطاب فرمائیں گے، ۷؍ستمبر کل ہے ناں! تو ۷؍ستمبر کی یاد میں کل ایک اجلاس رکھا گیا ہے، علمائے کرام کا، میں اپنے احباب سے گزارش کرتا ہوں کہ اس میں ضرور شرکت فرمائیں، علمائے کرام بھی اور دیندار مسلمان بھی، جو بھی شرکت کرنا چاہے، کوئی منع نہیں ہے، حکومت تو جیسی ہے ویسی ہے، اس سے کوئی توقع رکھنا تو غلط ہے، لیکن میں تم سے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں سے یہ توقع رکھوں گا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی پاسبانی کا جھنڈا اُٹھائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر جمع ہوکر جو مشورے سے طے ہو اور نقشہ بنے، اور نظام بنے اس میں بھرپور حصہ لیں، لٹریچر چھاپا جائے، قادیانیوں سے بات کی جائے۔ قادیانی

ایک سال میں دس ہزار آدمیوں کو قادیانی بنا رہے ہیں، تم کم از کم دس تو بنالو۔

بات یہ ہے کہ سچ سو رہا ہے، اور باطل کو کھلے بندوں رقص کرنے کی اجازت ہے۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ ہمارے ساتھی خاص طور پر نوجوان آگے بڑھیں اور ایک ایک قادیانی کو گردن سے نہیں پکڑ سکتے تو بازوؤں سے پکڑلیں کہ غلام احمد کو تم نے کیوں نبی بنایا ہے؟ کچھ ہمیں بھی سمجھاؤ، ایک بھی قادیانی ایسا نہ بچے جس سے آپ نہ ملیں، اور اس کا آپ محاسبہ نہ کریں، وہ تمہاری ناک کے نیچے نوجوانوں کو مرتد بنا رہے ہیں، نوکری اور چھوکری کا لالچ دے کر، اگرچہ ان کے پاس حقانیت نہیں ہے مگر نوکری اور چھوکری کے نام پر وہ مرتد بنا رہے ہیں، ہمارے پاس یہ چیزیں نہیں ہیں، ہم تو جو بھی دعویٰ کریں گے آخرت کی بنیاد پر کریں گے، دنیا کی لالچ نہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

قادیانیوں کا مقابلہ مسلمانوں سے نہیں، محمدِ عربیؐ سے ہے!

سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم (برطانیہ) میں مؤرخہ ۲۸؍رجب ۱۴۱۴ھ کو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے خطاب فرمایا، جسے کیسٹ سے نقل کرکے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ ....سعید احمد جلال پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ میرے دوسرے اکابر موجود ہیں، ان کو موقع دیا جائے، مجھے بیان کے لئے نہ کہا جائے، کیونکہ ختم نبوت کی طرف سے مولانا اللہ وسایا صاحب کی تقریر کافی ہے۔ لیکن انہوں نے کہا: نہیں! چند منٹ کے لئے آپ بھی کچھ بیان کردیں۔ اس لئے تقریر کا تو موقع نہیں، البتہ چند باتیں بہت ہی اختصار کے ساتھ میں بھی عرض کئے دیتا ہوں۔

قادیانیوں کا ہم سے نہیں محمد رسول اللہ سے مقابلہ ہے:

عام طور پر لوگ یہی کہتے ہیں کہ ہمارا مقابلہ قادیانیوں کے ساتھ ہے، کیوں بھائی! ہمارا مقابلہ کس سے ہے؟ اور قادیانیوں کا کس سے مقابلہ ہے؟ ہمارا

مقابلہ قادیانیوں سے نہیں، اور قادیانیوں کا ہم سے نہیں، دراصل قادیانیوں کا مقابلہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، بلاشبہ قادیانیوں کا مقابلہ براہِ راست محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپاہی ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لڑ رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لڑنا اور قادیانیوں کو منہ توڑ جواب دینا ہمارا فرض ہے، باقی مقابلہ ہمارا قادیانیوں کے ساتھ نہیں ہے، نہ قادیانیوں کا ہمارے ساتھ ہے، قادیانیوں کا مقابلہ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے، اس لئے کہ انہوں نے ...نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تاجِ نبوت پر ہاتھ ڈالا ہے۔

حق کو بگاڑا اور باطل کو سنوارا نہیں جاسکتا:

حق اور باطل ہمیشہ سے متصادم چلے آئے ہیں۔ حق، حق ہے، باطل، باطل ہے۔ حق کو ہزار پردوں میں چھپا کر بگاڑنے کی کوشش کی جائے، تب بھی حق، حق ہی رہتا ہے، جب بھی وہ پردہ ہٹے گا، حق کا حسین چہرہ سامنے آجائے گا۔ اسی طرح باطل، باطل ہے، ہزاروں چالوں، فریب کاریوں اور سرخی پوڈر کے ساتھ اس کو اور اس کے مکروہ چہرے کو چھپانے کی کوشش کی جائے لیکن جوں ہی وہ نقاب نوچی جائے گی فوراً اس کا چڑیل جیسا مکروہ چہرہ سامنے آجائے گا۔

قادیانی اپنے مکروہ چہرے کو چھپانے کی ہزار کوشش اور ہزار جتن کریں، مگر واللہ! وہ چھپائے چھپ نہیں سکتا، اس لئے کہ باطل، باطل ہے، اور باطل بھی وہ جو حق کے مقابلے میں، اور باطل بھی وہ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں۔

باطل کے بطلان کے دلائل کی اقسام:

کسی باطل کے باطل ہونے کے لئے دلائل دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک عقلی جن کو دانش مند سمجھ سکتے ہیں، اور ایک بدیہی یعنی بالکل واضح، ایسے جیسے دو اور دو چار،

جو شخص ''دو اور دو چار'' کے مفہوم سے واقف ہے، وہ کبھی یہ حماقت نہیں کرسکتا کہ وہ دو اور دو کو تین کہے، اور جو دو اور دو کے مفہوم سے واقف ہے اور دو کے ہندسے کو جانتا ہے، اور جمع کا طریقہ... جیسے بچے جانتے ہیں... اس کو آتا ہے، وہ کبھی دو اور دو کو پانچ نہیں کہہ سکتا، دو اور دو ہمیشہ چار ہی رہیں گے، ہزار دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کرو کہ دو اور دو پانچ ہوتے ہیں، وہ پانچ نہیں بنیں گے۔

قادیانیت کے بطلان کے دسیوں دلائل:

قادیانیت کے باطل ہونے پر اور غلام احمد کے جھوٹا ہونے پر اللہ تعالیٰ نے اتنے دلائل جمع کردیئے کہ جن کا شمار نہیں، بغیر مبالغہ کے کہتا ہوں کہ گن کر دسیوں دلائل اسی مجلس میں پیش کرسکتا ہوں، اور ایسے واضح جیسے دو اور دو چار۔

کذبِ مرزا کی عقلی دلیل:

مثال کے طور پر ایک عقلی دلیل جو اہلِ فہم کو سمجھ میں آئے گی، بے چارے عام لوگ اُسے نہیں سمجھیں گے، وہ یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آقا و مولا، دُنیا سے تشریف لے گئے، آپ کے بعد کون خلیفہ ہوا؟ ...حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ... ان کے بعد؟ ...حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ... ان کے بعد؟ ...حضرت عثمان رضی اللہ عنہ... اور ان کے بعد؟ ...حضرت حیدرِ کرار علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ... یہ چار خلفاً ہوئے، تاریخ اُٹھاکر دیکھو اور انساب، نسب نامے بھی دیکھو، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادے میں شریک ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا کے لڑکے ہیں، ان سے اُوپر جاؤ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تیسرے دادے میں شریک ہیں، اس سے اُوپر آؤ تو اگلے دادے میں کہیں جاکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جاکر ملتے ہیں، اور

سب سے دور نسب نامہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جاکر ملتا ہے، تو جو سب سے دُور تھے وہ تقویٰ کی بنیاد پر سب سے قریب آئے، اور جو سب سے قریب تھے اپنے نمبر کے اعتبار سے سب سے بعد میں آئے۔

نیابتِ نبوت کی بنیاد:

معلوم ہوا کہ نیابتِ نبوت کی بنیاد قرابت پر نہیں ہے، گویا نبوت کی اور خلافتِ نبوت کی بنیاد قرابت پر نہیں ہے، قرابت جس کی جتنی دُور تھی وہ پہلے آیا، اور جس کی جتنی نزدیک تھی وہ بعد میں آیا۔

غلام احمد کے خلفاً کی ترتیب:

اور یہاں غلام احمد کے بھی چار خلیفہ ہوئے ہیں، اس کا پہلا خلیفہ نورالدین تھا، نورالدین کو جانتے ہو کون تھا؟ وہ ویسے بھی ''خلیفہ'' تھا، ''خلیفہ'' ہماری زبان میں ''نائی'' کو کہتے ہیں، اور نورالدین واقعی قوم کا ''نائی'' تھا، تو خلیفہ نورالدین کو ایک مجبوری کی بنا پر مرزا کا خلیفہ اور جانشین بنانا پڑا، کیونکہ اس وقت مرزے کے لڑکوں میں کوئی ایسا لائق نہیں تھا، جو اس کی جگہ لیتا۔ خیر! نورالدین گیا تو اس کی جگہ محمود آ گیا، یعنی بشیرالدین محمود، میرے دوست بھی کہتے ہیں ''بشیرالدین محمود'' مت کہا کرو، کیونکہ وہ ''بشیرالدین'' نہیں تھا، اس کو ''بشیرالدین'' کہنا غلط ہے، یہ لقب قادیانیوں نے بعد میں استعمال کیا ہے، ورنہ اس کے ابّا نے اس کا نام ''بشیرالدین'' نہیں رکھا، اس کا نام صرف ''محمود'' ہے، یہ ''بشیر'' کی کوئی پیش گوئی فٹ کرنے کے لئے جھوٹے طور پر اس کا نام بشیرالدین رکھا گیا۔ خیر! بشیرالدین اس کا لقب بنالیا گیا، اور وہ خلیفۂ دوم بن گیا۔ اس کے بعد کون آیا؟ مرزا محمود کا لڑکا...مرزا ناصر... وہ مرا تو کون آیا؟ مرزا محمود کا دوسرا لڑکا...مرزا طاہر...تمہاری زندگی رہی تو دیکھتے رہو گے، جب تک قادیانی زندہ ہیں یہ خلافت کی گدی اس نسل سے نہیں نکلے گی،...(چنانچہ مرزا طاہر کے بعد اس کا

بھائی مرزا مسرور آگیا ہے۔ مرتب)... اللہ تعالیٰ نے تو سچے نبی کا کوئی لڑکا ہی باقی نہ رکھا، جو اس کا جانشین بنے، ادھر جھوٹے نبی نے ایک گدی ایجاد کی، اولاد پر اولاد، اولاد پر اولاد، اس کی وارث چلی آرہی ہے اور لوگوں سے مال لوٹتے جارہے ہیں، تاکہ خاندان کا خاندان کھاتا رہے، گویا یہ ایک شاہی گدی بن گئی ہے، مگر لوگ اس پکھنڈ کو نبوت سمجھتے ہیں، اگر یہی بات سمجھ لی جائے تو سمجھنے والوں کے لئے صرف یہی کافی ہے۔

انبیائے کرامؑ گدیاں قائم نہیں کرتے:

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام گدیاں قائم کرنے کے لئے نہیں آتے، ہدایت کے لئے آتے ہیں، ہمارے آقا کا اُسوۂ حسنہ سب کے سامنے ہے۔ یہ تو وہ بات تھی جن کو اہلِ عقل سمجھ سکتے ہیں، اور دانا غور وفکر کرسکتے ہیں، باقی میرے جیسے اُجڈ لوگوں کے لئے بھی دو اور دو چار کی طرح، ایک دو باتیں عرض کرتا ہوں۔

کذبِ مرزا کی بدیہی دلیل:

نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ امانت دار ہو، ٹھیک ہے ناں بھائی؟ حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ کیا لقب لگاتے ہیں؟ ''جبریلِ امین'' اس لئے کہ وہ اللہ کی وحی پر امین ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے: ''ثَمَّ اَمِیْنٌ'' پھر وہ وحی جبریل کے واسطے سے نبی پر آتی ہے، پھر نبی بھی درمیان میں امین ہوتا ہے، اگر نبی امین نہ ہو تو وحی کا کیا اعتبار؟ جیسے ابھی مولانا کہہ رہے تھے: ''جھوٹا نبی''، بھلا نبی جھوٹا ہوسکتا ہے؟ بھائی! امانت سب سے پہلی صفت ہے جو کسی پر اعتماد دلاتی ہے۔ حفیظ جالندھری مرحوم کا ایک شعر مجھے بہت ہی پسند آتا ہے، جس کو شاہِ ابیات کہنا چاہئے، وہ کہتا ہے:

محمدؐ جس کو دنیا صادق الوعد الامین کہہ دے
وہ بندہ جس کو رحماں رحمۃ للعالمین کہہ دے

غلام احمد کی خیانت کا قصہ:

غلام احمد کا لڑکا بشیر احمد ''سیرت المہدی'' میں اپنی اماں کی روایت سے لکھتا ہے: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، بیان فرمایا مجھ سے والدہ صاحبہ نے'' گویا وہ بھی روایت کو اسی طرح نقل کرتا ہے جس طرح محدثین سند سے روایت نقل کرتے ہیں، چنانچہ محدثین جیسے: ''عن أبي هريرة، عن أمّ المؤمنين عائشة'' وغیرہ سے روایت لاتے ہیں، یہ خبیث بھی اپنے جھوٹے نبی اور باپ کی سوانح عمری کو روایتوں کی شکل میں نقل کرتا ہے، تو راوی ہے غلام احمد کا لڑکا جو یقیناً قادیانیوں کے ہاں ثقہ ہوگا، اور ان کے نزدیک قابلِ اعتماد ہونا چاہئے، چنانچہ وہ اپنی اماں سے روایت کرتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود ...(مردود) لفظ بولتے ہوئے بھی شرم نہیں آتی... ایک دفعہ مسیحِ موعود تمہارے دادا کی زندگی میں اپنے ابا (یعنی غلام احمد کے ابا، غلام مرتضٰی) کی زندگی میں امرتسر تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے کے لئے گئے، وہ پنشن اس زمانہ میں سات سو روپے تھی، آج کے سات سو کو دیکھ لو کہ اس کی کیا قیمت بنتی ہے؟ خیر تو وہ تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے کے لئے گئے جو سات سو روپے تھی، پیچھے امام دین چلا گیا ...امام دین غلام احمد کا چچازاد بھائی تھا...ناقل۔ جب حضرت صاحب نے پنشن وصول کرلی، تو اس کے پیچھے لگ گیا اور اِدھر اُدھر گھماتا رہا، ذرا سوچو!... ''اِدھر اُدھر گھماتا رہا''... اور چند دنوں میں وہ پنشن ختم کردی، تو حضرت صاحب شرمندگی کی وجہ سے گھر نہیں آئے بلکہ سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں محرر کے عہدے پر دس روپے ماہانہ تنخواہ پر لگ گئے، گویا حضرت صاحب کی دس روپیہ تنخواہ تھی۔

جو باپ کی پنشن پر امین نہیں، وہ وحی پر کیسے؟

میں قادیانیوں سے پوچھتا ہوں، کوئی مجھے اس کا جواب دے کہ جو شخص اپنے باپ کی سات سو کی پنشن پر امین نہیں ہوسکتا، وہ خدا کی وحی پر کیسے امین ہوسکتا ہے؟

مرزا کے لئے دجال، بے ایمان اور مردود کے القاب بھی ناکافی ہیں:

غلام احمد کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ وہ دجال تھا، بے ایمان تھا، مردود تھا، کافر تھا، مگر سچ پوچھو تو مرزا کے لئے یہ القابات استعمال کرنے سے بھی مزہ نہیں آتا، اس لئے کہ کتے کو کتا کہہ دیا جائے تو کیا فرق پڑے گا؟ بھائی! تم نے خنزیر کو خنزیر کہہ دیا تو کیا ہوا؟ مزہ نہیں آتا، ہاں! تو میں تمہیں بتاؤں کہ مزہ کس سے آتا ہے؟ مزہ تو ان القابات سے آتا ہے جو مرزا غلام احمد نے آتھم کے مقابلہ میں خود اپنے لئے استعمال و اختیار کئے تھے، چنانچہ غلام احمد کا ۵/جون ۱۸۹۳ء کو آتھم پادری کے ساتھ مقابلہ ہوا تھا، اور مرزا غلام احمد نے پیش گوئی کی تھی کہ آتھم پندرہ مہینے میں سزائے موت ہاویہ میں گرے گا... اللہ سے الہام پاکر... پیش گوئی کی تھی، خیر لمبی چوڑی عبارت ہے۔

مرزا کے اپنی ذات کے لئے تجویز کردہ القاب:

اس کے بعد اس نے لکھا... سنو! مرزا غلام احمد کے الفاظ ہیں: ''اب میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی تو مجھے تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے بڑھ کر لعنتی سمجھو۔'' اب مزہ آیا کہ خود اپنے بارہ میں کہتا ہے کہ: ''مجھے تمام شیطانوں، بدکاروں اور لعنتیوں سے بڑھ کر لعنتی سمجھو۔'' اس کے باوجود پندرہ مہینے میں بھی آتھم نہیں مرا، حالانکہ غلام احمد نے کہا تھا کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آتھم پندرہ مہینے میں نہ مرے، سزائے موت ہاویہ میں نہ گرے تو میرے لئے سولی تیار رکھو، اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے بڑھ کر مجھ کو لعنتی سمجھو۔ مگر جب آتھم نہیں مرا تو مرزا غلام احمد اپنے قول و قرار کے مطابق: تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے بڑھ کر لعنتی ٹھہرا کہ نہیں؟ گویا جتنے یہودی، نصرانی اور جتنے

کافر و بے ایمان ہوئے ہیں، ان سب کا ایک گولہ بنالو، تو غلام احمد کا ایک گالہ (گالیوں کا مجموعہ) بنتا ہے۔ مرزائیو! تمہیں کچھ تو سوچنا چاہئے، یہ تو دو اور دو چار کی طرح واضح ہے، تم تأویلیں کرکے دو کو تین ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہو۔

مرزا ہر ایک بد سے بدتر:

اسی طرح غلام احمد نے کہا تھا کہ محمدی بیگم سے میرا نکاح ہوگا، ایک بات اور صرف ایک فقرہ عرض کرتا ہوں، محمدی بیگم کا نکاح سلطان محمد سے ہوگیا، تو مرزا غلام احمد کہنے لگا: چلو کوئی بات نہیں، سلطان محمد مر جائے گا تو میرے نکاح میں آجائے گی، تو پیش گوئی کے دو حصے ہیں، ایک یہ کہ محمدی بیگم کا باپ مرے گا، اور دوسرا حصہ یہ کہ محمدی بیگم کا شوہر سلطان محمد مرے گا۔ یاد رکھو! یہ مرزے کے الفاظ ہیں اور موٹے الفاظ میں لکھا ہوا ہے، یعنی عام عبارت اور عام تحریر سے موٹے الفاظ ہیں، ''یاد رکھو! اگر پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی''، جزو کہتے ہیں حصے کو، پیش گوئی کا دوسرا حصہ ہے سلطان محمد کا مرنا، اور محمدی بیگم کا بیوہ ہونا، اور غلام احمد کے نکاح میں آنا، اور پھر مرزا کا محبوب سے متمتع ہونا، تو مرزا کہتا ہے: ''یاد رکھو! اگر پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔'' کیوں بھائی! مرزا کی پیش گوئی کے الفاظ سن لئے آپ نے؟ پھر سنو! ''یاد رکھو! اگر اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی (یعنی سلطان محمد نہ مرا) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔'' جتنے دنیا میں بُرے ہیں، ابوجہل، ابولہب، ہامان، فرعون، شداد، نمرود، جہان بھر کے خنزیر، کتے، ابلیس غرض میں ہر ایک سے بدتر ٹھہروں گا، ہاں! اب غلام احمد کو گالی دینے کا مزہ آیا، کیونکہ جب غلام احمد اپنے آپ کو گالی دے تو اس میں مزہ آتا ہے، ہمارے گالی دینے سے کیا مزہ آئے گا؟ ہم کہیں گے دجال ہے، کذّاب ہے، کیا مزہ آئے گا؟ کیونکہ دجال کو دجال کہہ دیا تو ہم نے کیا تیر مارلیا؟ پھر کذّاب تو ہے ہی کذّاب۔

مرزا کا مولانا عبدالحق غزنوی سے مباہلہ:

مزید سنو! غلام احمد نے مولانا عبدالحق غزنویؒ سے مباہلہ کیا، مباہلہ کے معنی ہوتے ہیں کہ دوفریق اللہ کی بارگاہ میں اپنا مقدمہ پیش کردیں، اور درخواست کریں کہ: یا اللہ! جھوٹے کو جھوٹا ثابت کردے، اور سچے کو سچا ثابت کردے، جھوٹے پر تیری ایسی لعنت ہو جو کسی پر نہ ہوئی ہو۔

جھوٹا سچے کی زندگی میں مرے گا:

اب جب مولانا عبدالحق نے غلام احمد سے مباہلہ کیا، اور مباہلہ کی تاریخ ۱۰رذوالقعدہ ۱۳۱۰ھ تھی، اور مباہلہ ہوا، ظہر کے بعد امرتسر کی عیدگاہ کے میدان میں، دونوں فریق آئے، غلام احمد نے کہا کہ: جھوٹا، سچے کی زندگی میں مرے گا۔

مولانا سے مباہلہ کا نتیجہ:

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے غلام احمد کو ۲۶رمئی ۱۹۰۸ء کو وبائے ہیضہ یا بہ سزائے ہیضہ ہلاک کردیا، اور حضرت مولانا عبدالحق غزنویؒ ۱۶رمئی ۱۹۱۷ء تک زندہ حیات رہے، اور اس کے بعد دنیا سے تشریف لے گئے، گویا حضرت مولانا عبدالحق غزنویؒ، مرزا کے بعد نو سال تک زندہ رہے، اور اللہ کے فضل سے باوجود معمر اور سن رسیدہ ہونے کے بالکل صحیح، تندرست اور سلامت رہے، یوں اللہ نے سچے اور جھوٹے کا فیصلہ کردیا، اور جھوٹا، سچے کی زندگی میں ہلاک ہوگیا۔ اب تم ہی بتلاؤ کہ جس کو اللہ نے جھوٹا کردیا ہو، اس کو کون سچا کرسکتا ہے؟

حافظ محمد یوسف مرزائی کا مباہلہ:

اور سنو! اس سے سوا مہینہ پہلے شوال کی ۲رتاریخ کو رات کے وقت حافظ محمد یوسف مرزائی نے انہی مولانا عبدالحق غزنویؒ سے مباہلہ کیا۔ اور مباہلہ اس بات

پر تھا کہ مولانا عبدالحق صاحب کہتے تھے کہ غلام احمد قادیانی، حکیم نورالدین اور محمد احسن امروہوی، تینوں دجالین، کذّابین اور مرتدین ہیں۔ دوسری طرف حافظ محمد یوسف کہتا تھا کہ یہ سچے ہیں، اور مرزا صاحب مسیحِ موعود ہیں، اس پر مباہلہ ہوا۔

مباہلہ کے بعد حافظ محمد یوسف کا اسلام لاکر مرزا کے کذب پر مہر لگانا:

غلام احمد کا اپنے مجموعۂ اشتہارات میں اس سلسلہ کا ایک اشتہار موجود ہے، جس میں اس نے تصدیق کی ہے کہ ہم سے پہلے حافظ محمد یوسف نے یہ ثواب حاصل کرلیا، اس مباہلہ کا نتیجہ بھی وہی ہوا جو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں فرعون کے جادوگروں کا ہوا تھا، کہ وہ سارے کے سارے مسلمان ہوکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قدموں میں آگرے، اسی طرح حافظ محمد یوسف بھی مسلمان ہوکر مولانا عبدالحق غزنویؒ کے قدموں میں آگرا، اللہ نے فیصلہ کردیا کہ غلام احمد مع اپنے چیلوں چانٹوں کے واقعی دجال اور کذّاب اور مفسد، مرتد اور بے ایمان ہے۔

مرزا غلام احمد کے دو مقابلے تو مسلمانوں کے ساتھ ہوئے، اور ایک عیسائی آتھم کے ساتھ ہوا۔

مرزا کا لیکھ رام سے مباہلہ اور اس کا انجام:

اب ایک آریہ ہندو کے ساتھ بھی اس کے مقابلہ کی روئیداد سن لو! اس آریہ ہندو کے ساتھ بھی غلام احمد کا مقابلہ ہوا، غلام احمد قادیانی نے ''سرمہ چشم'' میں اس کی تفصیل لکھی ہے، چنانچہ مرزا غلام احمد نے لیکھ رام سے بھی مباہلہ کیا تھا، بس دو لفظ سن لو بھائی! مباہلے کی شرط کیا ہوگی، ایک سال کی میعاد ہوگی۔ مرزا غلام احمد نے کہا کہ اگر میں سچا نکلا تو فریقِ مخالف پر عذاب نازل ہوجائے گا، اس ایک سال کی میعاد میں اگر فریقِ مخالف پر عذاب نازل نہ ہوا، یا مجھ پر عذاب نازل ہوجائے تو میں جھوٹوں

میں سے ہوں گا اور پانچ سو روپے جرمانہ دوں گا۔ کیوں بھائی! میعاد کتنی تھی؟ ایک سال، اور غلام احمد کے جیتنے کی ایک شکل ہی تھی کہ فریقِ مخالف پر عذاب نازل ہوجائے۔ اور اس کے ہارنے کی دو شکلیں تھیں، یا اس پر عذاب نازل ہو، یا کسی پر بھی عذاب نازل نہ ہو۔ چنانچہ مرزا کے مقابلہ میں لیکھ رام آیا اور ۱۸۸۸ء میں اس نے اس کے رسالے کے جواب میں ایک کتاب لکھی ''نسخۂ خبطِ احمدیہ'' یعنی غلام احمد کو خبط ہوگیا ہے، اور میں اس کے لئے نسخہ لکھ رہا ہوں۔ لیکھ رام نے اس کتاب ''نسخۂ خبطِ احمدیہ'' میں غلام احمد کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے کہا کہ مجھے آپ کا چیلنج منظور ہے، غلام احمد نے ''حقیقۃ الوحی'' میں اس کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ میں نے آریوں کو مباہلے کی دعوت دی تھی، کسی نے قبول نہیں کیا، سوائے لیکھ رام کے، اس نے یہ تحریر لکھی تھی ۱۸۸۸ء میں، اب میعاد اور مقررہ شرط کے مطابق ایک سال ۱۸۸۹ء کے اندر اندر اس کو مرنا چاہئے تھا، یا اس پر کوئی ہلاکت آنی چاہئے تھی، مگر افسوس کہ اس کو زکام بھی نہیں ہوا، چنانچہ شرط کے مطابق مرزا غلام احمد اپنا مباہلہ ہار گیا، اور جھوٹا نکلا، جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے عیسائی کے مقابلے میں ذلیل کیا، جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے آریہ ہندو کے مقابلے میں ذلیل کیا، اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے مقابلے میں ذلیل کیا، وہ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے! اُسے اور اس کے ماننے والوں کو شرم بھی نہیں آتی؟

قادیانی دھوکا اور اس کا جواب:

اب آخری بات! قادیانی، مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی ہم کلمہ پڑھتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، یہ کرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں، تم ہمیں کافر کیوں کہتے ہو؟ کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہنا چاہئے، اور جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، اس کو کافر کہنے کا کسی کو حق نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ ان سے

پلٹ کر پوچھیں کہ تم اور تمہارے ابا، مسلمانوں کو کافر کیوں کہتے ہیں؟ میں نے گزشتہ سال بھی عرض کیا تھا، اب پھر کہتا ہوں اور خصوصاً مرزا طاہر احمد سے کہتا ہوں کہ: ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' یعنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر اوّل سے آخر تک، الف سے یا تک، خدا شاہد ہے، آپ لوگوں کے سامنے بہ صمیم قلب اس کی گواہی دیتا ہوں، ایمان رکھتا ہوں، کیوں جی! میں مسلمان ہوں یا کافر؟ سوال یہ ہے کہ قادیانیو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے دُنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمان، جو ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی ایک، ایک بات کو مانتے ہیں، تم ان کو کافر کیوں کہتے ہو؟ اس سوال کا جواب دے دو، پھر ہم تم کو بتلائیں گے کہ تم کیوں کافر ہو؟ تم دُنیا میں مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹتے ہو کہ ہم پر ظلم ہو رہا ہے، ہمیں زبردستی غیرمسلم بنایا جارہا ہے، مہربانِ من! تم ہمیں کیوں غیرمسلم بتاتے ہو؟

مرزا غلام احمد کا حضرت عیسیٰؑ کو ''نومسلم'' کہنا:

کافر، غیرمسلم کا نام ہے، اور سنو! غالباً یہ حوالہ تم آج پہلی دفعہ سن رہے ہوگے کہ مرزا نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ''نومسلم'' کہا... استغفر اللہ، نعوذ باللہ... ابھی تک دادیوں، نانیوں کی بدکاری تو سن رہے تھے، اب آپ دادیوں، نانیوں کو تو چھوڑو، حرامزادہ تو اس کی زبان پر ہوتا تھا، خنزیر ہمیشہ اس کے منہ میں رہتا تھا، خنزیر، کتے، حرامزادے، یہ تو وہ ہر ایک کو بکتا تھا، لیکن کسی شخص کی سب سے بڑی توہین یہ ہے کہ اس کو کافر کہا جائے، اور کافر کے بعد جب وہ مسلمان ہوجاتا ہے تو اس کو کہا جاتا ہے ...نومسلم...، نومسلم کا معنی کیا ہے...؟ یہی ناں کہ جو پہلے مسلمان نہیں تھا، اب مسلمان ہوا ہو، کیا اللہ کا کوئی نبی ایسا بھی ہوا ہے جو ''نومسلم'' ہو؟ چنانچہ ''حقیقۃ الوحی'' میں غلام احمد قادیانی نے صاف لکھا ہے کہ: ''اور پھر اسی نومسلم نبی کو۔''

ظالم تم یا ہم؟

مرزائیو! تم مسلمانوں کو اور پوری اُمتِ مسلمہ کو کافر کہتے ہو، اس لئے کہ وہ مرزا کو نبی نہیں مانتی، جیسے میں غلام احمد کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتا... ہاں، ہاں نہیں رکھتا...نہیں رکھتا...ٹھیک ہے ناں... کہو: ہم بھی...غلام احمد کی جھوٹی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے...اس لئے کہ "کَفَرْنَا بِکُمْ" ہم نے تمہارا انکار کیا ہے، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی یہی کہا تھا کہ:

"..... کَفَرْنَا بِکُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃُ وَالْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ....." (الممتحنہ:۴)

یعنی ہماری اور تمہاری ہمیشہ کے لئے لڑائی اور دُشمنی ہے یہاں تک کہ تم اللہ پر ایمان لے آؤ، ہم تمہارا کفر کرتے ہیں، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی کہا تھا کہ ہم تمہارا انکار کرتے ہیں۔ میں غلام احمد کی جھوٹی نبوت پر ایمان نہیں رکھتا اور آپ بھی ایمان نہیں رکھتے، اسی طرح اس وقت کے ڈیڑھ یا سوا اَرب انسان غلام احمد کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے تو تمہارے نزدیک کافر ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے اُمتی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، ان سے لے کر ہمارے شیخ و مرشد، ہمارے امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب تک پوری اُمتِ مسلمہ، غلام احمد قادیانی کی نبوت کی منکر ہے، کیوں بھائی! سچ کہتا ہوں یا جھوٹ کہتا ہوں؟ گویا غلام احمد قادیانی کی نبوت کی پوری اُمت منکر ہے، ابوبکر صدیقؓ سے لے کر ہم تک اور انشاء اللہ قیامت تک مسلمان جو بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان رکھیں گے، وہ غلام احمد کی نبوت کے منکر ہوں گے، اور تمہارے نزدیک غلام احمد کی نبوت کا منکر کافر ہے، اس کے یہ معنی ہوئے کہ تم ساری کی ساری اُمت کو کافر کہتے ہو، اب تم ہی بتلاؤ کہ تم ظالم ہو یا ہم؟ تم ہمیں کہتے ہو کہ ہم تم پر ظلم کرتے

ہیں، حالانکہ تم ہم پر حکومت کرتے ہو، مگر پھر بھی تم کہتے ہو کہ ہم تم پر ظلم کرتے ہیں...!

ہر محکمہ میں چوٹی پر قادیانی:

مولانا اللہ وسایا صاحب پاکستان میں جرنیلوں کا تذکرہ کر رہے تھے، اور فرما رہے تھے کہ پاکستان کے ہر محکمے کی چوٹی پر اب کوئی نہ کوئی قادیانی براجمان ہے، گویا:

ہر شاخ پر اُلو بیٹھا ہے! انجامِ گلستاں کیا ہوگا؟

ہاں سنو! پاکستان میں اب بھی ہر محکمے کی چوٹی پر قادیانیوں کو بٹھا رکھا ہے، اور اگر کسی محکمے میں کوئی قادیانی چپراسی بھی ہوگا تو اس نے تمام ملازموں، تمام اہلکاروں بلکہ افسروں تک کی ناک میں دَم کر رکھا ہوگا، وہ ان کی جھوٹی شکایتیں کر کرکے کہ مسلمان مجھے ستاتے ہیں، مجھے مارتے ہیں، کیونکہ جو جھوٹی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر سکتے ہیں، وہ ہر جھوٹ بول سکتے ہیں۔

قادیانی، کفر میں بھی مخلص نہیں:

میں مرزا طاہر سے کہنا چاہتا ہوں: مرزا طاہر!

در کفر مخلص نہی زنار را رُسوا مکن!

اگر تم کفر میں بھی مخلص نہیں ہو تو زنار کو رُسوا مت کرو، اگر واقعتاً تم غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان رکھتے تو مسلمانوں کے ساتھ مل کر رہنے کی کوشش نہ کرتے، ایک طرف پوری اُمت کو کافر کہتے ہو، اور دوسری طرف یہ ڈھنڈورا پیٹتے ہو کہ ہمیں کافر کہا جاتا ہے، گویا یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم کافر نہیں ہیں بلکہ ہمیں کافر کہا جاتا ہے۔

مرزائیت کی موت کا وقت:

ایک اور بات! مرزا طاہر تو آج کل ہوا میں پرواز کر رہا ہے، اس لئے کہ اس کو تاریک فضا مل گئی ہے، چنانچہ یہ جو کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں ناں! یعنی تاریکی کے فرزند یہ پتنگے وغیرہ، یہ رات کی تاریکی میں نکلتے ہیں، وہ دن کو کبھی نظر نہیں آتے،

ٹھیک اسی طرح جہاں علم کی روشنی ہو، جہاں علمائے کرام موجود ہوں، وہاں تم سر نہیں اُٹھاؤ گے، اور جہاں جہالت کا اندھیرا ہو، وہاں تم لوگوں کو گمراہ کرو گے۔ میں جانتا ہوں کہ انگلینڈ، امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، اور تمہیں یہاں کھل کھیلنے کا موقع مل رہا ہے، جو چاہو کہو، جو چاہو کرو، تمہاری زبان کو پکڑ کر کوئی کھینچنے والا نہیں، اس لئے تم ہوا میں پرواز کر رہے ہو، لیکن میں تمہیں بتادینا چاہتا ہوں کہ چیونٹی کے جب پَر لگتے ہیں تو اس کی موت کا وقت قریب آجاتا ہے، ہماری زبان میں کہتے ہیں: چیونٹی کی جب موت آتی ہے تو اس کو پَر لگ جاتے ہیں۔ تمہاری ہلاکتوں کا وقت منجانب اللہ مقدر ہو چکا ہے، تم پرواز کرلو، یہ اُڑانیں بھرلو، تمہیں آج کل جو پَر لگے ہوئے ہیں، یہ حقیقت میں تمہاری موت کا انتظام ہے، اور تمہاری ہلاکت کی گھنٹی ہے، انشاء اللہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ٹوٹی پھوٹی اور کمزور اُمت جس کے نبی کی تشریف آوری کو چودہ سو سال ہوگئے اور اس نے اپنے نبی کو دیکھا تک نہیں، بلاشبہ ہم بہت پیچھے رہ گئے اور ہم بچھڑ گئے، اور بہت ہی خستہ حال ضرور ہیں، مگر انشاء اللہ یہ اُمت اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود چلتی رہے گی اور اُمتِ محمدیہؐ کا یہ قافلہ رواں دواں رہے گا، ہاں! تم بلبلے کی طرح اُٹھے تھے اور انشاء اللہ بلبلے کے طور پر بیٹھ جاؤ گے، انشاء اللہ تعالیٰ! ثم انشاء اللہ!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

منکرینِ ختمِ نبوت سے بغض، ایمان کا حصہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

انسان میں پسند و ناپسند کا جذبہ:

انسان میں اللہ تعالیٰ نے دو جذبے رکھے ہیں، ایک پسند کا، اور ایک نفرت و ناپسندیدگی کا۔ پسند کے جذبہ کے ذریعہ اُسے جو چیز پسند آئے وہ اس کی چاہت کرتا ہے، آپ میں سے بھی ہر ایک آدمی اپنی پسندیدہ چیز کی چاہت رکھتا ہوگا۔ اور اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ نے انسان میں ایک جذبہ ایسا پیدا فرمایا ہے کہ جس چیز سے اسے نفرت ہو، وہ اس سے بھاگتا ہے، اور اس سے ایک درجہ کی عداوت رکھتا ہے، یہ انسان کی فطرت ہے، جس انسان میں یہ دو جذبے نہ ہوں، آپ اس کے بارے میں بے تکلف کہہ سکتے ہیں کہ وہ حقیقت میں انسان ہی نہیں ہے۔

پسندیدہ سے محبت اور ناپسندیدہ سے نفرت:

اسی کے ساتھ یہ بھی کہ جس درجے کی جو چیز ناپسندیدہ ہو، آدمی کو اس سے اتنی ہی نفرت ہوتی ہے، ہماری شریعت کی زبان میں اسی جذبہ کا نام ہے:

"الحب فی اللہ والبغض فی اللہ"

ترجمہ:... "اللہ کی خاطر کسی سے محبت رکھنا، اور اللہ کی

خاطر کسی سے بغض رکھنا''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی:

"أحب الأعمال الی اللہ، الحب فی اللہ والبغض فی اللہ."

یعنی اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب عمل، اللہ کی خاطر کسی سے محبت رکھنا اور اللہ کی خاطر کسی سے بغض رکھنا ہے۔

اللہ کے لئے محبت کرنے والوں کا اعزاز:

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک منادی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا دے گا اور اعلان کرے گا: **"أین المتحابون فیّ؟"** یعنی وہ لوگ کہاں ہیں؟ کھڑے ہوجائیں وہ لوگ جو صرف میری خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اعلان سن کر کچھ لوگ کھڑے ہوجائیں گے ان کے بارے میں حکم ہوگا کہ جنت میں چلے جاؤ، اس کے بعد باقیوں کا حساب وکتاب ہوگا۔

کسی سے اللہ کی خاطر محبت رکھنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **"أحب الأعمال"** فرماتے ہیں، یعنی سب سے محبوب ترین عمل، اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا عمل نہیں۔

دُشمنانِ خدا سے بغض کی تلقین:

اور اسی کا دوسرا پہلو ہوگا اللہ کی خاطر کسی سے بغض رکھنا، چنانچہ فرمایا:

"قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيٓ إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُۥٓ، إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهُۥٓ ....."

(الممتحنۃ:۴)

ترجمہ:... "تم کو چال چلنی چاہئے اچھی ابراہیم کی، اور
جو اس کے ساتھ تھے، جب انہوں نے کہا اپنی قوم کو: ہم الگ
ہیں تم سے اور ان سے کہ جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا، ہم منکر
ہوئے تم سے اور کھل پڑی ہم میں تم میں دُشمنی اور بیر ہمیشہ کو،
یہاں تک کہ تم یقین (ایمان) لاؤ اللہ اکیلے پر۔"

(ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارے لئے بہت اچھا نمونہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات میں اور ان کے ساتھ ایمان والوں میں کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ بے شک ہم بری ہیں تم سے اور ان چیزوں سے جن کی تم پوجا کرتے ہو اللہ کے سوا، ہم تمہارے ساتھ کفر کرتے ہیں، یعنی انکار کرتے ہیں، اور ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان دُشمنی اور بغض کا مظاہرہ ہوگا، اور یہ دُشمنی جب تک رہے گی؟ جب تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان نہیں لاؤ گے...!

کسی کو برا نہ کہنے کا نظریہ غلط ہے!

تو یہ نظریہ کہ کسی کو بُرا نہ کہو، نہایت غلط ہے، اور یہ حقیقت میں سچ اور جھوٹ، حق اور باطل، اسلام اور کفر اِن کی لکیروں کو مٹادینے کا نام ہے کہ کفر و اسلام میں امتیاز تک نہ رہے، گویا نہ اسلام، اسلام رہے، نہ کفر، کفر رہے، نہ حق، حق رہے، اور نہ باطل، باطل رہے۔

ذاتِ نبویؐ سے محبت و عداوت ہمارے تعلق کی بنیاد:

جس شخص کو جتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہوگا، ہماری اس کے ساتھ اتنی ہی محبت ہوگی، اور جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جتنا دُشمنی ہوگی یا اس کے دِل میں آپ کی جتنا مخالفت ہوگی، ہمیں بھی اس کے ساتھ اتنی ہی

دُشمنی ہوگی، یہ ہے صحیح بات۔

صحابہ کرامؓ سے محبت و تعلق بھی ذاتِ نبویؐ کی وجہ سے:

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی اور دیگر اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہمارا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ہے، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی نہ ہوتی تو نہ ہم ابوبکرؓ کو جانتے، نہ عمرؓ کو جانتے، نہ عثمانؓ کو جانتے، نہ علیؓ کو جانتے، نہ طلحہؓ، زبیرؓ کو اور نہ کسی دوسرے صحابی کو۔

کفار سے عداوت کی وجہ بھی ذاتِ نبویؐ:

دوسری طرف ہمیں ابوجہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ اور بڑے اور موٹے کافروں کے ساتھ بغض و عداوت اور دُشمنی ہے صرف اس لئے کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دُشمنی تھی۔

ذاتِ نبویؐ سے ادنیٰ بغض بھی زندقہ ہے:

یہاں اس سلسلہ کے دو واقعات ذکر کردیتا ہوں، ایک یہ کہ ایک صاحب اکثر نماز میں سورۃ "تَبَّتْ یَدَا أَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ" پڑھا کرتے تھے، ایک بزرگ نے فتویٰ دیا کہ یہ زندیق ہے، اور فرمایا کہ: دراصل اس کے اس سورۃ پڑھنے کا منشا یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب کی برائی بیان کرنا چاہتا ہے، اور ابولہب کی برائی اس لئے نہیں کرنا چاہتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دُشمن تھا، بلکہ اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا۔ اس واقعہ سے یہ واضح ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی عزیز کی محض اس لئے برائی کرنا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عزیز ہے، یہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دُشمنی ہے، اس

لئے اس نظریہ سے "تَبَّتْ یَدَا أَبِیْ لَهَبٍ" پڑھنے والا زندیق ہے، کیونکہ اس کا مقصد اور اس کا منشأ... نعوذ باللہ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی پر عیب لگاتا ہے۔

ذاتِ نبویؐ سے عداوت کی وجہ سے

ابولہب سے عداوت عین ایمان ہے:

اسی طرح ایک اور ایوب صاحب ہیں، ان کے نعتیہ کلام کا مجموعہ میرے پاس آیا، اس کے دیباچے میں لکھتے لکھتے، لکھتے ہیں کہ یوں تو مجھے اللہ تعالیٰ کا سارا کلام ہی محبوب ہے، مگر سب سے زیادہ مجھے "تَبَّتْ یَدَا أَبِیْ لَهَبٍ" محبوب ہے، اس لئے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمن کی برائی ہے۔ دیکھئے! یہاں بھی وہی بات ہے، مگر یہ بات خالص ایمان کی ہے، کیونکہ "تَبَّتْ یَدَا أَبِیْ لَهَبٍ" میں کسی کافر کا تذکرہ نہیں کیا گیا، صرف ابولہب کا تذکرہ کیا گیا ہے، اس لئے کہ یہ اور اس کی بیوی اُمِّ جمیل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حد سے زیادہ ایذا پہنچاتے تھے، باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قریب ترین عزیز اور سگا چچا تھا، مگر جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعوت کے لئے پہنچتے، یہ بدبخت بھی وہاں پیچھے چلا جاتا اور کہتا: یہ میرا بھتیجا ہے، اور پاگل ہوگیا ہے۔... نعوذ باللہ... اور اس کی بیوی اُمِّ جمیل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھایا کرتی تھی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی سے عداوت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ابولہب کی اور اس کی بیوی کی مذمت بیان فرمائی اور پوری سورۃ، سورۂ لہب کو نازل کیا۔

ایمان کی علامت!

تو ایمان کی علامت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں سے دوستی رکھنا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمنوں سے دُشمنی رکھنا۔

اچھے کو اچھا اور برے کو برا کہو!

بس میں نے ساری بات کا اتنا خلاصہ نکالا ہے کہ یہ نظریہ غلط ہے کہ کسی کو بُرا نہ کہو، یہ نظریہ صحیح نہیں۔ صحیح نظریہ یہ ہے کہ اچھے کو اچھا کہو، اور برے کو بُرا کہو، اور جس درجے کا بُرا ہو اس کو اس درجے کا بُرا سمجھو۔

اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی:

دوسری بات یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی، اگر کسی نبی کی ضرورت پڑے گی تو پہلے نبیوں میں سے کسی کو لایا جائے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب عالمِ انسانیت میں ایسی کوئی شخصیت باقی نہیں رہی، جس کے سر پر تاجِ نبوت رکھا جائے۔

قتلِ دجال کے لئے حضرت عیسیٰؑ نازل ہوں گے:

چنانچہ جب دجال کے مقابلے کے لئے ایک نبی کی ضرورت پیش آئے گی تو اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے ایک نبی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دجال کے قتل کرنے کے واسطے آسمان سے نازل فرمائیں گے، کیوں بھائی! ٹھیک ہے ناں! یہ تو آپ سب لوگوں کو معلوم ہی ہے کہ قربِ قیامت میں دجال نکلے گا، اور اس کو قتل کرنے اور تہ تیغ کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے، اور اس عقیدے کو پکا کرو۔

دجال کے خروج سے پہلے.....:

ایک حدیث میں آتا ہے کہ دجال کا خروج اس وقت ہوگا جب منبر پر علماً دجال کا تذکرہ کرنا چھوڑ دیں گے، اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ابھی علماً نے تو خروجِ دجال کا انکار نہیں کیا، لیکن عوام میں بہت بڑی تعداد ایسے پڑھے لکھے جاہلوں کی پیدا ہو چکی

ہے، جو دجال کے آنے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا انکار کرتی ہے، بلکہ یوں کہتے ہیں کہ کانا دجال تو افسانہ ہے۔

نزولِ عیسیٰؑ ختم نبوت کے منافی نہیں:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے نبی ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے ختم نبوت کی خلاف ورزی نہیں ہوتی، بلکہ ختم نبوت اور پکی ہوجاتی ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ''خاتم النبیین'' اور آخری نبی نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کے بعد کسی کو نبی بنادیتا، آسمان سے پہلے والے نبی کے اُتارنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا دجال ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اب جیسا کہ مولانا سلیم دھرات صاحب نے آپ کو حدیث سنائی تھی کہ: ''ثلاثون کذابون'' اور ایک روایت میں ''دجّالون'' کا لفظ بھی آتا ہے، یعنی تیس جھوٹے ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ: ''انہ نبی اللہ'' کہ وہ اللہ کا نبی ہے، ''وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي!'' حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

ختم نبوت کا اعلان میدانِ عرفات میں!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عرفات کے میدان میں فرمایا تھا:

''أنا آخر الأنبياء وأنتم آخر الأمم.''

(ابنِ ماجہ ص:۲۹۷)

ترجمہ:... ’’میں آخری نبی ہوں، اور تم آخری اُمت ہو۔‘‘

اور ’’مجمع الزوائد‘‘ میں ہے:

”یا أیها الناس! انه لا نبی بعدی ولا أمة بعدکم .....“ (ج:۸ ص:۲۶۳)

ترجمہ:... ’’اے لوگو! بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں ہے۔‘‘

مدعیٔ نبوت سے بڑا جھوٹا کوئی نہیں:

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں، لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص منصبِ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے اللہ نے نبی بنایا ہے، وہ دُنیا کا سب سے بڑا جھوٹا، سب سے بڑا دجال و کذّاب ہے۔

منصبِ نبوت سے بڑا کوئی منصب نہیں:

اس لئے کہ عالمِ اِمکان میں نبوت سے بڑھ کر کوئی منصب نہیں ہے، سب سے بڑا منصب نبوت ہے، نبوت سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں، اور جو شخص جھوٹے طور پر نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، وہ سب سے بڑا جھوٹا ہے، دُنیا میں اس سے بڑا کوئی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ’’کذّابون‘‘ فرمایا۔

مدعیٔ نبوت منصب چھیننا چاہتا ہے:

جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، وہ حقیقت میں یہ کہنا چاہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمہارے لئے کافی نہیں، میرے پاس آؤ! گویا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب کو چھیننا چاہتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تاجِ رسالت اپنے سر پر رکھنا چاہتا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسندِ نبوت پر وہ خود بیٹھنا چاہتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں:

آپ حضرات جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب شخص نہیں ہے، حتیٰ کہ ماں باپ، بہن بھائی، اعزہ واقربا اور دُنیا کا کوئی رشتہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب نہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

"لا یؤمن أحدکم حتی أکون أحب الیه من والده وولده والناس أجمعین." (صحیح بخاری ج:۱ ص:۷)

ترجمہ:......"کوئی شخص مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک محبوب نہ بن جاؤں، اس کے والد سے، اس کی اولاد سے اور تمام انسانوں سے۔"

حضرت تھانویؒ مجدّد تھے:

حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ ...سب کہو نوّر اللہ مرقدہٗ...اللہ تعالیٰ ان کو غریقِ رحمت کرے...آپؒ چودہویں صدی کے مجدّد تھے... میں نے ایک مقام پر کہا تھا کہ مجدّد اس کو کہتے ہیں جو دین کی تجدید کرے، چنانچہ اس پوری صدی میں اور حضرتؒ کی حیات میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں آیا جس پر حضرتؒ نے قلم نہ اُٹھایا ہو، مجھے کوئی ایک مسئلہ بتاؤ جس پر آپؒ نے نہ لکھا ہو، اسلامی فنون وعلوم میں سے ایک فن اور ایک علم ایسا نہیں جس پر حضرتؒ نے تالیفات نہ فرمائی ہوں، اور کتابیں نہ لکھی ہوں، اس کو مجدّد کہتے ہیں، ایک ہزار سے زیادہ آپ کی تالیفات ہیں، بلاشبہ اتنا بڑا کام کہ آج کل ایک پوری اکیڈمی اور پورا ادارہ مل کر کرنے لگے تو شاید وہ بھی نہ کرسکے، مگر تنِ تنہا اس ایک آدمی نے یہ سارا کام کیا، جبکہ اس کے ساتھ اسفار بھی ہوتے، وعظ وارشاد کی محفلیں بھی ہوتیں، تعلیم وتلقین بھی ہوتی تھی، اکیلی خشک تصنیف وتالیف ہی نہیں تھی، پھر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جو بات بھی قلم سے نکل گئی، پتھر

کی لکیر ثابت ہوگئی۔

حضرت تھانویؒ کی بے نفسی:

اس کے علاوہ بے نفسی، للّٰہیت و اخلاص کا یہ عالم تھا کہ ایک مستقل رسالہ جاری کیا تھا کہ اگر میری کتابوں میں کوئی غلطی ملے تو مجھے مطلع کرو، میں اس سے رجوع کرلوں گا۔ دوسری طرف نفس پرستی کا یہ عالم ہے کہ لوگوں کی غلطیوں کو اُچھالتے رہتے ہیں، مگر کوئی مان کر نہیں دیتا۔

یہ ہمارے اکابر کا طرۂ امتیاز ہے اور اللہ کے فضل سے مستقل ایک ''ترجیح الراجح'' کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے، اور اس میں اعلان کر رکھا ہے کہ کوئی صاحبِ علم اگر میرے کسی فقرے پر کسی تحریر پر معترض ہوں تو مجھے نشاندہی کریں، میں اس پر غور کروں گا اور غور کرنے کے بعد اگر ان کی بات راجح معلوم ہوئی تو فوراً اپنی بات سے رجوع کرلوں گا، اور اگر مجھے ان کی بات پر شرحِ صدر نہ ہوا تو میں علماً سے یہ کہوں گا کہ وہ خود اس مسئلہ پر غور کریں، میری رائے تو یہ ہے، مگر فلاں صاحب اس کے مقابلے میں یہ رائے دیتے ہیں، علماً اس پر غور کریں گے کہ کیا ہونا چاہئے؟ مسئلہ کیا ہے؟

اپنے نفس سے بدگمانی:

ہمارے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت تھانویؒ کے خلیفۂ اجل تھے، حضرتؒ نے کئی دفعہ ارشاد فرمایا کہ اگر حضرت حکیم الأمتؒ کی اپنی ذات کا مسئلہ آتا تھا تو آپؒ خود اپنے علم پر عمل نہیں کرتے تھے، بلکہ علماً کو جمع کر کے مسئلہ پوچھتے تھے، تاکہ اپنا نفس کوئی تأویل نہ کرے، خیر یہ دوسرا موضوع ہے۔

محبتِ نبویؐ کے مقابلہ میں سب محبتیں ہیچ ہیں، ایک قصہ:

میں کیا بات کر رہا تھا؟ ہاں! میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے حضرت حکیم الأمتؒ کی خدمت میں ایک آدمی آیا، کہنے لگا کہ: حدیث میں تو یہ آتا ہے کہ تم میں

سے کوئی مؤمن نہیں ہوگا جب تک کہ میری محبت سب سے بڑھ کر نہ ہو، لیکن مجھے جتنی اپنے والد سے محبت ہے اتنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا: خان صاحب! تمہیں غلط فہمی ہے، اپنے باپ سے تمہیں محبت ہوگی! اور ہوتی ہے، اپنے والد سے کس کو محبت نہیں ہوتی؟ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے سامنے یہ سب ہیچ ہے اور کچھ نہیں۔ خان صاحب اصرار کرنے لگے کہ نہیں مجھے جتنی اپنے باپ سے محبت ہے، اتنی کسی سے نہیں۔ حضرتؒ خاموش ہوگئے، اب اس سے کیا مناظرہ کریں، اب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر ہونے لگا، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سن کر خان صاحب جھوم رہے ہیں اور عش عش کر رہے ہیں، حضرتؒ نے اچانک ٹھہر کر فرمایا: خان صاحب! اس بات کو چھوڑیے، تمہارے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے، یہ کہنا چاہئے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا جمال پوری طرح جلوہ آرا تھا، اور خان صاحب کا دِل اس جمال کے تذکرہ سے اُڑا جارہا تھا، حضرتؒ نے اچانک رُک کر فرمایا کہ: خیر! اس بات کو تو چھوڑیئے، آپ کے والد بہت اچھے تھے۔ خان صاحب کہنے لگے: حضرت! یہ آپ نے کیا غضب ڈھایا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو رہا تھا، آپ میرے باپ کا تذکرہ لے بیٹھے! حضرتؒ نے فرمایا: کیوں خان صاحب؟ آپ تو کہتے تھے کہ باپ کی محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے، جس سے زیادہ محبت ہوتی ہے، اس کا تذکرہ بھی دِل کو محبوب ہوتا ہے، اور جی چاہتا ہے کہ ذکر چلتا رہے۔

گناہ گار سے گناہ گار مسلمان کا دِل محبتِ نبویؐ سے لبریز!

تو مجھے آپ کو یہ لطیفہ سنانا تھا کہ ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان، بلکہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ کتنا ہی گناہگار سے گناہگار مسلمان کیوں نہ ہو، لیکن اگر اس کے قلب کو اور اس کے دِل کے دریچہ کو کھول کر دیکھو، تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بھرا ہوا ہوگا۔

محبتِ نبویؐ کا ایک عجیب قصہ!

اب اس پر بھی ایک اور لطیفہ سنادوں! شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاذ شیخ ابوطاہر مکی رحمہ اللہ کی اپنے ایک ہم عصر یعنی ہم زمانہ بزرگ سے مخالفت چل رہی تھی، اس دوران شیخ ابوطاہرؒ کو ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، تو ایسا لگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہیں اور التفات نہیں فرمایا، انہوں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ: حضور! میری غلطی معلوم ہو جائے تو میں اس کی اصلاح کرلوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بزرگ کا نام لے کر ارشاد فرمایا: تم اس سے دُشمنی کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ فلاں بزرگ کو... جو کہ فوت ہوچکے ہیں... بُرا بھلا کہتے ہیں۔

حضرت مدنیؒ سے دِلی محبت کا قصہ!

جیسے کوئی آدمی ہمارے حضرت شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کو بُرا بھلا کہے... اور ہمیں بُرا لگتا ہے، اسی طرح شیخ ابوطاہر مکیؒ کو بھی یہ بات بُری لگتی تھی، اس لئے وہ ان سے دُشمنی رکھتے تھے۔

میرے سامنے میرے والد کا انتقال ہوا، اور میرے مشائخ کا بھی انتقال ہوا، لیکن میں جتنا دو بزرگوں کی وفات پر رویا ہوں، مجھے زندگی میں یاد نہیں ہے کہ کسی کی وفات پر اتنا رویا ہوں، ایک شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہٗ ... جس وقت حضرتؒ کے وصال کی خبر مجھے ملی ہے، آپ یقین جانیں مجھے بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے جہان تاریک ہوگیا، اور میں بے اختیار روتا تھا، حالانکہ صرف ایک دفعہ زیارت کی تھی، کوئی ان کا شاگرد بھی نہیں تھا، ان کا مرید بھی نہیں تھا، کوئی خاص تعلق بھی نہیں تھا، لیکن بس وہ قلبی تعلق جو شروع سے تھا، اس کی وجہ سے بے اختیار روتا تھا، اور دوسرے حضرت جی مولانا محمد یوسف دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، تبلیغی جماعت والے،

ان کے وصال پر بھی میں جتنا رویا ہوں، اتنا کبھی نہیں رویا۔

خیر! تو شیخ ابوطاہرؒ نے کہا کہ: حضور! میں اس شخص سے دُشمنی اس لئے رکھتا ہوں کہ فلاں بزرگ جو فوت ہوچکے ہیں، یہ آدمی اس سے عداوت رکھتا ہے، اس کو بُرا بھلا کہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا! وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے یا نہیں؟ یعنی جس کو تم بُرا سمجھتے ہو، وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے یا نہیں؟ انہوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ: حضور! آپ کے کسی اُمتی کے بارے میں میں کیسے کہہ سکتا ہوں کہ اُسے حضور سے محبت نہ ہو؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا! تو اس کے معنی ہوئے کہ میری محبت کی وجہ سے تم نے محبت نہیں رکھی، بلکہ فلاں بزرگ کی دُشمنی کی وجہ سے تم نے اس سے دُشمنی رکھی؟ شیخ ابوطاہرؒ نے کہا کہ: حضور! میں توبہ کرتا ہوں، آج سے دُشمنی ختم، آپ کی محبت کی وجہ سے محبت کرتا ہوں۔ صبح ہوئی تو ایک طباق میں دراہم ...سمجھ لو روپے... رکھے اور اس کے اُوپر ایک نفیس جوڑا رکھا، اور خود لے کر اس بزرگ کے پاس پہنچے، جس کو بُرا بھلا کہا کرتے تھے، وہ طنزیہ انداز میں کہنے لگے کہ: آج کیسے آنا ہوگیا؟ انہوں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ذکر کیا، اور کہا کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں توبہ کرلی ہے، آئندہ آپ سے میری دُشمنی ختم۔ وہ بزرگ فرمانے لگے: آپ مجھ سے دُشمنی رکھتے کیوں تھے؟ فرمایا: بس اس کو چھوڑ دیں! فرمایا: پھر بھی! کہا: اس کی وجہ یہ ہے کہ فلاں بزرگ تھے ناں میں جانتا ہوں کہ وہ اللہ کے مقبول بندے تھے، اور تم اس کو بُرا بھلا کہتے تھے، اور مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوتا تھا۔ وہ بزرگ کہنے لگے: اچھا! اگر وہ اللہ کے مقبول بندے تھے تو میں بھی آئندہ ان کو بُرا بھلا کہنے سے توبہ کرتا ہوں، مجھے غلط فہمی ہوئی تھی۔

تو غرضیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے محبت رکھنا، اور بغض کی وجہ سے بغض رکھنا، یہ ایمان کا حصہ ہے۔

پھر سب سے بدتر شخص وہ ہے جو دعویٔ نبوت کرے، اس لئے مدعیٔ نبوت سے عداوت رکھنا بھی اللہ اور رسول سے محبت کی وجہ سے ہونی چاہئے، اور یہ بھی ایمان کا حصہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسیلمہ کو "کذّاب" لکھوانا:

ابھی ہمارے ساتھی، مسیلمہ کذّاب کا ذکر کر رہے تھے، تو مسیلمہ کذّاب نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط بھیجا تو اس خبیث نے لکھا:

"من مسیلمة رسول اللّٰہ الٰی محمد رسول اللّٰہ."

یعنی مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے یہ خط محمد رسول اللہ کے نام ہے۔ گویا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو "محمد رسول اللہ" مانتا تھا، اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر بھی نہیں تھا، لیکن رسالت کو اپنے لئے بھی ثابت کرتا تھا، اس لئے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا:

"من محمد رسول اللّٰہ الٰی مسیلمة الکذّاب"

(محمد رسول اللہ کی جانب سے مسیلمہ کذّاب کے نام)

سب سے بڑا جھوٹا، چنانچہ وہ دن اور آج کا دن ہے کہ مسلمان جب بھی مسیلمہ کا نام لیتے ہیں "مسیلمہ کذّاب" کہتے ہیں۔

غلام احمد قادیانی، مسیلمہ کذّاب سے ایک قدم آگے:

مسیلمہ کذّاب نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ: "آپ بھی رسول اللہ ہیں اور میں بھی اللہ کا رسول ہوں" لیکن غلام احمد قادیانی نے ایک قدم آگے بڑھ کر یہ دعویٰ کیا کہ میں ہی "محمد رسول اللہ" ہوں۔

اب میں اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل نہیں کرتا، وقت زیادہ ہوگیا۔

ہماری دُشمنی کا سب سے بڑا مظہر مرزا قادیانی:

تو دنیا میں ہماری دُشمنی کا سب سے بڑا مظہر اگر ہوسکتا ہے تو وہ غلام احمد قادیانی ملعون دجال ہے، تو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی محبت ہوگی، اس کو غلام احمد سے اتنا ہی بغض ہوگا۔

مرزا قادیانی کے مقابلہ میں کام کرنے والے حضورؐ کے محبوب ہیں:

آخر میں اب ایک اور بات کہہ کر اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں، وہ یہ کہ: جو لوگ اس ملعون و دجال کے مقابلے میں کام کر رہے ہیں، خواہ کسی درجے میں بھی کام کرنے والے ہوں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں، تمہیں معلوم ہوگا کہ امیرِ شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہٗ جن کے ہاتھ پر امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ نے قادیانی مسئلہ پر کام کرنے کی بنا پر بیعت کی تھی، حمایت الاسلام کے جلسے میں پانچ ہزار کا مجمع تھا، اور حضرت شاہ صاحبؒ کی وجہ سے ہندوستان کے چیدہ چیدہ علماء جمع تھے، شاہ صاحبؒ نے اُٹھ کر اعلان فرمایا کہ قادیانی فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک امیر منتخب کرنا چاہئے، اور عطاء اللہ شاہ بخاری نوجوان ہیں، صالح ہیں، کیونکہ حضرت شاہ صاحبؒ اس وقت نوجوان تھے۔ لہٰذا میں اس مسئلے کے لئے ان کو امیرِ شریعت مقرر کرتا ہوں اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں، بھرے جلسے میں آپؒ نے امیرِ شریعتؒ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، اور حضرت کشمیریؒ کتنے اُونچے درجے کے آدمی تھے؟ دیکھنے والے ہی اس کا اندازہ لگاسکتے ہیں۔ میرے اُستاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ بیان فرماتے تھے کہ اس وقت امیرِ شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر کپکپی طاری تھی، اتنا بڑا خطیب اور ہندوستان کا خطیبِ اعظم، صرف اتنے الفاظ بول سکا کہ:

بھائیو! یہ نہ سمجھو کہ حضرت شاہ صاحبؒ میرے ہاتھ پر بیعت فرما رہے ہیں، بلکہ میری بیعت کو قبول فرما رہے ہیں۔

امیرِ شریعتؒ کو بارگاہِ نبویؐ سے سلام:

مولانا عبداللہ درخواستی صاحب دامت برکاتہم اب بھی زندہ ہیں، ان سے پوچھ لو، حج پر گئے، وہاں ان کو مکاشفہ ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، یہ وہاں ٹھہرنے کی نیت سے گئے تھے، فرمایا: ٹھہرو نہیں، واپس جاؤ! اور میرے بیٹے سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کو میرا سلام کہہ دو۔

حاجی مانکؒ کو روزانہ زیارتِ نبویؐ کا اعزاز:

سندھ میں ہوتے تھے حاجی مانکؒ، انہوں نے ایک خنزیر قادیانی کو قتل کیا، اس لئے کہ اس ملعون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی کوئی بات کی جو حاجی مانکؒ سے برداشت نہ ہوئی، تو کلہاڑی لے کر ماردی، اور قتل کر کے بمع کلہاڑی کے تھانے پہنچ گئے، اور کہا کہ: میں اس خنزیر کو مار کے آیا ہوں، مجھے گرفتار کرو۔

ہمارے حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اس کے مقدمہ کی پیروی کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ہمیشہ تشریف لاتے تھے، کیونکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہی حاجی مانکؒ کا مقدمہ لڑا تھا، اور اللہ کے فضل سے اللہ نے ان کو رہائی عطا فرمائی تھی، چند سال کی سزا ہوئی تھی، حالانکہ وہ خود اقرار کر رہے تھے کہ میں نے مارا ہے، وکلاءؒ نے کہا بھی کہ: حاجی صاحب! آپ کے اس کیس کا کوئی گواہ نہیں ہے کہ آپ نے مارا ہے ...حالانکہ تھانہ میں خود کلہاڑی پہنچائی تھی... آپ یہ کہہ دیں کہ یہ تھانے والے غلط کہتے ہیں، میں نے نہیں مارا، بس عدالت میں مکر جائیں۔ اس پر حاجی صاحبؒ فرمانے لگے: تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہے کہ مجھے یہ مشورہ دیتے ہو؟ فرمانے لگے: جس دن سے مجھے جیل میں بند کیا گیا ہے، اس دن سے روزانہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے، جبکہ زندگی میں کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باوجود تمنا کے خواب میں زیارت نہیں ہوئی تھی، کیا میں مکر کر اس نعمت سے محروم ہوجاؤں؟

جج کا محبتِ نبویؐ سے مجبور ہونا:

اسی کا ایک جز اور بھی رہ گیا ہے، وہ یہ کہ قاتل خود اقرار کرتا ہے اور قانون اس کو پھانسی کی سزا دیتا ہے، لیکن جج نے فیصلہ لکھا کہ: مجھے معلوم نہیں کہ کون سی طاقت ہے جو مجھے حاجی صاحب کو سزائے موت دینے سے منع کرتی ہے، بہرحال قانون کا احترام ضروری ہے، اس لئے میں اتنے سال کی سزا ان کو دیتا ہوں۔ اس لئے کہ حاجی مانک نے جس غیرت میں آکر اس مردار اور خنزیر کو قتل کیا ہے، کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اس کی بنیاد پر کسی کو قتل نہیں کرتا، میں چونکہ جج ہوں عدالت کی کرسی پر ہوں، قانون کا احترام میرا فرض ہے، اس لئے میں اتنے عرصہ کی علامتی سزا حاجی مانک کو دیتا ہوں، اگر میرے بس میں ہوتا تو میں ان کو بری کردیتا۔

اسی طرح کے اور بھی بے شمار واقعات میرے سینے میں محفوظ ہیں، اس وقت صرف یہ دو باتیں میں نے آپ کی خدمت میں عرض کردیں۔ ختم نبوت کے لئے کام کروگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب بن جاؤگے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے لئے کام کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمنوں اور بدترین دُشمن غلام احمد قادیانی سے بغض کی علامت ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

عقیدۂ حیاتِ مسیح قرآن وسنت اور مرزائی تصریحات کی روشنی میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

س:... مولانا صاحب! میں نے اس سے پہلے آپ کو خط لکھا تھا مگر جواب سے محروم رہا۔ مولانا صاحب! آپ باطل پرستوں اور غیرمسلموں کے خلاف جو جہاد کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے دین و ایمان بچانے کے لئے جو محنت کر رہے ہیں، اس پر میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔

مولانا صاحب! مجھے ایک دوست کے لئے چند قرآنی آیات کی تشریح مطلوب ہے، جن سے قادیانی وفاتِ مسیح پر استدلال کرتے ہیں۔

قادیانیوں کا کہنا ہے کہ ان کے پاس تیس سے زائد ایسی قرآنی آیات اور دلائل ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر دلالت کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ درج ذیل تین آیات ایسی ہیں جن سے صراحتاً وفاتِ مسیح ثابت ہوتی ہے:

الف:... "کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ" (ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے)۔

ب:... "وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ" (محمدؐ صرف اللہ کے رسول ہیں جن سے پہلے کے سب رسول فوت ہوچکے ہیں)۔

ج:... "وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ" (ہم نے تجھ سے پہلے کے کسی انسان کے لئے دوام اور بقا نہیں رکھا، اگر

آپ فوت ہوجائیں تو کیا وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے؟)۔

ذرا اِن آیات کی تفصیل وتشریح کیجئے! تاکہ قادیانی عقیدہ وفاتِ مسیح کی حقیقت کھل سکے۔

والسلام

اقبال احمد۔ فیصل آباد

جواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

برادرِ مکرم، زید لطفہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

نامۂ کرم ملا تھا، مگر آپ نے پتہ نہیں لکھا تھا، اس لئے جواب سے معذور رہا، آپ نے جن "غیرمسلموں سے جہاد" کی بات ہے، وہ بے چارے ہمارے بھولے اور بھٹکے بھائی ہیں، وہ ازخود خطوط لکھتے ہیں اور میں انہیں جواب دیتا ہوں، کسی کو بذریعہ اخبار، اور اکثر حضرات کو براہِ راست۔ میں جن دوستوں کو خط لکھتا ہوں اسی جذبہ سے لکھتا ہوں کہ ان کو ساتھ لے کر جنت میں جاؤں۔ شاید اللہ کے کسی بندے کے دِل میں صحیح بات آجائے، اور اس کی ہدایت ہماری نجات کا بہانہ بن جائے۔ میں فرض سمجھتا ہوں کہ ان کی خیرخواہی کے لئے جو کچھ کرسکتا ہوں، کروں۔

جناب نے جن تین آیتوں کی تشریح طلب فرمائی ہے، وہ ہمارے بھولے بھالے قادیانی دوست حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کے لئے پیش کیا کرتے ہیں، آپ سے بھی کسی قادیانی دوست نے ان کا مطلب دریافت کیا ہوگا؟ آپ ان صاحب کو بتائیے کہ مرزا صاحب نے "براہینِ احمدیہ" جلد:۴ صفحہ:۴۹۸، ۴۹۹، روحانی خزائن ج:۱ ص:۴۹۸،۴۹۹ میں قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا ثبوت دیا، اور: "اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے" کہہ کر ان کو قرآنی پیش گوئی کا مصداق ٹھہرایا ہے، اور صفحہ:۵۰۵ پر خود اپنے سے بھی اس کی مستقل پیش گوئی کی ہے۔

مرزا صاحب کی یہ عبارتیں ان صاحب کے سامنے رکھ کر ان سے دریافت کیجئے کہ:

ا:... یہ آیات جو آپ ''وفاتِ مسیح'' کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں، ''براہینِ احمدیہ'' کی تصنیف و اشاعت سے پہلے قرآن مجید میں موجود تھیں یا بعد میں نازل ہوئی ہیں؟ اگر پہلے بھی موجود تھیں تو جناب مرزا صاحب ان آیات کا مطلب سمجھتے تھے یا نہیں؟ اگر نہیں سمجھتے تھے تو جو شخص قرآن کریم کی تیس صریح آیات کا مطلب نہ سمجھے، اس کی قرآن دانی پر اعتماد کرکے سلف صالحین کے عقیدے کو چھوڑ دینا عقل و دیانت کی رُو سے جائز ہے یا نہیں؟

۲:... جو شخص صریح غلط اور خلافِ قرآن عقیدے اپنی کتابوں میں شائع کرکے برسہا برس تک ان کی تبلیغ کرتا پھرے، وہ مجدّد کہلاتا ہے یا ملحد اور بے دین؟

۳:... جو شخص فہمِ قرآن سے عاری ہو، غلط عقائد کے لئے قرآن کی تحریف کرتا ہو، اور اس کے لئے الہامات بھی گھڑتا ہو، وہ مسیحِ موعود کہلائے گا یا مسیحِ کذّاب؟

۴:... ''براہین'' میں جو عقیدہ مرزا صاحب نے درج کیا، اگر وہ خلافِ واقعہ تھا تو گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی مرزا صاحب نے جھوٹی پیش گوئی کی، ایسا شخص اگر مسیح ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ سچا مسیح ہوگا یا جھوٹا مسیح؟

مسلمان تو مرزا صاحب کو جیسا سمجھتے ہیں، وہ سب کو معلوم ہے، مگر مجھے قادیانی دوستوں پر تعجب ہے کہ وہ مرزا صاحب کو مسیح بھی مانتے ہیں اور جھوٹا بھی۔ وہ کہتے ہیں کہ ''براہینِ احمدیہ'' کی تصنیف کے زمانے میں حضرت صاحب مسیح تو تھے، مگر انہیں پتہ نہیں تھا کہ وہ ''مسیحِ موعود'' ہیں، اور وہ ان الہامات کا مطلب نہیں سمجھے تھے جو انہیں ''مسیحِ موعود'' بناتے تھے۔ گویا ان کے نزدیک مرزا صاحب فہمِ قرآنی سے بھی عاری تھے، فہمِ الہامات سے محروم تھے، صحیح اسلامی عقائد سے بھی ناآشنا تھے، اس لئے وہ جھوٹے عقیدے بھی لکھتے رہے، اور ان کے لئے قرآن کی تحریف بھی کرتے رہے۔

دیکھئے! مسلمان بھی تو مرزا صاحب کے بارے میں یہی کہتے ہیں کہ وہ مسیحیت کے مدعی ضرور تھے، مگر فہمِ قرآن سے محروم، فہمِ الہامات سے عاری، قرآن کریم کی تحریف پر جری، اسلامی عقائد سے ناآشنا، اور غلط عقائد کے پرچارک تھے، آہ....!

وہ شیفتہ کہ دُھوم تھی حضرت کے زُہد کی!
میں کیا کہوں کہ کل مجھے کس کے گھر ملے؟

قادیانی دوست کہا کرتے ہیں کہ: اس وقت حضرت صاحب کو صحیح حقیقت کی خبر نہیں تھی، اس لئے انہوں نے ''براہین'' میں ''رسمی عقیدہ'' لکھ دیا۔ مگر میں نے جو سوال عرض کئے ہیں، ان سے قادیانی دوستوں کی تاویل محض سخن سازی بن کر رہ جاتی ہے، اس لئے کہ ''براہین'' میں مرزا صاحب نے ''رسمی عقیدہ'' نہیں لکھا، بلکہ اس کے لئے قرآن کریم کا ثبوت پیش کرکے اس پر اپنی ''الہامی مہر'' ثبت فرمائی ہے، پھر ایک الگ الہام سے مستقل طور پر بھی اس کی پیش گوئی کی ہے، کیا یہ ''رسمی عقیدہ'' ہی رہا ہے؟ یا قرآن اور الہامی عقیدہ ہوا؟

چلئے ''رسمی عقیدہ'' ہی سہی! لیکن اس وقت مرزا صاحب کوئی دُودھ پیتے بچے تو نہیں تھے جنہیں دائیں بائیں کی خبر نہ ہو، جب ''براہین'' کا یہ حصہ شائع ہوا اس وقت وہ ۴۵ سال کے تھے، مجددِ وقت کہلاتے تھے، بارش کی طرح ان پر الہامات نازل ہوتے تھے، خیر سے ''مسیح'' بھی بنے بیٹھے تھے، ایسے وقت غلط عقائد لکھنا، ان کے لئے قرآن کے حوالے دینا، ان پر الہامی مہریں لگانا، مرزا صاحب کے دین و دیانت، علم و فہم، قرآن دانی اور الہامات سب پر پانی پھیر دیتا ہے، اور مرزا صاحب کی شخصیت کا وہی سراپا سامنے آتا ہے جو مرزا صاحب کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

بس اپنے قادیانی دوست سے ایک یہی سوال کیجئے کہ اگر ان آیات سے وفاتِ مسیح ثابت ہوتی ہے تو ان کا سب سے پہلا نشانہ مرزا صاحب کی ''مسیحیت'' بنتی ہے، پہلے مرزا صاحب کے دامن سے یہ دَھبہ دُور کیجئے، پھر آپ کے ''مسائل'' کا

جواب ہم پر لازم آئے گا۔

دراصل مرزا صاحب نے اپنی شخصیت کے گرد حصار قائم کرنے کے لئے اپنے مریدوں کے سامنے ”وفاتِ مسیح“ کی ”دیوارِ چین“ کھڑی کردی تھی، تاکہ وہ اسی سے ٹکراٹکرا کر اپنے دین وایمان کا سر پھوڑتے رہیں، اور اسے پھلانگ کر انہیں مرزا صاحب کی شخصیت کی طرف جھانکنے کا موقع ہی نہ ملے، لیکن حیاتِ مسیحؑ کا اعجاز دیکھئے کہ جب ہم اسی دیوار کے سوراخ سے مرزا صاحب کو جھانک کر دیکھتے ہیں تو وہ ہمیں کذب وافترا اور جہل وغباوت کے جامہ میں ملبوس کھڑے نظر آتے ہیں، ان کے مرید نوّے سال سے وفاتِ مسیح کی دیوارِ گریہ پر ”عیسیٰ مرگیا، عیسیٰ مرگیا“ کا ماتم کر رہے ہیں، مگر کسی بندۂ خدا کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ مرزا صاحب سے یہ دریافت کرلے کہ: حضرت! عیسیٰ ۱۸۹۱ء میں مرا تھا یا اس سے پہلے کسی زمانے میں مرچکا تھا؟ اور قرآن کریم کی وہ تیس آیتیں جو بقول آپ کے وفاتِ مسیح کا ”صریح اعلان“ کر رہی ہیں ۱۸۹۱ء میں پہلی بار نازل ہوئی ہیں یا پہلے بھی یہ دنیا کے سامنے موجود تھیں؟ کتنی موٹی بات ہے جو ہمارے بھائیوں کی عقل میں نہیں آتی کہ قرآن کریم تو دنیا میں تیرہ سو سال سے موجود تھا، اس میں یہ تیس آیتیں بھی تھیں، جن کو آپ وفاتِ مسیح پر پیش فرماتے ہیں، تو پھر آخر ۱۸۹۱ء میں آپ پر وفاتِ مسیح کا انکشاف پہلی بار کیوں ہوا؟ تیرہ سو سال سے اکابرِ اُمت، ائمہ مجدّدین اور سلف صالحین، حیاتِ مسیحؑ کا عقیدہ کیوں رکھتے آئے؟ یہ معما ان کی سمجھ میں کیوں نہ آیا؟ اور پھر خود مسیحیت مآب ۴۵ سے ۵۵ برس تک ان تیس آیتوں سے کیوں جاہل رہے؟ اور حیاتِ مسیح کے ثبوت میں قرآنی آیات اور اپنے الہامات کیوں پیش فرماتے رہے؟

برادرم! مرزا صاحب نے بزعمِ خود وفاتِ مسیح کے ثبوت میں قرآن کریم کی جو آیتیں پیش کی ہیں، انہیں اس عقیدہ سے قطعاً کوئی مس نہیں، اگر ان سے ”وفاتِ مسیح“ کا ثبوت ملتا تو گزشتہ صدیوں کے بزرگانِ دین اور مجدّدین نے ان آیتوں سے

''وفاتِ مسیح'' کا عقیدہ ثابت کرکے اس پر ایمان رکھا ہوتا، مگر آپ کو اسلامی لٹریچر کے مطالعہ سے پتہ چلے گا کہ سلف صالحین میں سے کسی صحابی، کسی تابعی، کسی امام، کسی مجدّد نے ان آیتوں سے وفاتِ مسیح کا عقیدہ نہیں نکالا۔

باقی مرزا صاحب نے جن بزرگوں کا نام لیا ہے کہ وہ وفاتِ مسیح کے قائل تھے، یہ بالکل غلط اور ان اکابر پر مرزا صاحب کا افترا ہے۔

اب ہمارے سامنے دو ہی راستے ہیں، یا یہ کہ گزشتہ صدیوں کے اکابر قرآن کو نہیں سمجھے تھے اور نہ قرآن کریم کی صریح آیات پر ان کا ایمان تھا، یا یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ مرزا صاحب قرآن کو نہیں سمجھتے تھے اور نہ ان کا قرآن کریم پر ایمان تھا۔ الغرض اگر قرآن کریم میں ''وفاتِ مسیح'' کا عقیدہ صاف اور صریح طور پر لکھا ہوا ہے ...جیسا کہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے... تو اس سے لازم آئے گا کہ گزشتہ صدیوں کے تمام اکابر ...نعوذ باللہ... قرآن سے جاہل اور بے ایمان تھے، اور اگر یہ عقیدہ قرآن میں نہیں ہے، تو مرزا صاحب کو جاہل اور بے ایمان ماننا پڑے گا۔

خود مرزا صاحب کو بھی اعتراف ہے کہ گزشتہ تیرہ صدیوں کے مسلمانوں کا عقیدہ یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

> ''ایک دفعہ ہم دلّی میں گئے تھے، ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ: تم نے تیرہ سو برس سے یہ نسخہ استعمال کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدفون اور حضرت عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر بٹھایا..... مگر اب دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں، وہ استعمال کرکے دیکھو، اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ .....کو فوت شدہ مان لو۔''
> (ملفوظات ج:۱۰ ص:۳۰۰، ملخصاً بلفظہٖ)

مرزا صاحب کی اس تصریح سے واضح ہے کہ مرزا صاحب مسلمانوں کو تیرہ سو سال کے عقائدِ اسلامی سے برگشتہ کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔

آخر میں مناسب ہوگا کہ ان تین آیتوں کے بارے میں بھی مختصراً عرض کردوں، جو آپ کو کسی قادیانی دوست نے بتائی ہیں۔

ا:... "کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ" کا مطلب یہ ہے کہ ہر ذی رُوح کو اپنے مقررہ وقت پر مرنا ہے، یہ آیت آسمان کے فرشتوں سے لے کر زمین کے جانداروں تک سب کو شامل ہے، جو زندہ ہیں ان کو بھی، اور جو ابھی پیدا نہیں ہوئے ان کو بھی، اور اس آیت کے تحت مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اپنے مقررہ وقت پر فوت ہوں گے، جیسا کہ حدیثِ پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: وہ دوبارہ زمین پر اُتریں گے، چالیس سال رہیں گے، پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔

فرمائیے! یہ آیت اسلامی عقیدے کے خلاف کیسے ہوئی؟ اور اس سے کیسے ثابت ہوگیا کہ عیسیٰ علیہ السلام مرچکے ہیں؟ ذرا سوچئے! اگر کوئی دانشمند اس آیت سے میری، آپ کی، سارے انسانوں کی، سارے فرشتوں کی موت ثابت کرنے لگے تو آپ اسے "مراقی" نہیں سمجھیں گے؟ "ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے" اس سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ فلاں شخص مرچکا ہے؟

۲:... آیت "قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُل" کا ترجمہ اس نے آپ کو غلط بتایا ہے، اس سے پوچھئے کہ اگر "سب رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فوت ہوچکے ہیں" تو مرزا صاحب کے دعوائے رسالت کے غلط اور جھوٹ ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے؟ "سب رسول" تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فوت ہوچکے تھے، تو پھر مرزا صاحب رسول اور نبی کی حیثیت سے کدھر سے آدھمکے؟

علاوہ ازیں ٹھیک یہی الفاظ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی فرمائے گئے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے: "مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ" (المائدہ:۷۵) (نہیں تھے مسیح ابنِ مریم مگر رسول، بے شک اس سے پہلے کے رسول گزر چکے) اور یہ آیت سورۂ آل عمران کی آیت کے بعد نازل ہوئی ہے

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آیت کے نزول کے وقت زندہ تھے، جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوۂ آل عمران کی آیت کے نزول کے وقت حیاتِ دنیوی کے ساتھ جلوہ فرما تھے۔ اگر نزولِ قرآن کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ نہ ہوتے تو یہ نہ فرمایا جاتا کہ: ''ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں'' بلکہ یہ فرمایا جاتا ہے کہ وہ مرچکے ہیں، چونکہ نزولِ قرآن کے وقت یہ دونوں رسول زندہ تھے ...یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام... اس لئے ان دونوں کے بارے میں فرمایا گیا: ''قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ'' (ان سے پہلے رسول گزر چکے ہیں) نہ کہ خود یہ دونوں۔

۳:... یہ آیت مشرکین کے رَدّ میں نازل ہوئی تھی، وہ کہا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مرجائیں تو ان کا دین بھی مٹ جائے گا، اس لئے وہ آپؐ کے وصال کی تمنائیں کیا کرتے تھے، انہیں جواب دیا گیا کہ دنیا میں جو انسان بھی آتا ہے وہ یہاں ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آتا، بلکہ اسے اپنے مقررہ وقت پر جانا ہوتا ہے، اب اگر آپؐ اپنے مقررہ وقت پر دنیا سے تشریف لے جائیں تو کیا ان لوگوں نے یہاں ہمیشہ رہنے کا پٹہ لکھا رکھا ہے؟ کیا یہ نہیں مریں گے؟ لہٰذا کسی کی موت کی تمنا کرنا عبث ہی نہیں حماقت بھی ہے۔

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی دنیا میں ہمیشہ نہیں رہیں گے، بلکہ ان کی وفات کے لئے جو وقت علمِ الٰہی میں مقرر ہے اس میں ان کا انتقال ہوگا۔ رہا یہ کہ وہ وقت ہے کون سا؟ اس کا جواب قرآنِ کریم اور حدیثِ نبوی میں دیا جاچکا ہے کہ وہ قربِ قیامت میں نازل ہوکر دجال کو قتل کریں گے، تمام اہلِ کتاب ان پر ایمان لائیں گے، ساری دنیا کو اسلام پر جمع کریں گے، نکاح کریں گے، ان کے اولاد ہوگی، چالیس برس دنیا میں رہیں گے، تب ان کا وقتِ موعود آئے گا، اور ان کی وفات ہوگی۔

فقط والسلام

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

حضرت عیسیٰؑ شریعتِ محمدیؐ کے پیروکار بن کر آئیں گے

ایک سوال کا جواب!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قربِ قیامت میں جب دنیا میں تشریف لائیں گے تو آپ متصف بالنبوّۃ تو ہوں گے ہی، کیونکہ انبیاؑ کی نبوت کبھی ختم نہیں ہوتی، مگر چونکہ ادیانِ سابقہ کے منسوخ ہونے کی وجہ سے اس وقت آپ شریعتِ محمدیہ کا اتباع کریں گے، تو کیا آپ کا یہ اتباع اُمتی کی حیثیت سے ہوگا یا نہیں؟ یعنی آپ نبی ہونے کے ساتھ ساتھ اُمتی بھی ہوں گے یا نہیں؟

زید کہتا ہے کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بحیثیتِ اُمتی ہونا قرآن و حدیث کسی سے حکماً ثابت نہیں ہے، حدیث میں صرف **"اماماً عادلاً"** یا **"حکماً عادلاً"** کی حیثیت وارِد ہوئی ہے، اور شریعتِ محمدیہ کا اتباع کرنا آیا ہے، اور اتباع سے اُمتی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

زید اپنی تائید میں مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتا ہے:

الف:... حضرت یوشع بن نونؑ اور دوسرے انبیائے بنی اسرائیل شریعتِ موسوی کے تابع ہوکر مبعوث ہوئے، ان کی اپنی شریعت نہیں تھی، ان سب انبیاؑ کا شمار اُمتی میں نہیں ہوتا، بلکہ وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلفاؑ اور نائبین کی حیثیت

رکھتے ہیں، تو اسی طرح جب حضرت عیسیٰؑ نازل ہوں گے تو ان کی حیثیت امام، خلیفہ و نائب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی، اور آپ اُمتی نہیں ہوں گے، حضرت یوشع بن نونؑ نبی بھی تھے اور تابع بھی تھے، مگر اُمتی نہیں تھے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی بھی ہوں گے، تابع بھی ہوں گے، مگر اُمتی نہیں ہوں گے۔

ب:... حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اپنی تفسیر ''معارف القرآن'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰؑ اگرچہ اس وقت فرائضِ نبوت و رسالت پر مامور ہوکر دنیا میں نہ آئیں گے، بلکہ اُمتِ محمدیہ کی قیادت و امامت کے لئے بحیثیتِ خلیفۂ رسول تشریف لائیں گے، مگر ذاتی طور پر ان کو جو منصبِ نبوت و رسالت حاصل ہے، اس سے معزول بھی نہ ہوں گے، بلکہ اس وقت ان کی مثال اس گورنر کی سی ہوگی جو اپنے صوبہ کا گورنر ہے، مگر کسی ضرورت سے دوسرے صوبہ میں چلا گیا ہے، تو وہ اگرچہ صوبہ میں گورنر کی حیثیت پر نہیں، مگر اپنے عہدۂ گورنری سے معزول بھی نہیں۔'' (معارف القرآن ج:۲ ص:۸۱)

ج:... نبی معصوم ہوتا ہے، اور اُمتی معصوم نہیں ہوتا۔

د:... اُمتی وہ ہوتا ہے جس کی ہدایت کے لئے کسی نبی یا رسول کو بھیجا جائے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود نبی ہیں، پھر وہ کیسے اُمتی ہوسکتے ہیں؟

اس کے مقابلہ میں عمرو کہتا ہے کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بحیثیتِ اُمتی ہوگا، متبع ہونے کے یہی معنی ہے، عمرو اپنی تائید میں مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتا ہے:

ا:... مُلّا علی قاریؒ اپنی کتاب ''موضوعاتِ کبیر'' میں فرماتے ہیں:

"فیأتی فیقتل الدّجال ویدخل المسجد وقد اقیم الصلٰوۃ فیقول المهدی: تقدم یا روح اللّٰہ! فیقول: انما هٰذه الصلٰوۃ اقیمت لک، فیتقدم المهدی ویقتدی بہٖ عیسٰی علیه السلام اشعارًا بأنه من جملة الامة، ثم یصلی عیسٰی فی سائر الأیام." (ص:۱۶۴ طبع نور محمد کراچی)

ترجمہ:... "پس (عیسیٰؑ) آئیں گے دجال کو قتل کریں گے، (حضرت عیسیٰؑ) مسجد میں داخل ہوں گے، نماز کی اقامت کہی جاچکی ہوگی، مہدی کہیں گے: رُوح اللہ! آگے بڑھ کر نماز پڑھایئے۔ (حضرت عیسیٰ) کہیں گے: اس نماز کی اقامت آپ کے لئے کہی جاچکی ہے، (آپ ہی نماز پڑھایئے)، پس مہدی آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰؑ یہ بتلانے کے لئے ان کی اقتدا کریں گے کہ وہ بھی اس اُمت میں سے ہیں، اس کے علاوہ باقی دنوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھائیں گے۔"

۲:... مُلَّا علی قاریؒ کے قول کو حضرت امام العصر مولانا انور شاہ کشمیریؒ اپنی کتاب "خاتم النبیین" میں نقل فرماتے ہیں:

"ونیز قول مُلَّا علی القاری فلا یناقض قوله "خاتم النبیین" اذا المعنی انه لا یأتی بعده نبی ینسخ ملته ولم یکن من اُمته."

ترجمہ:... "نیز مُلَّا علی قاری کا یہ قول، ارشادِ خداوندی "خاتم النبیین" کے خلاف نہیں، کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا کہ آپ کے

دین کو منسوخ کردے اور آپ کی اُمت سے نہ ہو۔“

۳:...امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی نوّر اللہ مرقدہٗ اپنے مکتوبات دفترِ دوم مکتوب نمبر:۶۷ میں تحریر فرماتے ہیں:

”وعیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ نزول خواہد فرمود وعمل شریعت او خواہد کرد، وبعنوان اُمت او خواہد بود۔“

ترجمہ:...”اور عیسیٰؑ جب نازل ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہی پر عمل کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں شامل ہوں گے۔“

۴:...علامہ حکیم ولی کامل علی دررہؒ اپنی کتاب ”خواتم الحکم المسمّٰی بحل الرموز وکشف الکنوز“ کے ص:۱۴۲ میں فرماتے ہیں:

”ویکون من اُمة محمد صلی الله علیه وسلم وخاتم اولیائه ووارثه من جهة الولایة.“

ترجمہ:...”اور (حضرت عیسیٰؑ) اُمتِ محمدیہؐ میں سے ہوں گے اور آپ کی اُمت کے اولیاً میں سے آخری ہوں گے، اور ولایت کی نسبت سے آپؐ کے وارث ہوں گے۔“

۵:...امام جلال الدین سیوطیؒ اپنے رسالہ ”الاعلام بحکم عیسیٰ علیه السلام“ میں نقل کرتے ہیں:

”قال السبکی فی تفسیر له ما من نبی الا اخذ الله علیه المیثاق انه ان بعث محمدًا فی زمانه لیؤمن به ولینصرنه ویوصی منه بذالک وفیه من النبوة وتعظیم قدره مما لا یخفٰی وفیه مع ذالک انه علٰی تقدیر مجیئه فی زمانه یکون مرسلا الیهم، ویکون نبوته ورسالته

عـامّة لجميع الخلق من زمن آدم الٰى يوم القيامة ويكون الأنبيـاء وأُممهم من أُمته فالنبى صلى الله عليه وسلم نبى الأنبيـاء ولـو اتـفـق بـعثـه فـى زمن آدم ونوحا وابراهيم ومـوسٰـى وعيسٰى وجب عليهم وعلٰى أُممهم الايمان به ونـصرته ولهٰذا يأتى عيسٰى فى آخر الزمان علٰى شريعته ولـو بعث النبى صلى الله عليه وسلم فى زمانه وفى زمان مـوسٰـى وابـراهيـم ونـوح وآدم كـانـوا مُستـمرين علٰى نبوتهم ورسالتهم الٰى أُممهم والنبى صلى الله عليه وسلم نبى عليهم ورسول الٰى جمعيتهم." (تحذیر الناس ص:۶۸)

ترجمہ:... "علامہ سبکیؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے یہ وعدہ لیا تھا کہ اگر ان کے زمانہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں، تو آپ ان پر ایمان لائیں گے، ان کی مدد کریں گے۔ اسی وجہ سے ہر نبی نے اپنے ماننے والوں کو اسی کی وصیت فرمائی، اس میں ان کی نبوت اور جلالتِ قدر کی طرف اشارہ ہے، جو کسی پر مخفی نہیں، اسی وجہ سے اگر ان میں سے کوئی نبی بالفرض ان کے زمانہ میں مبعوث ہوجائے تو وہ رسول ہوگا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک ساری مخلوق کے لئے عام ہوگی، اور تمام انبیاؑ اور ان کی اُمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ہوں گے، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاؑ ہیں، اور بالفرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت حضرت آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کے زمانہ میں

ہوتی تو ان سب پر اور ان کی اُمتوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا واجب ہوتا، لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر نازل ہوں گے، اگر بالفرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے زمانہ میں مبعوث ہوتے یا حضرت موسیٰ، ابراہیم، نوح اور آدم (علیہم السلام) کے زمانہ میں مبعوث ہوتے تو وہ اپنی اپنی نبوت و رسالت پر قائم رہتے اور ان کی نبوت ان کی اُمت کے لئے ہوتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے نبی و رسول ہوتے۔''

اور اسی چیز کو حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنی تفسیر ''معارف القرآن'' ص:۱۰۰، ۱۰۱ جلد دوم میں بحوالہ تفسیر ابنِ کثیر سے ذکر فرمایا ہے۔

۶:... شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ امام المتکلمین والمفسرین اپنی کتاب ''تفسیرِ عثمانی'' میں سورۂ احزاب کی آیت: ''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ ..... الخ'' کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ میں مہر لگ گئی، اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی، پس جن کو ملنی تھی مل چکی، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دور سب نبیوں کے بعد رکھا، جو قیامت تک چلتا رہے گا۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی آخری زمانے میں بحیثیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اُمتی کے آئیں گے، جیسے تمام انبیاؑ (علیہم السلام) اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں، مگر شش جہت میں عمل صرف نبوتِ محمدیہ کا جاری و ساری ہے۔''

۷:...شیخ المحدثین والمفسرین حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اپنی کتاب ''عقائد الاسلام'' حصہ دوم صفحہ:۷۵ میں تحریر فرماتے ہیں:

''از روئے قرآن و حدیث اور باتفاقِ صحابہؓ و تابعینؒ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپؐ پر نبوت ختم ہوگئی اور آپؐ کے بعد نبوت کا دروازہ بند کردیا گیا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے چھ سو سال پہلے نبی بنائے گئے اور آسمان پر اُٹھالئے گئے، غرض یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی بنائے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ان کو نبوت نہیں ملی، قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور نزول کے بعد شریعتِ محمدیہ کا اتباع کریں گے، اور آپ اُمتی اور تابع ہوکر رہیں گے۔''

۸:...حکیم الأمت حضرتِ اقدس مولانا اشرف علی تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ وعظ مسمّٰی بہ ''الرفع والوضع'' میں فرماتے ہیں:

''اور انبیاؑ علیہم السلام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کا وجوب بالقوہ تو اس حدیث سے ظاہر ہے: ''لو کان موسٰی حیًّا لما وسعہ الا اتباعی'' (اگر بالفرض موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا) اور بالفعل اس سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول الی الارض کے وجوباً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع فرمائیں گے۔''

جب ایک تشریعی نبی وجوباً اتباع فرماتا ہے تو کیا اس سے اُمتی ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے؟

۹:...حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ اپنی کتاب ''مقدمۃ القرآن'' مطبوعہ

۱۳۲۰ھ میں بعنوان ''کلام اللہ شریف میں ۲۵ انبیاؑ کا صراحتاً ذکر ہے'' کے تحت ص:۳۱، ۳۲ میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت عیسیٰ مسیحؑ قیامت کے قریب حضرت مہدی کے زمانہ سراپا سعادت میں پھر دوبارہ دنیا میں تشریف لاکر اُمتِ محمدیہ میں داخل ہونے کی عزت حاصل کریں گے، اور حاکمِ عادل بن کر قرآن و حدیثِ نبویؐ. غرض شریعتِ محمدی کے مطابق مقدمات کے فیصلے کریں گے۔''

۱۰:...ارشادِ باری تعالیٰ: ''وما ارسلنک الا کافة للناس ..... الخ.'' اور جب حضرت عیسیٰ زندہ ہیں تو ''کافة للناس'' میں داخل ہیں، پس ان سے مستثنیٰ ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے؟ واضح اور صاف الفاظ میں مدلل و مفصل تحریر فرماویں کہ حضرت عیسیٰ اُمتی ہوں گے یا نہیں؟

۲:...حضرت عیسیٰ اگر اُمتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے تو ان کے اُمتی ہونے کو تسلیم کرنا، اور اگر اُمتی کی حیثیت سے تشریف نہ لائیں گے تو ان کے اُمتی نہ ہونے کو تسلیم کرنا، اسلامی عقائد میں داخل ہے یا نہیں؟

ماہنامہ ''بینات'' کراچی ربیع الاوّل ۱۳۹۵ھ، اپریل ۱۹۷۵ء میں بعنوان ''شذور''، ''قادیانی نظریات مجدد الف ثانیؒ کی نظر میں'' کے تحت مدیر رسالہ مزید تحریر فرماتے ہیں:

''ہتک یا عزت؟ اُمتِ اسلامیہ کا عقیدہ ہے کہ خاتم الانبیاؑ بنی اسرائیل حضرت عیسیٰ کا آنحضرتؐ کی تصدیق و تائید کے لئے نازل ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں شمار ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم ترین منقبت ہے۔'' (ص:۱۱،۱۲)

پھر فرماتے ہیں:

”مرزا صاحب نے اپنی اُمت کو یہ تصوّر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے متبعِ شریعتِ محمدیہ ہونے سے اس اُمت کی ذلت و رسوائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور کسرِ شان لازم آتی ہے، اور اسلام کا تختہ اُلٹ جاتا ہے (ازالہ ص:۵۸۶، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۱۶)۔“

پھر مجدد الف ثانیؒ کا ایک مکتوب نقل کرکے فرماتے ہیں:

”قادیانی صاحبان انصاف فرمائیں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ماننا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہے یا ہتک؟“

(”بینات“ ربیع الاوّل ۱۳۹۵ھ ص:۱۲)

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُمتی نہ ماننا قادیانی عقیدہ ہے؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُمتی ماننا اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور یہ مسئلہ اسلامی عقائد میں داخل ہے؟ مدلل تحریر فرماویں۔ بینوا وتؤجروا.... المستفتی:

انور۔ رنگون، برما

جواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

سوال نامہ میں جو نکات درج کئے گئے ہیں، ان پر غور کرنے سے پہلے چند اُمور کا سمجھ لینا ضروری ہے:

اوّل:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قربِ قیامت میں دوبارہ تشریف لانا

اسلام کا قطعی، یقینی اور متواتر عقیدہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک سے لے کر آج تک ہر صدی میں یہ عقیدہ ایمانیات میں شمار ہوتا چلا آیا ہے، اور اہلِ حق میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں جس نے اس عقیدہ سے انکار کیا ہو، یا اس میں کوئی تأویل کی ہو۔

دوم:... یہ بات بھی ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں تشریف لائیں گے تو اپنی شریعت پر عمل نہیں کریں گے، بلکہ شریعتِ محمدیہؐ کے مطابق عمل کریں گے، کیونکہ آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد پہلی تمام کتابیں اور شریعتیں منسوخ ہوچکی ہیں، اور اب صبحِ قیامت تک صرف آپؐ ہی کی شریعت کا دور ہے۔

سوم:... انبیائے سابقینؑ کا ایک تعلق اپنی اُمتوں سے ہے، اور ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، وہ اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی اُمتوں کے ہادی تھے اور ان کی رُشد و ہدایت کے لئے نبی بناکر مبعوث کئے گئے تھے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ان کی حیثیت ماتحت کی تھی، یہی وجہ ہے کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپؐ کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا، جس کا تذکرہ سورۂ آل عمران آیت:۸۱ میں فرمایا گیا ہے: ”وَاِذْ اَخَذَ اللہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ ..... لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ“ اس آیت کے تحت محققین نے تصریح فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ”نبی الانبیاؑ“ ہیں، اور تمام انبیاؑ گزشتہ آپؐ کے اُمتی کی حیثیت رکھتے ہیں، چنانچہ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانئ دارالعلوم دیوبند تحریر فرماتے ہیں:

> ”غرض جیسے آپ نبی الامہ ہیں، ویسے نبی الانبیاؑ بھی ہیں، یہی وجہ ہوئی کہ بہ شہادت ”وَاِذْ اَخَذَ اللہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ ..... لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ..... الخ“ اور انبیائے کرام علیہ

علیہم السلام سے آپؐ پر ایمان لانے اور آپؐ کے اتباع و اقتدا کا عہد لیا گیا۔ اِدھر آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ: اگر حضرت موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو میرا ہی اتباع کرتے۔ علاوہ بریں بعدِ نزول، حضرت عیسیٰ کا آپؐ کی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر مبنی ہے۔''

(تحذیر الناس ص:۸، ۹ مطبوعہ ۱۹۷۶ء)

خود مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی اعتراف ہے کہ:

''قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں داخل ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔ پس اس طرح تمام انبیاؑ علیہم السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہوئے۔''

(براہینِ احمدیہ حصہ پنجم ضمیمہ ص:۱۳۳، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۰۰)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی اُمت کے لئے نبی ہونے کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی بھی ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے، باوجود نبی ہونے کے اُمتِ محمدیہؐ میں شامل ہونے میں کوئی اِشکال نہیں۔

چہارم:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ شریعتِ محمدیہؐ کے خادم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور اُمتی ہونے کی حیثیت سے تشریف لائیں گے، مگر ان کو عام افرادِ اُمت پر قیاس کرنا دُرست نہیں، مناسب ہوگا کہ یہاں امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ کی ایک عبارت نقل کردی جائے، ''الخیر الکثیر'' میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کمالات پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وعیسٰی علیه السلام هو من اتم الأنبياء شانًا وأجلّهم برهانًا، ومزاجه "السبوغ"، ولذالک کانت

معجزاتهٔ سبوغية كلّها، وكان وجوده من طريق السبوغ، ولذالك حق لهٔ ان ينعكس فيه إنوار سيّد المرسلين صلى الله عليه وسلم، ويزعم العامة انّهٔ اذا نزل في الأرض كان واحدًا من الاُمة، كلّا بل هو شرح للاسم الجامع المحمدى ونسخة منتسخة منه، فشتان بينهٔ وبين احدٍ من الاُمة، الا أنّهٔ يتبع القران، ويأتم بخاتم الأنبياء صلى الله عليه وسلم، وذالك لا يقدح في كماله بل يؤيدهٔ، فتعرف، وهو بذاته محاق لشرور اليهود، ولذالك نزل بين يدى الساعة." (ص:۷۲)

ترجمہ:... "اور عیسیٰ علیہ السلام من جملہ ان انبیائے کرامؑ کے ہیں جن کی شان سب سے کامل اور جن کی برہان سب سے جلیل القدر ہے، اور ان کا مزاج "السبوغ" ہے، اسی بنا پر ان کے سارے معجزات سبوغیت کے رنگ میں ہیں، اور ان کا وجود بھی بطریقِ سبوغ ہوا، اسی بنا پر وہ مستحق ہوئے کہ ان میں سیّدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار منعکس ہوں۔ اور عام لوگوں کا خیال ہے کہ جب وہ زمین میں نازل ہوں گے تو محض ایک اُمتی ہوں گے، ایسا ہرگز نہیں، بلکہ وہ تو اسمِ جامع محمدیؐ کی شرح اور اسی کا ایک مُثنّٰی ہیں، پس ان کے درمیان اور عام افرادِ اُمت کے درمیان زمین وآسمان کا فرق ہے، ہاں! یہ ضرور ہے کہ وہ قرآنِ کریم کی پیروی اور خاتم الانبیاؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کریں گے، اور یہ بات ان کے کمال میں رخنہ انداز نہیں، بلکہ ان کے کمالات کو دوبالا کردیتی ہے، خوب سمجھ لو! اور وہ بنفسِ

نفسِ یہود کے شرور کو مٹانے والے ہیں، اسی مقصد کے لئے وہ
قیامت سے پہلے نازل ہوں گے۔"

اس تمہید کے بعد عرض ہے کہ زید کا یہ موقف صحیح نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اُمتی ہونا کہیں ثابت نہیں، کیونکہ قرآنِ کریم کی آیت سے ابھی معلوم ہوچکا کہ نہ صرف عیسیٰ علیہ السلام بلکہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام بھی اُمتِ محمدیہؐ کے ذیل میں آجاتے ہیں، احادیثِ نبویہ بھی بشرطِ فہم اسی طرف اشارہ کرتی ہیں، ایک حدیث میں ہے: "أنا سيّد وُلد آدم يوم القيامة."

(مجمع الزوائد ج:۸ ص:۲۵۴)

یعنی "میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا" اور کون نہیں جانتا کہ سیادت اپنے ماتحتوں پر ہوتی ہے، اب ان دونوں باتوں کی روشنی میں ارشادِ نبویؐ پر غور کیجئے تو وہی نتیجہ نکلے گا جو قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیتِ میثاق میں ارشاد فرمایا گیا ہے، یعنی تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا آپؐ کے ماتحت ہونا۔

ایک اور حدیث میں مزید صراحت ہے کہ: "ما من نبي، آدم فمن دونهٗ تحت لوائي" یعنی "آدم علیہ السلام اور ان کے بعد جتنے نبی ہوئے ہیں وہ سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔" پس تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے ہونا آپؐ کی سیادت و قیادت اور ان کی ماتحتی کی دلیل ہے، گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہفت اقلیمِ نبوت کے تاجدار ہیں، اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام آپؐ کی ماتحتی میں علاقائی گورنر ہیں، ہر گورنر اپنے صوبے کا حاکمِ مطلق ہوتا ہے، مگر وہ بھی دیگر رعیت کی طرح شہنشاہ کی رعایا میں شمار ہوتا ہے، اسی طرح تمام انبیائے کرام علیہم السلام اپنی اپنی اُمت کے مطاعِ مطلق تھے، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت چونکہ تمام ازمان و اَکوان کو محیط ہے، اس لئے تمام انبیائے کرام علیہم السلام آپؐ کے زیرِ سیادت ہوئے۔

علاوہ ازیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں متعدد احادیث میں فرمایا گیا ہے کہ ان کی اُمتِ محمدیہؐ میں تشریف آوری اس اُمت کے ایک فرد کی حیثیت سے ہوگی، ایک جگہ فرمایا گیا: "**ینزل فیکم ابن مریم**"، ایک جگہ ارشاد ہے: "**وامامکم منکم**"، ایک اور روایت میں ہے: "**فأمّکم منکم**" ایک اور حدیث میں ہے: "**فیکون عیسیٰ فی اُمّتی حَکَمًا عَدَلًا**"، ایک اور حدیث میں ہے: "**الا انہ خلیفتی فی اُمّتی من بعدی**" یہ اور اس قسم کی اور احادیث بتاتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُمتِ مرحومہ کے ایک فرد کی حیثیت سے حاکم ہوں گے۔

اس سے قطع نظر اگر بالفرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں کوئی اِشارہ نہ فرمایا ہوتا تو بھی بداہتِ عقل اسی طرف رہنمائی کرتی تھی، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور آپؐ کی تعلیم و شریعت تا قیامت ہے، اگر سارے انبیائے سابقین علیہم السلام بھی تشریف لے آئیں تو لامحالہ شریعتِ محمدیہؐ ہی کے ماتحت ہوں گے، کیونکہ ان کی اپنی شریعتیں منسوخ ہوچکی ہیں، پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی خبر دی ہے تو اس لئے ہر صاحبِ فہم یہی سمجھے گا کہ ان کا آنا شریعتِ محمدیہؐ کے ماتحت ہوگا، اور یہی معنی اُمتی ہونے کے ہیں، اسی بنا پر تمام اکابرِ اُمت اس امر کو تسلیم کرتے آئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُمتِ محمدیہؐ میں شامل ہوکر ہماری شریعت کی پیروی کریں گے، اور خود زید بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبعِ شریعت ہوکر آنے کو تسلیم کرتا ہے، متبعِ شریعتِ محمدیہؐ ہونا خود اس امر کی دلیل ہے کہ ان پر اس وقت اُمتی کے اَحکام جاری ہوں گے، ورنہ اتباع کے کیا معنی ہوئے؟

زید کے جو دلائل سوالنامہ میں نقل کئے گئے ہیں، ان سے زید کا مدعا ثابت نہیں ہوتا، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

الف:... حضرت یوشع اور دیگر انبیائے بنی اسرائیل (علیہم السلام) کے

بارے میں زید تسلیم کرتا ہے کہ وہ ''شریعتِ موسوی کے تابع ہوکر مبعوث ہوئے، ان کی اپنی شریعت نہیں تھی'' لیکن اسی کے ساتھ زید کا کہنا ہے کہ: ''ان سب انبیأ کا شمار اُمتی میں نہیں ہوتا۔'' سوال یہ ہے کہ جب کتاب موسیٰ علیہ السلام کی ہے، شریعت موسیٰ علیہ السلام کی ہے، اُمت موسیٰ علیہ السلام کی ہے اور اسی اُمت میں وہ نبی مبعوث ہوتے ہیں تو خود ان کے اُمتِ موسویہ میں شامل نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور نائب بن کر آئیں گے، ان کی اپنی شریعت نہیں ہوگی، آپ شریعتِ محمدیہؐ پر عمل کریں گے، مگر ان کا اُمتِ محمدیہؐ میں آنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت و نیابت کے فرائض انجام دینا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی حیثیت اس وقت (اُولوالعزم صاحبِ شریعت رسول ہونے کے باوجود) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کی ہوگی۔

ب:... زید نے ''معارف القرآن'' ج:۲ ص:۸۱ کا حوالہ دیا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو وصفِ نبوت و رسالت کے ساتھ موصوف ہونے کے باوجود ان کی حیثیت اُمتِ محمدیہؐ کے گورنر کی ہوگی، اس عبارت سے تو زید کے مدعا کے خلاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت ہوکر آپؐ کے اَحکامات کی تعمیل کریں گے، تو جیسا کہ اُوپر گزر چکا ہے، یہ تو ان کے اُمتی ہونے کی دلیل ہے، نہ کہ اُمتی نہ ہونے کی...!

ج:... زید کا یہ استدلال کہ ''نبی معصوم ہوتا ہے اور اُمتی معصوم نہیں ہوتا'' اس دوسرے جملہ (اُمتی معصوم نہیں ہوتا) کو کلیہ سمجھنا غلط ہے، اس لئے کہ اُوپر معلوم ہوچکا ہے کہ نبی بھی اُمتی ہوسکتا ہے، اس لئے یہ کہنا کہ: ''ہر اُمتی غیرمعصوم ہوتا ہے'' غلط ہوا۔

د:... زید کا یہ کہنا کہ: ''اُمتی وہ ہوتا ہے جس کی ہدایت کے لئے کسی نبی یا رسول کو بھیجا جائے'' صحیح نہیں، زید سے دریافت کیا جائے کہ اُمتی کی یہ تعریف کہاں

لکھی ہے؟ اس کے بجائے اُمتی کی یہ تعریف کیوں نہ کی جائے کہ: ''اُمتی وہ ہوتا ہے جو کسی صاحبِ شریعت نبی کی شریعت کی پیروی کا مکلف ہو''...؟

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زید کا اصل شبہ یہی ہے کہ اس نے ''اُمتی'' کا ایک خاص مفہوم ایسا سمجھ لیا ہے جو ''رسول'' کے مفہوم کی ضد ہے، اس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ رسول اور اُمتی کا مفہوم متباین (ایک دوسرے کی ضد) ہے، پس نہ اُمتی، رسول ہوسکتا ہے، نہ رسول، اُمتی ہوسکتا ہے، اس شبہ کا حل یہ ہے کہ رسول اپنی اُمت کا مطاع ہوتا ہے، اور اُمت اپنے رسول کی مطیع ہوتی ہے، مگر یہی رسول جو اپنی اُمت کا مطاع تھا، کسی دوسرے رسول کا مطیع ہوسکتا ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔'' اور جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے، اس سے معلوم ہوا کہ ایک رسول کا اپنے سے بڑے رسول کے ماتحت ہونا، اس کی پیروی کرنا اور اس کی اُمت کی طرف منسوب ہوکر اس کا اُمتی کہلانا رسالت و نبوت کے منافی نہیں، اور رسول اور اُمتی کے مفہوم میں تباین سمجھنا غلط ہے۔

خلاصہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا اگرچہ بہ وصفِ نبوت و رسالت ہوگا، جو انہیں پہلے سے حاصل ہے، مگر ان کی دوبارہ تشریف آوری کا وقت چونکہ نبوت و شریعتِ محمدیہؐ کا وقت ہوگا، اس لئے وہ خود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے اور دوسروں کو بھی شریعتِ محمدیہؐ پر چلائیں گے، اور یہی مطلب ہے ان کے اُمتی کی حیثیت میں آنے کا۔ اور یہ بات قرآن و حدیث سے ثابت اور اکابرِ اُمت کے درمیان متفق علیہ ہے، اس لئے زید کو اپنے نظریہ پر اصرار نہیں کرنا چاہئے، واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل!

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۱۳۹۹/۱۱/۲۲ھ

مرزاجی کی ذہنی اور فکری صلاحیت!
ایک فریب خوردہ مرزائی کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

مخدوم ومکرم، زیدت الطافہم، آداب و دعوات!

نامۂ کرم موجبِ عزت افزائی ہوا، میرا مقصد آنجناب کو طلبِ حق کی طرف توجہ دلانا ہے، بحثیں تو ایک مدت سے ہو ہی رہی ہیں، اس لئے بحث برائے بحث نہ پہلے میرا مقصد تھا، نہ اب ہے۔

ا:... جب کوئی شخص دعویٰ لے کر اُٹھتا ہے تو ہمارا پہلا فرض یہ دیکھنا ہے کہ آیا یہ شخص اپنی عام گفتگو اور تحریر وتقریر میں صدق شعار اور راست باز ہے یا نہیں؟ اور اس کی اخلاقی حالت کیسی ہے؟ ذہنی وفکری صحت کس معیار کی ہے؟ اگر یہ ثابت ہوجائے کہ یہ مدعی اپنی تقریر وتحریر میں غلط بیانی اور کذب وافترا کا عادی ہے، یا اس کی اخلاقی حالت اور ذہنی وفکری صحت ایک عام آدمی سے بھی فروتر ہے، تو اس کے دعوے کی طرف کوئی عقلمند التفات نہیں کرے گا۔

اس ناکارہ کو جناب مرزا صاحب سے کوئی ذاتی پرخاش نہیں، بلکہ ان کے دعوے پر غور کرنے کے لئے جب ان کی تحریروں کو پڑھا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنی تحریر وتقریر میں سچائی کے پابند نہیں، بلکہ ایسے ایسے جھوٹ بولتے ہیں کہ آدمی کانپ جاتا

ہے، چنانچہ ان کے جھوٹ کی تیس مثالیں تو اپنے مضمون میں (جو چوہدری ظفراللہ صاحب کے جواب میں لکھا گیا تھا) پیش کرچکا ہوں، ان کے علاوہ ایک طویل فہرست ان کی غلط بیانیوں کی میرے سامنے پھیلی ہوئی ہے، اور آنجناب جتنی تعداد چاہیں پوری کردوں گا، جس شخص کے سیکڑوں جھوٹ ریکارڈ پر موجود ہوں، اسے لائقِ التفات آدمی سمجھنا صحیح نہیں۔

رہی اخلاقی حالت! سو وہ بھی اسی مضمون میں آچکی ہے، کیونکہ ان کی گالیوں کا نمونہ اس میں عرض کیا گیا ہے، جبکہ مرزا صاحب فرماتے ہیں:

''گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا، طریقِ شرافت نہیں۔''

(ضمیمہ اربعین نمبر:۳،۴ ص:۵)

اسی مضمون میں ''الحکم قادیان'' کے حوالے سے یہ بھی بتاچکا ہوں کہ مرزا صاحب نامحرموں سے پاؤں دبواتے تھے۔

رہی دماغی صحت! اس کی طرف بھی اسی مضمون میں کتابوں کے حوالوں سے اشارہ کرچکا ہوں کہ مرزا صاحب مراق، ہسٹیریا، ذیابیطس اور سلس البول ایسے امراض کے مریض تھے، یہ کتابیں موجود ہیں، اور آپ ان کا مطالعہ فرماسکتے ہیں۔

اب انصاف فرمایئے! جو شخص عام گفتگو میں بھی جھوٹا ثابت ہو، جس کی اخلاقی حالت، معیارِ شرافت سے گری ہوئی ہو، اور جو باقرارِ خود مراق اور ہسٹیریا کا مریض ہو، اس کے دعوے کو صحیح سمجھنا تو کجا؟ اس کی طرف التفات کرنا بھی عقلاً، شرعاً، اخلاقاً، دیانتاً روا ہے؟ اس لئے میں نے عرض کیا تھا کہ آپ سے مرزا صاحب کے دعوے کو ماننے میں غلطی ہوئی ہے۔ خدارا! اپنے عقیدے پر نظرِ ثانی کیجئے، اور خدا تعالیٰ سے دُعائیں کیجئے کہ وہ کریم ہدایت کی طرف دستگیری فرمائے۔

۲:... اور اگر کوئی شخص پہلے معیار پر پورا اُترتا ہے، یعنی وہ جھوٹا بھی نہیں، بداخلاق بھی نہیں، ذہنی مریض بھی نہیں، تو اس کے بعد ہمارا فرض یہ ہوگا کہ یہ معلوم

کریں کہ اس کا دعویٰ کیا ہے؟ اور اس کے دعوے کو اچھی طرح سمجھ لیں، کیونکہ جب تک اس کا دعویٰ ہی منقح نہ ہو، اس کے صحیح یا غلط ہونے پر غور ہی نہیں ہوسکتا۔

جب ہم جناب مرزا صاحب کو اس معیار پر جانچتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انہیں خود بھی معلوم نہیں تھا کہ ان کا دعویٰ کیا ہے؟ انہوں نے اتنے مختلف اور متناقض دعوے کئے ہیں کہ ان کا منشا شاید وہ بھی نہیں جانتے تھے۔

کیا ایسا غبی مسیح بن سکتا ہے؟

ایک قادیانی کے جواب میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

مکرم ومحترم، زید لطفہ، آداب و دعوات!

نامۂ کرم موصول ہوا، یادفرمائی پر بہت بہت شکریہ! جناب نے ''ازالۂ اوہام'' کی جو طویل عبارت نقل فرمائی ہے، اس میں انہوں نے اقرار کیا ہے کہ انہوں نے ''براہین'' میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ لکھا تھا، مگر یہ عذر فرماتے ہیں کہ یہ رسمی عقیدہ لکھا تھا، مرزا صاحب تو تشریف فرما نہیں، ورنہ ان سے گزارش کرتا، لیکن آپ ان کے وکیل ہیں، آپ سے پوچھتا ہوں:

۱:... براہین میں مرزا صاحب نے جو عقیدہ تحریر فرمایا تھا وہ سچ تھا یا جھوٹ؟ اگر سچ تھا تو اس کے خلاف کا عقیدہ جھوٹ ہوگا، اور اگر جھوٹ تھا تو کیا ایسا شخص جو جھوٹے عقیدے لکھے، سچا کہلائے گا یا جھوٹا؟ اور کیا جھوٹا آدمی ''مسیح'' کا دعویٰ کرے تو وہ ''مسیحِ صادق'' ہوگا یا ''جھوٹا مسیح''؟

۲:... ''ازالہ'' میں مرزا صاحب نے جو تیس آیتیں وفاتِ مسیح کی لکھی ہیں وہ ''براہین'' کے زمانے میں قرآن میں موجود تھیں یا بعد میں اُتری تھیں؟ اگر پہلے بھی

موجود تھیں تو مرزا صاحب ان کا مطلب سمجھے تھے یا نہیں؟ اگر ان صریح اور کھلی کھلی آیتوں کا مطلب بھی نہیں سمجھے تھے تو کیا ایسا غبی آدمی ''مسیح'' بن سکتا ہے؟ اور جو شخص قرآن کی ایک دو نہیں بلکہ اکٹھی تیں صریح اور صاف آیتوں کے خلاف عقیدہ لکھے اور اسے دنیا میں شائع کرے، کیا وہ شخص ''ایمان دار'' آدمی کہلانے کا مستحق ہے؟

۳:... ''براہین'' ص: ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۵ کھول کر دیکھئے اور پھر بتایئے کہ مرزا صاحب نے اس عقیدہ کے لئے قرآن اور اپنے کشف: ''لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے۔'' اور اپنے الہام: ''عسٰی ربکم ان یرحکم علیکم.'' کا حوالہ نہیں دیا تھا؟ اگر دیا تھا تو ''ازالہ'' میں مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ: ''براہین میں اپنی طرف سے کوئی بحث نہیں کی گئی'' یہ سچ ہے یا جھوٹ؟ اگر سچ ہے، تو ذرا یہ فرمایئے کہ اپنی طرف سے بحث کرنا کسے کہتے ہیں؟ اور اگر یہ جھوٹ ہے تو مرزا صاحب سچے مسیح ہوئے یا ''جھوٹے مسیح''؟

اُمید ہے مزاجِ سامی بعافیت ہوں گے، جواب کا منتظر رہوں گا، جواب کے ساتھ میرا یہ عریضہ بھی بھیجئے۔ فقط والدعا!

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

''احمد رسول'' کی پیش گوئی کا مصداق؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

مکرم محترم مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ جس شفقت اور محبت سے خطوط کا جواب دیتے ہیں، اس کے متعلق میں سوائے جزاکم اللہ احسن الجزاء کے اور کیا کہہ سکتا ہوں؟ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت والی لمبی عمر عطا فرمائے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

حضرت عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام نے سورۂ صف میں جو ایک ''احمد رسول'' کی پیش گوئی کی ہے، اس میں آگے چل کر اُس ''احمد رسول'' کے متعلق کہا ہے کہ: ''وَهُوَ يُدْعٰى اِلَى الْاِسْلَامِ'' یعنی اور اس کو بلاتے ہیں مسلمان ہونے کو۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو خود داعیٔ اسلام ہیں، آپ کو مسلمان ہونے کو کون بلاسکتا ہے؟ اُمید ہے کہ آپ اس کی وضاحت فرماکر عنداللہ مأجور ہوں گے۔ خاکسار

محمد شفیع خان نجیب آبادی

۱۸/۷/۱۹۷۹ء

جواب:

اس آیتِ کریمہ میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ان منکرین کا ذکر ہے جن کے

بارے میں اس سے پہلی آیت میں فرمایا ہے: "فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ" اس لئے یہ آیت "ایک احمد رسولؐ" سے متعلق نہیں، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکذبین کو اس آیت میں "اَظْلَمُ"، "مفتری"، "يُدْعٰى اِلَى الْاِسْلَامِ" اور "وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ" کا مصداق قرار دیا گیا ہے، آپ کسی اُردو تفسیر کا مطالعہ فرمائیں۔ فقط والدعا!

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۱۳۹۹/۸/۲۵ھ

مرزائیوں کو دعوتِ غور و فکر!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

مخدوم و مکرم، زیدت الطافہم، آداب و دعوات!

جناب کا گرامی نامہ موصول ہوا، بحث تو میرا مقصد نہ پہلے تھا، نہ اب ہے، البتہ طلبِ حق کی دعوت مقصود ہے، حق تعالیٰ شانہ کے فضل و عنایت سے کیا بعید ہے کہ ہمارے ان بھائیوں کو، جو ہم سے کٹ گئے، دوبارہ ملادے، اور اپنی قدرت سے ہدایت کا فیصلہ فرمادے، اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ، وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ!

جناب جو گرامی نامہ تحریر فرمائیں گے، یہ ناکارہ اس کا جواب ضرور دے گا، مگر لڑائی مقصود نہیں، طلبِ حق کو مقصود بنانا چاہئے، اگر آپ مجھے دعوت دینا چاہتے ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ آپ جس کی دعوت دے رہے ہیں اس کا سچا ہونا دلائل سے ثابت کریں، اور میں آپ کو مرزا صاحب سے اجتناب کی دعوت دے رہا ہوں، میرا فرض ہے کہ میں مرزا صاحب کے جھوٹا ہونے پر دلائل پیش کروں، اور آپ سے بنظرِ انصاف غور کرنے کی توقع رکھوں۔

جانِ برادر! میں نے اپنے مضمون میں (جو چوہدری صاحب کے جواب میں

لکھا گیا تھا) جناب مرزا صاحب کی راستی، دیانت و امانت اور ان کی ذہنی صحت کا ایک خاکہ پیش کیا تھا، یا تو آپ یہ ارشاد فرماتے کہ جو باتیں میں نے لکھی ہیں، غلط ہیں، جناب مرزا صاحب کی کتابوں میں یہ باتیں موجود نہیں، یا آپ انصاف کے تقاضوں کے مطابق غور فرماتے کہ جو شخص اتنے بڑے بڑے جھوٹ بولتا ہو، انبیاؑ و اولیاؒ کی گستاخیاں کرتا ہو، باقرارِ خود مراق کا مریض ہو، نامحرم عورتوں سے پاؤں دبواتا ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے برتری کا دعویٰ کرتا ہو، کیا وہ ''مسیحِ موعود'' ہوسکتا ہے؟ نہیں...! بلکہ اس کو شریف آدمی کہنا بھی صحیح نہیں۔

یقین جانیئے! مجھے نہ تو مرزا صاحب سے کوئی ذاتی پرخاش ہے، نہ ان کی جماعت کے کسی فرد سے، میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ آپ سے مرزا صاحب کو ''مسیحِ موعود'' ماننے میں غلطی ہوئی ہے، ہوسکتا ہے کہ آپ نے اخلاص سے ہی ان کو مانا ہو، مگر غلطی بہرحال غلطی ہے، جب ایک شخص کا جھوٹا ہونا بالکل کھل کر سامنے آجائے تو انصاف و دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی ایسے شخص سے بیزار ہوجائے، قیامت کے دن صادقوں کو ان کا صدق کام دے گا...!

میں پہلے بھی کئی دوستوں سے عرض کرچکا ہوں اور آپ سے بھی عرض کرتا ہوں کہ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے ''مراق'' کا اقرار کیا ہے، اگر قیامت کے دن مرزا صاحب سے سوال ہوا کہ: تم نے ایسے دعوے کرکے خدا کی مخلوق کو کیوں گمراہ کیا؟ اور اُمتِ محمدیہؐ میں کیوں تفرقہ ڈالا؟ اور وہ اس کے جواب میں یہ عرض کریں کہ: اے اللہ! میں نے یہ سارے دعوے ''مراق'' کی بنا پر کئے تھے، اور اپنے ''مراق'' کا اقرار بھی خود اپنے قلم و زبان سے کیا تھا، یہ تو ان دانشمندوں سے پوچھیے کہ انہوں نے ایک مراقی کو مسیحِ موعود مان کر گمراہی کا راستہ کیوں اپنایا؟ اور تیرہ سو سال کے اسلامی عقائد سے کیوں انحراف کیا؟ تو آپ حضرات کے پاس مرزا صاحب کی اس دلیل کا کیا جواب ہوگا...؟

جانِ برادر! صحیح راستہ وہی ہے، جس پر مرزا صاحب سے پہلے تیرہ صدیوں کے ائمہ مجدّدین اور اکابرِ اُمت گامزن تھے، جناب مرزا صاحب نے نہ صرف ان بزرگوں کی طرف غلط باتیں منسوب کیں، بلکہ خدا و رسول کے کلام کو بھی غلط معنی پہنائے۔

میں آپ کی خیرخواہی کے لئے آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے موقف پر نظرِ ثانی فرمائیں، اور جناب مرزا صاحب کی اصل حالت پر غور فرما کر ان سے علیحدگی اختیار فرمائیں، اس کے لئے خدا تعالیٰ سے دُعائیں کریں، اور ہدایت کے لئے التجائیں کریں، علمائے اُمت تو یہی کرسکتے ہیں کہ کسی جھوٹے کا جھوٹا ہونا دلائل سے واضح کردیں، دلوں کو پھیرنا اور ہدایت کا نور ان میں بھر دینا یہ ان کے قبضے میں نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔

جناب نے اپنے گرامی نامے میں جو باتیں تحریر فرمائی ہیں، میں نے ان کا جواب لکھ کر بایں خیال بھیجنا مناسب نہیں سمجھا کہ یہ اصل دعوت سے ہٹ کر بے کار باتوں میں وقت ضائع کرنا ہے، آپ کی جماعت کے بہت سے لوگ اس ناکارہ کو خط لکھتے ہیں، اور مضمون تقریباً یکساں ہوتا ہے، میں سب کو یہی دعوت دیتا ہوں کہ مرزا صاحب کا دعویٰ صحیح نہیں، آپ خدا کے لئے اپنی آخرت کی فکر کیجئے! قیامت کے دن کسی کی کوئی تأویل کام نہ دے گی، اور اگر آپ کو میری اس دعوت میں تردّد ہو تو میں ناچیز استطاعت کے مطابق مرزا صاحب کا مفتری ہونا، سمجھانے کے لئے تیار ہوں، اس کے باوجود اگر آپ اصرار کرتے ہیں کہ مرزا صاحب برحق ہیں تو میں آپ کو گواہ بنانا چاہتا ہوں کہ میں نے آپ حضرات کی خدمت میں مرزا صاحب کو چھوڑنے اور دینِ اسلام کی طرف پلٹ آنے کی دعوت دی تھی، آپ قیامت کے دن میرے حق میں یہ گواہی ضرور دیں، فقط والدعا!

آپ کا مخلص

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

کافر گر مُلاَّ کا مصداق: غلام احمد قادیانی!

غلط فہمی کے شکار ایک قادیانی کی خدمت میں

مکرمی مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی

سلامِ مسنون!

گزشتہ جمعہ کے اخبار جنگ میں ایک سوال کے جواب میں آپ کے قلم سے اس حقیقت کا اظہار پڑھ کر انتہائی خوشگوار تعجب ہوا کہ آپ کے نزدیک ابھی تک مسلمان ہونے کے لئے کلمۂ شہادت پڑھنا کافی ہے، گو یہ اظہار یقیناً میرے پیارے آقا و مولیٰ سیّدنا حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق ہے، اور آپ کا اس کو دُہرانا معمول کے مطابق ایک بات ہے، لیکن پھر بھی اس میں میرے تعجب کا سبب موجودہ حالات ہیں، جن میں جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ فرمودۂ رسول مُلاَّ کے رویے کافر گری کا شکار ہو کر اب عملاً متروک ہو چکا ہے، اور کم از کم پاکستان کی حدود میں نافذ العمل نہیں رہا، وطنِ عزیز میں مُلاَّ نے اپنی دُکان کو چلائے رکھنے کے لئے حسبِ ضرورت اس سادہ تعلیم میں پیوندکاری کر کے مسلمانوں کو کافر قرار دینا اپنا مشغلہ بنا رکھا ہے، جس کی حالیہ مثال مُلاَّ اور مجاہدِ ختم نبوت کے روٹی اور کرسی کی بقا کے لئے کئے جانے والے ناپاک گٹھ جوڑ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی مسلمان کی وہ تعریف ہے جس نے اللہ اور رسول صلعم کے فرمودات پر مشتمل آپ کی تحریر کردہ اسلامی تعلیم کی جگہ لے لی ہے۔

اس رائج تعریف کی دینی حیثیت کیا ہے؟ اور اس کے مرتبین اور منظور کرنے والوں کا دین میں خود کیا مقام ہے؟ یا اس کے دنیوی اغراض و مقاصد کیا تھے؟ ان سوالات سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ ان کے جواب کسی سیاسی کالم میں مناسب معلوم ہوں گے، کیونکہ یہ سب کچھ ایک سیاسی ڈرامہ ہی تو تھا، میرا سوال تو آپ سے یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے جس طریقۂ کار کا آپ نے ذکر فرمایا ہے، اگر وہ خدا اور رسول صلعم کا فرمودہ اور اسلامی تعلیم ہے، تو پھر بار بار کلمۂ شہادت پڑھنے اور اس پر ایمان رکھنے کے باوجود جماعتِ احمدیہ سے تعلق رکھنے والے لاکھوں مسلمانوں پر دستوری طور پر ''ناٹ مسلم'' کا ٹھپہ کیوں غیر اسلام نہیں؟ اور کیا کوئی آئین، دستور، قانون اور سازش اس اسلامی تعلیم پر بھی بھاری ہے؟

اُمید ہے جواب سے محروم نہ رکھیں گے۔ والسلام!

خاکسار جمیل احمد بٹ، کراچی

جواب:

مکرم و محترم، زید لطفہٗ آداب و دعوات!

نامۂ کرم ملا، جس ''کافر گر مُلاَّ'' کا آپ نے تذکرہ فرمایا، وہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے، جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والوں کو کافر اور جہنمی قرار دیا، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے اپنی پیروی کو مدارِ نجات ٹھہرایا، اللہ تعالیٰ ایسے ''کافر گر مُلاَّؤں'' کے دامِ فریب سے ہر عقلمند کو محفوظ رکھے، آمین!

بلاشبہ جس ''کافر گر مُلاَّ'' کا آپ نے ذکر کیا ہے اس کی حرکت واقعی لائقِ احتجاج ہے، اس نے کسی خاص فرد یا گروہ کو نہیں، بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اُمت کو کافر و مشرک اور جہنمی قرار دے کر اپنے ''ذوقِ کافرگری'' کو تسکین دی

ہے، اس کے کیمپ سے یہ آواز لگائی گئی:

الف:... ’’ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے، مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے، مگر محمد کو نہیں مانتا ہے، یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیحِ موعود کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر، بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص:۱۱۰)

ب:... ’’کل مسلمان جو حضرت مسیحِ موعود کو نہیں مانتے، خواہ انہوں نے حضرت مسیحِ موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘ (آئینۂ صداقت ص:۳۵)

کیا آپ اس ’’کافر گر مُلاَّ‘‘ کے خلاف احتجاج کریں گے؟ جناب کو شاید علم ہوگا کہ اس ’’مُلاَّ‘‘ کا نام غلام احمد قادیانی تھا، جو مراق کا مریض ہونے کے علاوہ عام لوگوں پر ہی نہیں، بلکہ خدا و رسول پر بھی پیٹ بھر کر جھوٹ بولنے کا عادی تھا، خدا تعالیٰ ہر عقلمند کو اس ’’کافر گر مُلاَّ‘‘ کی فتنہ پردازی سے محفوظ رکھے، فقط والدعا!

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

قسمیں اُٹھانے کی بجائے دلائل کی ضرورت

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

مکرم ومحترم جناب مولانا صاحب سلامِ نیاز!

۱:... ایک خط آپ کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری معرفت اخبار جنگ بھجوایا تھا، جو انکار (Refund) ہوکر واپس آگیا ہے، مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ خط آپ کے ایما پر واپس کیا گیا ہو؟

ج:... جی ہاں! میرے علم کے بغیر ایسا ہوا ہے، میں کسی کا رجسٹری خط واپس نہیں کیا کرتا، البتہ مرزا ناصر احمد صاحب کو یہ مقامِ عالی نصیب ہے۔

۲:... اب دوبارہ یہ خط آپ کے نیوٹاؤن مسجد کے پتہ پر بھجوا رہا ہوں۔

ج:... رجسٹری کرنے کی ضرورت نہیں، سادہ ڈاک میں بھیج دینا کافی ہے۔

۳:... عرض یہ ہے کہ میرے نزدیک آپ مدعی اور جماعتِ احمدیہ مدعا علیہ نہیں، بلکہ آپ نے جماعتِ احمدیہ پر یہ بہتان لگایا ہے۔

ج:... الزام لگانے والے کو ہی ''مدعی'' کہتے ہیں۔

۴:... آپ کا یہ کہنا کہ ہم احمدی لوگ کلمہ میں ''محمد رسول اللہ'' سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیتے، بلکہ اس سے مراد مرزا غلام احمد لیتے ہیں، سراسر

بہتان ہے، میں نے موٴکد بہ لعنت قسم سے اس کی تردید کی تھی، تو آپ پر واجب تھا کہ یا تو اپنے بہتان کو واپس لیتے یا مقابلہ میں موٴکد بہ لعنت قسم اُٹھاتے، اور یہی مباہلہ کی شرط ہوتی ہے، میں اُمید رکھتا ہوں کہ آں محترم یا تو موٴکد بہ لعنت قسم اُٹھائیں گے یا اپنا بہتان واپس لے لیں گے۔ نیازمند عبدالمجید، کراچی

ج:... یہ جان چھڑانے کی پُرانی قادیانی رَوش ہے کہ وہ ہمیشہ لعنت کے نیچے رہنے کو پسند کرتے ہیں، اسی طرح یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی بھی عادت رہی ہے کہ وہ بجائے دلائل دینے کے ہمیشہ اپنی اُمت کو دھوکا دیتا اور جھوٹی قسمیں اُٹھاتا رہا، اسی سبق کو آپ بھی دُہرا رہے ہیں۔ دلائل کی دُنیا میں قسمیں کام نہیں دیتیں، بلکہ صاف صاف دلائل لائیے۔ بھلا یہ بھی کوئی موٴکد بہ لعنت قسم کی بات ہے کہ میں آپ کے نبی کے دعویٰ اور الہامات پیش کرتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو ”محمد رسول اللہ“ کہتا ہے، اور آپ موٴکد بہ لعنت قسم اُٹھاتے ہیں کہ ہم پر یہ بہتان اور الزام ہے اور آپ کا دعویٰ غلط ہے۔

(۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

مکرم مولانا صاحب، سلامِ نیاز!

ا:... میں نے آپ کے بہت سے سوالات مرسلہ کے جوابات کے لئے قاضی محمد نذیر صاحب کو تکلیف دی تھی، اور ان کے جوابات آپ کو بھجوادیئے تھے، اب آپ ان کے جوابات پر کچھ لکھنے سے پہلے میرے ذریعہ ان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ قاضی صاحب نے آپ کے مسلّمہ بزرگوں کی جو عبارتیں پیش کی تھیں، ان عبارتوں کو اُنہوں نے باطل جانتے ہوئے پیش کیا ہے یا حق جانتے ہوئے۔ میرے نزدیک اس بات کا

جواب قاضی صاحب سے لینے کی ضرورت نہیں۔

ج:...ضرورت اس لئے ہے کہ جناب قاضی صاحب کا اپنا موقف بصراحت سامنے آجائے۔

۲:... یہ بات ظاہر ہے کہ اُنہوں نے بروز، ظلیت وغیرہ کی تشریح میں آپ کے مسلمہ بزرگوں کی عبارتوں کو اپنی تائید میں پیش کیا ہے، تو وہ ان عبارتوں کو اُصولی طور پر سچا ہی جانتے ہیں، تبھی اپنی تائید میں پیش کرسکتے ہیں۔

ج:... ''اُصولی طور پر'' سچا جاننے کا کیا مطلب ہے؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔

۳:...آپ قاضی صاحب سے یہ بھی پوچھنا چاہتے ہیں کہ کسی کی عبارتوں کو منشائے متکلم کے خلاف معنی پہنانا بددیانتی اور تحریف اور خیانت ہے یا نہیں؟ یہ بات بھی ان سے پوچھنا غیرضروری ہے، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ایسا کرنا ضرور بددیانتی، تحریف اور خیانت ہے۔

ج:... جزاک اللہ! آپ نے قاضی نذیر صاحب کے پیش کردہ مزعومہ دلائل کا قصہ خود ہی پاک کردیا۔

۴:...قاضی صاحب خود آپ کو مرسلہ مضمون میں لکھ چکے ہیں: ''تفسیر القول بما لا یرضٰی به قائلهٗ درست نہیں ہوتی۔'' (ص:۵ سطر:۲۷) پس ان کی طرف سے آپ کے دوسرے سوال کا جواب تو پہلے سے موجود ہے۔

پس اگر آپ قاضی صاحب کے مضمون پر کچھ تبصرہ کرنا چاہتے ہیں، تو مجھے لکھ کر بھیج دیں۔

ج:...اس کا تفصیلی جواب الگ کاغذ پر لکھ کر بھیج رہا ہوں۔

۵:... میں خود موازنہ کرلوں گا کہ قاضی صاحب نے آپ کے بزرگوں کے حوالہ جات پیش کرنے میں کیا غلطی کی ہے؟

ج:... غلطی نہیں، بلکہ تحریف کی ہے، میں دلائل سے اس کو واضح کروں گا۔

۶:... پھر اگر ضرورت سمجھی تو ان سے وضاحت طلب کرکے آپ کو ان کے عندیہ سے مطلع کردوں گا۔

قاضی صاحب نے "توفّی" کے متعلق جو بحث کی ہے، اس پر آپ کے وعدہ کے مطابق آپ کی تنقید کا شدید انتظار ہے، اس بارہ میں مزید انتظار میں نہ رکھیں۔

ج:... مجھے بھی "رفع" اور "بل" کی بحث میں قاضی صاحب کے افادات کا انتظار ہے، جب تک ایک بحث کا تصفیہ نہ ہوجائے، دوسرا موضوع شروع کرنا بے سود ہے۔

۷:... مباہلہ کے سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ آپ نے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد کی دو عبارتوں سے غلط استدلال کیا تھا۔

ج:... میرے استدلال میں کیا غلطی تھی؟ اس کی وضاحت فرمادیں تاکہ بات مزید جاری رکھی جاسکے۔

۸:... یعنی آپ نے ان کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ قرار دے کر نئے کلمہ کی ضرورت سے انکار کو اپنی طرف سے یہ معنی پہنائے تھے کہ احمدی کلمہ شریف میں "محمد رسول اللہ" سے مراد مرزا صاحب کو لیتے ہیں، اور مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد لیتے ہیں۔

ج:... جب مرزا صاحب، بقول قادیانی صاحبان کے بعینہٖ "محمد رسول اللہ" ہیں، تو میں نے غلط فہمی پھیلائی ہے؟ یا خود قادیانیوں نے غلطی کھائی؟

۹:... آپ نے احمدیوں کے متعلق اس طرح یہ غلط فہمی پبلک میں پھیلانے کی کوشش کی کہ وہ کلمہ شریف میں "محمد رسول اللہ" کے الفاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہیں لیتے، چونکہ آپ کا احمدیوں پر یہ بہتان تھا، اس لئے میں نے بحیثیت ایک احمدی کے اپنی صفائی مؤکد بہ لعنت حلف سے پیش کی۔

ج:... مبارک ہو! میں آپ کے اس سوال کا جواب پہلے خط میں لکھ چکا ہوں کہ یہ مرزاجی کی پرانی رَوش ہے کہ جب وہ دلائل سے عاجز آجاتے ہیں تو مؤکد بہ لعنت قسمیں اُٹھاکر اپنے مریدین کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور وہی آپ نے بھی کیا۔

۱۰:... آپ کو بھی بالمقابل ایسی حلف کی دعوت دی، اگر آپ حلف اُٹھالیتے تو میں سمجھ لیتا کہ آپ اپنے استنباط میں اپنے آپ کو سنجیدہ جانتے ہیں۔

ج:... کیا استنباط پر مباہلے ہوا کرتے ہیں؟

۱۱:... آپ کو چاہئے تھا کہ نتیجہ کو خدا کے حوالے کردیتے، مگر آپ نے تو اس معاملہ کو عدالتی رنگ دینے کے لئے اپنے آپ کو مدعی ظاہر کیا۔

ج:... مدعی اور مدعا علیہ صرف عدالت میں نہیں ہوتے، علمی مباحث میں بھی ہوتے ہیں، اور مدعی کے ذمہ حلف نہ عدالت میں ہوتا ہے، نہ علمی بحث میں۔

۱۲:... آپ نے مدعی بن کر اپنے لئے قسم کو غیرمشروع قرار دیا۔

ج:... جی ہاں! دین و شریعت اور دُنیا بھر کی عدالتوں کا یہی دستور ہے کہ مدعی پر قسم نہیں ہے۔

۱۳:... حالانکہ آپ سمجھ رہے تھے کہ میرا آپ سے ایسا مطالبہ مباہلہ کی رُوح کا حامل ہے، جس سے آپ اپنے آپ کو مدعی ظاہر کرکے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ج:... مباہلہ کی شرائط؟ اور اس کا نتیجہ؟ اور پھر مباہلہ کرنا تھا تو اپنے اُوپر لعنتیں برسانے سے پہلے آپ کو دعوت دینی چاہئے تھی۔

۱۴:... لہٰذا قاضی صاحب اس مشورہ دینے میں حق بجانب ہیں کہ اس طرح بالمقابل مؤکد بہ لعنت اللہ علی الکاذبین کی حلف کو مباہلہ سمجھا جائے۔

ج:... آپ کے پہلے موقف اور قاضی صاحب کے مشورہ کے بعد اختیار کردہ

موقف میں کیا فرق ہوا؟

۱۵:...اب میری اس وضاحت پر کہ میرا مطالبہ آپ کو مباہلہ کی دعوت ہے، آپ نے یہ شرط عائد کردی ہے کہ میں پہلے اعتراف کروں کہ پہلے مؤکد بہ لعنت حلف اُٹھانا میری غلطی تھی، پھر آپ مجھے مباہلہ کا فلسفہ اور اس کی شرائط سمجھائیں گے، یہ بھی مباہلہ سے بچنے کا ایک حیلہ ہے، اور اس پر ''نہ نو من تیل ہوگا، نہ رادھا ناچے گی'' کی ضرب المثل صادق آتی ہے۔

ج:... جی ہاں! مرزا صاحب کے وقت سے آج تک قادیانی صاحبان اسی ضرب المثل کا مصداق ہیں۔

۱۶:... یہ تو آپ بھی سمجھتے ہیں کہ میں اپنے آپ کو اس حلف کے اُٹھانے میں غلطی پر نہیں سمجھتا، لہٰذا آپ سمجھتے ہیں کہ میں تو اسے اپنی غلطی قرار نہیں دوں گا، لہٰذا آپ سے مجھ پر شرط پورا نہ کرنے کا الزام دے کر اسے مباہلہ سے بچنے کا حیلہ بنالیا۔

ج:...اگر غلطی سمجھ میں آنے لگے تو آدمی قادیانی ہی کیوں بنے؟ اصل آفت تو یہی ہے کہ غلطی کو غلطی سمجھنے کی استعداد ختم ہوچکی ہے۔

۱۷:... ہمارے امام حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے صاف فرمادیا ہے کہ کلمہ شریف تمام انبیأ میں سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا ہے، اور یہ آپ کا امتیاز ہے۔

ج:... یہ خلیفہ صاحب نے بالکل غلط اور من گھڑت بات کہی ہے، جائے عبرت ہے کہ ایک جھوٹی نبوت کو ہضم کرنے کے لئے کتنے نئے جھوٹ گھڑنے پڑے!

۱۸:... جماعتِ احمدیہ اس لئے کلمہ شریف میں ''محمد رسول اللہ'' سے مراد اپنے امام کے قول کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی جانتی ہے اور مرزا بشیر احمد صاحب کے کسی قول کا مطلب ہم یہ نہیں جانتے کہ ان کے نزدیک کلمہ شریف میں ''محمد رسول اللہ'' سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہیں۔

ج:... کیا صریح الفاظ کو بھی مطلب پہنانے کی ضرورت ہوتی ہے؟ اگر ایسا نہیں، تو ایک بار پھر کلمۃ الفصل کی عبارت کو پڑھ لیجئے!

۱۹:... پس اگر آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تحریر کی روشنی میں اپنے الزام کو احمدیوں سے واپس لے لیں تو پھر مباہلہ کی ضرورت نہیں رہتی، لیکن آپ احمدیوں پر بہتان بھی لگائیں اور پھر کوئی احمدی صفائی پیش کرنے کے لئے آپ سے مباہلہ پر آمادہ ہو تو پھر آپ کے اُس کے بالمقابل مؤکد بہ لعنت اللہ علی الکاذبین حلف کے اُٹھانے کے لئے عذرات تراشنے سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ آپ اپنے اس الزام کے لگانے میں سنجیدہ نہیں ہیں، اگر آپ مباہلہ نہ کرنا چاہیں تو میں آپ کو مجبور نہیں کرسکتا۔

ج:... میں الزام کیوں واپس لوں؟ آپ یہ بتائیں کہ مرزا بشیر احمد صاحب کی عبارت کا مطلب اس کے سوا کیا ہے جو میں نے سمجھا ہے؟

۲۰:... لیکن ایچا پیچی اور ہیر پھیر کرنا تو دعوت الی الخیر اور الموعظۃ الحسنۃ نہیں۔

ج:... اور مرزا صاحب اور ان کی جماعت کا سارا مدار ہی ایچا پیچی اور تأویل وتحریف پر ہے، ان کے بارے میں کیا رائے ہے؟

۲۱:... میرا خیال ہے کہ یہ محض مباہلہ سے بچنے کے لئے عافیت کوشی ہے، مگر یہ یاد رکھیں کہ بہتان باندھ کر قیامت کے دن جواب دہی سے آپ بری الذمہ نہیں ہوسکتے، کیونکہ ہم پر آپ نے ظلم کی راہ سے بہتان باندھا ہے کہ ہم لوگ کلمہ شریف ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھتے ہیں، تو ''رسول اللہ'' سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیتے، بلکہ مرزا غلام احمد مراد لیتے ہیں۔

ج:... اور یہ ظلم خود آپ کے بڑوں نے اپنے اُوپر کیا ہے، اس لئے اسے اپنے خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود کا تحفہ سمجھئے!

۲۲:... آپ حضرت مرزا غلام احمد یا آپ کے خلفاء میں سے کسی کا ایسا قول

پیش نہیں کرسکتے کہ کلمہ شریف میں ''محمد رسول اللہ'' سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں، مرزا بشیر احمد صاحب کے کسی قول میں بھی یہ بات مذکور نہیں۔

ج:...اور کیا مذکور ہے؟ اس کی وضاحت ارسال کریں۔

۲۳:...آپ کے استنباط کو ہم بہتان اور تفسیر القول لما لا یرضیٰ به قائلهٗ کا مصداق جانتے ہیں، جو آپ کے نزدیک بھی آپ کی اپنی چٹھی کے رو سے بددیانتی، خیانت اور تحریف ہوتی ہے۔

ج:... بالکل صحیح فرمایا! بددیانتی، خیانت اور تحریف کو نقل کرنا بھی صورۃً یہی ہے، مگر نقلِ کفر کفر نباشد!

۲۴:...آپ کی اصل حیثیت ہمارے نزدیک مسیحِ موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں منکر کی ہے۔

ج:... پہلے اپنے مسیحِ موعود کو ''مسیحِ موعود'' بنالیجئے، پھر منکروں کے منکر ہونے کی نوبت آئے گی۔

۲۵:... اور منکر کو دعوتِ مباہلہ دی جاسکتی ہے، جب وہ کوئی بہتان باندھے، فقط۔

نیازمند عبدالمجید، کراچی

ج:...دعوتِ مباہلہ تو مرزا صاحب کے وقت سے آپ دے رہے ہیں، لیکن نتیجہ وہی ہوگا جو مولانا عبدالحق امرتسریؒ کے مباہلہ کا ہوا تھا کہ مرزا جی، مولانا عبدالحق امرتسریؒ کی زندگی میں منہ مانگی ہیضے کی موت مرگئے اور مولانا عبدالحق امرتسریؒ ایک عرصہ تک زندہ رہے اور اپنی موت آپ اس دُنیا سے رُخصت ہوئے۔

اسلام لانے کی شرائط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

مکرم ومحترم، زیدت الطافہم، آداب ودعوات!

خط بند کرچکا تھا، خیال آیا کہ دعوتِ اسلام کے بارے میں بھی دو حرف لکھ دوں، جیسا کہ گزشتہ عریضہ میں لکھ چکا ہوں، اس دعوت سے دو مقصد ہیں (بطورِ منع الخلو) یا تو اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت سے نواز دیں گے، تو یہ آپ کے لئے اور آپ کے طفیل اس ناکارہ کے لئے ذریعۂ نجات بن جائے گا، یا کم از کم آپ میری دعوت کے گواہ تو بن ہی جائیں گے، یہ بھی انشاء اللہ میرے لئے ذریعۂ نجات ہوگا۔

رہا آپ کا یہ ارشاد کہ کلمہ ''محمد رسول اللہ'' تو آپ اب بھی پڑھتے ہیں، اسلام لانے کے بعد کون سا کلمہ پڑھنے کا حکم ہوگا؟ یا یہ کہ اب آپ اس کلمے سے کیوں مسلمان نہیں ہوتے، پھر کیسے ہوجائیں گے؟

اس کے بارے میں گزارش ہے کہ کلمہ ''محمد رسول اللہ'' سے مقصود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر آپؐ کی فرمودہ ہر بات کو بغیر چوں وچرا اور بغیر کسی خدشے کے مان لینا، جب تک یہ نہ ہو، ایمان نہیں۔

علاوہ ازیں اسلام لانے کے لئے کلمہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ منافیٔ اسلام

ادیان و مذاہب اور اقوال و افعال سے برأت بھی شرط ہے، جب تک یہ تبری (برأت) نہ ہو آدمی مسلمان نہیں ہوتا، مثلاً: ایک شخص کسی بت یا قبر یا بزرگ کو خدا کا ظل سمجھ کر سجدہ کرتا ہے تو اس کا یہ فعل اسلام کے منافی ہے، جب تک توبہ نہ کرے اس کا ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھنا کافی نہیں، اسی طرح کوئی شخص کسی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل سمجھ کر ''محمد رسول اللہ'' کہتا ہے، وہ جب تک اس سے تبری (اظہارِ برأت) نہ کرے، اس کا کلمہ پڑھنا کافی نہ ہوگا۔ اور توبہ و تبری کے بعد بھی اگرچہ وہ کلمہ یہی پڑھے گا مگر اس کے عقیدے میں زمین و آسمان اور کفر و ایمان کا فرق ہوگا۔ فقط والدعا!

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۶؍ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

مرزائی اخلاق اور اسلامی شائستگی

مرزائی اُمت کی ''شائستگی'' حذف کرکے خط کے
ضروری اقتباسات اور حضرتؒ کا جواب ملاحظہ ہو:......(مرتب)

جناب محمد یوسف لدھیانوی صاحب

سلام من اتبعی الھدیٰ! (نقل مطابق اصل) ازیں پیشتر ایک عریضہ آپ کی خدمت میں ارسال کیا تھا، اور اس خط سے بھی آپ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ آپ کا خصوصی تعصب سے بھرا صفحہ کتنے غور سے پڑھتا ہوں، لیکن کمال یہ ہے کہ آپ اپنی تو بڑے شور سے کہہ جاتے ہیں، کیونکہ آپ کے پاس ''جنگ'' اخبار کا ''جنگی'' صفحہ ہے، لیکن دوسروں کی سننے یا پڑھنے یا اس کا جواب دینے کے آپ روادار نہیں ہوتے، جیسا کہ میرے پہلے عریضہ کا آپ حشر کرچکے ہیں، اور آپ جن صاحبان کے جواب دیتے ہیں ان بیچاروں کی استعداد ہی اتنی ہوتی ہے کہ آپ اللہ و رسولؐ کے نام کو استعمال کرلیں تو وہ آمنا وصدقنا کہہ کر آپ کے ہر فتویٰ کو (نعوذ باللہ) اللہ و رسولؐ کے اَحکام سے بھی بالاتر سمجھنے میں مجبور ہوتے ہیں، کیونکہ ان کے پاس علم تو ہوتا نہیں، بلکہ آپ ہی کے دعویٰ پر آپ کو واقعی وارثِ رسولؐ سمجھے جارہے ہیں، ورنہ شاید آپ کو احساس نہیں کہ جہاں کہیں بھی آپ فتویٰ داغتے ہیں، تو اس میں صریحاً آپ اپنی ذاتی انا، ذہنیت اور پکی روٹی تک محدود علم کا ''گھپلا'' ہوتا ہے، لیکن جنگ اخبار کے اکثر قارئین ایسے بھی ہیں جو آپ کی علمی حالت پر خون کے آنسو روتے ہیں، لیکن مجبور ہیں، کچھ کہہ

نہیں سکتے۔

اس بار بھی ۲۰/اکتوبر کا جنگ پڑھا ہے، یہ دیکھ کر پھر دکھ ہوا کہ آپ اس دورِ جدید اور سائنسی دور میں رہ کر بھی لوگوں کے مسائل خالصتاً قرآن و سنت کو عملاً پیچھے چھوڑ کر حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، آپ کے لٹھ مار فتاویٰ سے ہی آج کی نوجوان نسل دینِ اسلام سے بھاگ کھڑی ہوئی ہے، اور یہ محض آپ جیسے مفتیوں اور علماً کی متعصب ذہنیت کی وجہ سے ہو رہا ہے..... عبدالرؤف لودھی، کوئٹہ

جواب:

گرامی مفاخر جناب لودھی صاحب، آداب و دعوات!

عتاب نامہ (محررہ ۱۹۷۸/۱۰/۲۵ء) موصول ہوا، جناب کی عنایت و توجہ کا بہت بہت شکریہ۔ جناب نے اس فقیر کے حق میں جو کچھ ارشاد فرمایا، میں اسے جناب کی وسعتِ ظرفی سمجھتا ہوں، تین وجہ سے:

اوّل:... میں اس سے بھی بدرجہا فروتر ہوں جو کچھ آپ نے فرمایا۔

دوم:... یہ حق کی بہت ہی خفیف سزا ہے جو آپ نے دینا چاہی۔

سوم:... آپ نے اپنے نبی کی سنت پر عمل فرمایا، اور وہ بھی بہت ہلکے پھلکے انداز میں، لہٰذا مجھے اپنے نبی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کہنا چاہئے: **اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون!**

حق تعالیٰ آپ کو حسنِ ظن کی جزائے خیر دے۔

جانِ برادر! لوگ سوال کرتے ہیں، یہ فقیر اپنی ناقص فہم کے مطابق اس کا جواب لکھ دیتا ہے، اس میں غصے اور جھنجھلاہٹ کی کیا بات ہے؟ اگر آپ کے نزدیک کوئی جواب قواعدِ شرعیہ کے خلاف ہے تو اس پر گرفت کرسکتے ہیں کہ یہ فلاں شرعی قاعدے کی رُو سے غلط ہے۔ باقی رہے مناظرے اور گالم گلوچ! تو یہ ایک صدی سے

ہو ہی رہا ہے، اب کوئی کہاں تک کرتا جائے۔

بہرحال آپ کو اختیار ہے کہ جس قسم کی چاہیں فقیر کے بارہ میں رائے قائم کریں، اور جو کچھ فرمانا چاہیں فرمائیں، میں دُنیا و آخرت میں آپ کو معاف کرتا ہوں۔ اگر جناب مرزا صاحب کی نبوّت و مسیحیت اس قسم کے طرزِ تخاطب سے فروغ پاسکتی ہے تو یہ آپ کے لئے بڑی سعادت ہوگی، اور میرا کچھ نہیں بگڑے گا، کل اُمتِ محمدیہ کے کافر و مشرک ٹھہرائے جانے سے کچھ نہیں بگڑا تو یہ فقیر کس شمار میں ہے؟

بحمداللہ! فقیر آپ کی دُعا سے بصحت و عافیت ہے، اُمید ہے مزاجِ سامی بعافیت ہوں گے، کبھی نیوٹاؤن تشریف لائیے اور شرفِ میزبانی بخشئے، فقط والدعا!

آپ کا مخلص

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۲۸/ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ

قادیانیوں سے ہمدردانہ درخواست

مرزائی اُمت کی ''کوثر وتسنیم'' سے دُھلی زبان کے شاہپاروں کو قلم زد کر کے متعلقہ ضروری اقتباسات اور ان کا جواب:............................(مرتب)

محترم جناب محمد یوسف صاحب!

سلام من اتبعی الھدیٰ، (نقل مطابق اصل) اُمید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے، آمین!

آپ کا ۲۸/ ذیقعدہ والا خط یہاں مظفر گڑھ میں ملا ہے، جبکہ میں چند ایام کی رُخصت پر آیا ہوا ہوں.....

آپ کا خط پڑھ کر مجھے احساس ہو رہا ہے کہ آپ صرف روزنامہ جنگ کے میدان کے شیر ہیں، اس میں لکھنے کی آپ کو کھلی چھٹی ہے، خواہ قارئین کے مسائل کا کوئی حل بروئے قرآن وسنت ہو یا نہ ہو، مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ بالآخر آپ نے بھی اپنے پیٹ کو کچھ ایندھن مہیا کرنا ہوتا ہے، کسی نہ کسی طور تو کما کھائے مچھندر!

.....حقیقت تو یہی ہے کہ میں نے آپ پر طعنہ زنی نہیں کی تھی، بلکہ صاف صاف الزام عائد کئے تھے، لیکن ہوا یہ کہ الزامات کے جواب میں آپ نے اپنی بریت کی کوئی ایک بھی سبیل نہ نکالی، اور کیا یہ بہتر نہ تھا کہ آپ میرے ''ظرف'' کو اپنے

پیمانے سے تولنے کی بجائے اپنے ''ظرفِ عالی'' کا بھی پہلے جائزہ لے لیتے، آپ نے میرے ظرف کی وسعت کی بھی ایک ہی کہی......

آپ نے اس احقر کو کراچی پہنچ کر ملنے کی دعوت دی ہے، شکریہ! انشاءَ اللہ جب بھی کراچی پہنچا تو آپ کے نیاز حاصل کرنے کی حتی المقدور کوشش کروں گا۔ میرا کراچی آنا جانا ہوتا ہی رہتا ہے، لیکن سوچتا ہوں کہ نیوٹاؤن تو کافی وسیع علاقہ ہے نہ معلوم آپ کا دفتر بآسانی ملے کہ نہ ملے، کچھ مزید اتہ پتہ لکھ بھیجتے تو کرم ہوتا۔

اسی طرح میری طرف سے بھی مخلصانہ اِک دعوتِ غریبانہ قبول فرمائیے، وہ یہ کہ ۲۶، ۲۷ اور ۲۸/دسمبر ۱۹۷۸ء کے ایام میں جماعتِ احمدیہ کا جلسہ ربوہ میں ہونے والا ہے..... اگر آپ مزید تحقیق کرنا چاہیں تا کہ اس جماعت کو قریب سے بھی مطالعہ کرلیا جائے تو زہے نصیب!

میں یہ دعوت محض اللہ اور آپ کے طبقہ کی پھیلائی ہوئی لاتعداد غلط فہمیوں اور بہتانوں کی بچشمِ خود چھان بین کرنے کی غرض سے دے رہا ہوں..... فقط والسلام!

احقر الزمن

عبدالرؤف لودھی

جواب:

مخدوم و مکرم، زیدت الطافہم، آداب دعوات!

نامۂ کرم (محررہ ۱۶/۱۱/۱۹۷۸ء) موصول ہوا، لطف و کرم کا بہت بہت شکریہ! غصہ اور جھنجھلاہٹ کی تلخی پہلے عتاب نامہ سے اگرچہ خاصی کم ہے، تاہم اب بھی اتنی زیادہ ہے کہ شیرینی کو ایلوا بنا سکتی ہے، خیر! جزاکم اللہ، بقولِ عارف:

جواب تلخ می زیبد لب لعلِ شکر خارا

مخدوما! اس فقیر نے آپ پر طنز نہیں کیا، آپ نے دِل کی گہرائیوں سے نکلی

ہوئی بات کو بھی طنز سمجھا، یہ اسی احساسِ کہتری کا نتیجہ ہے، جو غصہ اور جھنجھلاہٹ سے جنم لیتی ہے۔

مکرما! آپ میری ذات کی حد تک جو کچھ بھی فرمائیں، میں اپنے آپ کو اس سے بھی فروتر سمجھتا ہوں، اور اپنے مالک کی ستاری پر نظر رکھتا ہوں، اس لئے جناب کے ''صاف صاف الزامات'' کا جواب نہیں دوں گا، آپ ''پیٹ کے ایندھن'' کی بات کریں، یا ''کما کھائے مچھندر'' کی، مجھے اس زبان میں بہرحال بات نہیں کرنی چاہئے۔

محترما! مجھے نہ آپ سے کوئی کدّ ہے، نہ آپ کی جماعت سے ذاتی مخاصمت ہے، نہ جناب مرزا صاحب بالقابہ سے، نفرت ہے تو بس اس غلط روی سے جس کی بنیاد جناب مرزا صاحب نے ڈالی اور جس پر آپ کی جماعت رواں دواں ہے، یہ جناب کا حسنِ ظن ہے کہ اس فقیر نے مرزا صاحب کو پڑھے بغیر ہی انہیں جھوٹا سمجھ لیا ہے، اس ناکارہ کو جناب مرزا صاحب کے مطالعہ کا جتنا شرف حاصل ہے (اگر یہ شرف کی چیز ہے) ان کی جماعت کے کم ہی افراد کو حاصل ہوگا، اور اب بھی یہ شغل سدابہار ہے۔ میں نے جناب مرزا صاحب کے بارے میں جو رائے قائم کی ہے، ...وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا... وہ سنی سنائی نہیں، تحقیق و مطالعہ اور غور و فکر پر مبنی ہے، اگر مجھے آنجناب کی دِل آزاری کا اندیشہ نہ ہو، تو میں اس دعویٰ پر دلائل پیش کرتا کہ جناب مرزا صاحب نے کذب و افترا کا جو ریکارڈ قائم کیا ہے، اس کی نظیر ان کے کسی پیش رو میں کم ملے گی، اور حق تعالیٰ شانہ نے ان کے کذب و افترا پر اتنے دلائل جمع کردیئے ہیں جو چشمِ عبرت کے لئے کافی و شافی ہیں۔

بعض غلط فہمیاں لائقِ درگزر ہوتی ہیں، لیکن جناب مرزا صاحب کی حالت کھل جانے کے بعد میں ان کے ''مسیحِ موعود'' ماننے والوں کو معذور نہیں سمجھتا، جہاں تک عقائد کے بعض مسائل کا تعلق ہے ان پر ایک صدی سے مباحثے، مناظرے،

مجادلے، مباہلے سبھی کچھ ہوچکا ہے، حق طلبی اور حق پروری مقصود ہو تو اب بھی تبادلۂ خیال کا مضائقہ نہیں، لیکن اگر مرغ بازی ہی مقصود ہو تو ساری لن ترانیوں کے جواب میں "لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ" کہہ دینا ہی سنتِ نبوی ہے۔ جو لوگ ضد، تعصب، غصہ، جھنجھلاہٹ کی اس حد کو عبور کرچکے ہوں کہ مرزا صاحب کا ہر جھوٹ انہیں سچ نظر آئے، ہر کجی کو راستی سمجھیں، اور ہر الحاد و زندقہ کو "علوم و معارف" کا نام دیں، ان کو کیا سمجھایئے؟ اور کس طرح سمجھایئے؟ انہیں بہرحال "یَوْمَ تُبْلَی السَّرَائِرُ" ہی کے انتظار کا مشورہ دیا جاسکتا ہے۔

جناب کے مخلصانہ جذبات سے، جو جناب مرزا صاحب بالقابہ کی ذاتِ گرامی سے وابستہ ہیں، مجھے ہمدردی ہے، اور میں جانتا ہوں کہ آدمی اپنے مقدس پیشوا کے بارے میں کتنا حساس ہوتا ہے، آپ چونکہ نقدِ ایمان مرزا صاحب کے سپرد کرچکے ہیں، اس لئے میں موصوف کے حق میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا جس سے جناب کے آبگینۂ احساس کو ٹھیس پہنچے، لیکن جناب کے اس ارشاد پر کہ: "چونکہ اس کا نام مرزا غلام احمد قادیانی ہے، لہٰذا یہ جھوٹا ہے" مجھے بطور اظہارِ واقعہ کے یہ چند الفاظ حوالۂ قرطاس کرنا پڑے، اُمید ہے کہ آپ مجھے جھوٹ کو جھوٹ کہنے میں لائقِ عفو سمجھیں گے۔

جناب نے "وسعتِ ظرفی" کے ضمن میں جو نگارشات فرمائی ہیں، ان کا جواب ... بقولِ شخصے ... ترکی بہ ترکی دے سکتا ہوں، لیکن میرے خیال میں شجرۂ کذب کی جڑ کو چھوڑ کر اس کی شاخوں سے اُلجھنا غیرفطری ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ جب مرزا صاحب ہی کذّاب ہوں، تو ان کے الہامات، تحقیقات، دعاوی وغیرہ میں صداقت کہاں سے آئے گی؟ ان پر بحث ہی کیوں کیجئے۔

جناب کراچی تشریف لائیں تو کسی ٹیکسی رکشہ والے سے جامع مسجد نیوٹاؤن (اور اب علامہ سیّد محمد یوسف بنوری ٹاؤن) کہہ دیجئے، وہ آپ کو سیدھا یہاں لائے گا،

اور یہاں پہنچ کر اس گمنام کا نام کسی سے پوچھ لیجئے۔

جناب کی دعوت پر مشکور ہوں، مگر جناب کی اطلاع کے لئے عرض پرداز ہوں کہ ربوہ دیکھا ہے، بارہا دیکھا ہے، ''احمدیت کا ظلی حج'' بھی آنکھوں میں ہے۔

بحمداللہ! فقیر آپ کی دُعا سے بصحت و عافیت ہے، اور جناب کی خیر و بہبودی کے لئے دُعاگو، فقط والدعا!

آپ کا مخلص

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۱۸/ذوالحجہ ۱۳۹۸ھ

قادیانی اپنا انسان ہونا ثابت کریں!

محترم جناب محمد یوسف صاحب

سلام من اتبعی الهدیٰ! (نقل مطابق اصل)

آپ کے دو خط اکٹھے ایک ہی لفافے میں ملے تھے، ان کے لئے آپ کا شکرگزار ہوں، اور ساتھ ہی معترف بھی ہوں کہ آپ واقعی ''قابلِ داد'' ہستی ہیں، آپ کی کٹ حجتی پر تو اب مجھے شبہ بھی نہیں رہا، جو آپ نے میرے سیدھے سے سوالات کے جواب دینے میں استعمال فرمائی ہے۔ دراصل جو دو ایک مسائل تھے انہیں آپ نے کج بحثی کی نذر کردیا ہے، جو تحقیق کے جذبہ کو یقیناً مجروح کرتی ہے، بہرکیف آپ نے جب یہ طرح دی ہے تو چلئے یونہی سہی۔

یہ میں محض آپ کے لگائے ہوئے الزامات کے جواب میں عرض کر رہا ہوں اور اِک چھوٹا سا آئینہ دکھا رہا ہوں کہ جنابِ من! آپ کی طرح کسی پر: جھوٹا، کذّاب، گندم نما جوفروش اور وحشی جیسے خطاب دینا تو بڑا آسان ہوتا ہے، لیکن تعمیری کام کرنا بہت مشکل ......

عبدالرؤف لودھی، کوئٹہ

جواب:

برادرِ مکرم زید لطفہٗ آدب و دعوات!

طویل نامۂ کرم موصول ہوا، جناب کو غلط فہمی ہوئی کہ میں نے ازخود آپ کو یا

آپ کی جماعت کو وحشی کہا ہے، حالانکہ میں نے نہیں، بلکہ جناب مرزا صاحب نے آپ کو یہ بہترین اور برمحل خطاب عطا کیا ہے، ملاحظہ ہو:

> ''اور پیش گوئی میں یہ بھی الفاظ ہیں کہ اس کے بعد یعنی اس کے مرنے کے بعد نوعِ انسانی میں علتِ عُقم سرایت کرے گی، یعنی پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے، اور انسانیت حقیقی صفحۂ عالم سے مفقود (نقل مطابق اصل) ہوجائیں گے، وہ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے اور نہ حرام کو حرام، پس ان پر قیامت قائم ہوگی۔''
>
> (تریاق القلوب ضمیمہ دوم ص:۱۵۹)

میرا عقیدہ یہ ہے کہ پیش گوئی صحیح ہے، لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا، ایسا بالکل قربِ قیامت میں ہوگا، لہٰذا مرزا صاحب مسیحِ موعود نہیں، بلکہ انہوں نے اپنے اُوپر غلط چسپاں کیا ہے۔ لیکن آپ فرمائیے کہ جو لوگ مرزا صاحب کے مرنے کے بعد پیدا ہوئے ہیں، انہوں نے جناب مرزا صاحب کو مسیحِ موعود مان کر اپنا وحشی ہونا تسلیم کرلیا ہے یا نہیں؟ انہیں حقیقی انسان کہا جائے یا انسان نما وحشی اور حیوان جنہیں حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں، پہلے یہ معما حل کرلیجئے، پھر اِن شاء اللہ آگے چلیں گے، العلم نقطة کثرها الجاهلون!

اُمید ہے مزاجِ سامی بعافیت ہوں گے، اس فقیر کے بارے میں جو عالم نہیں، علماً کا کفش بردار ضرور ہے، آپ جو حسنِ ظن رکھیں آپ کو سب معاف ہے، مگر مرزا صاحب کی اس عبارت کو سامنے رکھ کر اپنا انسان ہونا ہی ثابت کردیجئے! فقط والدعا۔

آپ کا بے حد مخلص

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۱۸؍محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

قادیانی شبہات

محترم مولوی محمد یوسف صاحب!

آپ کا ۱۶/۷/۱۳۹۹ھ کا طویل مراسلہ مجھے کوئی ایک ہفتہ قبل ملا تھا، اس کے لئے دِل سے شکرگزار ہوں۔

آپ کا مراسلہ ۵/ربیع الاول مجھے ملا تھا، آپ نے اب بھی بار بار اپنے اسی مراسلے کے حوالے دیئے ہیں، بخدا مجھے وہ مراسلہ نہیں ملا۔

ج:... دوبارہ اس کی نقل بھیج دی ہے، اُمید ہے مل جائے گا۔

۲:... یہ تو میں پہلے بھی عرض کرچکا ہوں کہ کسی پر الزام دھرنے کا کیا ہے، جب دلوں میں کھوٹ ہو، بغض ہو، تعصب ہو، اور یہ تہیہ بھی ہو کہ اپنے مخالف الخیال کی کوئی بات کیسی ہی اچھی کیوں نہ ہو اُسے ماننا ہی نہیں یا اسے کسی نہ کسی رنگ میں توڑ مروڑ کر ضرور بیان کرنا ہے، تو پھر مجھ جیسے بے علم انسان کے بس کا روگ نہیں کہ کسی "ابوالحکم" سے کوئی بات منواسکوں۔

ج:... خصوصاً جب "بے علم انسان" کسی "بومسیلم" کا شکارِ دجل ہوجائے۔

۳:... خصوصاً اس وقت جب وہ یہ کہے کہ "جو شخص حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا مدعی ہو، اس کا جھوٹا ہونا میرے نزدیک کسی دلیل کا محتاج نہیں، خود اس کا دعویٰ نبوت ہی سو جھوٹ کا ایک جھوٹ ہے۔"

ج:... بلاریب وتردّد مدعیٔ نبوت سے دلائل مانگنا عقیدۂ ختمِ نبوت میں شک کے مترادف ہے! اسی لئے حضرت امام ابوحنیفہؒ، مدعیٔ نبوت سے دلائل مانگنے کو کفر باور کرتے ہیں۔

۴:... اس بارے میں صرف اتنا ہی کہنا مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ نے تو حضرت ابنِ عربیؒ اور حضرت قاسم نانوتویؒ جیسوں کو بھی ایک طرف رکھ دیا، جن کا عقیدہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّتِ غیرتشریعی ممکن ہے۔

ج:... ان دونوں بزرگوں کا عقیدہ وہی ہے جو میرا ہے، وہ بھی مدعیٔ نبوت اور اس کے ماننے والوں کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

۵:... آپ نے اپنے اس طویل مراسلہ میں جگہ جگہ الحاد، زندقہ، کفر، کذب وغیرہ کے فتوے خوب استعمال کئے ہیں۔

ج:... بے محل یا محل وموقع کے عین مطابق؟ اگر کوئی بے محل فتویٰ صادر کیا ہو تو اس کی نشاندہی کریں۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ کفر والحاد بھی کریں اور آپ کو کافر وملحد بھی نہ کہا جائے؟

۶:... پیارے مولوی صاحب! یہ دور جس میں آپ اس قسم کی تکنیک استعمال کرتے ہیں، سائنسی دور ہے۔

ج:... کیا سائنسی دور میں دین اور دینی اصطلاحات نہیں چلتیں؟

۷:... آپ کو عقل سے خود بھی کام لینا پڑے گا اور دوسروں کے سامنے بھی عقل اور دلائل کے ساتھ ہی لب کشائی کرنی پڑے گی۔

ج:... مجھے بتایئے کہ میں نے کون سی بات بے دلیل کہی؟

۸:... یہ میری قسمت کہ واسطہ ہی آپ جیسی ہستی سے پڑگیا جو لکھنا تو بہت جانتی ہے (اور شاید بولنا بھی خوب جانتی ہو)، مگر ”کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی!“ کے مصداق نہ خود سمجھنے کی کوشش کرے اور نہ ہی کسی دوسرے کے پلے کچھ ڈال سکے۔

ج:...یہی شکایت مجھے اپنے ذُوفہم حریف سے ہے۔

۹:... آپ فرماتے ہیں: ''قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں داخل ہے۔'' الحمدللہ!

ج:...''الحمدللہ!'' کے بجائے ''استغفراللہ'' لکھنا تھا کہ آپ نے پہلے عمداً یا سہواً جو غلط الزام لگایا تھا، خدا اسے معاف فرمائے۔

۱۰:... آپ نے یہ تو تسلیم فرمالیا کہ بوقتِ نزول حضرت عیسیٰؑ نبی بھی ہوں گے اور اُمتی بھی، تو یہ بات واضح ہوگئی کہ ان کے نزول سے ختمِ نبوت متاثر نہ ہوگی، لیکن یہی دعویٰ حضرت مرزا صاحب کا ہے۔

ج:...آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے، ایک ہے کسی نبی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں داخل ہونا، یہ تو قرآن میں منصوص ہے، اور ایک آپ کے کسی اُمتی کا نبوت حاصل کرلینا، یہ عقلاً و شرعاً باطل ہے، اور مرزا صاحب اسی باطل کے قائل ہیں۔

۱۱:... یہ بھی خوب ہے کہ اسی کی بنا پر انہیں کافر، زندیق، فاسق، فاجر، ملحد، دجال اور نہ جانے کیا کیا کہا جاتا ہے۔

ج:...اس لئے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حصولِ نبوت کا دعویٰ کرے، اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال و کذاب کہا ہے، پس ایسے شخص کے فاسق و فاجر اور ملحد و دجال ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے؟

۱۲:... آپ نے ''ازالہ اوہام'' صفحہ:۲۸۹ کا حوالہ حسبِ عادتِ کہنہ نامکمل پیش فرماکر دیانت کا کچھ اچھا مظاہرہ نہیں کیا، اس فقرہ سے ملحق الفاظ یہ ہیں جو آپ خود چھپاگئے، یا پھر آپ کے پاس مواد ہی اتنا کترا بیونتا ہوگا، اور وہ الفاظ یہ ہیں:

''اور بعض صحابی جو اس اجماع کے مخالف قائل ہوئے کسی نے ان کی تکفیر نہیں کی اور نہ ان کا نام ملحد اور ضال اور ماؤل مخطی رکھا، پھر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ہمارے نبی صلعم کا جسمانی معراج کا مسئلہ بالکل مسیح کے جسمانی طور پر آسمان پر چڑھنے

اور آسمان سے اُترنے کا ہم شکل ہے۔"

ج:... میں نے جس دعویٰ کے لئے "ازالہ" کی عبارت کا حوالہ دیا تھا کیا ان منقولہ الفاظ سے اس دعویٰ کی تردید ہوتی ہے؟ اگر نہیں تو پھر شکایت کیوں؟ پس جب معراجِ جسمانی پر صحابہؓ کا اجماع تھا تو یقیناً حضرت مسیح کے رفعِ جسمانی پر بھی اجماع ہوا۔

۱۳:... حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہمارے نبی صلعم کے جسمانی معراج کی نسبت انکار کرنا درحقیقت اور درپردہ مسیح کے جسمانی رفع اور معراج سے بھی انکار ہے۔

ج:... جیسا کہ باقی سب صحابہؓ کا معراجِ جسمانی کا اقرار کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و رفعِ جسمانی کا اقرار ہے۔

۱۴:... کیوں جناب! اب بھی آپ میرے اس الزام کی تردید کریں گے کہ آپ جناب مرزا صاحب پر بے ثبوت الزام تراشی کے صرف مرتکب ہی نہیں ہوتے، بلکہ ایسا کرنے کی قسم کھاچکے ہیں، اس حوالہ میں دو جگہ آپ الزام تراشی کے مرتکب ہوئے ہیں۔

ج:... کیا الزام ہوا، ذرا وہ بھی فرمادیا جاتا؟

۱۵:... لیکن پھر بھی حضرت عائشہؓ اس بات کو تسلیم نہیں کرتیں اور کہتی ہیں کہ وہ ایک رُؤیائے صالحہ تھی اور کسی نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کا نام نعوذ باللہ ملحدہ یا ضالہ نہیں رکھا۔

ج:... جی ہاں! ان کو ضالہ و ملحدہ نہیں کہا، مگر اس سے کیا ثابت ہوا؟ اس کی بھی وضاحت ہوجاتی۔

۱۶:... شبِ معراج میں دوسرے انبیاؑ کے اجسامِ مثالیہ اور حضرت عیسیٰؑ کے جسدِ عنصری کو ہم رنگ و ہم شکل قرار دے کر خود ہی ثابت کر رہے ہیں کہ ان سب کی ہیئت اور کیفیت ایک سی تھی، لازماً یا تو وہ سب وفات شدہ تھے یا سب زندہ تھے، رسولِ

پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نظارہ میں کہیں بھی حضرت عیسیٰؑ کی الگ اور منفرد کیفیت بیان نہیں فرمائی۔

ج:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو متواتر احادیث میں ان کی منفرد کیفیت بیان فرماچکے ہیں۔

۱۷:... باقی آپ نے میدانِ حشر کی بھی مثال غلط دی ہے، میدانِ حشر میں تو صرف مرنے والے ہی جمع ہوسکتے ہیں نہ کہ زندہ انسان؟

ج:... میں نے اوّلین و آخرین کی جو قید لگائی تھی اس میں آپ کا جواب موجود ہے۔

۱۸:... جیسا کہ آپ بتاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ بجسدِ عنصری شبِ معراج میں اُسی طرح موجود تھے، جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! تو پھر آپ کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ حضور سرورِ کائنات کے معراج میں حضرت عیسیٰؑ بھی برابر کے شریک تھے؟

ج:... بندۂ خدا! آسمان پر ہونے سے معراج میں شرکت کیسے لازم آگئی؟ کیا آسمان کے بے شمار فرشتے بھی شریکِ معراج قرار پائیں گے؟

۱۹:... اس لحاظ سے تو اُمتِ مسلمہ کو حضرت عیسیٰؑ کا معراج بھی تسلیم کرلینا چاہئے۔

ج:... منکر کون ہے؟ ان کی معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ صدی پہلے ہوچکی تھی۔

۲۰:... سچ ہے جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔

ج:... سچ جھوٹ کے فرق کو سمجھنے کے لئے دِل کی بینائی شرط ہے، اور وہ بدقسمتی سے نصیبِ اعدا ہے۔

۲۱:... ظاہر ہے یہ دو معراجوں والا عقیدہ اہلِ اسلام کے نزدیک صحیح نہیں ہوسکتا۔

ج:... کون سے اہلِ اسلام؟ بحمداللہ! سب مسلمان اس کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے اور قربِ قیامت میں نازل ہوں گے۔

۲۲:... آپ خود ہی فرماتے ہیں: ''مثلاً کسی صاحبِ کشف کو میدانِ محشر کا نقشہ منکشف ہوجائے اور وہ دیکھے کہ تمام اوّلین و آخرین وہاں جمع ہیں تو اس پر کیا یہ لازم آئے گا کہ اب دنیا میں کوئی انسان زندہ نہیں، سب میدانِ محشر میں پہنچ چکے ہیں؟ میں حیران ہوں کہ یہ سوال آپ نے مجھ سے کیا ہے یا کہ اپنے آپ سے؟ چلئے یوں کیجئے کہ اپنے اسی سوال کو بار بار دُہرایئے اور گریبان میں جھانک کر بتایئے کہ اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراجِ جسمانی تھا یا کہ رُوحانی؟

ج:... ذرا میری تحریر ایک بار پھر پڑھئے، اور غور کیجئے کہ میں نے یہ بات کس تناظر میں کہی ہے؟ میں نے یہ بات کہی ہی اس تقدیر پر ہے جبکہ معراج جسمانی نہ ہو، بلکہ اُسے کشفی و رُوحانی فرض کیا جائے۔

۲۳:... نہ جانے یہ کیسے عالم صاحب ہیں کہ جب جی چاہے کسی سیدھی بات کو اُلٹا کردیں، اور جب جی چاہے اُلٹی بات کو سیدھا کر دکھائیں۔

ج:... لیکن سیدھی بات کو اُلٹ سمجھنا بھی قادیانیت کا خاص امتیاز ہے۔

۲۴:... اسی صفحہ کے آخر میں جو تین حوالے آپ نے دیئے ہیں، ان کے متعلق اُصولی بات عرض کرتا ہوں۔

ج:... یہ اُصولی باتیں آنجناب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں تراشنے کی زحمت کیوں فرمائی؟

۲۵:... ہم کب کہتے ہیں کہ عیسیٰ فوت نہیں ہوں گے؟

ج:... ''فوت نہیں ہوں گے'' مستقبل کا صیغہ ہے، ''وفات پاچکے'' ماضی کا، ذرا سوچ لیجئے آپ اتنے بدحواس کیوں ہو رہے ہیں کہ ماضی، مستقبل کی تمیز بھی اُٹھ گئی؟

۲۶:... ہمارا عقیدہ تو واضح ہے کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پاچکے اور اب آخری زمانہ میں جو شخص بھی عیسیٰؑ کے نام اور ان کی خوبو پر آئے گا یا آچکا ہے وہ بھی وفات پائے گا یا پاچکا ہے۔

ج:... یہ خوبو کہاں لکھی ہے؟ اور کیا ہوتی ہے؟ کچھ تشریح فرمادی جائے گی؟

۲۷:... یہ حدیث تو اس عقیدۂ اسلامی کی واضح مخالف ہے۔

ج:... یعنی آپ کا دماغ عقیدۂ اسلامی کا مخالف نہیں، حدیث مخالف ہے! نعوذ باللہ...!

۲۸:... یہاں ''نزول'' کے لفظ سے ''آسمان سے بجسدِ عنصری اُترنا'' کیونکر مراد لیا جائے؟ قرآن تو صریحاً اس خیال کی نفی کرتا ہے: "**یا بنی ادم قد انزلنا علیکم لباسًا**" (اعراف۳/۲۷)، "**وانزلنا الحدید فیه باس**" (حدید۴/۲۶) ذرا خود ہی بتادیجئے کہ آپ نے کبھی لباس اور لوہا آسمان سے اُترتے یا گرتے دیکھا ہے؟ یا کسی اور نے ہی دیکھا ہو تو براہِ کرم اس عاجز کو اس کے پتہ سے مطلع فرمائیں۔

ج:... اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ کوئی چیز آسمان سے اُترتی ہی نہیں؟

۲۹:... جس حدیث "**وفیها عهد الی ربی ..... فیهلکه الله**" کا آپ نے حوالہ دیا ہے، اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کا اُسی طرح ذکر ہے جیسا کہ قرآنِ حکیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر ہے۔

ج:... جھوٹ پر جھوٹ! قرآنِ کریم کی کس آیت میں ہے؟ ذرا نشاندہی فرمائیں۔

۳۰:... ارشادِ الٰہی ہے: "**هو الذی بعث فی الامیین رسولا .... واخرین منهم لما یلحقوا بهم**" (فرقان۴/۴۲) آخرین میں قیدِ وقت و زمانہ موجود نہیں، گویا حضور کی ایک بعثت تو اوّلین میں ہوئی اور دوسری بعثت آخری زمانہ کے انسانوں میں ہوگی۔

ج:...یعنی ...نعوذ باللہ... غلام احمد ''محمد رسول اللہ'' ہے، شرم! شرم!!

۳۱:... گویا مسیحِ موعود کی بعثت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بعثت قرار دیا گیا۔

ج:... لاحول ولاقوۃ الا باللہ! بریں عقل و دانش بباید گریست۔

۳۲:... ''ازالہ اوہام'' صفحہ: ۹۱ کا حوالہ بھی آپ نے نامکمل دیا ہے۔

ج:... مکمل حوالہ کے بعد منقول کے مفہوم میں کیا تغیر ہوا؟ اس کی وضاحت کردیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

۳۳:... غلطی کا احتمال صرف ایسی پیش گوئیوں میں ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے مبہم اور مہمل رکھنا ہو۔

ج:... یعنی مرزا صاحب کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اُمتِ مسلمہ کو خدا جہالت اور گمراہی میں رکھنا چاہتا ہے، نعوذ باللہ!

۳۴:... عیاں ہے کہ حضرت مرزا صاحب یہاں جو کچھ فرما رہے ہیں وہ یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ حضرتِ احدیت انبیأ علیہم السلام پر غیب کی خبروں کو انتہائی واضح طور پر اور پوری تفصیل کے ساتھ منکشف فرمائے۔

ج:... اسی پر مجھے اعتراض ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ان اُمور سے بے علم مانا جائے، اور مرزا صاحب کو باعلم؟ کچھ تو شرم چاہئے!

۳۵:... بہرحال نامکمل حوالہ جات پیش کرکے آپ نے اپنے طویل خط میں دیگر مولوی صاحبان کی تقلید میں حضرت مرزا صاحب پر ''آنحضرت صلعم کے چشم دید مشاہدہ کو جھٹلانے'' کے الزامات عائد کئے۔

ج:... حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا مشاہدہ بیان فرما رہے ہیں، عیسیٰ علیہ السلام سے جو گفتگو ہوئی اس کو نقل فرما رہے ہیں، اور وہؑ اپنے آنے کے بارے میں ''عہدِ ربّ'' کا حوالہ دے رہے ہیں، مگر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

جانتے ہی نہ تھے کہ مسیح کی حقیقت کیا ہے؟ اس سے بڑھ کر جحود (انکار) اور تکذیب کیا ہوگی؟ انصاف فرمائیے اگر آپ کے ساتھ کوئی شخص ایسا برتاؤ کرے تو آپ ایسے موذی شخص کو کیا سمجھیں گے؟

۳۶:...آپ کی انہی چابک دستیوں نے تو اب مجھے یقین دلا دیا ہے کہ یہ سب کچھ آپ بھول چوک سے اور سہو سے نہیں کرتے، بلکہ دیدہ و دانستہ کرتے ہیں۔

ج:...الحمدللہ! خوب فہم و بصیرت کے ساتھ، جو کہتا ہوں دلیل اور سند کے ساتھ کہتا ہوں۔

۳۷:...اور یہ ہونا ضروری بھی تھا، ورنہ حضور خیرالانام سرورِ کائناتؐ کی پیش گوئیاں کیونکر پوری ہوتیں، مثلاً یہ کہ: میری اُمت کے علماً آخری زمانہ میں آسمان تلے سب سے بری مخلوق ہوں گے۔

ج:...جی ہاں! بالکل صحیح فرمایا، مرزا غلام احمد صاحب جو اُمتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اور ختمِ نبوت کا تاج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے اپنے ناہموار سر پر سجانے کی ناپاک کوشش بھی کرتے ہیں، ان سے بدتر کوئی مخلوق ہوسکتی ہے؟

۳۸:... پھر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی تو اپنے ایک پہلے مراسلہ میں پیش کرچکا ہوں: "من الأحبار والرهبان ليأكلون اموال الناس بالباطل."

ج:...جیسا کہ مرزا نے لوگوں کا دین بھی برباد کیا، اور ان کی دنیا بھی لوٹی۔

۳۹:... ائمہ سلف نے تو چودھویں صدی ہجری کا بالاتفاق ظہورِ مہدی و مسیحِ موعود کے لئے تعین بھی کردیا تھا، جسے آپ جانتے تو ہیں لیکن محض ایک شخصی عداوت کی خاطر کسی راوی کو کذّاب ٹھہرادیتے ہیں، کسی مفسر کا سرے سے پتہ ہی کاٹ جاتے ہیں۔

ج:...سفید جھوٹ! کوئی تو حوالہ پیش کیجئے اور کسی کا نام تو لیجئے!

۴۰:...مگر جب اُسی مفسر یا راوی کی کوئی بات آپ کے مسلک کی ممد نظر آتی

ہے تو آپ اُسے پیش کرنے سے بھی نہیں چوکتے، سمجھ نہیں آتی یہ تکنیک آپ کو کہاں لے جائے گی؟

ج:... یہ قادیانیوں کا وطیرہ ہے، مسلمانوں کا نہیں۔

۴۱:... اگر آپ نے ٹھانی ہوئی ہے کہ آپ حضرات ان سب پیش گوئیوں کو جب تک ظاہری طور پر پورا ہوتے نہیں دیکھیں گے، تب تک نہیں مانیں گے۔

ج:... پوری ہوں تو مانیں! انشاء اللہ قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے پر یہ پوری ہوں گی اور ہم مانیں گے۔

۴۲:... جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُسی پہلے والے جسم عنصری کے ساتھ آسمان سے اُترتا نہیں دیکھیں گے، تب تک آپ یونہی دلائل کا منہ چڑاتے رہیں گے تو یقین فرمایئے کہ ایسا موہومہ ظہورِ مہدی کا وقت کبھی نہیں آنے کا۔

ج:... چشم ما سدا کور باد! کیا ہم ...نعوذ باللہ ... غلام احمد قادیانی جیسے مراقی، مخبوط الحواس اور اعوَر کو مہدی و مسیح مان لیں؟ اور دُنیا جہان کے جھوٹے کو مسندِ عیسوی پر بٹھائیں؟

۴۳:... آپ بعینہٖ اسی طرح کر رہے ہیں جیسے اُمتِ موسویہ نے کیا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ماننے سے انکار کیا، صرف یہی نہیں بلکہ ان کے دعویٰ کا مذاق اُڑایا گیا۔

ج:... یا جس طرح مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ طیبات کا مذاق اُڑایا، گویا یہودیوں کے بھی کان کتر دیئے۔

۴۴:... حضرت عیسیٰ کو طرح طرح کی ایذائیں دی گئیں، حتیٰ کہ انہیں تختۂ دار پر بھی لا کھڑا کیا گیا۔

ج:... جھوٹ! سفید جھوٹ! اور صاف صاف آیتِ قرآنی "وَمَا صَلَبُوْهُ" کا انکار ہے۔

۴۵:... میں تو سمجھتا ہوں کہ قرآن الحکیم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیان جو کثرت کے ساتھ کیا گیا ہے، محض اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کے مطابق آپ حضرات نے لازماً پیدا ہونا تھا اور مثیلِ مسیح کا عین اُسی طرح ٹھٹھا بھی اُڑنا تھا۔

ج:... نہیں! بلکہ محض اس لئے کہ غلام احمد کی تکذیب اور ان کے ماننے والوں کی حماقت کا بار بار اعلان ہو، سوال یہ ہے کہ "مثیلِ مسیح" کس آیت یا حدیث میں لکھا ہے؟

۴۶:... یہ تو خیر ہوئی کہ حضرت مرزا صاحب پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایۂ عاطفت تھا، ورنہ انہیں بھی تختۂ دار پر چڑھا ہی دیا جاتا۔

ج:... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں، بلکہ انگریز کا "سایۂ عاطفت" تھا، جیسا کہ مرزا جی نے خود اقرار کیا ہے۔

۴۷:... کیوں میرے عزیز مولوی صاحب! اُمتِ موسویہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سچا مان لیا تھا؟

ج:... جیسا کہ آپ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو سچا مان لیا ہے؟

۴۸:... حد یہ کہ وہ اب تک ایک موہوم مسیح کی آمد کے انتظار میں دیوارِ گریہ سے لگ لگ کر روتے ہیں اور اس کی آمد کی دُعائیں مانگتے ہیں، صرف اس لئے کہ انہوں نے بھی علامات اور پیش گوئیوں کو ظاہری رنگ میں پورا ہوتا دیکھنے کی ٹھانی ہوئی تھی۔

ج:... یہ کس آیت اور حدیث میں لکھا ہے؟

۴۹:... نتیجہ آپ کو بھی معلوم ہے کہ وہ راہِ ہدایت سے بھٹک کر راندۂ درگاہ ہوکر قعرِ مذلت میں گر گئے، آپ اسی بات سے بھی کوئی سبق نہیں لینا چاہتے، حیرت ہے!

ج:... عجیب منطق ہے کہ جب مرزا پر مسیح علیہ السلام کی کوئی علامت اور کوئی نشانی بھی صادق نہیں آتی تو قادیانی اُمت خود شرمانے کے بجائے دوسروں کو الزام دیتی ہے۔

۵۰:... حضرت مسیحِ موعود مرزا صاحب کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ: ''کسی مہدی کے زمانے میں کسوف و خسوف نہیں ہوا''

ج:... مگر آپ نے تو یہی دعویٰ کیا تھا، ذرا اپنی تحریر دیکھ لیجئے، صد شکر ایک بات تو عقل میں آئی!

۵۱:... بلکہ دعویٰ یہ ہے کہ بموجب پیش گوئی دارقطنی ''ان لمھدینا آیتین'' کہ مہدیٔ معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینے میں چاند کو گرہن کی راتوں میں پہلی رات کو یعنی ۱۳ تاریخ کو اور سورج گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی ۲۸ کو گرہن لگے گا، تو اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سے خدا نے زمین اور آسمان پیدا کئے، یہ نشان کسی کے لئے ظاہر نہیں ہوئے، اور یہ نشان صرف ہمارے ہی مہدی کی صداقت کے لئے مخصوص ہیں۔

ج:... میں بتاچکا ہوں کہ ایسے کسوفین کا رمضان میں اجتماع ساٹھ مرتبہ ہوچکا تھا، پھر مہدی کی تخصیص کیا ہوئی؟

۵۲:... حضرت مرزا صاحب کی عبارت پیش کرتے ہوئے ایک بار پھر آپ نے اخلاق اور دیانت سے کام نہیں لیا، حالانکہ اس عبارت سے کچھ پہلے حضرت صاحب نے صاف الفاظ میں متذکرہ بالا حدیث کا متن اور ترجمہ تحریر فرمایا ہے، اور پھر لکھا ہے کہ:

''ان تاریخوں میں کسوف و خسوف رمضان میں ہونا کسی کے لئے اتفاق نہیں ہوا، صرف مہدیٔ معہود کے لئے اتفاق ہوگا۔''

ج:... مرزاجی کے اس دعویٰ کی کوئی دلیل بھی ہے؟ اگر نہیں تو بے پَر کی

ہانکنے کا فائدہ؟

۵۳:... یہی الفاظ آپ دیدہ و دانستہ حذف کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون! جب آپ نے حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ میں تحریف وتحذیف سے کام لیا تو آپ کا جواب خودبخود غلط اور بے معنی اور غیر متعلقہ ہوگیا۔

ج:... کیسے؟ میں تو کتاب کا حوالہ دیتا ہوں اور اسلافِ اُمت اور اکابرِ اسلام کی تحقیق پیش کرتا ہوں، مگر آپ ہیں کہ صرف اور صرف مرزا صاحب کی اندھی تقلید کو قرآن وسنت اور اکابرِ اُمت کی تصریحات کے مقابلہ میں منوانے کی ناکام کوشش وسعی میں سر پھوڑ رہے ہیں۔

۵۴:... کیونکہ آپ یا آپ کے علمائے ہیئت تا قیامت کسی مدعیٔ نبوت کو پیش نہیں کرسکے جنہوں نے حدیث شریف کے مطابق چاند گرہن کی پہلی تاریخ اور سورج گرہن کی درمیانی تاریخ میں دونوں گرہن لگتے دیکھے ہوں۔

ج:... عقل سے تھوڑی دیر کے لئے کام لے لینے میں کیا حرج ہے؟ دیکھئے! کسوف وخسوف بھی موجود، اور مدعیٔ نبوت بھی موجود، اور یہ دونوں تاریخی صداقتیں ہیں، فرمائیے! مدعی نے کسوفین کو کیوں نہ دیکھا؟

۵۵:... یہ بھی آپ کی حمیت وغیرت کو ایک چیلنج ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمائیں کہ ایسے گرہن سوائے ہمارے مہدی کے زمانہ کے کبھی دنیا میں ظہور پذیر نہیں ہوئے، اور نہ ہوں گے، اور آپ ہیں کہ اپنے پاس سے ہی چار ایسے کسوف و خسوف کے حوالے دیئے چلے جارہے ہیں، کیا اب بھی آپ حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ہونے کا دعویٰ کرسکتے ہیں؟ کیونکہ آپ تو منشائے پیش گوئی کے برخلاف ہی ایڑی چوٹی کا زور لگا کر لکھ رہے ہیں کہ اسے نشان ٹھہرانا ہی غلط فہمی ہے۔

ج:... یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کب ہے؟ جھوٹ کسی وقت تو چھوڑ دینا چاہئے؟

۵۶:... جب بھی آپ نے ہمیں دکھ دیئے، ہم نے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر آپ کی ہدایت کے لئے دُعائیں کیں۔

ج:... مگر بے ایمانوں اور کافروں کی پکار کا کوئی فائدہ نہیں اس لئے کہ: "وَمَا دُعَآءُ الْکَافِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلَالٍ!" (اور نہیں دُعا کافروں کی مگر بھٹکنا)۔

۵۷:... احمدی مسلک میں یہ تو ہے ہی نہیں کہ نفرت کا جواب نفرت سے دیں۔

ج:... جی ہاں! گالیاں پیار ہی میں دی جاتی ہیں، مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر پوری اُمتِ مسلمہ کو جو گالیاں دی ہیں وہ کس محبت کا شاخسانہ ہے؟

۵۸:... آپ نہیں جانتے کہ ہر دس، پندرہ، بیس سال کے بعد ہمیں مظالم کی بھٹیوں میں ڈال ڈال کر آپ خود ہی کندن بناتے ہیں۔

ج:... جی ہاں! آپ جیسوں کے لئے فرمایا گیا: "اَوَلَا یَرَوْنَ اَنَّھُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَّرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ وَلَا ھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ!" (کیا نہیں دیکھتے کہ وہ آزمائے جاتے ہیں ہر برس میں ایک بار یا دو بار، پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں)۔

۵۹:... ہمیں خوب معلوم ہے، ہماری یہ قربانیاں رائیگاں نہیں جارہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ان حقیر قربانیوں میں اتنی برکت ڈال رہا ہے کہ یورپ بھنا اُٹھا ہے۔

ج:... جی ہاں! شیخ چلّی زندہ ہے۔

۶۰:... مجھے یہ بتانے کی تو ضرورت ہی نہیں کہ تبلیغی کانفرنسوں اور مناظروں کا انعقاد، اخبارات، رسائل، ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ کے ذریعہ لیکچرز اور مضامین کا اہتمام تو انہی (بقول آپ کے "کافر") لوگوں کے روزمرہ کے مشاغل ہیں۔

ج:... اس کا نتیجہ؟ یہی ناں کہ مسلمانوں کو کافر، اور کافروں کو مسلمان

کہا جائے۔

۶۱:...لیکن ایک آپ کا ٹولہ ہے کہ موج اُڑا رہا ہے کہ ہینگ لگے نہ پھٹکری، آپ کے فرسودہ خیالات کسی کو کھینچیں یا نہ کھینچیں آپ کی بلا سے!

ج:...جی نہیں! قرآن و حدیث اور بزرگانِ دین کے ارشادات پیش کر کے مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت اور انہیں قادیانی دجل وفریب سے بچانا ہمارا مقصد ہے، اور بحمداللہ ہم اس میں کامیاب ہیں۔

۶۲:...آپ کا یہی کارنامہ کیا کم ہے کہ صرف چودہ پندرہ روز کی دھما چوکڑی کے بعد چشم زدن میں ہی دنیا بھر کے لگ بھگ ایک کروڑ کلمہ گوؤں کو کافر قرار دلوادیا؟

ج:...جی نہیں! مسلمانوں کو نہیں بلکہ کافروں کو کافر کہلوایا اور کفر و اسلام کے حدود کا تحفظ کیا۔

۶۳:... مجھے یہ کہنے کا حق دیجئے کہ آپ کی اس طویل مراسلت نے مجھ پر کوئی اچھا اثر نہیں ڈالا۔

ج:...میں کیا؟ ازلی بدبختوں کو اللہ کا نبی بھی متأثر نہ کرسکا، چنانچہ فرمادیا گیا: "اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ!" (بے شک آپ نہیں ہدایت دے سکتے ان کو جن کو تو ہدایت دینا چاہتا ہے)۔

۶۴:...ظاہر ہے کہ میں نہ تو ازلی متعصب ہوں اور نہ ہی تنخواہ دار مبلغ، ورنہ میں احمدیت کی جانب اس طرح کھنچ کر کیوں آتا؟

ج:...جی ہاں! مسخِ فطرت کی وجہ سے آپ قادیانیت کے دامِ تزویر میں آگئے۔

۶۵:... اس کی وجہ یہی ہے کہ میں حقیقت کو پانا چاہتا تھا، سو الحمدللہ کامیاب ہوا۔

ج:...بے شک! مگر افسوس کہ سراب کو حقیقت سمجھ لیا۔

۶۶:...آپ کو تو احمدیوں کی ہر نیک بات بُری دکھائی دیتی ہے۔

ج:... جیسی چیز ہوگی، ویسی نظر بھی آئے گی، اگر کوئی شخص ایمان و کفر کے درمیان امتیاز نہیں کرسکتا تو "وَمَآ اَنْتَ بِهَادِی الْعُمْیِ" کا مصداق ہے۔

۶۷:... قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے اُوپر لیا ہوا ہے۔

ج:... حفاظت کا ذمہ نہ لیا ہوتا تو غلام احمد جیسے لوگ اسے مسخ ہی کردیتے۔

۶۸:... لیکن آپ ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اس کی حفاظت اگر کوئی کرسکتا ہے تو مولوی یا عالم اور کوئی نہیں۔

ج:... جی ہاں! عالمِ اسباب میں مولوی اور عالم ہی اس کی حفاظت کرتے آرہے ہیں، فالحمدللہ۔

۶۹:... آج مسلمانوں کی نئی پود اٹامک AGE میں سے گزر رہی ہے، دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کا طریقِ تبلیغ ایسا فرسودہ نہیں جو آپ نے اپنایا ہوا ہے، بلکہ آج کی پود اور تعلیم یافتہ افراد سائنسی تکنیک سے قرآن و حدیث کو سمجھنا چاہتے ہیں۔

ج:... مرد کا عورت بن جانا، حاملہ ہونا، دَردِ زِہ ہونا، پھر اس کے اندر سے بچہ پیدا ہوکر خود اسی عورت کا بچہ بن جانا، پھر اس بچے کا بعینہٖ داڑھی مونچھوں والا رہنا، یہ ساری چیزیں تو ماشاء اللہ! سائنٹفک ہیں...!

۷۰:... آپ ہیں کہ اس پُرتحقیق دور میں بعید از عقل و قرائن یہ بتارہے ہیں کہ ایک انسان جو اس دنیا میں نبی بن کر آیا، وہ دو ہزار برس سے اللہ تعالیٰ کے داہنے گھٹنے کے ساتھ لگ کر بیٹھا ہے۔

ج:... لعنت اللہ علیٰ قائلہٖ! یہ بھی کسی قادیانی قرآن و حدیث میں ہوگا، ورنہ کوئی مسلمان اس کا قائل نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے داہنے گھٹنے کے ساتھ لگ کر بیٹھے ہیں۔

۷۱:... ذرا ہوش کے ناخن لیجئے کہ وہ پود یا تو دینِ اسلام سے متنفر ہوجائے گی یا پھر عیسائی ہوجائے گی۔

ج:...اور قادیانیت خود بھی تو اسلام سے تنفر کی ہی ایک صورت ہے!

۷۲:... خدارا! اپنے حال پر رحم کھایئے، اپنے بال بچوں کی بھی ایسی کچھ تربیت نہ کیجئے کہ وہ کچھ عرصے کے بعد ہنسیں کہ دیکھو! ہمارے ابا کیسی لایعنی سی باتیں کرتے ہیں۔

ج:... الحمدللہ! جن کو اللہ تعالیٰ نے عقل دی، ان کو اسلام کے قطعیات پر ہنسنے کی ضرورت نہیں، اور جن کی شکلوں کے ساتھ عقلیں بھی مسخ ہوگئی ہوں، ان کا کام ہی تعلیماتِ نبوت پر ہنسنا ہے۔

۷۳:...آپ نے اپنے طویل مراسلہ میں جتنی لاحاصل باتیں تھیں، وہ لکھ ماری ہیں، لاحاصل اس لئے کہتا ہوں کہ آپ نے صفحے تو بہت کالے کئے، مگر مطلب کی بات پر نہ آئے۔

ج:... جی ہاں! آپ کے مطلب کی کوئی چیز قائم نہ رہنے دی، بِحَوْلِ اللهِ وَقُوَّتِهٖ!

۷۴:... مثال کے طور پر یہ کہ اوّل تو حضرت عیسیٰؑ کی حیات اور ان کے آسمان پر بیٹھے ہونے کے دلائلِ قرآنی تو کہیں بھی نہیں دیئے۔

ج:... بات تو میرے قرآنی دلائل ہی سے شروع ہوئی تھی، خیر سے اسی کا انکار شروع ہوگیا۔

۷۵:... جو شخص آپ کی کوتاہ نظری میں کذّاب ہے، مفتری ہے، زندیق ہے، آپ کی طرح اُس وقت کے علمائے زمانہ نے بہت شور مچایا، بہت لے دے کی، لیکن نتیجہ آج آپ کے سامنے ہے کہ کسی ایک نے بھی ایسی نظیر پیش نہ کی اور نہ اب کوئی کرسکتا ہے۔

ج:... نظیریں تو پیش کی گئی تھیں، مگر چشم بندی کی وجہ سے آپ حضرات کو نظر نہیں آئیں۔

۷۶:... مجھے معلوم ہے آپ بھی حضرت مرزا صاحب کو تاقیامت مفتری ثابت نہ کرسکیں گے۔

ج:... مرزا صاحب انشاء اللہ! بقولِ خود و باقرارِ خود مفتری ثابت ہوتے ہیں۔

۷۷:... علامہ عبدالعزیز لکھتے ہیں: "قد ادعٰی بعض الکذّابین النبوۃ کمسیلمۃ الیمامی والأسود العنسی وسجاح الکاہنۃ فقتل بعضھم وبالجملۃ لم ینتظم امر الکاذب فی النبوۃ اِلّا ایامًا معدودۃ."

(نبراس مطبوعہ میرٹھ ص:۴۴۴)

ج:... قولہٗ: "اِلّا ایّامًا معدودۃ" اقول کما وقع فی عصرنا للمتنبّیٔ القادیانی المغول. فانہ قد ادعٰی النبوۃ صراحًا وجھارًا ۱۹۰۱ المیلادیۃ کما صرح بہ نجلہ المیرزا محمود احمد فی حقیقۃ النبوۃ ج: ۱ ص: ۱۲۱ وقد ھلک فی ۲۶/مئی ۱۹۰۸ المیلادیۃ، فلم یمھلہ اللہ اِلّا ایّامًا قلیلۃً. فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ!

۷۸:... حضرت امام ابن القیمؒ تحریر فرماتے ہیں: "نحن لا ننکر ان کثیرًا من الکذّابین قام فی الوجود وظھرت لہ شوکۃ ولٰکن لم یتم لہ امرہ ولم تطل مدّتہ بل سلط علیہ رسلہ واتباعھم فمحقوا اثرہٗ وقطعوا دابرہٗ واستاصلوا شافتہ ھذہ سنۃ فی عبادہ منذ قامت الدنیا والی ان یرث الارض ومن علیھا." (زادالمعاد جلد اوّل صفحہ:۵۰۰) یعنی جھوٹے مدعی اپنے مقصد کو نہ پاسکے اور نہ ہی ان کی مدت لمبی ہوئی، وغیرہ، "لمبی مدت" کی تشریح اسی جگہ ثلٰثًا وعشرین سنۃً (۲۳ سال) کے الفاظ میں موجود ہے۔

ج:... اور بحمداللہ یہ مدت متنبّیٔ قادیان کو بعد از دعوائے نبوت نصیب نہ ہوسکی۔

۷۹:... مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں دعویٰ کیا، جبکہ اس سے قبل تو دعویٰ نبوت کو کفر قرار دیا کرتے تھے، لیکن میں کہتا ہوں کہ آپ نے دعویٰ نبوت کے بے شک کفر

قرار دیا ہے، مگر نہ صرف ۱۹۰۱ء تک بلکہ ۱۹۰۸ تک اور وہ نبوت، نبوتِ تشریعی ہے، وہی نبوت جو قرآن مجید کو منسوخ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو ختم بتائے، بے شک کفر ہے، اسی نبوت کو حضرت مرزا صاحب نے تمام کتب میں (۱۹۰۱ء سے قبل بھی اور بعد بھی) کفر لکھا۔

ج:... جی! آپ نہ تو مرزا صاحب کے تناقض کو سمجھے ہیں، نہ مرزا محمود احمد صاحب نے اس تناقض کا جو حل پیش کیا ہے، آپ نے اسی کو سمجھا ہے، سنیے! ۱۹۰۱ء سے پہلے مرزا صاحب اپنی نبوت سے انکار کرتے تھے، اور اسے صرف محدثیت والی نبوت قرار دیتے، اسی بنا پر انہوں نے ''تریاق القلوب'' میں اپنے انکار کا کفر نہ ہونا ذکر کیا، اور اسی بنا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جزئی فضیلت بیان کی، بعد میں مرزا صاحب نے عقیدہ بدل لیا، اپنی نبوت کو محدثیت والی نبوت نہیں، بلکہ واقعی نبوت سمجھنے لگے، یہ فرق ہے دونوں زمانوں کے درمیان، جو مرزا صاحب کے فرزندِ اکبر نے ''حقیقۃ النبوۃ'' میں بیان کیا ہے۔

۸۰:... جناب مولوی صاحب! آپ کو تھوڑی سی عقل یوں بھی استعمال کرنی پڑے گی کہ آپ کے غیراحمدی علماً (قریباً تین سو کی تعداد میں) ۱۹۰۱ء سے بہت ہی قبل حضرت مرزا صاحب پر اسی بنا پر فتویٰ کفر لگا چکے تھے۔

ج:... الحمدللہ! عقل تھوڑی سی نہیں پوری استعمال کریں گے، اور کرتے ہیں، کاش! آپ بھی اس سے کچھ فائدہ اُٹھاتے، اور اس پر غور کرتے کہ کیا نبی وہ ہوتا ہے جو نبوت کے صحیح مفہوم ہی کو نہ سمجھے؟ علمائے اُمت نے ''براہینِ احمدیہ'' سے سمجھ لیا تھا کہ یہ صاحب مسیحیت اور نبوت کی پٹڑی جما رہے ہیں، جبکہ مرزا صاحب نہ اپنی مسیحیت کو سمجھے، نہ نبوت کو۔

۸۱:... جب حضرت مرزا صاحب کے اس وقت کے مکذب و مکفر لوگ خود ہی ان کا عہدِ نبوت ۲۵، ۲۶ سال یعنی ۲۳ سال سے بھی زیادہ تسلیم کرتے تھے تو آپ

کو بھی یہ ماننا چاہئے کہ حضرت صاحب ارشادِ ربانی "لو تقول علینا" کی کسوٹی پر کھرے ہی کھرے نکلے۔

ج:... واقعی اس کسوٹی پر کھرے اور صاف جھوٹے نکلے، اسی لئے ہیضہ کی موت مرے، اور عالمِ نزع سے پہلے دونوں راستوں سے نجاست خارج ہو رہی تھی، جو کہ افترا علی اللہ کی صورتِ مجسمہ تھی، اور یہ منظر "قطعِ وتین" کی بھیانک شکل تھا۔

۸۲:... ویسے تو آپ زبانی اور تحریری جمع خرچ بہت کرتے ہیں۔

ج:... جی نہیں! الحمدللہ ہم نے اس کا کبھی پروپیگنڈا نہیں کیا، نہ اس کی ضرورت، جو فقرہ آپ کو لکھا تھا وہ اپنی منصبی ڈیوٹی کے طور پر لکھا تھا، نہ کہ پروپیگنڈے کے طور پر۔

۸۳:... معاند علماً اور حکومتیں تک اس سلسلۂ احمدیت پر کیا کیا تیر نہیں چلاتی رہیں، ان تمام باتوں کے باوجود یہ سلسلہ نیست و نابود نہیں ہوا، اور نہ انشاً اللہ تاقیامت ہوگا۔

ج:... یہودی، نصرانی، مجوسی، ذکری، مہدوی بھی اب تک نیست و نابود نہیں ہوئے، ان کو بھی برحق سمجھئے گا...؟

۸۴:... دُنیا چاروں کناروں سے آپ کی حلقہ بگوشی میں داخل ہوتی رہی، ہو رہی ہے، اور انشاً اللہ آئندہ بھی ہوتی رہے گی۔

ج:... جی ہاں! وضوحِ حق کے بعد بھی جو بدنصیب ایمان نہ لائے اس کے بارہ میں یہی کہا جائے گا: "فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ!" (جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کو اختیار کرے)۔

۸۵:... میں تو بخدا! اپنے ان دنوں پر افسوس کرتا ہوں جب میں آپ کی طرح احراری ہونے کی حیثیت میں بے نصیب تھا۔

ج:... ان دنوں کسی اللہ والے کی گستاخی کی ہوگی، جس سے سلبِ ایمان تک

نوبت پہنچی۔

۸۶:...مبارک وہ جو اس موعود کو شناخت کرچکے، کر رہے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے، اے کاش! پیارے مولوی محمد یوسف صاحب! آپ بھی اپنی ہٹ اور ضد کو ترک کردیں، اللّٰہم آمین!

ج:...الحمدللہ! ضد اور ہٹ نہ پہلے تھی، نہ اب ہے، لیکن باطل کو باطل اور رات کو رات کہنا بھی اگر ضد اور ہٹ ہے تو چلئے یہی سہی!

۸۷:...اگر ختمِ نبوت کا وہی مفہوم لیا جائے جو آج کا مولوی لیتا ہے کہ بس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریعی تو کیا غیرتشریعی بھی کوئی نبی نہیں آسکتا، تو پھر ہمیں ہر روز ہر رکعت میں پانچوں وقت: **"اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم"** دُعا کیوں پڑھنی ہوتی ہے؟

ج:... باوجود حصولِ نبوت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں پڑھتے تھے؟

۸۸:...آپ یوں کریں کہ کوئی ایک موضوع خود ہی چن لیں اور اس پر بحث کریں، مگر بروئے قرآن! اور یہ سمجھ کر کہ دلائل بھی بالقرآن ہوں، یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ مجھے آج تک یہی پتہ نہیں چل سکا کہ آپ جن ائمہ کے حوالے اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں، آپ ان پر کبھی تو تبرہ بھی جڑ دیا کرتے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ میں نے آپ کے کئی حوالوں کو درگزر کردیا ہے۔ احقر عبدالرؤف لودھی

ج:...الحمدللہ! آپ میری کسی علمی بحث کا جواب نہیں دے سکے۔

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

فریب خوردہ قادیانیوں کی خدمت میں

محترم جناب مولوی محمد یوسف صاحب!

سلام علیٰ من اتبعی الھدی.

ج:...املا صحیح کیجئے لفظ "اتبع" ہے۔

۲:...خدا کرے آپ بخیر و عافیت ہوں، آمین!

ج:...الحمدللہ! بعافیت ہوں اور آپ کی عافیت و ہدایت کا دُعاگو۔

۳:...آپ کا نوازش نامہ ملا ہے، معافی چاہتا ہوں جواب کچھ تاخیر سے دے رہا ہوں، کیونکہ میں جلسہ سالانہ پر ربوہ گیا ہوا تھا۔

ج:...تحریف فی الاسم ہے، کیونکہ مسیحِ کذّاب کی ہر بات میں کذب ہوتا ہے۔

۴:... یہ تو اچھا ہی ہوا کہ آپ نے خط میں یہ اقرار کرلیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صدی کے سر پر مجدّد کے آنے کی اطلاع دی ہوئی ہے، ورنہ آپ نے جن الفاظ کو اخبار میں شائع کیا ہوا ہے، اس سے تو قارئین کو یہی تأثر اور تصور ملتا ہے کہ جیسے وہ الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے نہ ہوں، بلکہ صرف حضرت مرزا صاحب کے ہی ہوں۔

ج:... یہ عبارت یہاں سے شروع ہوتی ہے کہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:......." کیا اتنی کھلی بات کے سمجھنے سے بھی آپ معذور ہیں؟

۵:... حقیقتاً یہ بھی ایک وجہ تھی جس سے مجھے آپ کی خدمت میں خط لکھنا پڑا، جس میں اس عاجز نے یہی سوال تو کیا تھا کہ آپ خواہ مخواہ حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔

ج:... جھوٹے کو جھوٹا بنانے کی ضرورت نہیں، ہاں! بتانے کی ضرورت ہے۔

۶:... آپ نے میرے عریضہ کو صرف کانٹے دار کرکے واپس کردینے سے اپنے کسی اچھے اخلاق کا ثبوت نہیں دیا، واضح طور پر یہ آپ کی جھنجھلاہٹ ظاہر کرتا ہے۔

ج:... نبوتِ کاذبہ کے ساتھ اخلاق بھی اسی قسم کے ہوں گے۔

۷:... اُصولاً تو چاہئے تھا کہ آپ میری معروضات یا وضاحتوں کے جواب میں کوئی مثبت باتیں بہ دلائل لکھتے، وہ آپ سے نہ ہوسکا۔

ج:... آپ نے میری بات کا جواب ہی کیا دیا کہ اس کو رَدّ کرتا؟

۸:... اگر کچھ آپ نے کیا بھی تو یہ کہ شیخی بھگاردی کہ ''ورنہ مرزا قادیانی کی جو عبارتیں آپ نے (یعنی میں نے) نقل کی ہیں، اس میں مرزا جی نے خدا و رسول پر افترا کئے ہیں، اور آپ ایسے (یعنی مجھ سے) سمجھدار اور خوش فہم لوگوں کو کس کس طرح احمق بنایا ہے، اس کی تشریح کروں تو ایک ضخیم رسالہ بن جائے گا۔''

اوّل تو آپ نے طرزِ تخاطب میں کوئی اچھا نمونہ پیش نہیں کیا، اس سے تو ہر سمجھ دار قاری اندازہ لگاسکتا ہے۔

ج:... طرزِ تخاطب کا اچھا نمونہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ میں نے مسیحِ کذاب کے ماننے والوں کو صرف فریب خوردہ کہنے پر اکتفا کیا۔

۹:... دوم آپ نے یہ لکھتے ہوئے اتنا بھی نہیں سوچا کہ جس بات کو آپ مرزا صاحب کا افترا گردان رہے ہیں، وہ تو حضرت مرزا صاحب سے کئی صدیوں پہلے بھی کئی بزرگانِ دین سے ہوچکا ہے۔

ج:... مثلاً کون کون سے بزرگوں نے؟ اور پھر بزرگانِ دین سے آپ کا کیا تعلق؟

۱۰:... سوم یہ کہ آپ تشریح کریں تو ایک ضخیم رسالہ بن سکتا ہے، میں باادب یہ عرض کرنے میں حق بجانب ہوں گا کہ آپ سے بھی یہ نہ ہوسکے گا۔

ج:... جی ہاں! مجھ سے کیا، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی فرمایا گیا: "اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ."

۱۱:... آپ کے کئی ہم مسلک ایسی تعلّیاں اور شیخیاں بگھارتے بگھارتے راہیٔ ملکِ عدم ہوگئے۔

ج:... لیکن الحمدللہ! مرزا غلام احمد کی طرح راہیٔ ملکِ عدم نہیں ہوئے کہ ان کے دونوں راستوں سے نجاست نکل رہی ہو، اور نہ مرزا محمود کی طرح شکل مسخ ہوکر۔

۱۲:... مگر وہ بالمقابل کوئی مفید اور مُسلّم جواب نہ لکھ سکے۔

ج:... مُسلّم جواب انشاء اللہ مرنے کے بعد ملے گا، وہاں فرشتوں سے بھی یہی کہئے گا!

۱۳:... ہاں! البتہ گالیوں سے بھری کتابیں ضرور شائع کرگئے۔

ج:... جی ہاں! قرآن بھی تو بقول مرزا گالیوں سے بھرا ہوا ہے۔

۱۴:... بھلا ایسی باتوں سے بھی کبھی ابلاغِ دین کے کام ہوا کرتے ہیں؟

ج:... صحیح فرمایا، لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے، سچی بات تو یہ ہے کہ ابلاغِ دین "..... فاقتلوہ" سے ہوتا ہے!

۱۵:... چلئے! آپ احمدیوں کے مسلک اور رویہ کو تو چھوڑیئے، کیونکہ آپ کا ذہن ان کے خلاف کافی سے زیادہ زہرآلودہ ہوچکا ہے، مگر خدا کے لئے اپنے اسی عقیدہ کی خبر تو لیجئے جیسا کہ آپ نے خود تسلیم کیا ہے کہ تجدیدِ دین کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی مسلّمہ چلی آرہی ہے کہ ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ

کسی نہ کسی کو مجدّد کے طور پر مبعوث فرماتا رہے گا۔

ج:... الحمدللہ! مجھے تو مسلّم ہے، مگر افسوس کہ مرزا غلام احمد اور ان کے ماننے والے اس کو نہیں مانتے، چنانچہ آپ ہی بتائیں کہ اگر آپ اس کے قائل ہیں تو پھر چودھویں صدی کے بعد یہ سلسلہ بند کیوں ہوگیا؟

۱۶:... تو آپ بیچارے احمدیوں کے پیچھے لٹھ لئے پھرنے کی بجائے خود اپنا موازنہ کریں کہ مکمل تیرہ صدیوں میں تو مجدّدین کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتے رہے، مگر اس چودھویں صدی کا کوئی مجدّد کیوں نہ آیا؟ یہ صدی کیوں اور کن حضرات کی بدولت خالی چلی گئی؟

ج:... یہ آپ سے کس نے کہا کہ یہ صدی مجدّد سے خالی چلی گئی؟ اگر مرزا مجدّد نہیں تو کیا دُوسرا بھی کوئی نہیں؟

۱۷:... یا یوں کہئے کہ محض آپ کی ضد نے کسی کو بھی مجدّد ہونے کا مستحق نہ سمجھا، تو کیا آپ کا ضمیر اور ذہن اس بات کو گوارا کرتا ہے کہ پیش گوئی ہو خاتم الانبیاءؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور وہ پوری تیرہ صدیوں میں تو پوری ہوتی چلی آئی ہو، مگر جب چودھویں صدی آئی جس میں آپ جیسے علماء ہوں تو وہ (نعوذ باللہ) بے کار چلی گئی؟

ج:... محض جھوٹ! کسی نے بے کار نہیں کہا، لیکن قادیانیوں نے پندرھویں صدی کے لئے اس کو بے کار کردیا، کیونکہ الف آڑے آتا ہے، کون کہتا ہے کہ پوری نہیں ہوئی؟ ہاں! البتہ غلام احمد قادیانی کو ملتِ اسلامیہ مجدّد نہیں مانتی اس لئے کہ مجدّد تو کیا وہ ایک شریف انسان کہلانے کا مستحق بھی نہیں ہے۔

فقط والسلام

عبدالرؤف لودھی

قادیانی وسعتِ معلومات کا شاہکار!

جناب ابوالقاسم رفیق دلاوری صاحب ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

میں نے آپ کی کتاب ''رئیسِ قادیان'' کے پہلے چند صفحات کا بغور مطالعہ اپنی لائبریری ربوہ میں بیٹھ کر کیا، ماشاً اللہ کتاب خوب لکھی ہوئی ہے، کتاب میں دِل کھول کر جھوٹ لکھا گیا ہے اور اس قدر کہ مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔

جنابِ والا! آپ نے جو حوالے ''سیرت المہدی'' یا ''الفضل'' یا کسی اور احمدی حضرات کی لکھی گئی کتابوں سے دیئے ہیں، میں نے وہ کتاب خاص طور پر لائبریری سے نکلوائیں اور حوالہ جات کو دیکھا تو وہاں پر آپ کا بیان کردہ حوالہ موجود ہی نہ تھا، بلکہ پوری کتاب میں وہ حوالہ نہیں موجود، اب معلوم نہیں آپ کے نزدیک ''سیرتِ المہدی'' جو کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے لکھی ہے، وہ کوئی اور ہو؟ آپ نے ایک جگہ الفضل ۳رجنوری ۱۹۳۱ء کا حوالہ دیا ہے، ۳رجنوری کی اخبار نکلوائی تو وہاں پوری اخبار میں اس کا نام ونشان نہ تھا۔

از خلافت لائبریری، ربوہ

اِظہارِ صداقت:

مکرم ومحترم، آداب ودعوات!

جناب کا نامۂ کرم بغیر نام اور بغیر تاریخ کے مولانا ابوالقاسم دلاوری کے نام

موصول ہوا، مولانا مرحوم کا مدت ہوئی وصال ہو چکا ہے، مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان کی کتاب طبع اوّل کا فوٹو شائع کیا ہے، جناب نے اس کے بعض حوالوں کو مخدوش قرار دیا ہے، اور بطورِ مثال ''الفضل'' ۳؍جنوری ۱۹۳۱ء کے حوالے کو غلط بتایا ہے۔

ہم نے اپنے اکابر کو حوالہ جات میں ثقہ اور امین پایا ہے، وہ جان بوجھ کر کسی کی طرف غلط بات منسوب کرنے کی جسارت نہیں کرتے، یہ شرف صرف مرزا غلام احمد صاحب کے لئے مخصوص ہے۔ تاہم سہوِ قلم یا سہوِ کتابت کی وجہ سے تاریخ یا سن میں بھول چوک ہوجانا تقاضائے بشریت ہے، لہٰذا گزارش ہے کہ ''رئیسِ قادیان'' یا ہماری کسی اور مطبوعہ کتاب میں آپ کو کوئی غلط حوالہ ملے تو اس سے مطلع فرمایئے، ہم تحقیق کے بعد غلطی کا اعلان کرنے میں مسرت محسوس کریں گے، اور کتاب کے ساتھ غلط نامہ بھی چھاپ دیں گے، فقط والدعا!

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۵؍محرم ۱۳۹۹ھ

حضرت گنگوہیؒ اور تکفیرِ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

بریلویوں کے ایک مکتبہ ''مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور'' نے فتاویٰ قادریہ مؤلفہ مولوی محمد لدھیانوی شائع کیا تھا، اس پر یہ خط لکھا گیا تھا۔

(محمد یوسف لدھیانوی)

مکرم ومحترم، زیدت مکارمہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مزاجِ گرامی! آنجناب کا طبع کردہ رسالہ ''فتاویٰ قادریہ'' نظر سے گزرا، میں جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے علمائے لدھیانہ کے علمی افادات شائع کرکے ہمیں ان سے مستفید ہونے کا موقع عنایت فرمایا، فجزاکم اللہ احسن الجزاء!

کتاب پر جناب مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب کا حرفِ آغاز ہے، جس میں انہوں نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے توقف دربارۂ تکفیرِ قادیانی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''ابوالقاسم رفیق دلاوری اپنی کتاب رئیس قادیانی (قادیاں) جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ آخر گنگوہی صاحب نے بھی

مرزا کی تکفیر پر اتفاق کرلیا تھا، جہاں تک فتاویٰ قادریہ کا تعلق
ہے اس سے اس اتفاق کا نشان نہیں ملتا، فتاویٰ رشیدیہ میں بھی
ایسا کوئی عنوان نہیں، اگر کوئی صاحب اس کی نشاندہی کریں تو
تاریخ کے ایک طالبِ علم ہونے کی حیثیت سے ہمیں اس کے
قبول کرنے میں کوئی باک نہ ہوگا۔"

میں جناب شرف قادری صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری مرحوم کی تحقیق دُرست ہے، حضرت گنگوہیؒ کو قادیانی کے کفریات کی اَوّل اَوّل اطلاع نہیں تھی، اس لئے تکفیر کے معاملہ میں احتیاط کی رَوش اختیار فرماتے تھے، اور قادیانی کے کلمات موحشہ (وحشت پیدا کرنے والے) کی حتی الوسع تأویل فرماتے تھے، لیکن جب قادیانی کے کفریات تأویل کے متحمل نہ رہے تو اس کی تکفیر فرمائی، اور چونکہ آخر الاقوال یہی ہے، اس لئے حضرت گنگوہیؒ کی پہلی رائے مرجوع عنہ (رُجوع شدہ) تصور کی جائے گی، حضرت قدس سرہٗ کے اس رجوع کی سردست دو شہادتیں پیش کرتا ہوں، ایک حضرتؒ کی اپنی تحریر، اور دوسرے مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریر۔

اَوّل:... غالباً آنجناب کو علم ہوگا کہ حضرت گنگوہیؒ کے مکاتیب کا ایک مجموعہ "مفاوضاتِ رشیدیہ" کے نام سے ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا تھا، یہ وہ خطوط ہیں جو آپ نے اپنے خلیفۂ مجاز حضرت مولانا سیّد اشرف علی سلطان پوری کے نام تحریر فرمائے تھے، یہ مجموعہ اب شوال ۱۳۹۶ھ میں کتب خانہ اشاعت العلوم محلّہ مفتی سہارنپور سے دوبارہ شائع ہوا ہے، اس میں متعدد خطوط میں مرزا قادیانی کے بارے میں اظہارِ رائے فرمایا ہے، ۲۷رذیقعدہ ۱۳۰۸ھ کے خط میں لکھتے ہیں:

"مرزا، حسبِ وعدہ فخرِ عالم علیہ السلام دجال کذّاب
پیدا ہوا ہے، مثل مختار (ثقفی) کے اَوّل دعویٰ تائید دین کیا، اب

مدعیٔ نبوت در پردہ ہوکر مضل خلق ہوا، اور بڑا چالاک ہے کہ اشتہارِ مناظرہ دیتا ہے، اور جب کوئی مقابل ہوتا ہے بلطائف الحیل ٹال دیتا ہے، اور مناظرہ موت و حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام میں کرتا ہے، اور اپنے دعویٰ کے باب میں بالکل مناظرہ نہیں کرتا، بندہ نے اس کے باب میں فتویٰ لکھا ہے، وہ ملفوف ہے، ہرگز تردّد نہ کرنا چاہئے، جو نصوص کا منکر ہوگا وہ اہلِ ہواء میں داخل ہے، آپ اپنی طرف سے لوگوں کو قطعاً ممانعت اس سے ملنے کی کردیں، ہرگز اس کے ناحق اور اہلِ باطل ہونے میں تأمل نہ فرمائیں۔'' (ص:۴۱ خط نمبر:۲۶)

حضرتؒ کی اس تحریر سے ثابت ہے کہ حضرتؒ کے نزدیک مرزا دجال، کذّاب، مدعیٔ نبوت، مثیلِ مختار ثقفی اور منکرِ نصوص تھا، اور حضرتؒ نے اس کے بارے میں فتویٰ بھی تحریر فرمایا تھا۔

دوم:... مرزا غلام احمد قادیانی ''انجامِ آتھم'' میں اپنے مکفرین کی فہرست میں مولانا نذیر حسین دہلوی، مولانا عبدالحق دہلوی، مولانا عبداللہ ٹونکی، مولانا احمد علی سہارنپوری، مولانا سلطان الدین جے پوری، مولانا محمد حسن امروہی کا نام درج کرتے ہوئے آخر میں لکھتا ہے:

''وآخرهم الشيطان الاعمىٰ والغول الاغوىٰ يقال له رشيد الجنجوهي، وهو شقي كالأمروهي، ومن الملعونين، فهؤلاء تسعة رهط كفّرونا وسبّونا، وكانوا مفسدين، ونذكر معهم الشيخين المشهورين، يعني الشيخ الٰه بخش التونسوي، والشيخ غلام نظام الدين البريلوي، وانهما من المعرضين، فندخلهم في الذين

خاطباهم، لیکونا من المصدقین او المکذبین."

(ص:۲۵۲ مطبوعہ ربوہ)

مرزا کی اس تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت گنگوہیؒ نے بھی مرزا کی تکفیر کی تھی، جس کی پاداش میں مرزا نے حسبِ عادت، حضرت گنگوہیؒ کو گندی گالیاں بکیں، نیز یہ کہ اس وقت تک (یہ کتاب مرزا صاحب نے ۱۸۹۷ء میں لکھی تھی) خواجہ اللہ بخش تونسوی اور مولانا غلام نظام الدین بریلوی، مرزا کے بارے میں متوقف تھے، نہ مصدق تھے، نہ مکذب۔

میں جناب مولانا شرف قادری صاحب کے طالب علمانہ ذوق سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس ناکارہ کی نشاندہی کو حسبِ وعدہ قبول فرمائیں گے، اور اس قبول کی اطلاع سے اس ناکارہ کو سرفراز فرمائیں گے، ان کی سہولت کے لئے جوابی لفافہ بھیج رہا ہوں، اور اس خیال سے کہ شاید دونوں حوالے کی کتابیں انہیں نہ مل سکیں، متعلقہ صفحات کے فوٹو اسٹیٹ بھی ارسالِ خدمت ہیں۔ اُمید ہے مزاجِ سامی بعافیت ہوں گے۔

والسلام

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۲۶/۷/۱۴۰۰ھ

۱۰/۶/۱۹۸۰ء

نزولِ مسیح کا عقیدہ ایمانیات سے!

جناب نور محمد قریشی صاحب نے ''نزولِ مسیح آخر کیوں؟'' نامی رسالہ تصنیف کیا اور نظرِ ثانی کے لئے مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی خدمت میں بھیجا، آپ نے اس میں چند ترمیمات فرماکر درج ذیل خط لکھا...... (سعید احمد جلال پوری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

مکرم و محترم جناب قریشی صاحب، زیدت الطافہم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُمید ہے مزاجِ سامی بعافیت ہوں گے، جناب کی تصنیفِ لطیف ''نزولِ مسیحؑ آخر کیوں؟'' کئی دن سے آئی رکھی تھی، رات اپنے مشاغل سے فارغ ہوکر اس کا مطالعہ کیا، بہت ہی انبساط ہوا، بعض نکات اتنی خوبصورتی سے لکھے ہیں کہ اگر یہ ناکارہ لکھتا تو شاید نہ لکھ پاتا، فجزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء!

چند اُمور اصلاح طلب نظر آئے، جناب کی نظرِ ثانی کے لئے عرض کرتا ہوں:

ا:... محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جہاں جہاں آیا، اس کو ''الرسول اللہ'' لکھا گیا ہے، یہ املائی غلطی ہے، ''الرسول'' مضاف ہے، اس پر ''ال'' نہیں آتا۔

۲:... ص:۶۲: ''اگرچہ جمہورِ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کی دوبارہ آمد کا مسئلہ عقیدہ اور ایمان کا مسئلہ نہیں۔''

یہ تحقیق صحیح نہیں، اُمت کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی اُن علاماتِ کبریٰ میں سے ہے، جو قطعی متواتر ہیں، اور دینِ اسلام کے متواترات پر ایمان لانا فرض ہے، چنانچہ عقائد کی کتابوں میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ درج کیا گیا ہے، امام طحاویؒ ''عقیدۂ طحاویہ'' میں لکھتے ہیں:

"ونؤمن بخروج الدجّال ونزول عیسیٰ بن مریم علیهما السلام من السماء."

اور سوائے ملاحدہ وفلاسفہ کے کوئی اس عقیدہ کا منکر نہیں، اس کی تفصیل اس ناکارہ کے رسائل میں آچکی ہے، بہرحال تمنا عمادی وغیرہ کا قول، لائقِ التفات نہیں۔

۴:... آنجناب نے اسی صفحہ پر غلام احمد قادیانی کا قول نقل کیا ہے کہ: ''یہ عقیدہ ہماری ایمانیات کا جز نہیں۔'' اپنی مسیحیت کی پٹڑی جمانا مقصود تھا، اس لئے وہاں یہ لکھ دیا کہ یہ مسئلہ ایمانیات کا جزو نہیں، اور یہ کہ ہزار مسیح بھی آسکتے ہیں، اور یہ کہ:

''ممکن ہے اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔''

لیکن جب بزعم خود مسیحیت کی پٹڑی جم گئی تو ''حقیقۃ الوحی'' میں منکرینِ مسیح پر کفر کا فتویٰ داغ دیا اور لکھا:

الف:... ''جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دے کر مجھے کافر ٹھہراتا ہے، اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی ص:۱۶۷، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۶۷)

ب:... ''علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا و رسول

کو بھی نہیں مانتا، کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی موجود ہے۔" (حوالہ بالا ص:۱۶۸)

اور یہ بھی لکھا کہ:

ج:... "مسیح جس کے آنے کی خبر دی گئی ہے، وہ صرف ایک ہی شخص ہے۔" (حوالہ بالا ص:۴۰۶)

الغرض غلام احمد قادیانی لفظ لفظ میں جھوٹ بولنے اور متضاد باتیں کہنے کا عادی تھا، اور اس کا کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھنا بھی محمدی بیگم کے الہام کی طرح خالص جھوٹ تھا۔ (کلمہ فضل رحمانی ص:۱۲۴)

دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بخشیں، اور اُمت کے لئے اس کو نافع بنائیں، اور جناب کے لئے ذریعۂ نجات بنائیں۔

قمر احمد عثمانی کے جواب میں آپ کا تحریر کردہ رسالہ مسودہ کی شکل میں موصول ہوا، انشاء اللہ دو ایک روز میں کوشش کروں گا کہ دیکھ لوں۔

اپنا تازہ رسالہ "مرزا کا مقدمہ اہلِ عقل و انصاف کی عدالت میں" بھیج رہا ہوں، اور اس کا چھٹا باب مستقل رسالہ بن گیا ہے وہ بھی ساتھ ملحق ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۱۶/۵/۱۴۱۷ھ

رفع الی السمأ کا مفہوم!

جناب نور محمد قریشی صاحب نے قمر احمد عثمانی کے جواب میں ایک رسالہ لکھا، اس پر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ سے رائے اور تصدیق لینے کے لئے مسودہ بھیجا، تو آپؒ نے درج ذیل تصحیح فرما کر اپنی رائے لکھی۔

(سعید احمد جلال پوری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

جناب محترم نور محمد قریشی صاحب، زید لطفہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

معروض آنکہ قمر احمد عثمانی کے رسالہ کے جواب کا جو مسوّدہ جناب نے بھجوایا تھا، وہ میں نے دیکھ لیا ہے، ماشاً اللہ اپنے انداز میں خوب لکھا ہے، بہت جی خوش ہوا، دِل سے دُعائیں نکلیں۔

ص:۶، ۷ پر "رفع الی اللہ" کی بحث ہے، ص:۷ کے پہلے پیراگراف کو آپ نے اس لفظ پر ختم کیا ہے: "ذاتِ باری تعالیٰ کی ایک کرسی بھی ہے۔" اس کو حذف کرکے اس کے بجائے یہ لکھا جائے:

"ذاتِ باری تعالیٰ کی نسبت بلندی کی طرف کی جاتی ہے، اور آسمان بلندی پر

ہے، اس لئے عرفِ عام میں کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہیں، خود قرآنِ کریم میں سورۂ تبارک الذی کی آیت:۱۶، ۱۷ میں دو مرتبہ فرمایا: "ءَأَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ"، "أَمْ أَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ" (کیا تم بے خوف ہوگئے اس سے جو آسمان میں ہے)، (یا کیا تم بے خوف ہوگئے اس سے جو آسمان میں ہے)، ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ کا آسمان میں ہونا بیان فرمایا ہے۔ اور مشکوٰۃ شریف ص:۲۸۵ میں مؤطا امام مالک اور صحیح مسلم کے حوالے سے معاویہ بن حکمؓ کی لونڈی کا قصہ نقل کیا ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلواکر پوچھا: "أين الله؟" (اللہ کہاں ہے؟) "قالت: في السماء!" اس نے جواب دیا "آسمان میں!" پھر پوچھا: میں کون ہوں؟ جواب دیا: آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا: "اعتقها فانها مؤمنة!" (اس کو آزاد کردے، کیونکہ یہ مؤمنہ ہے)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی کے یہ کہنے پر کہ "اللہ آسمان میں ہے" اس کے صاحبِ ایمان ہونے کا حکم فرمایا۔

قادیانی صاحبان بھی یہی شبہ کیا کرتے ہیں کہ کیا اللہ آسمان میں بیٹھا ہے؟ ان کی خدمت میں ان دو آیتوں اور صحیح حدیث کے علاوہ ان کے نام نہاد "نبی" کا الہام بھی پیش کرتا ہوں:

مرزا صاحب کے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں تین الہامی پیش گوئیاں ذکر کی گئی ہیں، پہلی پیش گوئی الہامی فرزند کی بشارت ہے، جس میں اس لڑکے کی صفات ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

> "فرزند دلبند، گرامی ارجمند، مظہر الاوّل والآخر، مظہر الحق والعلا، کأنّ الله نزل من السماء" (گویا اللہ آسمان سے اُتر آیا)۔ (مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۹، یہ اشتہار تذکرہ ص:۱۳۶، طبع چہارم، الہام نمبر:۱۷۲، ازالہ اوہام ص:۱۵۶، رُوحانی خزائن ج:۳ ص:۱۸۰، آئینہ کمالات ص:۵۷۵، ۶۴۷ میں بھی موجود ہے)

پس جس آسمان سے اللہ تعالیٰ مرزا کا بیٹا بن کر اُتر آیا تھا... نعوذ باللہ... اسی آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُٹھایا گیا، جس کی خبر دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے دی ہے، ...اوّل:... "وَرَافِعُکَ اِلَیَّ" (آل عمران:۵۵) اور ...دوم:... "بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَیْهِ" (النساء:۱۵۸)۔

چونکہ رفع الی اللہ کے معنی رفع الی السماء قطعی و یقینی ہیں، اس لئے تمام مفسرین ان دو آیتوں کے معنی رفع الی السماء سمجھے ہیں۔"

۲:... آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ۳۰ سال میں نبوت ملنا، اور ۳۳ سال میں ان کا اُٹھایا جانا متفق علیہ لکھا ہے، یہ صحیح نہیں، بلکہ یہ نصاریٰ کا قول ہے، اور بعض مسلمان بھی ان کے قول سے غلط فہمی میں مبتلا ہوئے، صحیح یہ ہے کہ ان کو چالیس سال بعد نبوت ملی، جو کہ اعطائے نبوت میں سنتِ الٰہی ہے، چالیس برس وہ دعوت دیتے رہے، اسّی برس کی عمر میں اُٹھائے گئے، چالیس برس واپس آکر زمین پر رہیں گے، ان کی کل عمر ۱۲۰ سال ہوگی، حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ نے "عقیدۃ الاسلام" میں اس کی تحقیق فرمائی ہے۔

۳:... ص:۴۷ پر آپ نے جو "اجماعی عقیدہ" کے بارے میں ذکر کیا ہے وہ لائقِ اصلاح ہے، بہت جلدی میں چند حروف گھسیٹ رہا ہوں، میں اپنے دو رسالے جناب کی خدمت میں بھیج رہا ہوں، حافظ سیوطیؒ نے منکرِ نزولِ مسیح پر کفر کا فتویٰ دیا ہے، اور دوسرے اکابرؒ نے بھی اس کے قطعی اور متواتر ہونے کی تصریح کی ہے، متواتراتِ دین کا منکر کافر ہوتا ہے، یہ عقیدہ کا مسئلہ یوں ہے کہ جو اُمور قطعی و متواتر ہوں ان کا جاننا عقیدہ میں داخل ہے، آپ کو اس رسالہ کی تألیف پر ایک بار پھر مبارک باد دیتا ہوں، والسلام!

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۱۸/۵/۱۴۱۷ھ